

ہا۔ "مشارع خان کی طرف سے کوئی رد عمل ظاہر نہ ہونے پر اس نے خود کو سنبھالا اور مصیبت کا شوق دیکھا۔

"اس بار سے معلومات حاصل کرنے کے لیے میں تہایت احتیاط اور احتیاط سے کام لے رہا ہوں اس شخص نے اپنے جرنے کی اپنی میں ذہر کا ایک کپسول چھپا رکھا تھا۔ اگر کم سے اسے اتنی شکوک سے باہر کر دیا جاتا تو وہ ہوش میں آتے یہ وہ کپسول تھا کہ اپنی زندگی کا ذخیرہ تھا۔ اسے بھائی بھائی دیا گیا ہے کہ جب تم پر خطرہ ہو تو کپسول دے دو گے۔ کچھ بھی دانا ظاہر ہونے والے ہی تو اپنی زندگی کا ذخیرہ کر لو اور بچنے کی زندگی پا کر جنت میں پہنچاؤ۔ عار و طرہ کار ہے کہ یہی کرم کے اپنی عمر میں آتے ہی پس سمیت اسے ان کی برائے سے عروم کر دیتے ہیں اور وہ عار سے سہا کے گئے کہاں میں عاری نکلیں گے سامنا کرنا ہے۔ اس طرح اگر کرم نے کوئی نقصان دہ شے یا چیز پیش دیکھی یا چوری ہو تو وہ عار سے سامنے آ جاتی ہے۔ اس بار کے سامنے کے جو ہے کہ دوران میں چاہا کہ اس کے کون جرنے کی اپنی ہی عموں سے ہے اور اپنی کی کرم کر مانتے آ جاتے والے سے میں ایک ایسا خاص سوجہ ہے جس میں ذہر یا کپسول رکھا گیا ہے۔ بالکل اس کے پاس سے اس کی کوئی قافیہ ذکر شے نہیں لگی۔ ایک فراموش ہے جو پہلے ہی سامنے آ گیا تھا۔" بھرا اسٹور پارے ڈراما کر اپنے سامنے دیکھے گا اس سے پانی کا ایک ٹھونٹ بھر اور پھر وہ بار بار پلانا شروع کر دیا۔

"جیسا کہ میں نے کہیں بتایا کہ اس بار سے جھٹکے کے دوران میں بہت احتیاط سے کام لے رہا ہوں۔ اپنے لوگ خود کو کارخانہ رکھنے کے باعث کچھ بھی اٹھنے کے لیے بڑے سخت جان ہوتے ہیں۔ جھٹکے کے لیے ہم اسے اس مقام پر لے گئے جہاں آوی خود اپنے منہ سے موت کی قضا کرتا ہے لیکن موت بھی اس کی حد کے لیے نہیں آتی۔ ہاں فرنگ آ کر اسے اپنی زبان کو کوئی پتی اور اس نے انکشاف کیا کہ وہ اور اس کے سامنے ہیں کچھ ایک دھڑا بھرا کچھ کے لیے کام کر رہے ہیں۔ یہ چیز وہی شخص ہے جو بار سے جانے والوں کے ٹھکانے کا خط خلاف ہے اور اپنی باتوں سے اس نے اپنے ساتھیوں کے دلوں میں ان لوگوں کے لیے سخت نفرت بھردی ہے۔ چند فرجی لوگوں کے دلوں میں یہ نفرت اتنی کچھ بھاری گئی ہے اور یہ فرجی لوگ اس کے اشارے سے ہر کسی بھی شخص کی جان لینے کے لیے تیار رہتے ہیں۔ اس بار کی باتوں سے میں نے اندازہ لگا لیا ہے کہ بھرا کچھ نے ان کے دلوں کو اس کی طرف مائل کر دیا ہے کہ وہ سوچنے لگتے کی ملاجیت سے

بالکل کرم ہو چکے ہیں اور کسی معمول کی طرح جہرہ کا کرنا کے لیے تیار رہتے ہیں جس کا حکم انہیں بھرا دیتا ہے۔ انہوں نے کون کے کون سے کچھ کر رہے ہیں کچھ انکشاف ہوا ہے کہ وہ اپنے کاوی سے اور بھرا سے اسے اس عادت میں اس نے جہرہ کیا کہا ہو گا کہ وہ سوچے سمجھے ہے وہ عام نظام کی طرح انکشاف کی جی رہی کر رہا ہے۔

"ان تمام باتوں کی روشنی میں عمارت کے لیے بھرا کرم بہت مشکل ہو چکا ہے اور میں کو پیش کرتی ہے کہ اس بندے کی حقیقت تک پہنچیں۔ اس مسئلے میں بھرا میں تم سے اس لیے حد چاہتا ہوں کہ میرے ساتھ حق میں بھی جرنے کے میں بھی شامل ہیں جو اس نے ہاتھ لائے ہوئے اس میں کے اس لیے ان حالات میں تم ہی سب سے کارآمد آتی ہے۔ بہت ہو گئے ہو۔" بھرا اسٹور پارے کھیت سے ہاتھ پاتا اس میں کرم میں خان کے ذہن میں ہی آیا ہو گے۔ فراموش اور اظہار کے شائستگی اور میں ابھری گئی۔ وہ دونوں بھی تو ذہنی اور ان کے بہرہ میں ہیں ان کے ایک ہی وقت ہونے سے جو حصر و ہوش میں ذہر کھول کر انہیں اوجھٹ کر دیتے ہیں عمارت میں مل گئے۔

"میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں۔ آپ بتائیں کہ اس مسئلے میں آپ کے ذہن میں کیا پڑا ہے؟" اس نے غصے سے کہیں تہایت عزم کے ساتھ بھرا اسٹور پارے سے کہا تو وہ اس کے ساتھ بھرا پان دھس کر گئے۔

\*\*\*

"بہت خوب صورت جگہ ہے۔ اپنی خوب صورت گھر میں عادی نہ ہونے کے باوجود جہرہ پانڈ سے اٹھ کر ایک ڈاک پر جانے کے لیے مجبور ہو جاتا ہوں اور جب وہیں آتا ہوں تو مٹا ہے آنکھوں میں خوش رنگ سا قہر ہے۔ ساتھ لے آیا ہوں۔ آنکھوں میں ہے ان ماحول اور ہر سو بھری پردوں کی چھپا ہوں کے ساتھ وہ کھینچتا خوش ہو کر رہتا ہے۔ میں آپ کے سامنے انکھوں میں جان نہیں کر سکتا۔" مصطفیٰ خان کے گھر کی ڈاکنگ ٹیبل پر بیٹھ کر بیٹھے اور ان کے دل میں آفتاب تھا۔ آفتاب لہذا وہ کے بعد وہ دھڑکی سے بھرا کے ساتھ اپنے گھر میں داخل ہو گیا تو وہ آج مصطفیٰ خان نے بھرا خاص انہیں کھانے پر مدعو کیا تھا۔

اس موقع میں اسلم اور باہو بھی شریک تھے۔ بھرا اور باہو ان وقت میں مصطفیٰ خان کی دیوی کی تھوڑا سی جھجک اسلم اس محل میں شریک تھا جس میں بھرا آفتاب آری لہذا وہی شان میں رہا بھرا ان کے ہاتھ لگاتے ہوئے

"شہر بار کے مشوروں پر عمل نہ کرنے والے انکھوں میں اس طرح بھرتا نظر آتے ہیں۔ دیکھو اچھا اس کا آپ نے پہلے ہی ڈاک میں قیام کر کے دیکھ لیا ہے تو آپ آری لہذا وہی کچھ قدرت کو کچھ گئے ہیں۔" مصطفیٰ خان نے بھی غصے سے اس کی بات کو جواب دیا۔ ان کی تعداد میں ہونے کے باوجود صرف وہ دونوں ہی ٹھکانوں میں حصر لے رہے تھے اور اسلم شخص قاضی صاحب کا کردار تھا ۲۲ ضرورت پڑنے پر اٹھا کر سکر دیتا تھا۔ اس کی ذہنی کے لئے بہت سے بار وہ سال جنگ میں لگتے ہیں آری وہ میں قدرے خوشی کو لوں کے ساتھ کر رہے تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں اس کی محنت میں سرے سے شریک ہی نہ کی تھی اور وہ ہر طرح کے ادب و آداب سے قلمی آزاد تھے۔ وہ ان کے ہونے لوگوں میں رہتے ہوئے وہ بھی ڈراما کر گیا تھا۔ اگرچہ اس نے بہت کوشش کی کہ خود کو وہاں بھی منتروں سے لگے لیکن آری کے لیے کسی معاملہ میں رہتے ہوئے اس سے مکمل فرار نہیں ہو سکتا۔ وہ زہر کی کھانسی کرمزہ مقام سے عقب لگا کر اس کے اندر ہتری جا چکا ہے سو اسلم بھی اس معاملہ کو چھوڑ دینے کے باوجود مہذب و نجاشی رہتے ہوئے بھی کھرا خود کو اس دنیا کے لیے ابھی محسوس کرنے لگا تھا اور وہ سمجھتا تھا اس کے لہجوں پر چپ کا ۲۲ اپنی رہتی تھی جیسا کہ آج وہ اس محل میں شخص قاضی صاحب تھا۔

"آپ کچھ کہتے ہیں۔ مجھے جیسا ہے کہ شہر بار صاحب کے مشوروں پر عمل نہ کرنے والے ضرور بھرتا ہے ہوں گے کیونکہ ان کے طور سے میں پورا پورا غصہ شامل ہوتا تھا۔ ان میں عمارت و مہر جہے والوں میں اپنے نفس لوگ مشکل ہی سے ملتے ہیں۔ مجھے تو جب ان کا خیال ۲۲ ہے یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور زندگی دے۔"

"آمین۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بہت بھی ذہنی پڑے گا کیونکہ دنیا کو اس جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔" آفتاب کو آج سے خفیہ سا اشارہ کرتے ہوئے مصطفیٰ خان نے اس کا جملہ عمل بھی نہ ہونے دیا اور خود چلتا شروع کر دیا۔

"شہر بار شوق سے بڑی حساس اور کم ہوشیبت کا ڈاکٹر ہے۔ اور انی حکیم ہو گا۔ ان کی پانچویں میں لگنا نہ کبھی کسی ایسے ڈاکٹر کے لیے لگ جاتے تھے۔ ایک دارم میں سے کچھ تو کہ شہر بار میں آکر پرندوں کا قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے تو شہر بار نے سخت ناراض ہوا کہ گاڑی میں انوار و لاشم کے لیے ایک کتا سے موجود ہونے کے باوجود وہ

"شہر بار کے مشوروں پر عمل نہ کرنے والے انکھوں میں اس طرح بھرتا نظر آتے ہیں۔ دیکھو اچھا اس کا آپ نے پہلے ہی ڈاک میں قیام کر کے دیکھ لیا ہے تو آپ آری لہذا وہی کچھ قدرت کو کچھ گئے ہیں۔" مصطفیٰ خان نے بھی غصے سے اس کی بات کو جواب دیا۔ ان کی تعداد میں ہونے کے باوجود صرف وہ دونوں ہی ٹھکانوں میں حصر لے رہے تھے اور اسلم شخص قاضی صاحب کا کردار تھا ۲۲ ضرورت پڑنے پر اٹھا کر سکر دیتا تھا۔ اس کی ذہنی کے لئے بہت سے بار وہ سال جنگ میں لگتے ہیں آری وہ میں قدرے خوشی کو لوں کے ساتھ کر رہے تھے جنہوں نے اپنی پوری زندگی میں اس کی محنت میں سرے سے شریک ہی نہ کی تھی اور وہ ہر طرح کے ادب و آداب سے قلمی آزاد تھے۔ وہ ان کے ہونے لوگوں میں رہتے ہوئے وہ بھی ڈراما کر گیا تھا۔ اگرچہ اس نے بہت کوشش کی کہ خود کو وہاں بھی منتروں سے لگے لیکن آری کے لیے کسی معاملہ میں رہتے ہوئے اس سے مکمل فرار نہیں ہو سکتا۔ وہ زہر کی کھانسی کرمزہ مقام سے عقب لگا کر اس کے اندر ہتری جا چکا ہے سو اسلم بھی اس معاملہ کو چھوڑ دینے کے باوجود مہذب و نجاشی رہتے ہوئے بھی کھرا خود کو اس دنیا کے لیے ابھی محسوس کرنے لگا تھا اور وہ سمجھتا تھا اس کے لہجوں پر چپ کا ۲۲ اپنی رہتی تھی جیسا کہ آج وہ اس محل میں شخص قاضی صاحب تھا۔

"آپ کچھ کہتے ہیں۔ مجھے جیسا ہے کہ شہر بار صاحب کے مشوروں پر عمل نہ کرنے والے ضرور بھرتا ہے ہوں گے کیونکہ ان کے طور سے میں پورا پورا غصہ شامل ہوتا تھا۔ ان میں عمارت و مہر جہے والوں میں اپنے نفس لوگ مشکل ہی سے ملتے ہیں۔ مجھے تو جب ان کا خیال ۲۲ ہے یہی دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ انہیں صحت اور زندگی دے۔"

"آمین۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بہت بھی ذہنی پڑے گا کیونکہ دنیا کو اس جیسے لوگوں کی ضرورت ہے۔" آفتاب کو آج سے خفیہ سا اشارہ کرتے ہوئے مصطفیٰ خان نے اس کا جملہ عمل بھی نہ ہونے دیا اور خود چلتا شروع کر دیا۔

"شہر بار شوق سے بڑی حساس اور کم ہوشیبت کا ڈاکٹر ہے۔ اور انی حکیم ہو گا۔ ان کی پانچویں میں لگنا نہ کبھی کسی ایسے ڈاکٹر کے لیے لگ جاتے تھے۔ ایک دارم میں سے کچھ تو کہ شہر بار میں آکر پرندوں کا قتل کرنے کی کوشش کرنے لگے تو شہر بار نے سخت ناراض ہوا کہ گاڑی میں انوار و لاشم کے لیے ایک کتا سے موجود ہونے کے باوجود وہ



لوگ کہیں ان مصمم پر عہد کو ذمہ کی کاغذ گانے سے روک دینا چاہتے ہیں، مگر کہنے کے بعد بیٹوں تک پہنچیں تو شاہ کی ایک گھڑ کا پیٹ بھرنے کے لیے بھی کافی نہ ہوں لیکن زندہ رہ کر اپنے گھٹے لاپتے رہیں تو بہت سے لوگوں کو ذمہ کی کاغذ کی اور سرخوشی کا احساس دلاتے ہیں۔ اس بات پر ان لوگوں نے شہر یا کچھ ترقیاتی ادارا تھا کہ اس مسئلہ کے بعد نہ صرف کے اندر تو شہر کی روح متزلزل کر دیتی ہے اور ہمارے اس کے سامنے کو اطلاع دینی چاہیے کہ آپ کا ہونا ہمارا ہونا کر دو ہونے کے لائق نہیں رہا ہمارا آپ اسے ماننا چاہتے ہیں۔ شہر یا نہ ان کے خلاف الزام کی بنا پر وہ انھیں اور اس بات پر الزام کہ ان پر عہدوں کو کھار نہیں کیا جائے گا۔ لیکن تھا کہ نویت مار کٹائی تک چاہتے تھے کہ وہ نہ کے مسئلہ اسے بچانے کی کوشش کر رہے تھے۔ لیکن بہائی صاحبوں نے مل کر معاملہ دیکھ کر وہاں سے ہٹ کر اس کے اندر کریم آگے پہلے تو ان شہر پر لوگوں میں سے ہر کسی کے اندر شہر کی خواہش تھی اور اس نے زبان سے اپنی اس خواہش کا اظہار کرنے کے بجائے خاموشی سے اپنی اندر کی طاقتوں کو دیکھ کر عہد پر قبضہ پر عہدوں پر استعمال بھی کر دیا۔ بد قسمتی سے وہ کسی پر عہد سے کوئی شہر نہ کر پائے لیکن ایک کو اسے کا کھڑا نکالنے پر آگیا اور ہر صحت پر چھوڑ کر کوئی اس نے اس کو اس کا کیا حال کیا۔ وہ جہاں جہاں جاتا تھا وہاں اس کے پیچھے چلے آتے تھے اور اس کے سر پر تو گھنٹے بجاتے تھے۔ بازار یا حال ہو گیا تھا اس بے چارے کا۔ جب آکر اس نے لپ سی اور ہمارا چھوڑ دیا، وہاں تک پھر چلا گیا۔ ہر بند میں گروپ کے ساتھ سے لے کر شہر یا کو چھوڑتے رہے کہ اس بے چارے کو تھوڑی دیر ناگہی ہے۔ اس دور میں ہی دن تھے۔ تو جہاں کی بے گھری میں ہم سو فی صدی مارتے جاتے تھے اور اب اپنی اپنی ڈاسے اور یوں میں گھر سے لیے عرصے تک ایک دوسرے سے فوج پر دھچک کرنے کا بھی موقع نہیں ملتا۔

مسلمانی خانوں نے پڑا تو پوچھا کیا تھا۔

آزاد محمدان تھا کہ وہ شہر یا کی حالت سے جان پوچھ کر خوش گئی تھیں بہت دیر سے اور کیوں نہیں چاہتا کہ اس مسئلہ میں اس کو اسے سے کوئی شکوک ہو کر شہر یا پاکستان کے ایک اسپتال میں نیم عہد حالت میں پڑا ہوا ہے اور اسے ان سب کی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ یہ سمجھتی ہوئے کی حیثیت سے وہ پاکستان سے اپنی دور ہونے کے باوجود بھی وہاں کے حالات سے واقف رہتا تھا اور اسے معلوم تھا کہ شہر یا ایک قاتل کے لئے شہر یا ہوئے کے بعد کو اس کی حالت

میں پڑا ہوا ہے اور ڈاکوئی طور پر ہاتھ نہیں کیے کہ وہ ہوش میں آئے گا یا آگے بڑھے گا یا نہیں؟ بہر حال یہ تو شہر یا کے مسئلہ خان اور ایک نہیں تھا، اس نے صاف نہیں کیا کہ مسلمان خان نے خود شکوک کا رخ بدل دیا تھا۔ ہمارے غلیف سا اندازہ بھی تو کیا تھا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ اس موضوع کو بچانے سے روک رہا ہو۔ اس انداز سے دیکھ کر وہ چپ ہو گیا تھا لیکن سوچ رہا تھا کہ اس انداز پر ہٹنے کے پیچھے کوئی تو رہا ہے جسے شہر یا کو بچانے کا مسئلہ خاص جان ہو گا۔ مسلمان خان بھی خوب ہی آہنی قدر ہدی پھٹی رکھیں تاکہ ان سے مل کر دیکھنے والے انھیں نے صرف وقتی بچانے کی خاطر اپنے سے بہت ہی کم قیمت لوگوں کو اپنے گروپ کر لیا تھا اور اس کے ساتھ چھ کر لیں اور انہوں نے ہوتا تھا کہ وہ ایک قابل المیہ کی حیثیت سے جہاں کی ایک مامور حیرانی سمجھتی میں علامت کرتے تھے علامتی سپر میں ایک حد واسطہ کا ایک ہی ہے جس کی آمدنی کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا تھا کہ اس آمدنی میں سے اسٹور پر کام کرنے والے جن ہر ماہ میں کوئی مقرر تھا اور وہی جاتی تھیں کہ ان کے لئے یہ مقرر تھے۔ یہ بات اور اسلام بھی ان مامور میں شامل تھے جنہیں مسلمان خان نے گھر میں قریبی دوستوں اور مزاجوں کی حیثیت حاصل تھی اور یہ سب اس لیے تھا کہ وہ شہر یا کے بچنے سے ہمیں تھے اور شہر یا پر جسے بالکل آدمی کا دوست بھی بالکل تھا کہ وقتی کی خاطر پھر کسی طرف کو خاطر میں نہ آتا تھا۔

کہا بہت غرض گوہر ماحول میں تھا کہ اس نے مسلمان خان نے اسرار کر کے آقا اب اور شہر یا کے گھر تک پہنچنے کے لیے انھیں لے کر آگیا، میں ایک آدمی کے گھر کرانے کے لیے اپنے کے بعد آقا اب کے باقی سات اپنے نہیں رہے تھے کہ وہ گاڑی خرید رہی تھوڑا کر کے ان کے دو لوگ اس سہولت سے عہد تھے۔ مسلمان خان کو تکلف دینے کا خیال دل میں ہونے کے باوجود وہ اس کے اندر کے باعث آقا اب کو اس کی قوت کی بخشش قبول کرتی تھیں۔

آپ محمدان ہوتے ہوں گے کہ میں نے آپ کو ڈانٹک نہیں پر شہر یا سے متعلق بات محل کیوں نہیں کرتے دی؟ گاڑی آگے بڑھاتے ہی مسلمان خان نے آقا اب سے انکر بچا دیا۔

”باہل جی اپنی تو ہوئی تھی لیکن خاموشی اس لیے نہ کہ

اس نے اس کے پیچھے کیا مصلحت ہو۔“ اس نے اصرار کیا۔

”محل میں یہ خود شہر یا کی خواہش تھی۔“ مسلمان خانوں نے گھر سے رہنے کی وجہ سے شہر یا سے اعزاز تھا کہ کسی روز اس کا مکان میں سکنا اس لیے اس نے جب میرے پاس پہنچا تو صرف میری اور اس کے گھر گویا تو مجھ سے یہ درخواست تھی کہ اس کے پیچھے میرے لیے اس خواہش کے پیچھے کیا وجہ تھی۔ میں نے جاننے کی کوشش نہیں کی لیکن اس کی خواہش کا عنوان اس کے پیچھے پاکستان میں شہر یا رہ کر گزارنا تھا۔ آپ سے اس میری بھی درخواست ہے کہ آگے آپ دونوں بھی اس لئے میں شہر یا رہے گا۔“ اپنی تقریر کی وضاحت میں اس نے آقا اب کی اس بات کو رد کر دیا لیکن اس بات سے بے خبر رہا کہ ایک شخص نے اس کے ذہن میں بھی ایک جگہ بنائی ہے جو ہے اس کی شکل میں خاموشی ماسح کا کردار تھا۔ ہمارا تھا لیکن مسلمان خان کا ایک دم موضوع بدل دیا اور آگے سے اشارہ کیا اس نے بھی نہیں کر لیا تھا۔

آج میں جس میں ایک بڑی حیرت آمیز جگہ ہے جہاں ”محل“ میں زید رہا ہے وہ ذہنی گاڑی کی اراغ تک سیت پر ہمارے اس طرح اور حیدر نے جو خود کو ملکہ کہلاتی تھی اور شاہ کی حالت میں تھی، اپنی سبزی دھوئیں کو ایک اداسے بھٹکتے ہوئے عہد کو ظاہر کیا تو اس کے پہلو میں بڑا بڑا چوہری بھٹکتے ہوئے پہلے ہی اس کے پیچھے تھی، اس ۱۹۷۲ء میں وہاں سے لے کر اور دور ہونے کا بھی حکم ہو کر اس کے لیے اس نے اپنے آقا اب کا بے باکانہ استعمال شروع کر دیا۔

”کافی میں۔“ میں گاڑی چلا رہی ہوں۔ کوئی حادثہ ہو گیا تو ہم دونوں سے بچے ہو کر جا چکیں گے۔“ چوہری کی بات پر میرا دل بڑا اٹک رہا تھا کہ اسے بڑے بڑے بڑے جتنے سے داخل اپنے جسم کی جیسے کوئی ہے یہ درخواستی میں میں نے اسے اسے بہت کوشش اور تھکاؤ سے کے لیے بھٹکا کر اسے بھٹکا اسے ذرا چھوٹا ہوا کہ اس کا بچہ اپنی خواتین کے ساتھ کوئی کوئی بیویاں کا بچہ تھا۔ اگلے سے چوہری کوئی جھٹ دینی تو اس لیے کہ وہ اس کا دل کو بے حد و حیلہ کر دیا تھا۔

اپنے دھکی کے تھوڑے گھنٹے بنانے کے لیے اس نے یہ عہد بہت کم تھا کہ بہت خوش تھا کہ اپنے قہر، ساتویں رنگت اور بھٹکائی والی بے حیلہ اس پر دل و جان سے تھا ہے۔ اسے

کیا معلوم تھا کہ سر سے ہی تک معنوی رنگوں میں رہی اس حیدر کا دل تھا ہوا بھی معنوی ہے اور وہ اس طرح ہر اس شخص پر تھا ہوا جاتی ہے جو اس کی اعجاز کے مطابق نواز نے کی طبیعت رکھتا تھا۔ بہر حال اس حیدر میں کوئی ایسا جادو ضرور تھا کہ چوہری نے چھلکے میں ان سے اسے ہی اپنا بھی بدل تھا تھا۔ اس میں کوئی کے جسم سے زیادہ دلالت کا تھا اور صرف غصہ میں ہی نہیں، جلوت میں بھی چوہری کو خوش کرتی تھی۔ اس کے ساتھ وقتی میں گھومتے میں اسے خوب لطف آ رہا تھا اور وہ حسب عادت کوئی اور شراب کی بھی کے ساتھ کر کے تک عہد دور رہنے کو ہی ترجیح نہیں دے۔ تھا۔ اپنی دلالت کے اس نکال کی وجہ سے لاکھ نے ایک طرف تو خود کو بے زیادہ ”استعمال“ ہونے سے بچا رکھا تھا تو دوسری طرف وہی بھر کر چوہری کی جھینم خالی کر داری تھی۔ لگ ۱۱ اسے اس طرح ”آج میں آپ کو ایک حیرت آمیز جگہ ہے جہاں کی“ کہہ کر سونے کے بازار میں لے گئی تھی اور یہ بازار اب تھا کہ اس میں ہر طرف سونا بھرا پڑا تھا۔ بے شمار جگہ تھی وہاں میں جس جی کے اندر ہر طرح کے اوجہات بھرے پڑے تھے۔ چاروی بھرم زہرات، جہیں میں کی دولت سے ہلا مال بیخ خوشی اپنی بچاؤ کی خبر کر رہے تھے وہ دیکھنے والے کو حیرت کر لے میں کوئی کمزور پہناتے تھے۔

چوہری صاحب کی فریادیں کا پورا پورا فائدہ اٹھاتے ہوئے لاکھ نے چاروی بھرم زہرات کا ایک سیت سوار سے کے علاوہ بلور بکس حاصل کر لیا۔ اس قسم کے دوسرے کی ہنس وہ گزرتی تھیں دونوں میں حاصل کر چکی تھی کہ دینی میں گھومتے بھرنے کے لیے بھی مونا شاپک بازار کا ہی دشا کرنے کا رواج تھا اور اگر کسی شاپک سال میں گھومتے ہوئے چوہری صاحب کی حضور کو کوئی بھی سوٹ، پرس، بیج لاری یا شوبز بھاجا تھا تو یہ ممکن نہیں تھا کہ وہ ممکن جیت کی گرائی کی وجہ سے چوہری صاحب کے ساتھ ہونے کے بازار پر اپنی من پسند چیز سے محرم ہو جاتی پانچ خوب شاپک بوری تھی جس سے چوہری کے خزانے میں کی ہوئے گا سواں اس لیے پنےا نہ تھا کہ وہ اس خزانے کو اپنے کھردر حلوں کی خون پیسے کی محنت سے بھرنے کا بہر خوب جانتا تھا۔ اب تو اس خزانے میں بیرونی کی آمدنی سے ہونے والا اضافہ بھی شامل ہو گیا تھا تو پھر چوہری خزانے کے نام پر خوب دولت اڑا رہا تھا۔ اب بھی لاکھ نے اسے ایک حیرت آمیز جگہ کے لئے کا اگر کیا تو وہ بھرے گی بچا بہت کے لئے اراغی ہو گا کہ





چند روز بعد

حرفہ وفاق ہے، اس لیے نہ چاہتے ہوئے بھی کال دیں گے۔  
یہی۔

”اسیہ ہے کہ اب تک قہار و قہر جی نور محل ہو گیا ہوگا  
اس لیے سر ہائی کر کے پاکستان واپس چلے جاؤ تاکہ وہاں  
تمہیں قہار سے جھکے کی ڈیوٹی سونپی جائے۔“ اگلے اگلے  
پچھلے میں اس سے پہلے کہیے جسے وہ دونوں پر اس کی قسم بیو کہ  
ہاں ہو اور ہاتھ ہو کہ وہ ایک دوسرے کے ادا کنندہ ہوں میں کسی  
طرف دار صحت کی صحبت میں زندگی کا لطف اٹھو رہا ہے۔

”میں کتنی جاؤں گا۔ آپ بتائیں کہ آپ مجھے کہاں  
مب دیکھنا چاہتے ہیں؟“ اس نے ہنسنے لگا کہ جاؤں گے کتنے  
کوچہ گھروں سے۔ مجھے یہ سب دیکھنا ہے اور میں چاہتا ہوں۔

”اگلی... بھلی دستباز طاعت سے۔“ اٹھانے سے  
 باری کر کے نورانی سلسلے متعلق کر دیا تو اس نے بے بسی سے  
 جھٹلاتے ہوئے سواگل واپسی عیب میں ڈال لیا۔

”خیریت اور ٹھیک! اس کا کون تھا؟ تم جو پریشان  
 لگ رہے ہو؟“ اس کے چہرے کے تاثرات سے ان کا  
 دل کانٹا ہونے لگا۔ اس نے اس سے پوچھا۔

”پاکستان سے میرے لیے اس کی کال تھی۔ گل ایک دھم دھس پارٹی میٹنگ کے لیے وہاں پہنچی رہی ہے وہاں گل میرا وہاں پہنچنا بہت ضروری ہے۔“ اس نے اترے

(177) - دسمبر 2012ء

[illegible]

”کوئی شک ہے، میں کبھی اس ہونک میں شفت ہو  
 چکا ہوں بلکہ جب تک میں جہاں ہوں تم میرے ساتھ دو  
 رہو۔“ چمچ بھری گویا کھانے کے لیے بوجھ محسوس کر کے  
 ہونک میں ٹھہر گئے۔ وہ نے اس وجہ سے ڈانٹا اسے غلام آدمی قرار  
 دے رہی ہے اس لیے تو فراموشی اس کی کہ وہ خود وہاں  
 ڈانٹا جا رہا ہے۔ اس شخص کوئی کرنا شک ہے نہ غرض ہوتی۔

میں نے سوچا کہ اگر وہ اس کے لئے جو میری دلی خواہش  
 تھی کر دیں۔ اس نے پامٹ گیا کہ وہ مجھے کبھی جو میری  
 بات نہ کرے۔ اس لئے کہ اس نے میری بات سے قاصر  
 ہو کر وہ کہتا ہے کہ میری بات نہ کرے۔ اس لئے کہ اس نے  
 میری بات نہ کرے۔ اس لئے کہ اس نے میری بات نہ کرے۔

[illegible]

تجربہ اگر کوئی نہیں کرے گی کوشش کرے 7 سال ہی دوس

ابو جہر نے کہا: تم ایک جنگ دوسری طرف سے اور  
جنگ کرنے والے عوام، اذکات یعنی صابروں کرتے تھے اور  
میں نے انہیں آگ لگا دی۔ اس سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ اب مجھ

اسم بٹاتا اچھی جی اسے بڑا اور عاقل بنائے گا۔

میں کوئی جادو پڑانے کے لئے نہ ہی اسے یاد دلاؤ گا۔  
 گیارہ گھنٹے میں کھڑے اور آداب کے بارے میں پوچھ کر دے۔  
 جاننے والے کا زمانہ ملے کے بعد پہلے ہی اس سے ہر ایک  
 چیز کا حال پوچھ کر دے۔ اس کی صورت میں اس کی بارگاہ

پیش رو میں: ڈاکٹر محمد رفیع

کے لیے اس کے ساتھ بچھڑ چکا۔ لیکن اور گرم ہوا نے  
 صوبے کے ہندوؤں اور ان علاقے میں داخل ہونے سے  
 بیک وقت کا احساس ہوا کیونکہ اس وقت ہندوؤں کی حالت  
 ایک اور ہوتا تھا اور گرم علاقوں میں رہنے والوں کے چاہتے  
 وہ جیسے تھے ہی اسے ہی میں رہتے اور اس علاقے کے  
 لیے کافی تھا۔ اندر بگھٹے ہی اندر ہوا کی اور میں سے  
 اس کا بک بول رہا ہے سے برف بگھٹنے کا لطف اٹھانے کی اور  
 چاروں طرف کے لیے چاروں طرف کے میں تھا۔ اگر کوئی نہ شہر  
 میں کھل جاتا تو تسلیم کیے جانے والے چاہتے ہی ہوا  
 تھا اگرچہ بہت سہل کر ہی اس میں ہر گز تیز ہوا ہی  
 نوٹ بہت جانتے کے ہندوؤں میں خاصیت نہ تھیں اور  
 اس طرح کے لیے وہ خود کی سے لطف اندوز ہونے سے  
 محروم ہوا تھا اس لیے بہتر سمجھ کی اپنے کی ضرورت تھی  
 سے دور ہی رہے۔ لیکن جب یہاں تک آ گیا تھا تو ہندوؤں  
 ہی خاصا لیے برف بچھٹنے والی کاوی کا رہا تھا۔ اس  
 کا زنی کو انسان ہوتا ہے سے چاہتا ہے اس میں ہندوؤں کی تا  
 کو خاصیت تھی لیکن ہندوؤں کی اس میں سے بھی ان  
 کیا اور اس کا لطف اٹھانے کا کافی سے سے ہونے  
 کا کہ وہ ضرور آگئی۔

”عزیز! کیا بہت دنوں بعد یہاں آئی ہوں۔ اگر آپ نہ مارتے تو میں اپنا گھناورا کچے الغیر باہر لٹنے، لیٹنے، ٹھس۔“ بال سے باہر لٹنے ہوئے اس نے بچوں کی کی ٹوٹی

”کیا تم کو اس کا کہنا ہے کہ جب بھی میرا دھن دو بار آتا ہو گا تو تمہیں یہاں سے اپنے ساتھ لے کر جاؤں گا؟“

۳۔ سچے بھیمے کے اب شاہ غرواں کا نوجوان ملک میں داخل ہو گیا  
مشکل ہو، اس نے لڑنے سے انکار کیا۔ اسے یہ خبر دی گئی۔

ہو کہ ایک کال گرل سے کیے ہوئے وعدے کو نبھایا جائے۔  
اپنے وعدے صرف اسے خوش کرنے کے لیے ہوتے ہیں  
تا کہ وہ آپ کو زیادہ سے زیادہ غلام کر سکے۔

ان کا اگلا پروگرام دہلی کی جوتلی سیر کا تھا۔ ان کی

تھ۔ اعلیٰ کونسل کا پھر میں وفد کو دیکھنا اس کے لیے ایک خوش  
گوار تجربہ ثابت ہوا۔ خصوصاً اس لیے بھی کہ اس وفد میں  
اسے ایک ایسا تجربہ بھی ملے گا۔ جہاں وہ اپنا کام کرے گا۔

۱۶۸ • اگست ۲۰۱۲ء

اسے اس عینہ پر لٹائے جانے والے درختوں پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔

لاٹکے گاڑی "لادراہ" نامی مال کی دستے پارک  
میں پارک کی اور پھر وہ دونوں تھکاتی روشنیوں میں گاڑی  
سے نکل کر ہوسراحت ملے کر اپنے شانے سے نکلے گاڑے کے گرد

چودھری نے ایک ہاتھ کاغذ اس طرح سے چار کھانے کی اس کی انگلیاں لٹکی بیٹیز اور ہاپ کے درمیان مچھرو ایک خاص طریقے پر غلطی سے اس کی ہالہ پر رکھ کر تھیں۔ لٹکے اس

چهارم: پر جھکا کر استراحت ہو سکتا تھا کہ وہ بھی سب پر داشت کرنے کی توہینیں لیتی تھی چنانچہ تمنیٰ اسے مختصر راستوں اور غورکاروں سے گزرا کہ ایک ایک جگہ لے لے گئی بس نے

چودھری کو کچھ عجیبوٹ کر دیا۔ یہاں اس نے شیشے کی دھار کے پار ایسا نظارہ دیکھا کہ کہ بھر کے لیے تھیوڑ ہو گیا کہ کوئی عجیبے سے آدمی ہمارے پاس آکر کھینچ گیا ہے اور ہر شاہ کے

یہ اسکی روشی ہے۔ "اس کی کیفیت دیکھ کر اس نے غم سے اٹھ گیا۔"

نہایت کمال ہے۔ لیکن مجھے تو ایسا لگا کہ میں ادنیٰ کے ہوتے ہوئے ایک بزرگ میں ہوں۔ ایسی برف پاری کا ادنیٰ میں کہاں تصور کر سکتا ہوں؟ جو مری حشر تھا۔ حشر سارا ہے، کچھ بڑا ہوا ہے۔

جاسکا ہے۔ چاروں طرف سے گھیرا ہوا ہے۔ اس کے پاس کوئی  
بیلہ نہیں ہے۔ یہ بالکل ملاقہ قحطی کا شکار ہے کہ گرم ہوا لڑاتے  
محروم ہیں اس کا تصور ہی ذہن میں نہیں آ سکتا تھا لیکن  
مردوں نے یہ کہانی کر دیکھا تھا۔ بخیر سے گزرتی ہوئی،

لوگ، چاقی پر خوف کے جذبات لیے غصے سے پانی کے  
دفعت، صرف برچھٹنے والی گزرا، اور ایک دوسرے

دور کے ایک بڑے اور پائیدار ادارے کے لئے یہ ایک کامیاب اور نیا تجربہ ہے۔

میں نے کہا کہ میں نے اس سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ میں نے اس سے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔

خواب میں جاتی ہے۔ "لوگوں نے جتنے ہوئے چودھری کی بات کا جواب دیا اور پھر اس کا ہاتھ پکڑ کر کھینچے ہوئے بولی۔ "آگے چلیجئے، دفنہ لگا کر آج سو سو کا طلبہ اٹھاتے ہیں۔"

اور اگرچہ پڑوسی کے لیے یہ سب کچھ ناخوش تھا کہ زندگی میں اپنے وطن کے شمالی علاقہ جات کے علاوہ بہت سے سربراہان کے قریبی رشتہ دار ملک کی تمام سرحدیں اور گوشے گھونٹے

▶ **طاسو بیج ڈالیں**







مظاہر خان نے دانی بہت سے لاکھ اٹھا کر ایک بار بار  
 اپنے زمین میں وہ کھلی دہرائے گا جس میں دالوں کی  
 ہر دیاں حاصل کرنے کے لیے اسے جانی تھی۔ چرموں  
 میں ہی فرس، ڈاکٹر کے ساتھ وائس آفیسر۔ ڈاکٹر نے بہت  
 اثرات کے ساتھ اس کا ساتھ کیا اور اپنے کام سے فارغ ہو  
 کر اس سے ملازم ہوا۔

"تمہارا نام کیا ہے سسر؟"

"مظاہر خان۔" اس نے بے تکلفاً۔

"ذیل مسٹر مظاہر خان اب تمہاری حالت کالی ہے؟"

بے۔ دلم بہت زیادہ ہے لیکن کوئی بھی دلم زیادہ خطرناک  
 نہیں ہے۔ کیا تم اپنا زندگی بھر کے سب کچھ بیٹھ کر  
 اپنے سات لکھ کے دوڑاؤ اگر ان لوگوں میں جس قدر  
 کچھ کیجئے ڈاکٹر دلوں کی نصیحت دیکھتے ہوئے اسے  
 اعزاز دے دیا تھا کہ یہ دلم کسی حادثے کے نتیجے میں نہیں آئے  
 تھے بلکہ کسی تیز دھار تصادم سے لگے گئے تھے۔

"مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے ڈاکٹر صاحب! میں بے چارہ  
 فریب مسٹر ہیں! اگر خیر خواہ بخش گیا۔ میں تو اپنی ساری  
 میت میں شریک ہونے کے برابر اپنی جی کو لے کر وہاں  
 جا رہا تھا۔ وہاں میری ذرا سی لڑائی ہوئی ہے۔ گاؤں سے باہر  
 آکر گاڑی میں بیٹھ گیا کہ گاڑی میں بھرتا چڑھ کر حالت  
 کی وجہ سے گاڑیاں اٹکے گاں چلا رہی۔ میں اور میری بیوی  
 اور میری بہن تھے۔ بیوی نے کہا کہ گاڑی کا دھکیلا گاؤں چلا لیکن  
 میں اس اتفاق میں رک گیا کہ گاڑیاں چلیں گی تو آگے چلے  
 جائیں گے۔ وائس گاؤں جانے اور مارنے میں اس وقت بھی  
 تھک رہا تھا۔ فریج بھی ہوتا۔ جاتی میری دست بان گئی۔ ہم نہیں  
 ایک ہوئی میں رہنے لگے۔ ہوئی سے میں بھی کئی لمبے پڑنے  
 اور بھی آجاتا تھا۔ یہ بھی مطلب کی لمبے میں آجاتا تھا۔ نماز پڑھ  
 کر لٹا کر ایسے ہی اور پھر کھڑے ہوئے گاؤں کو گھومتے ہوئے ڈورا  
 مشان چکر پڑتی گئی۔ وہاں دو فریج دو آدمیوں نے مجھے پھیر  
 لیا اور میرے ساتھ مار پیٹ کر مارنے لگے۔ میں نے ان سے  
 اپنا جرم بڑھا کر کہنے کے لیے جرم یہ ہے کہ تو ان کا بیٹا  
 ہے۔ میں نے لاکھ بھجایا کہ بھائی میں ایک مسافر ہوں لیکن  
 انہیں میری بات سمجھ نہیں آئی۔ دو مجھ پر تھوکر مارے دیے  
 اور کہنے کے لیے میرے سر اور انوکھوں سے اتار کر چاک کیا گیا۔ وہ  
 بھی غریب مسافر تھے۔ ان پر دم نہیں کیا گیا تو ہم پر کیوں  
 دم نہ کریں۔ ہم تو ہم سے اور تمہارے جیسے دوسروں سے اپنے  
 ساتھیوں کے لیے کاہل ہیں کہ ہم نہیں تڑپا کر پڑا کر رہی  
 گئے۔ وہ مجھے ڈنکی کرتے رہے اور جتنے رہے۔ میں گریف ہوا۔

خوف سے بے ہوش ہو گیا اور شاہ دو لوگ مجھے دھکیلا  
 وہی چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھے بہت دیر بعد ہوش آیا تو میر  
 بہت کر کے اس دیر میں سے لگن پڑا۔ وقت انہیں تو ک  
 اچھا تھا اور مجھے راستے بچھ آتے۔ میں ایسے ہی پاں پڑ  
 تکلیف اور کمزوری کی وجہ سے ٹھیک طرح سے چلا رہا تھا  
 اور ہی راستے بچھ آتے تھے لیکن میں بہت کر کے چلا  
 رہا۔ پچھلے پچھلے سوئی لگی آیا اور میں نے دیکھا کہ میں اب  
 آنے والی سڑک پر ہوں تو بہت بڑھتی کی کمزوری اور ہوش  
 کہوں گا تو حیکم کہ پڑھتی جاؤں گا۔ اس کے آگے تو آپ  
 معلوم ہی ہوگا کہ میں عداوت کا وہ سے مانتے تھے کہ اگر کچھ  
 جہاں سے گیت پر سوچا گاؤں گئے لے کر جہاں آئے ہوں  
 آپ لوگوں نے میری بات کو بے بری کر رہی تھی کہ وہ۔ "اس  
 نے کہا کہ وہ دانی سے وہ کھلی ساری جو پہلے سے ہوتی تھی  
 تھی۔

"تم نے ان لوگوں کی عقلیں دیکھی ہیں جنہوں نے  
 جنہیں اس طرح دلی کیا؟" ڈاکٹر اس کی ساری داستان سے  
 حیرت منور تھا چنانچہ ڈاکٹر نے ہمیں اس سے چھڑا۔

"مجھے ڈاکٹر صاحب! ان لوگوں نے یہ سب  
 نہیں کیا کہ میں اور وہاں اب میرا بھی بہت تھا۔" اس نے  
 جواب دیا۔

"تم ان لوگوں کو کچھ نہ تو بہت اچھا رہا۔  
 تمہارے غمروں کو تمہارے سامنے سزا دی جاتی۔ فریج کو  
 بات نہیں۔ میں نے بچھا ہی کیا ہے کہ وہ کوئی ٹوک۔ یہ سب  
 بھی انہیں ایسے ہی چھوڑا نہیں جانے گا۔ ہم نہایت کا جی چا  
 بھر سے دینے والے لوگ ہیں اور ہم سے کھرانے والوں کو  
 سزا کی کالی پڑتی ہے۔" ڈاکٹر کا لہجہ خاصا سنگین تھا اور اس  
 کے اتفاق ظاہر کر رہے تھے کہ وہ جہاں صرف ایک ڈاکٹر کی  
 حیثیت سے ہی کام نہیں کر رہا بلکہ شہر کا مسافر خاص ہے۔ یہ  
 لیے اس جسم کے کواٹر کا کھانا کر رہا ہے۔

"آپ جاکر کوئی آپ کی مرضی ہے! ڈاکٹر صاحب! میں  
 غریب آدمی ہوں اور کسی پچھلے میں نہیں پڑتا چلتا۔ آپ  
 مجھ پر ہائی مرانی کریں کہ میں بھی میری بیوی کو اس طرح کرا  
 دین کہ میں جہاں ہوں۔ وہ ہے چاروی بی بی پڑاؤں کی۔  
 میں رات وہاں کیوں نہیں آیا اور اب بھی دن پڑے ہیں  
 کہاں ہوں۔" اس نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اسے کسی  
 اتفاق پھر سے دیکھیں نہیں ہے، اپنی جاتی کے لیے غریب  
 کا اٹھا لیا۔

"تم نے دن پڑے کے اتفاق خدا! سوال کیے ہیں۔

مظاہر خان نے دانی بہت سے لاکھ اٹھا کر ایک بار بار  
 اپنے زمین میں وہ کھلی دہرائے گا جس میں دالوں کی  
 ہر دیاں حاصل کرنے کے لیے اسے جانی تھی۔ چرموں  
 میں ہی فرس، ڈاکٹر کے ساتھ وائس آفیسر۔ ڈاکٹر نے بہت  
 اثرات کے ساتھ اس کا ساتھ کیا اور اپنے کام سے فارغ ہو  
 کر اس سے ملازم ہوا۔

"تمہارا نام کیا ہے سسر؟"

"مظاہر خان۔" اس نے بے تکلفاً۔

"ذیل مسٹر مظاہر خان اب تمہاری حالت کالی ہے؟"

بے۔ دلم بہت زیادہ ہے لیکن کوئی بھی دلم زیادہ خطرناک  
 نہیں ہے۔ کیا تم اپنا زندگی بھر کے سب کچھ بیٹھ کر  
 اپنے سات لکھ کے دوڑاؤ اگر ان لوگوں میں جس قدر  
 کچھ کیجئے ڈاکٹر دلوں کی نصیحت دیکھتے ہوئے اسے  
 اعزاز دے دیا تھا کہ یہ دلم کسی حادثے کے نتیجے میں نہیں آئے  
 تھے بلکہ کسی تیز دھار تصادم سے لگے گئے تھے۔

"مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے ڈاکٹر صاحب! میں بے چارہ  
 فریب مسٹر ہیں! اگر خیر خواہ بخش گیا۔ میں تو اپنی ساری  
 میت میں شریک ہونے کے برابر اپنی جی کو لے کر وہاں  
 جا رہا تھا۔ وہاں میری ذرا سی لڑائی ہوئی ہے۔ گاؤں سے باہر  
 آکر گاڑی میں بیٹھ گیا کہ گاڑی میں بھرتا چڑھ کر حالت  
 کی وجہ سے گاڑیاں اٹکے گاں چلا رہی۔ میں اور میری بیوی  
 اور میری بہن تھے۔ بیوی نے کہا کہ گاڑی کا دھکیلا گاؤں چلا لیکن  
 میں اس اتفاق میں رک گیا کہ گاڑیاں چلیں گی تو آگے چلے  
 جائیں گے۔ وائس گاؤں جانے اور مارنے میں اس وقت بھی  
 تھک رہا تھا۔ فریج بھی ہوتا۔ جاتی میری دست بان گئی۔ ہم نہیں  
 ایک ہوئی میں رہنے لگے۔ ہوئی سے میں بھی کئی لمبے پڑنے  
 اور بھی آجاتا تھا۔ یہ بھی مطلب کی لمبے میں آجاتا تھا۔ نماز پڑھ  
 کر لٹا کر ایسے ہی اور پھر کھڑے ہوئے گاؤں کو گھومتے ہوئے ڈورا  
 مشان چکر پڑتی گئی۔ وہاں دو فریج دو آدمیوں نے مجھے پھیر  
 لیا اور میرے ساتھ مار پیٹ کر مارنے لگے۔ میں نے ان سے  
 اپنا جرم بڑھا کر کہنے کے لیے جرم یہ ہے کہ تو ان کا بیٹا  
 ہے۔ میں نے لاکھ بھجایا کہ بھائی میں ایک مسافر ہوں لیکن  
 انہیں میری بات سمجھ نہیں آئی۔ دو مجھ پر تھوکر مارے دیے  
 اور کہنے کے لیے میرے سر اور انوکھوں سے اتار کر چاک کیا گیا۔ وہ  
 بھی غریب مسافر تھے۔ ان پر دم نہیں کیا گیا تو ہم پر کیوں  
 دم نہ کریں۔ ہم تو ہم سے اور تمہارے جیسے دوسروں سے اپنے  
 ساتھیوں کے لیے کاہل ہیں کہ ہم نہیں تڑپا کر پڑا کر رہی  
 گئے۔ وہ مجھے ڈنکی کرتے رہے اور جتنے رہے۔ میں گریف ہوا۔

خوف سے بے ہوش ہو گیا اور شاہ دو لوگ مجھے دھکیلا  
 وہی چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھے بہت دیر بعد ہوش آیا تو میر  
 بہت کر کے اس دیر میں سے لگن پڑا۔ وقت انہیں تو ک  
 اچھا تھا اور مجھے راستے بچھ آتے۔ میں ایسے ہی پاں پڑ  
 تکلیف اور کمزوری کی وجہ سے ٹھیک طرح سے چلا رہا تھا  
 اور ہی راستے بچھ آتے تھے لیکن میں بہت کر کے چلا  
 رہا۔ پچھلے پچھلے سوئی لگی آیا اور میں نے دیکھا کہ میں اب  
 آنے والی سڑک پر ہوں تو بہت بڑھتی کی کمزوری اور ہوش  
 کہوں گا تو حیکم کہ پڑھتی جاؤں گا۔ اس کے آگے تو آپ  
 معلوم ہی ہوگا کہ میں عداوت کا وہ سے مانتے تھے کہ اگر کچھ  
 جہاں سے گیت پر سوچا گاؤں گئے لے کر جہاں آئے ہوں  
 آپ لوگوں نے میری بات کو بے بری کر رہی تھی کہ وہ۔ "اس  
 نے کہا کہ وہ دانی سے وہ کھلی ساری جو پہلے سے ہوتی تھی  
 تھی۔

"تم نے ان لوگوں کی عقلیں دیکھی ہیں جنہوں نے  
 جنہیں اس طرح دلی کیا؟" ڈاکٹر اس کی ساری داستان سے  
 حیرت منور تھا چنانچہ ڈاکٹر نے ہمیں اس سے چھڑا۔

"مجھے ڈاکٹر صاحب! ان لوگوں نے یہ سب  
 نہیں کیا کہ میں اور وہاں اب میرا بھی بہت تھا۔" اس نے  
 جواب دیا۔

"تم ان لوگوں کو کچھ نہ تو بہت اچھا رہا۔  
 تمہارے غمروں کو تمہارے سامنے سزا دی جاتی۔ فریج کو  
 بات نہیں۔ میں نے بچھا ہی کیا ہے کہ وہ کوئی ٹوک۔ یہ سب  
 بھی انہیں ایسے ہی چھوڑا نہیں جانے گا۔ ہم نہایت کا جی چا  
 بھر سے دینے والے لوگ ہیں اور ہم سے کھرانے والوں کو  
 سزا کی کالی پڑتی ہے۔" ڈاکٹر کا لہجہ خاصا سنگین تھا اور اس  
 کے اتفاق ظاہر کر رہے تھے کہ وہ جہاں صرف ایک ڈاکٹر کی  
 حیثیت سے ہی کام نہیں کر رہا بلکہ شہر کا مسافر خاص ہے۔ یہ  
 لیے اس جسم کے کواٹر کا کھانا کر رہا ہے۔

"آپ جاکر کوئی آپ کی مرضی ہے! ڈاکٹر صاحب! میں  
 غریب آدمی ہوں اور کسی پچھلے میں نہیں پڑتا چلتا۔ آپ  
 مجھ پر ہائی مرانی کریں کہ میں بھی میری بیوی کو اس طرح کرا  
 دین کہ میں جہاں ہوں۔ وہ ہے چاروی بی بی پڑاؤں کی۔  
 میں رات وہاں کیوں نہیں آیا اور اب بھی دن پڑے ہیں  
 کہاں ہوں۔" اس نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اسے کسی  
 اتفاق پھر سے دیکھیں نہیں ہے، اپنی جاتی کے لیے غریب  
 کا اٹھا لیا۔

"تم نے دن پڑے کے اتفاق خدا! سوال کیے ہیں۔

مظاہر خان نے دانی بہت سے لاکھ اٹھا کر ایک بار بار  
 اپنے زمین میں وہ کھلی دہرائے گا جس میں دالوں کی  
 ہر دیاں حاصل کرنے کے لیے اسے جانی تھی۔ چرموں  
 میں ہی فرس، ڈاکٹر کے ساتھ وائس آفیسر۔ ڈاکٹر نے بہت  
 اثرات کے ساتھ اس کا ساتھ کیا اور اپنے کام سے فارغ ہو  
 کر اس سے ملازم ہوا۔

"تمہارا نام کیا ہے سسر؟"

"مظاہر خان۔" اس نے بے تکلفاً۔

"ذیل مسٹر مظاہر خان اب تمہاری حالت کالی ہے؟"

بے۔ دلم بہت زیادہ ہے لیکن کوئی بھی دلم زیادہ خطرناک  
 نہیں ہے۔ کیا تم اپنا زندگی بھر کے سب کچھ بیٹھ کر  
 اپنے سات لکھ کے دوڑاؤ اگر ان لوگوں میں جس قدر  
 کچھ کیجئے ڈاکٹر دلوں کی نصیحت دیکھتے ہوئے اسے  
 اعزاز دے دیا تھا کہ یہ دلم کسی حادثے کے نتیجے میں نہیں آئے  
 تھے بلکہ کسی تیز دھار تصادم سے لگے گئے تھے۔

"مجھ پر بڑا ظلم ہوا ہے ڈاکٹر صاحب! میں بے چارہ  
 فریب مسٹر ہیں! اگر خیر خواہ بخش گیا۔ میں تو اپنی ساری  
 میت میں شریک ہونے کے برابر اپنی جی کو لے کر وہاں  
 جا رہا تھا۔ وہاں میری ذرا سی لڑائی ہوئی ہے۔ گاؤں سے باہر  
 آکر گاڑی میں بیٹھ گیا کہ گاڑی میں بھرتا چڑھ کر حالت  
 کی وجہ سے گاڑیاں اٹکے گاں چلا رہی۔ میں اور میری بیوی  
 اور میری بہن تھے۔ بیوی نے کہا کہ گاڑی کا دھکیلا گاؤں چلا لیکن  
 میں اس اتفاق میں رک گیا کہ گاڑیاں چلیں گی تو آگے چلے  
 جائیں گے۔ وائس گاؤں جانے اور مارنے میں اس وقت بھی  
 تھک رہا تھا۔ فریج بھی ہوتا۔ جاتی میری دست بان گئی۔ ہم نہیں  
 ایک ہوئی میں رہنے لگے۔ ہوئی سے میں بھی کئی لمبے پڑنے  
 اور بھی آجاتا تھا۔ یہ بھی مطلب کی لمبے میں آجاتا تھا۔ نماز پڑھ  
 کر لٹا کر ایسے ہی اور پھر کھڑے ہوئے گاؤں کو گھومتے ہوئے ڈورا  
 مشان چکر پڑتی گئی۔ وہاں دو فریج دو آدمیوں نے مجھے پھیر  
 لیا اور میرے ساتھ مار پیٹ کر مارنے لگے۔ میں نے ان سے  
 اپنا جرم بڑھا کر کہنے کے لیے جرم یہ ہے کہ تو ان کا بیٹا  
 ہے۔ میں نے لاکھ بھجایا کہ بھائی میں ایک مسافر ہوں لیکن  
 انہیں میری بات سمجھ نہیں آئی۔ دو مجھ پر تھوکر مارے دیے  
 اور کہنے کے لیے میرے سر اور انوکھوں سے اتار کر چاک کیا گیا۔ وہ  
 بھی غریب مسافر تھے۔ ان پر دم نہیں کیا گیا تو ہم پر کیوں  
 دم نہ کریں۔ ہم تو ہم سے اور تمہارے جیسے دوسروں سے اپنے  
 ساتھیوں کے لیے کاہل ہیں کہ ہم نہیں تڑپا کر پڑا کر رہی  
 گئے۔ وہ مجھے ڈنکی کرتے رہے اور جتنے رہے۔ میں گریف ہوا۔

خوف سے بے ہوش ہو گیا اور شاہ دو لوگ مجھے دھکیلا  
 وہی چھوڑ کر چلے گئے۔ مجھے بہت دیر بعد ہوش آیا تو میر  
 بہت کر کے اس دیر میں سے لگن پڑا۔ وقت انہیں تو ک  
 اچھا تھا اور مجھے راستے بچھ آتے۔ میں ایسے ہی پاں پڑ  
 تکلیف اور کمزوری کی وجہ سے ٹھیک طرح سے چلا رہا تھا  
 اور ہی راستے بچھ آتے تھے لیکن میں بہت کر کے چلا  
 رہا۔ پچھلے پچھلے سوئی لگی آیا اور میں نے دیکھا کہ میں اب  
 آنے والی سڑک پر ہوں تو بہت بڑھتی کی کمزوری اور ہوش  
 کہوں گا تو حیکم کہ پڑھتی جاؤں گا۔ اس کے آگے تو آپ  
 معلوم ہی ہوگا کہ میں عداوت کا وہ سے مانتے تھے کہ اگر کچھ  
 جہاں سے گیت پر سوچا گاؤں گئے لے کر جہاں آئے ہوں  
 آپ لوگوں نے میری بات کو بے بری کر رہی تھی کہ وہ۔ "اس  
 نے کہا کہ وہ دانی سے وہ کھلی ساری جو پہلے سے ہوتی تھی  
 تھی۔

"تم نے ان لوگوں کی عقلیں دیکھی ہیں جنہوں نے  
 جنہیں اس طرح دلی کیا؟" ڈاکٹر اس کی ساری داستان سے  
 حیرت منور تھا چنانچہ ڈاکٹر نے ہمیں اس سے چھڑا۔

"مجھے ڈاکٹر صاحب! ان لوگوں نے یہ سب  
 نہیں کیا کہ میں اور وہاں اب میرا بھی بہت تھا۔" اس نے  
 جواب دیا۔

"تم ان لوگوں کو کچھ نہ تو بہت اچھا رہا۔  
 تمہارے غمروں کو تمہارے سامنے سزا دی جاتی۔ فریج کو  
 بات نہیں۔ میں نے بچھا ہی کیا ہے کہ وہ کوئی ٹوک۔ یہ سب  
 بھی انہیں ایسے ہی چھوڑا نہیں جانے گا۔ ہم نہایت کا جی چا  
 بھر سے دینے والے لوگ ہیں اور ہم سے کھرانے والوں کو  
 سزا کی کالی پڑتی ہے۔" ڈاکٹر کا لہجہ خاصا سنگین تھا اور اس  
 کے اتفاق ظاہر کر رہے تھے کہ وہ جہاں صرف ایک ڈاکٹر کی  
 حیثیت سے ہی کام نہیں کر رہا بلکہ شہر کا مسافر خاص ہے۔ یہ  
 لیے اس جسم کے کواٹر کا کھانا کر رہا ہے۔

"آپ جاکر کوئی آپ کی مرضی ہے! ڈاکٹر صاحب! میں  
 غریب آدمی ہوں اور کسی پچھلے میں نہیں پڑتا چلتا۔ آپ  
 مجھ پر ہائی مرانی کریں کہ میں بھی میری بیوی کو اس طرح کرا  
 دین کہ میں جہاں ہوں۔ وہ ہے چاروی بی بی پڑاؤں کی۔  
 میں رات وہاں کیوں نہیں آیا اور اب بھی دن پڑے ہیں  
 کہاں ہوں۔" اس نے یہ ظاہر کرتے ہوئے کہ اسے کسی  
 اتفاق پھر سے دیکھیں نہیں ہے، اپنی جاتی کے لیے غریب  
 کا اٹھا لیا۔

"تم نے دن پڑے کے اتفاق خدا! سوال کیے ہیں۔



مظاہر میں جتنا تھا اس کے پاس اس کے لیے کیا  
 خبر ہوگی بھری ساری نظروں سے اس کی طرف دیکھا۔  
 "میرے پاس تمہارے لیے ایک بڑی خبر ہے۔"  
 انکے اس کی ساری نظروں کے جواب میں کہا۔  
 "میری بھئی تو شک ہے ۲۰" مظاہر مغلان نے  
 گھبرائے کی ادھار کرتے ہوئے پوچھا۔  
 "ہمارے لوگوں کی اس سے طاقت نہیں ہوگی۔  
 ریشیش پر موجود ہندسے لے پالا ہے کہ کل رات کے ۱۱  
 غروب وہاں آئے تھے اور تمہاری بھئی کو اپنے ساتھ لے  
 گئے۔ ان کے ساتھ جاتے ہوئے تمہاری بھئی نے کسی قسم کا  
 پتہ نہیں کیا تھا اس لیے نہیں کہا جا سکتا کہ اسے زبردستی اس  
 کی مرضی کے خلاف لے جایا گیا ہے۔" انکے اسے وہی  
 اطلاع دی جڑ پھلے سے جانتا تھا۔ مجبوراً اس کے ساتھ  
 اس کا یہ پرگرام پہلے ہی پلے پانچا تھا کہ وہ لوگ گن جتا کو  
 اپنے ساتھ لے جائیں گے۔ اس طرح ایک تو وہ گن جتا کے  
 حضور مقام پر ہونے سے مطمئن بھی رہتا۔ دوسرے یہ اسی  
 گن کر سکتا تھا کہ اس کی بھئی کو اغوا کر لیا گیا ہے چنانچہ انکے  
 کے کثرت دینے ہی پر پتہ چلنے کی ادھار کی ضرورت نہ رہی۔  
 "وہ اپنی مرضی سے نہیں گنیں جاسکتی واپس صاحب  
 یہیں اور انہی کو لے جاتے والے انہیں جس کے ساتھ وہاں آئی  
 رات کو جانیں گے۔ مجھے تو شک ہے کہ اسے لڑا دھکا کر دیا  
 دھوکے سے گنیں لے جایا گیا ہے۔" اس نے تقریباً دھونے  
 والی شکل بنائی۔  
 "ایسا ہو سکتا ہے۔ ہم فرض کر سکتے ہیں کہ وہ دونوں  
 تمہاری بھئی کے پاس پہنچے ہوں گے اور انہوں نے اسے  
 اطلاع دی ہوگی کہ مشاہیر مغلان کے ساتھ کوئی حادثہ پیش آگیا  
 ہے۔ وہ اسپتال میں داخل ہے اور تمہیں بلادہا ہے۔ تو ظاہر  
 ہے وہ اس جگہ میں آکر ان کے ساتھ چل پڑی ہوگی لیکن  
 سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا کرنے والے لوگ کون تھے؟"  
 انکے نے خودی ایسا تجویز پیش کر دیا کہ مشاہیر مغلان کو کوئی کافی  
 جاننے کی ضرورت نہیں تھی آئی البتہ انکے کے اٹھائے گئے  
 سوال کا جواب یہ تھا۔  
 "میرے خیال میں تو یہ وہی لوگ ہوں گے جنہوں  
 نے مجھے تھک کر سارے بارے کی کوشش کی تھی۔ ان سے ہر  
 کھانے کے دوران میں نے انہیں بتا دیا تھا کہ میں یہاں  
 کون سے جگہ میں اپنی بھئی کے ساتھ نہیں رہا ہوں۔"  
 "اور یہ کہ میں نے انہیں اسے انہیں کے جوش میں ایک مضمون  
 محبت کو اغوا کر دیا۔" جانے وہ وہاں اس بے چاری کے ساتھ

کہا کریں گے۔ اس بات کا تو مجھے یقین ہے کہ رات پر  
 اس کی حالت کی طور پر حضور نہیں رہی ہوگی اور چاہے جس  
 دورے اس کے ہم کو سمجھو رہے۔ ہے ہوں گے۔ تو یہ  
 کہ جلد میں بھی اس کی کافی فائل مل جائے گی۔  
 مشاہیر مغلان کی بات سن کر انکے اپنے الفاظ میں ایک  
 دیکھے مگر ان کے ساتھ گئے کرکھو یا کہ مغلان  
 حقائق سے واقف ہونے کے بارے میں کہنا تھا۔  
 "انکے یہی گن کرکھو ہو تو میں اس میں سے ایک  
 کی طرف ہی کرالوں گا۔" اس نے لڑتی ہوئی آواز میں مزم  
 کا اظہار کیا۔  
 "تم خود کو کھانا مسٹر مجبوراً اسے ساتھ جہلم ہے  
 اس کا حساب لینے کے لیے ہم سب تمہارا ساتھ دینے گے۔  
 میں خود بڑے صاحب سے تمہارے خطبے میں بات کریں  
 گا۔ فی الحال تم یہاں ریست کرو۔ ہم کوشش کریں گے کہ  
 تمہاری بھئی کو تلاش کیا جائے۔" انکے اس کے کہنا پر  
 انکے چہرے پر ان کے ہاتھ باز دینی انہوں پر دیکھا اور دھیرے  
 دھیرے سے گنگ۔ یہ ادھار کی اس لیے ضرورت تھی کہ نہ  
 میں مستقل طور پر ان کے دورے اور ساری کوششیں کر رہا ہوں کہ  
 وہ اپنی بھئی کے غیاب پر کھٹا مگر وہ ہے۔ حسب توقع ان  
 اس کے قریب پہنچے اور اس کے سر کے بالوں میں اتار  
 بھرتے ہوئے اسے نکل دینے لگا۔  
 "اسے پریشان مت ہو مسٹر۔ ہو سکتا ہے کہ انکے  
 صاحب کے اٹھائے گئے ہوں اور تمہاری بھئی یا انکے حضور  
 ہو۔" وہ بہت مصروفیت سے اسے امید داری تھی۔ مشاہیر  
 خان کو انہیں ہوا کہ اسے کسی قسم کی کوئی خبر نہ تھی۔ باب  
 اور یہ صرف اس لیے تھا کہ وہ انکے ان لوگوں کا حصہ نہیں  
 کے خلاف اسے کائنات کی طرف تھی۔ اس نے وہاں  
 ادھار کی بند کر دی اور ان کی طرف متوجہ ہو گیا۔  
 "کیا تم رات میں بھی یہاں رہو گی؟" یہ سوال اس  
 اعتبار سے بہت اہم تھا کہ وہ جو کچھ کرنا چاہتا تھا اس نے یہ  
 رات کا وقت سب سے مناسب تھا لیکن ایک چرہ دہشت  
 کی موجودگی میں کچھ کرنا بہت مشکل تھا۔ علاوہ ان کے اس  
 کسی طرح تاک آؤت کر دیا جاتا تھا اور اس کا اس کی طرف  
 ساتھ ایسا سوچ کر لے گا لیکن چاہو تھا۔  
 "میں نے تمہیں بتا دیا تھا کہ ہم یہاں بارہا حضور  
 کی مشقوں میں کام کرتے ہیں۔ میری ذہنی قیام ہونے  
 ہے۔ میری جگہ سسٹم کھال آجائیں گی لیکن آج ان کی  
 فزکس چلی رہی ہیں اس لیے میری طرف وہ بھی ہاتھ نہیں

میں حضور کو دیکھ کر۔ انہیں دوسرے کام بھی ہوتے  
 تھے۔ لیکن تم گرتے کرو۔ تم اپنا کھانا اور تمہارے ساتھ  
 کی سسٹم میں کہ رات میں میری کامیابی کے ساتھ اس رہتا  
 تھا۔ میری اگر تم ضرورت محسوس کرو تو اپنے بیٹے کے  
 ساتھ میری کئی ماہی مارا۔ سسٹم کھال اور تمہارے  
 ساتھ چلیں گی۔" انہیں اسے کہا گیا۔  
 "شک ہے۔ تم جی جاؤ۔" سچ تو اسی تھا کہ وہ یہ  
 کی بات ہے۔ رات کو کسی کی طرف نہ گری جائے  
 کہ مجھے گناہ کی طرف سے بڑھتی نہیں ہوتی تو کوئی  
 کی نہیں تھا۔ آرام سے لی جان کر رہا۔ "وہ ایک بار  
 کے ساتھ نظر آئے گا۔"  
 "تمہاری بھئی پر پتہ نہیں چلے گا۔ میں  
 کے ساتھ ہے۔ میں کی کہ وہ بڑے صاحب سے تمہارے  
 ساتھ گئے کو نہیں۔ ان کی دعاؤں میں بڑا اثر ہے۔ مجھے  
 ہے کہ ان کی دعا سے تمہیں تمہاری گن جتا پاگل  
 ہو جائے گی۔"  
 فزکس کے کچھ میں پتہ کے لیے کبھی حد تک۔  
 میں سسٹم ہونے کے اس کی مضمون اور حضور کی بھی ایسے  
 کی ہے جیسے والوں میں شام ہے لیکن اصل ایسا نہیں  
 ہے کہ حضور اور ہونے کے لیے ایک ہی ایسے کالہ والوں کے  
 میں میں لڑا۔ آسانی سے پتہ چلتے تھے جو انہیں اپنے  
 کے ساتھ لے جاتے تھے۔  
 "تمہارا تم آرام کرو۔ میں چلی ہوں۔ مجھے سر  
 ہونے سے پہلے جان بچاؤں گا۔ تم اگر اپنے ذہن پر  
 لڑو اور انہیں کر دو۔ ان میں سے لیے رنگ کی گولی ہے  
 کا کھانا۔ اسے کھانے سے تمہیں سکون سے نیند آجائے  
 گا۔" وہ اسے جہالت دیتی۔ کی گولی سے باہر نکلتی تو  
 اس کی آنکھیں سو کر چپ چاپ بیٹ گیا۔ انکی اسے انہیں  
 کے کھانے کے لیے تمہاری ہفت گولے لے لیا کہ انکے پاس لے  
 کر آؤں گا۔ تم کر لینے کوئی حرج نہیں تھا۔  
 \*\*\*  
 میں انہی والوں نے راضی انور کا چچا بھوڑا نہیں  
 تھا۔ لیکن سسٹم میں میری بھی اسی طرح کی تھی جسے میں  
 کے مصروفیت ہوا۔ چچا کے ہم میں آگئے تھے کہ راضی  
 کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے ہی کر رہی تھی وہاں  
 کے حال تو یہ کام کر رہی تھی۔ وہاں بھی کر سکتے تھے لیکن  
 کے ساتھ ہفت پہلے سے اس میں پر کام کر رہا تھا۔ اس لیے  
 انکے پاس رہتے رہتے رہا تھا۔ البتہ وہ کے لیے

کر رہی کے ہمارے ہر وقت حاضر رہتے تھے۔ اب بھی گھر کی کام  
 کام ہی انجام دے رہے تھے۔ چاہے چچا کی اپنی جگہ چچے  
 پر بھی وصول کر رہا تھا۔ وہ بھی چچا کے چکر میں باہر نہیں  
 نکلتا رہا تھا۔ اگرچہ وہ اپنی پائوس میں سلو کے خلاف  
 کارروائی کرتے ہوئے اس نے اور عادل خان دونوں نے  
 اپنے لیے کالی چھل کر لیے تھے لیکن میری ادھر سے اسے  
 احتیاط پرست کی حیثیت کی گئی تھی اور وہ انکار کر رہا تھا کہ  
 راضی سوچیں مزید بڑھ جائیں تو وہ خود کو بڑے روپ میں  
 اچال کر باہر نکلتے۔ اس دوران میں اس نے منصوبہ بندی  
 البتہ کر لی تھی اور اب انہیں کے لیے تیار تھا۔ اس منصوبہ کے  
 لیے کہ اپنی ہفت کے انہوں نے اس سے پھر پور تھا ان کا  
 وہ کیا تھا۔ اس کے سوا بے چاروں سمیت دیگر اہل کا  
 انہوں کو باقی ان الفاظ کے ساتھ چاہے چلی اور چہ  
 دوسرے ہمارے ساتھ گھر سے نکل کرے ہوئے۔  
 \*\*\*  
 وہ ایک ایک گاڑیوں میں تھے جن میں سے ایک  
 گاڑی میں گھڑا والی تھی۔ اس گاڑی میں ہمارے چلی خود سوار  
 تھا اور ان کا رخ اس پارک کی طرف تھا جہاں ان کی مطلوبہ  
 کے مطابق ہر روز صبح صبح راضی انور جا چکے کے لیے  
 جاتا تھا۔ گھر کی کے عرصے سے اسے اس کی گولی  
 نزدیک ہر جا چکے کے لیے۔ راضی انور کا دن شروع نہیں ہوتا  
 تھا اور بھی ایک معمول تھا چچا کی شکل کے چاندی رہتا تھا  
 اور اس کے علاوہ تو چچا ان اس کا ٹیبلر دل ہر روز لطف ہی  
 رہتا تھا۔  
 چاندی چلی نے ہانگ کے اوقات سے ہی فائدہ  
 اٹھانے کا سوچا۔ اسے معلوم ہوا تھا کہ آج کل راضی انور کی  
 شوگر بہت بڑھی ہوئی ہے اور ڈاکٹر کے مطابق یہ بے پناہ  
 ذہنی دباؤ اور بڑھتے ہوئے وزن کا نتیجہ ہے۔ ذہنی دباؤ کم  
 کرنا تو اس کے بس میں نہیں تھا البتہ ہانگ کا دورانیہ بڑھا  
 کر وزن کم کرنے کی اپنی ہی کوشش کر رہا تھا۔  
 چاندی چلی کی گھڑا والی گاڑی کے ساتھ نکلنے والی  
 دوسری گاڑی نے خود اس کی فاصلہ پلے کرنے کے بعد اپنی  
 رفتار میں اضافہ کر دیا تھا اور دیکھتے دیکھتے اپنے ساتھیوں کی  
 نظروں سے اوجھل ہوئی تھی لیکن ان میں سے کسی کو شک نہیں  
 اس لیے نہیں تھی کہ یہ پہلے سے بڑھتا تھا۔ وہ ضرور رفتار  
 سے سفر کرتے ہوئے جب انہیں اسے اپنے مطلوب پارک  
 تک پہنچا کر گاڑی سے اترنے ہی انہیں دھوکوں کی آواز  
 ملتی دیکھیں۔ ان دھوکوں کے ساتھ ہی انہوں کی پریشان ہو گئی



کبھی نہیں اور اندازہ ہوا تھا کہ پارک میں انہی خاصی جگہ پر  
چل چکی ہے۔

شہر میں آئے دن ہونے والے بم دھماکوں کی وجہ سے  
لوگوں کے دلوں میں کسی پبلک پلےس پر جانے میں ویسے ہی  
خوف سا پایا جاتا تھا اور وہ بناغلوں کی آواز میں بھی کرکھی  
برساں ہو جاتے تھے۔ یہاں تو ہر جگہ خاک کا زوردار  
دھماکے ہوتے تھے اور ہر طرف دھواں دھواں محسوس ہوتا  
تھا۔ گاڑی سے اترنے والے لہکار دھمکی یا جگہ ڈکی پیدا  
کے پلیر آگے بڑھتے چلے گئے اور ایک ٹھکڑو تھے کے بعد  
دو بارہ سو روپے ہونے تو ان میں سے ایک کے شانے پر ایک  
بھاری بھری لدی ہوئی تھی۔ اس نے گاڑی کے قریب کھینچ کر  
اس بھری کو ٹنگلی سیٹوں کے پائیدان میں بچ دیا۔ پچھل  
نفسیت پر براہیمان چار پل نے اپنے ہی بھری پر کھڑا ہوا  
سے دبا دیا تو اس امر کی تصدیق ہو گئی کہ بھری میں ایک انسانی  
جسم موجود ہے۔ وہ اطمینان کے انتہاء کے لیے جیب سے  
تھم کمال کر اسے چھانے کا جبکہ اس اثنا میں بچے اترنے  
والے دو بارہ سو روپے تھے اور گاڑی ایک منگے سے آگے  
بڑھ کر تیزی سے سڑکوں پر دوڑنے لگی۔

”کوئی پریشانی تو نہیں ہوئی؟“ اس نے بھری پر سے  
پھر اٹھانے لہیرا اپنے ساتھ بیٹھے محسوس سے دریافت کیا۔

”نوسر! ہم بہت آسانی سے اسے نکال کر لے آئے۔  
دھماکوں اور دھمکی کی وجہ سے ہر شخص پریشان تھا۔ اس کے  
ساتھ آئے گاڑی گارڈز بھی گھبرا گئے تھے۔ اس سے پہلے کہ  
وہ حالات کے پیش نظر بڑی اور کو اپنے منہ سے منے کر  
وہاں سے نکال لے جانے کی کوشش کرتے، ہم نے انہیں  
ہانگ آؤٹ کر دیا اور بڑی اور کو بھی گھوروں قدام سے بے ہوش  
کرنے کے بعد بھری میں ڈال کر لے آئے۔“ اس نے  
رپورٹ دی۔

”اس کے گارڈز کو تو نقصان نہیں پہنچا؟“ اس نے  
سوال کیا۔

”دھمکیک ہیں مگر۔۔۔ صرف بے ہوش کیا ہے۔ دوڑا حائل  
کھینے میں خود ہی ہوش میں آجائیں گے ورنہ کوئی لے آئے  
گا۔“ اس نے بے فکری سے جواب دیا۔

”گڈ!“ اس بار جاوے علی نے اختصار سے کام لیا۔  
گاڑی نے وہ بھی کا سفر پہلے سے بھی تیز و تیزی سے  
کیا۔ اپنے ٹھکانے پر واپس پہنچ کر انہوں نے بڑی اور کو  
تھکیں کے لیے مخصوص کمرے میں منتقل کر دیا اور اس کے  
ہوش میں آنے تک قید کیا گیا کہ ناش کر کیا جائے۔ دو لوگ

باقی کر رہے تھے کہ اس دوران میں ہی نواز بکھڑو سے درج  
کی غیر ضروری شروع ہو گئی۔ سب معمولی تلفظ۔ بکھڑو

نواز کے مکان پر گئے تھے میں اس آواز کی یہ ہر تنگ کر رہا  
تھے اور سوال اٹھانے جا رہے تھے کہ بڑی اور جیسے  
نام سیاست دان کو اٹھا کر لے والے لوگ کون ہوتے ہیں  
اور اس انوا کا کیا مقصد ہے۔ ذرا سی دیر میں انہیں نے  
بڑی اور کے گارڈز، قریبی ساتھیوں اور اہل خانہ کے  
چاچا ایت معلوم کرنے کا بھی بندوبست کر دیا تھا۔ ہر شخص اپنے  
اپنے طبقہ پر اس آواز پر اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے  
حکومت سے مطالبہ کر رہا تھا کہ بڑی اور کو فوری طور پر  
بازداشت کر دیا کہ اس کے انوا کا رول کو گڑی سزا دی جائے۔  
ایک میز جیٹل والے پھرتی دکھاتے ہوئے بڑی اور کی  
بڑی اور میں تک بھی پہنچ گئے تھے۔ دو لوگ فطری طور پر  
اس واقعے پر اندر دھنک رہے تھے۔ غصہ بڑی اور کی  
جس سارے جی کی آنکھوں میں آسوس تھے۔ وہ چار ہی تھے کہ  
اس کا باپ قتل محبت کرنے والا آدمی ہے اور ایک باپ کی  
محبت سے اس سے قتل شدہ محبت کرتا ہے۔ وہ آگے  
ہوئے صدر دوزخ عالم سمیت قانون نافذ کرنے والے  
اور ان سے اہل کردہ قتل کر کے اس کا باپ۔ اہل عوام  
جائے۔ یہ ایک بیٹی کے اپنے باپ کے لیے جیٹل جذبات  
تھے اور وہ اس کے لیے دل میں صرف ہنس ہی محسوس کر  
سکتے تھے کیونکہ بڑی اور جیسے کردار کے شخص کو جس کی وجہ  
سے بے شمار گھر اڑا کے تھے وراثت دینا ان کے من میں  
محسوس تھا۔

انہیں سے فارغ ہو کر جاوے علی اور اس کے دو گارڈوں  
نے اس مخصوص کمرے کا رخ کیا جس پر بڑی اور گھر کھانچا  
تھا۔ وہ اس دوران ہوش میں آچکا تھا اور خوف زدہ نہا اپنے  
گروہ میں کا چار کو لے رہا تھا کیونکہ اس کمرے کا نام ہی  
ایہ تھا کہ اندر داخل ہونے والے کو بھی فوراً اندازہ ہو جاتا تھا  
کہ یہ ایک قتل خانہ ہے۔ دو گارڈوں پر فتنے بکھڑو کے کئی  
آلات، پھتوں میں فتنے کھڑے جس سے وہاں لگی ہوئی  
تھیں، خواہ کار بکھڑو کی، والی کر سیں جس میں سے ایک پرانا  
دھتور بڑی اور پریشان تھا اور ایسی ہی سہا، دو بلی اٹلیا  
سے گھرا بھرا پڑا تھا جو گھاسی دیتی تھیں کہ اس قتل خانے  
میں لائے جانے والے کی روح تک بلایا جاتی ہوگی۔

جاوے علی اور اس کے ساتھیوں نے چروں پر انکی  
تھیں لگائی ہوئی تھیں جنہوں نے ان کی آنکھوں کے جا  
چروں پر سے گوا حاسب لیا تھا۔ جاوے علی کمرے میں اٹھا



ہو کہ جہاد پاش اور کی طرف بڑھا اور اس کے مقابل  
 کھڑے ہو کر اسے کینوز ٹھکروں سے ٹھکرانے لگا۔ اس کی  
 ٹھکروں میں ایسی ٹھکروں کی ایک ٹپک بھی نہ تھی اور نہ وہ  
 وہ بھی ہی جہاد کر سکتے تھے۔

”صرف ٹھکری جھانے سے کام نہیں چلے گا۔ پاش  
 اور آج جسے سب فطرت کو تو ذرا ذہنی میں دیکھ رہا ہے  
 چاہے۔ مجھے یہ کہتا تھا کہ وہ سات سو سو سال کا پانی  
 بہانے کے بعد بھی جھپ پڑے ہوئے ہیں۔“ جہاد پاش  
 نے غصے سے ہرے ہوئے لہجے میں کہا تو پاش چاہتے ہوئے  
 بھی پاش اور کی دیکھائی پر پہنچنے کے لئے سرور اور گئے۔  
 جہاد پاش کے روئے کا سبب بھی یہی تھا کہ وہ اسے جھانے  
 اذیت میں جھکا کرنے سے پہلے اسے زیادہ ٹھکری دیکھنا  
 لے لیا جہاد پاش کہ وہ تو خرابی نوٹ جانے اور حقائق جاننے  
 میں اسے زیادہ دشواری پہنچا دیتے۔

”تم کون لوگ ہو؟“ جہاد پاش اور نے ہرے سے  
 کہ اس سے پوچھ لی۔

”ہم پنجم کے اردو تھے ہیں اور جھپیں جہاد پاش  
 دہائیوں کی عمر اپنے کے لیے بکا لائے ہیں۔“ اس نے  
 خوف ناک لہجے میں جواب دیا۔

”دیکھو مجھے کتنا ہے جھپیں کوئی تلافی ہوئی ہے۔ میں  
 ایک شریف آدمی ہوں اور میرے اچھے کردار کی کوئی ہے  
 جہاد پاش نے کہا۔“ اس نے اپنے ٹھکریوں کو دہانے سے  
 تو کر کے ہوئے ستائی دینے کی کوشش کی۔

”لیکن جہاد پاش ان بے شمار لوگوں میں نہیں ہوتا جو  
 جہاد سے پرستار ہیں۔ ہم ان کے پتے لوگوں میں سے ہیں  
 جھپیں جہاد کی حقیقت معلوم سے اور ہم جانتے ہیں کہ مراد کے  
 پشور اور شریف ہیں کہ اس ملک کی جڑیں کھلی کر رہے ہیں۔“  
 جہاد پاش نے آخری کو حیلے سے باہر نکال دیا تاکہ پاش  
 اور اگر اپنے انوار کے پہلے میں کھلی کھلا ہو تو وہ کھلا  
 دیکھ رہا ہے۔

”یہ غلط ہے۔ میں اپنے ملک سے محبت کرتا ہوں جب  
 ہی تو میں نے یہاں کی تلافی اور اسے قائم کر کے تمام کی  
 غلامی اور بے رحمی کے ذریعہ انہماکی ہے۔“ وہ حقیقت کو  
 جھاننے کی کوشش کرنے لگا۔

”اور اس غلامی و بے رحمی کے بہانے تم جہاد چاہتے ہو۔  
 اور اس سالانہ کے ساتھ جھپیاں اور باور دیکھ کر کسی بھی ملائے  
 میں آگ لگا دیتے ہو۔“ جہاد پاش نے خطرناک طور پاش اور  
 کے چہرے پر چھائی پر چھائی میں کچھ اور اضافہ ہو گیا اور

پاش کے چہرے پر پہنچنے کی دھمک دینی پہنچ گئی۔  
 ”... یہ جھپ ہے کچھ پر انعام ہے۔“ وہ دہائی  
 لہجے میں تڑپ کر کہنے لگا۔

”اب تم اس بات سے بھی انکار کرو گے کہ میں  
 کہانی میں خون کی ہولی کھلی گئی۔ اس سے کھٹا ایک دن پہلے  
 تم سے سات کے سلاطین و اہل بیت کو مار دیا تھا۔“ جہاد  
 گروہ کا تو قہر پاش سے اس کے دہائیوں کے دہائیوں کے  
 کچھ پہلے کے سو فیصد ایک دیکھ کر کھلی کر کہنے کی کوشش کی  
 جی جہان کا سہا قہر ہے اور جی جہاد ہات ہے کہ  
 اور اسے صرف جہاد کی سلاطین پر سلاطین اور سلاطین کے  
 خلاف اپنے سلاطین کی اسلاف میں شامل کیا تھا۔“ اور پاش  
 اور پاش اپنی سلاطین کا خبر کر کے اسے جہاد پاش کی کوشش  
 پاش کی دہائیوں کے سلاطین کے کھلی کر کہنے کی کوشش کی  
 ”اس جہاد پاش کی اسلاف کی اسے ہے۔“ اور پاش  
 اور نے ہرے سے لہجے میں کہا۔

”تیس نے جھپیں بتایا ہے کہ ہم پنجم کے اردو ہیں  
 ہورم جیسے چاروں لوگوں کو ان کے احوال کے سبب جھپ کی کوشش  
 کر رہے ہیں۔ جہاد سے ساتھ ہی جھپیں شہر اور دہانے  
 ہے۔“ جہاد پاش نے اسے اطلاع دی۔

”دیکھو، میرے ساتھ کوئی زبردستی نہیں کر سکتے۔  
 میں نے جھپیں بتا دی ہے کہ میں نے کوئی جرم نہیں کیا۔ یہ  
 سلاطین پر اپنی کے سلاطین کی اسلاف میں سلاطین شہر اور دہائی  
 جی جی جہاد اور صرف انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اور دہائی  
 اس وجہ سے کہ سلاطین جھپ سے خود اس خرابی کا انکار کیا تھا  
 کہ چھک وہ اسے کا استعمال جانتا ہے۔ اس لیے اسے کسی  
 خاص شخصیت کا باڈی گارڈ رکھا دیا جانتے میرے دہائی  
 سے اچھے اور اچھے شکایت ہیں اس لیے میں نے ان سے ان  
 کی سلاطین کر دی۔“ جہاد پاش نے کہا کہ کھلی کر کہیں اس میں میرا  
 کوئی قصور نہیں۔ میں نے تو ایک نئی سے ایک سے جہاد  
 کو کے کی مدد کی تھی۔“ پاش اور نے سنبھال لینے کی کوشش  
 کرتے ہوئے کہا تھا۔

”میرے خیال میں میں بھی اچھی نیکی کر رہی ہوں  
 کی۔“ اس کی دھمکی دیکھ کر جہاد پاش نے کہا اور اسے  
 جانے کا اشارہ کیا کہ پاش اور پر قہر نہ پڑے۔

”میری طرف سے کہتا ہوں کہ اسے جانے والے ٹھکری کی طرف  
 چلے گا۔“ وہ اس کے دھمکی کو دھمکی کر رہی پر جہاد پاش نے  
 کو نہ چھوڑ دیا کہ جہاد اس کو کھلی کر کہنے کی کوشش کی  
 جان سے چھوڑ دیا لیکن تلافی تو بہر حال اسے دینی تھی۔“

مصرف چہرے پر چھپک دیکھ کر جہاد پاش نے ان حالات  
 میں اس لیے ان کا کھلی کر کہنے کی کوشش کی اور اس کی  
 کو تو دہائیوں کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 ہونے ان حالات اور جہاد پاش کی کوشش کی کوشش کی کوشش کی  
 کی کوشش کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 کیل کرنے کے لیے اس کی دہائیوں کی کوشش کی کوشش کی کوشش کی  
 ایسا صرف ایک بار ہوا تھا جبکہ ہمیں اسے دہائیوں کے کھلی کر کہنے کے  
 لیے کام کر رہا تھا۔ اس کے سوا دہائیوں کے اسے دولت شراب  
 اور شراب کی کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 جہاد پاش نے اس کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 نہ چھوڑی ہے ان کے لیے کام کر رہا تھا۔

”اگر یہ کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 میں۔“ تم نے ایک اپنی کھلی کر کہنے کے لیے اس ملک کی  
 جہاد پاش نے اس کو دہائیوں کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 ہے کہ جہاد پاش نے اسے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 کو اور پاش کی کوشش کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 سوال کے جواب میں اس کے پاس لپٹنے کے لیے کھلی کر کہنے کے  
 البتہ جہاد پاش کے پاس ایسے ہی سوال تھے جن کے جواب وہ  
 دے نہ سکتا تھا۔ جہاد پاش نے پورے اس سے اسے اس کے کھلی کر کہنے کے  
 چلا گیا اور پاش اور نے جہان اس کو جہاد پاش دینے میں  
 حراست کی اور اس کی حساب کتاب شروع بھی کر دہائی۔

☆ ☆ ☆

”تم نے کیا سوچا ہے؟“ اسے اپنے ساتھ جہاد کے  
 جانے کا اور دہائیوں کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 اس سے پوچھا۔

”دیکھو تم نے جہاد پاش۔ ابھی کوئی حتیٰ لفظ نہیں  
 کیا۔ جس ایک ہذا میں میں نے لیکن معلوم نہیں کہ اسے ساتھ  
 لے جائے گا یا نہیں۔“ اس نے سنبھال دیا۔

”وہ کون؟“ اس نے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 لے جہاد پاش نے دہائیوں کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 کے ساتھ خاص انداز میں کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 ”جھپیں، جہاد کو ساتھ نہیں لے جاؤں گا۔ کی انی اہل  
 اسے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 کر کے اس کی بات کے صرف ایک جھپ کا جواب دیا۔

”میں بھی دہائیوں کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 نہیں کیا تھا۔“ جہاد نے اسے اس کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے کھلی کر کہنے کے  
 دکھائی ہے۔ پہلے نواز پاش کی کوشش میں نہایت خوب صورتی















فلک کرامت کے سامنے کے جسے کی طرف چل پڑا۔ بلکہ وہ  
کے بعد اسے دونوں پہرے سے دار کھیت کے قریب بیٹھے نظر  
آئے۔ ان کے ہاتھوں میں چائے کی پیالیاں تھیں جسکے ایک  
سکریٹ بھی لگا ہوا تھا جس سے دونوں پار کی باری کھل لے  
رہے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ یہاں کسی کی دخل اندازی  
کے غصے سے تھے۔ بالکل بے نیاز تھے اور نہایت بے پردائی  
سے اپنی معمول کی دایمی انجم دے رہے تھے۔ ان کی  
راکھیں بھی بے پردائی سے ایک طرف دھکی ہوئی تھیں۔ اگر  
مظاہرہ خان کے پاس اس وقت کوئی بھتیجا ہوتا تو وہ بہت  
آسانی سے انھیں قابو کر سکتا لیکن اس وقت دونوں کو ایک  
ساتھ قابو کرنے کی کوشش کرنا اس اعتبار سے خطرناک تھا کہ  
اگر وہ آؤ گے تو کل کر ان کی طرف بڑھتے دونوں میں سے کسی  
کی بھی اس پر خطر پڑ سکتی اور پھر ان کے لیے اپنی راکھیں  
اٹھا کر اسے قابو کر لینا یا فٹانے لگا۔ بظاہر اچھلنے نہ ہوتا۔ وہ  
اپنی جگہ کھڑا کوئی ایسا تدبیر سوچتے تھا جس پر کل کے  
دونوں کو ایک دم سے ساک کیا جاسکے۔

”ابھی بھائی چائے کا کھرب۔ تو آرام سے بیٹھیں اور  
راؤنڈ مار کر آجیوں۔“ ابھی اسے کوئی تدبیر سوچی تھی تو اس کی  
کہنا کے دول پہرہ والی آواز سنائی دی۔ اس نے آواز سامنے  
لال کر دیا۔ دونوں پہرے داروں میں سے ایک اپنی جگہ  
سے کھڑا ہو کر اٹھا اور اگلے اٹھا کر شانے سے نکلی گئی۔ اس  
نے قدموں کو حرکت دی تو مظاہرہ خان نے دیکھا کہ وہ اسی  
سمت آ رہا ہے جہاں وہ خود چھپا ہوا تھا۔ وہ جلدی سے کہے  
جیسے میں چھوٹی کی آؤ لے کر بیٹھ گیا۔ راؤنڈ پر میں ہی راؤنڈ  
لگانے کے لیے آئے وہاں پہرے دار اس کی نظر میں آ گیا۔ وہ  
نہایت اطمینان سے کل رہا تھا اور اسے کسی اندازہ نہیں تھا  
کہ اس کے سر پر کتنا بڑا خطرہ منظر رہا ہے۔ اس کی سہیلے  
خبری اور اطمینان مظاہرہ خان کے لیے مٹی ۵۰ فٹ ۱۰۰ فٹ  
چھٹی دور اس کی کہیں گاؤں سے پھر قدم آ کر جہاں اس نے  
کی چپتے کی بجائے اپنی خاموشی سے جھست لگا کر اسے پیچھے  
سے اس طرف تیز آ کر اس کا ایک ہاتھ پہرے سے اور دوسرے پہرے  
بڑا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ کے بازو نے اس کی گردن کے  
گرد اس طرف منظر تک گزرا تھا کہ وہ بے میں سا ہو گیا تھا۔  
اس نے چار سے گواہی سہلے بھی نہیں لی تھی کہ شانے پر لگی  
اپنی راکھ اٹارنے کے لیے ہی ہاتھ پر چلا سکتا۔ مظاہرہ  
خان نے اپنی چوڑی طاقت صرف کرتے ہوئے اسے جلدی  
زمین پر جمعیت لیا اور اسے پشت کے بل زمین پر گر کر خود  
اس کے سینے پر چڑھ بیٹھا۔ ایک ہاتھ پہرے سے دار کے منہ اور

ناک کو دھانچے ہوئے تھا اور دوسرے ہاتھ کی گھمائی  
زور لگا کر وہ اس کا گواہاں تھا۔ راؤنڈ پر میں جھست لے  
گاز نے ہاتھ پر پٹا بٹا کر اپنا جسم اچھا بھلا کر دیا۔ وہ  
سر بھی ایک طرف اٹھ گیا۔ مظاہرہ خان نے اپنے ہاتھوں  
کی گرفت ختم کر کے اسے چپک گیا۔ وہ زور سے تھکتے تھے  
کالی دیر تک اور اس میں آئے کا کوئی امکان نہیں تھا۔ وہ  
کے سینے سے اتر گیا اور اس کی راکھ اپنے قبیلے میں سلا  
پہرے دار سے اپنے کی کوشش میں اس کے زخمی ہاتھوں  
ایک ہاتھ پر خون رستا شروع ہو گیا تھا۔ تحریف بھی نہ  
لیکن اس وقت اس کے پاس اپنے زخموں پر دھیان نہ تھا۔  
فرصت نہیں تھی بلکہ اسے اندازہ تھا کہ راؤنڈ پر لپٹنے والا پہرے  
راؤنڈ جب اپنے ساتھی کے پاس آگیا تو اس نے اپنے ہاتھوں  
میں جھک کر خود اسے دیکھنے کے لیے کل کھڑا ہوا۔ یہاں سے  
اپنی وسیع دائر میں نہیں تھی کہ اس کے گرد ایک پچھلے  
کسی کو پھرنے سے راؤنڈ وقت روکا رہتا۔ اس لیے یہاں  
تھا کہ اس سے کل کے دوسرا پہرے دار اپنے ساتھی کی جگہ  
میں لپٹا۔ اس کے استقبال کے لیے چل رہا۔ وہ ایک ہاتھ  
اپنی حزام پر جا کھڑا ہوا جہاں سے ہاتھ کر اس نے اپنے  
کے قریب بیٹھے پہرے داروں کو چائے اور سکریٹ ڈلی  
کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ دوسرا پہرے دار اس کی شک اپنی جگہ  
پر بیٹھا ہوا تھا اور اطمینان سے سکریٹ کے کئی ڈیوڈا  
سکریٹ ختم ہونے تک اس کا اطمینان باقی رہا اس کے بعد وہ  
بکھرے بیٹھنے لگا۔ اس نے ہاتھ اٹھا کر اپنی کوئی شے  
بندی ٹوٹی شے دھت دیکھا اور مزہ سے منہ نہ کر آئے۔  
پھر شاہ اس کے لیے اپنی توتلی بھیا۔ ہاتھیں نہیں رہا۔  
کسی خطرے کی گواہی نہ کر رہا تھا۔ شانے سے اس پر راؤنڈ  
میں اپنی جگہ سے حرکت میں آیا لیکن اپنے ساتھی کے برعکس  
اس نے اس پہرے سے ہارنے کا راؤنڈ لگانے کے بجائے  
جہاں مظاہرہ خان موجود تھا۔ دوسری جانب کار کا فرق  
چنانچہ مظاہرہ خان کے لیے لیکن نہیں تھا کہ وہ سے پہلے  
والے کی طرف ابھرنے لگے۔ وہ اپنی جگہ کھڑے کھڑے  
پہرے دار کے منہ سے کاٹا کھڑا کر رہا۔ جب وہ راؤنڈ کران  
کی طرف سے اٹھ گیا تو راؤنڈ پر راؤنڈ حرکت میں آیا۔  
خود فرست کی طرف سے گزرا کہ پہرے سے دار کے ساتھ ساتھ  
بڑا ہوا تھا۔ خطا ہونے کے باوجود اس کے قدموں کی رفتار  
تھی۔ ہاتھوں میں موجود راکھ اس نے اس کے اشارے میں  
اٹھا کر اٹھا اور اب وہ اس طرف نہیں تھا۔ راؤنڈ اس کے  
کے مقابلے میں خود رہتا ہے۔ اس لیے وہ جہاں سے اپنے ہاتھ

خود لگا تھا۔ اس میں ابھی بھتیجا چائے کی گھمائی  
وہ ہاتھ اٹھا کر ان بھتیجاوں کی رویت ہی ایک  
کے سامنے اسے مقابلے پر آئے سے پہلے خودوں ہا  
یہاں سے پہلے ہونے اس نے بخوبی سے  
کے سامنے کا حصہ پار کر لیا اور احتیاط سے اس جانب  
پہرے دار کو تھا۔ مشہورہ خان نے گھر اس سے  
اس کے درمیان قابو لینے کا اندازہ لگا اور بچوں کے  
اپنے قدموں سے اس کی طرف راؤنڈ پڑا۔ پہرے دار  
بھی گلی ہی اس جگہ سے گزرا تھا اس لیے اسے اندازہ  
کہ خطرہ اس کی پشت کی طرف سے آگے بڑھ رہا  
اس کی ساری توجہ آگے کی جانب مرکوز تھی۔ اپنی پشت  
مظاہرہ خان کی موجودگی کا اسے ابھی وقت نہ تھا۔ جب  
مظاہرہ خان کے ہاتھوں میں موجود راکھ کی نال اس کی  
پشت سے جا گئی۔  
”تھوڑی آواز لگے۔ اپنی راکھ پیچھے دوڑا۔ اپنے  
ناک کی طرف توجہ میں جان سے بچے جاؤ گے۔“ نہایت سرد  
تھیں اس لیے پہرے دار کو قسم و گوارا نہ پڑا۔ پہرے دار اسے  
اپنے ساتھی کے سر سے لے کر قتل گاہ پر لے گیا۔ تاہم وہ اس  
دھت میں تھا۔ چائے کو جو شخص ایک آدمی کر سکتا ہے  
کے لیے دوسرا کون کرنا کون سا مشکل ہوگا۔  
”جیسے چو بھی ہوں۔“ انھیں اس سے کوئی فرض نہیں ہوئی  
پہرے دار نے راؤنڈ روٹنا چاہتے ہو تو جھٹ سے تھکان کر۔  
اپنی آواز میں گھرایا۔ آواز سننے سے اس کے ہاتھوں میں  
ان کی رویت تھی کہ پہرے دار نے اپنی راؤنڈ کی بازی  
میں سہارا نہیں دی۔ راؤنڈ کی فاصلوں کی۔ اس کی کیفیت کا اندازہ لگا  
مظاہرہ خان اسے راکھ کے بل پر جھک رہا تھا۔ غارت کے  
پیشے سے گیا۔  
”تم دونوں سے ملو۔ اس غارت کی حفاظت کے لیے  
تھوڑے لوگ ہیں۔“ اس نے پہرے دار سے بازو سے پچھا۔  
”کوئی نہیں۔ ایک وقت میں میں وہی آدمی دایمی  
بے حد تھکی ہوئی راؤنڈ کی فاصلوں میں تھکتا ہو کر دوسرے  
بھاگتا تھا۔“ اس نے بتایا۔  
”اس کے علاوہ یہاں حفاظت کا کیا انتظام ہے؟“  
پہرے دار نے دیکھا کہ ایک راؤنڈ اس کے سامنے غیر متوجہ  
تھیں۔“

سب سے پہلے

اپریل 2013

میں بھی العین قرآن مجید

کتاب

تاریخ و روایت قرآن مجید

فلک تک چل

کشتول

مسافر

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ

مذاہرہ



[illegible][illegible]

ہوتے ہوئے ہی وہ سے بھی کر کے میں سنا، محسوس  
 ہوا کہ وہ آواز سے کی غائب ہو گیا۔ وہ آواز ابھر سے  
 نکلاں لیے نکلا ابھیں جا گیا۔ اب اس کے پاس بھر کو  
 بھر آواز نے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اس بار اس  
 سے کی گئی، نہ بار بار احتیاط پر ہوتے ہوئے کارروائی کی  
 اور پھر پھر کا پھر اتنے معمولی سے کیے پر بھی جاگ سکتا  
 تھا۔ یہ سمجھتے میں وہ اپنی کوئی شے کا ماسیاب  
 اور بے تاب تھا کہ وہ آواز کے کوئی آواز نہ دے گا کہ اس میں  
 کوئی بھرگی ہو یا وہ اس سے اور اندر داخل ہونے سے پہلے  
 کا پھر ہی سے جا کر نہ لے سکے۔ لیکن آواز گانے سے  
 ہی ابھرے ابھر سے بلکہ روانہ آواز سنا رہی تھی۔ ایک  
 ہی اس پر مختلف ہوا کہ کرا ساؤڈ پر خوف ہے جو  
 ہو اور آرام کے کھڑے ہر طرف طرقتے سے ادا کر سکتا  
 ساتھ ہی اس کا ایک بڑا انتھان یہ تھا کہ کسی بھی قسم کی  
 آواز اور حرکت جانے کی وجہ سے اندر موجود کوئی کچھ وہی  
 حرکت کا آواز نہ نہیں ہو سکتا تھا۔ پھر سے ساتھ ہی کوئی کچھ  
 کی اپنی تھی۔

**شکریہ**  
چشمی کہ وہ یہاں اپنے اس پیش کردہ میں سرخیز ملازماؤں کو  
مستحقہ برادری کے لیے اشتعالی کر رہا تھا۔ ان صورتوں کی  
زبان میں حقیقت، خوف، لالچی یا کبھی دوسری وجہ سے بند  
رہتی ہوں گی لیکن زبردست ان کے گھگھے میں اکٹھے تھی۔  
مطابق ہم خان خود اپنے کانوں سے اس خضری صورت کی بحث  
میں کرتا تھا اور اب بئیراکہ کی زبان سے اس کی صورت کے  
اشکات جاری ہوتے ہوئے بھی سن لے تھے۔



میں اس کا کچھ نہایت دیر اور نرم ہوتا تھا پھر یہ قہار کے طرے  
 میں دورانی صلیبت کے ساتھ ظاہر ہوا تھا۔ اب حرجہ افکار  
 بکا تھا اس لیے مظاہریم خان نے بھی قہار کا فیصلہ کیا اور ایک  
 دم ہی چاروا اور ان کو کھل دیا۔ دروازہ کھلتے ہی وہ کھلی کے  
 کونہ سے کی طرح اندر داخل ہوا اور پھر فوراً ہی اپنی پشت پر  
 دروازے کو بند کر دیا۔ یہ صورت حال جیسے کے وہم و گمان میں  
 بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ وہ نے کی طرح جبراً اگر کھڑا ہوا تو اس کے  
 ہاتھ میں موجود ہارم پگھٹ گیا اور وہ کھینچے پر بے آواز گرا۔  
 اس میں موجود ہارم افقانت ہر کہ گھٹکی میں جذب ہو گئی۔  
 ”نگ... کوئی بات؟“ وہ لکھنوی آواز میں کیا  
 جانے والا ایسا سوال کر رہا اس سے کل مظاہریم خان اس  
 کے سر پر ہتھیار کی گھڑکی دھار اس کے گنگے پر دھک پٹا تھا۔  
 ”کوئی آواز نکالے بغیر صرف اور صرف میری  
 ہدایات پر عمل کرو ورنہ میں تمہاری شرک کاٹ دوں گا۔“  
 مظاہریم خان نے خوف کا لہجے میں دھمکی دی۔  
 ”یہ مجر دور ہوتا۔ میں تمہاری ہر بات ماننے کو تیار  
 ہوں۔“ بھیر کی گھڑکی پر گڑی ہوئی تھیں اور وہ مظاہریم  
 خان کی سوجھ بوجھ سے بڑا ہوا اس کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے تھے  
 خاکہ نظر آ رہا تھا۔  
 ”تمہارے یہ مجر تمہارے ایک چاہنے والے سے بچتا  
 ہے۔ وہ اس مجر سے میری جان تو نہیں لے سکا لیکن میں  
 تمہاری جان بہت آرام سے لے سکتا ہوں۔ اس لیے کوئی  
 اپنی سہیلی حرکت کرنے کے بارے میں سوچنا بھی نہیں۔“  
 مجر اس کی شدت سے بچتا تھا اس نے حرجہ دھمکی دی۔  
 ”میں نے کہا ہے کہ میں تمہاری ہر بات ماننے کے  
 لیے تیار ہوں۔ تم مجر دور ہونا اور ہٹاؤ کہ مجھ سے کیا چاہتے  
 ہو؟“ اس بار مظاہریم خان کو بھی اندازہ ہو گیا کہ وہ مجر سے  
 بے چارہ خوف زدہ ہے۔  
 ”تمہیں میرے ساتھ یہاں سے اس طرف چلنا ہو گا  
 کہ کسی کو بھی یہ اندازہ نہ ہو سکے کہ میں تمہاری مرضی کے  
 خلاف زیر و فوقی یہاں سے لے جایا جا رہا ہے۔“ اس نے مجر  
 ہٹانے کے لیے چاہے اس کا ہاتھ دیکھو اور بڑھاؤ اور اب اس  
 اپنی سربراہی قہی کہ مجر کی دھار اس کی چلنے میں اثر جاتی۔  
 ”میں راضی ہوں۔ میں تمہارے ساتھ چلوں گا لیکن تم  
 یہ مجر دور ہونا۔“ وہ چھٹی چھٹی آواز میں بکا تو مظاہریم خان  
 نے اس کا بے چارہ خوف دیکھتے ہوئے مجر کا ہاتھ اور دم کر دیا۔  
 ”میں دھمکی اور ہی وقت نہیں گے۔ تم یہ ہٹاؤ کہ باہر

جانے کے لیے تمہاری گاڑی کون لارائج کرتا ہے۔“  
 ”مجھ سے پھر سداور میں ہر ایک لارائج کرتا ہے۔“  
 ”میں اس میں نہیں جانتے وقت میں اس سے کسی نہ کسی کو  
 ساتھ ضرور رکھتا ہوں۔“ اس نے بتایا۔  
 ”اس وقت ان دونوں میں سے کوئی بھی اس کا قتل  
 نہیں ہے گا گاڑی چلا سکے۔“ اس نے بھی نہیں کیجئے اس پر سے  
 ساتھ چلا کر آگے چلا گیا کہیں لارائج نہ آئی ہے۔“  
 ”ہاں۔“ اس نے فوراً آٹھات میں سر دیا۔  
 ”تمہیک ہے تو پہلے اپنے ذہن کو یہ پہچان لو کہ تمہیں  
 دھمکی اور ہی وقت سب ہاتھ چھوڑ کر بھاگنے کے لیے نہ چاہتے  
 کہ جانے کا حکم ملا ہے اس لیے تم یہاں سے جا رہے ہو۔“  
 مجر کا جوار کا ران کے پاس موجود تھا اس سے یہ غلام ہوتا تو  
 کہ وہ پہلے بھی تم کو دم دیا اور اس طرح سے قلاب ہو رہا ہے  
 اس لیے اس نے اس وقت کی بات کی یہاں سے اس کا ہاتھ پکڑا۔  
 ”میں کچھ کیا کہ مجھے کیا کہتا ہے۔ تم اب ذرا پیچھے ہٹ  
 جاؤ اور مجھے قتل کرنے دو۔“ ”مجھ بہت آسانی سے تمہاری ہر  
 آواز ہو گیا تھا۔ مظاہریم خان کو اس سے ایسے ہوتے ہیں کہ  
 امید نہیں تھی اور وہ مجر ہاتھ کر اس سے اپنی بات نہ ماننے  
 کے لیے ایسے خاصے ٹھوس سے کام لہنا پڑے گا کہ کچھ یہاں تو  
 بہت آسانی سے بات نہ گئی تھی اور وہ اس آسانی کو بھی اندازہ  
 نہ کر رہا تھا کچھ ظاہری طور پر بہت مضبوطی دکھانے کے  
 باوجود وہ مجر کو اور ہونا چاہتا تھا اس کے خیال میں اس  
 غون کے مستند ملاؤ کی وجہ سے تھا۔  
 ”میں نہیں ذرا بھی پگھٹ نہیں دے سکتا۔“  
 تمہاری شدت پر ہی اندازہ ہو گا۔ تم فون کرو۔ اگر مجھے ذرا  
 بھی گورڈ ہو تو میں تمہاری آواز کا کٹ دوں گا۔“ وہ مجر  
 کے ساتھ ذرا بھی رسائی نہ کرنے کو تیار نہیں تھا۔  
 ایک اندیشہ یہ بھی تھا کہ اس کا یہ تھاوان رہے نہیں کوئی چل  
 ہی ہو۔  
 ”تمہیک ہے، مجھیں تمہاری مرضی پہنچاؤ اور اپنا ذہن  
 یہ نہ ہو کہ مجر اٹھانے میں میرے گنگے میں نہیں جانتے۔“  
 اسے دھمکی نہ ہوتے دیکھ کر اس نے سمجھا دیا اس لیے مجر  
 ساتھ ہی ایک خوف زدہ ہی اچھا کرنا ہوا۔  
 ”میں بے احتیاجی صرف اسی صورت میں کروں گا  
 جب تم امتیاز دیکھ کر گے۔“ مظاہریم خان نے چھٹی کی سے  
 جواب دیا اور اسے ہاتھ کے اشارے سے فون کی طرف  
 حرجہ دیکھ کر ہرجہ کرنا کہ نہ مصداقی فون کا بڑا ہوا تھا

جب کہ..... جانے کی اطلاع دینے لگا۔ اس نے  
 اس کے اشارے سے ہی ہاتھ کو بڑا ہوا طول نہیں دیا تھا  
 کہ کمال حقیقت کر دی گئی۔  
 ”اب یہ بتاؤ کہ گاڑی کی چابیوں کہاں ہیں؟“ وہ فون  
 سے فارغ ہو کر مظاہریم خان نے اس سے استفسار کیا۔  
 ”چابیوں اس جگہ کی دوازہ میں ہیں۔“ اس نے  
 سے بتایا۔  
 ”مظاہریم خان اسے مجر کی زد میں لے رہے تھے  
 کہ لے گیا۔ اس نے کچھ باتوں سے دور رکھ لی۔  
 اس کے ساتھ ہی سیاہ رنگ کا دھاتی ہسل بھی لگا تھا۔  
 اس نے اس کے جسم میں پھینکا ہوا سے دھات کا ڈھانچہ طور  
 پر کیا اور ہسل کی طرف ہاتھ بڑھانے کی بجائے کچھ  
 صرف چابیوں کا کل نہیں۔ وہ چابیوں کا کل چکا تو مظاہریم  
 خان نے اسے پیچھے سے پکڑا کہ گڑی دور دروازے کی  
 طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ وہ دونوں اپنے دھم سے لے کر پورے  
 اس طرف آئے کہ جبر کی گردن پر ہاتھ رکھا اور اس کا  
 ”تم ذرا نیچے بیٹھ پر بٹھو۔ میں پیچھے ہٹوں گا۔“  
 مظاہریم خان نے اسے حکم دیا اور یہ پیداسوچ تھا کہ اس کا مجر  
 کی گردن سے دور رہنا تھا لیکن اس موقع پر بھی اس نے  
 کھلی پھرئی کا مظاہریم کو اور مجر کے ذرا نیچے بیٹھ پر بیٹھنے  
 تک خود بھی کھلی بیٹھ پر ہر اتناں ہو گیا۔ مگر ہر بھی اس کا  
 مجر ایک بار مجر جبر کی گردن پر ہاتھ۔  
 ”مگر کچھ دھمت کھلو۔“ ”میں اس میں چابی لگا رہا  
 تھا اس سے پیچھے سے پیچھے۔“ اس نے بار سے ہٹے انداز  
 سے کچھ دھمت کھول دی۔ اس میں جہ سے مسامتہ کا ایک ہاتھ  
 رہا اس کا ہاتھ ہوا تھا۔ مظاہریم خان نے پکڑ کر ہسل اپنے  
 میں کھینچ کر لیا۔  
 ”میں ایک بار پھر نہیں یاد دہا رہا ہوں کہ کوئی گورڈ  
 نہیں کرتا ورنہ میں تمہارے دھمکوں سے بھی نرا ہوا ہوا  
 ہوتا ہوں۔ اپنی جان بچانے میں وہ کچھ نہیں کہیں گے  
 کہ مجھیں بٹھوں گا۔ ہاں اگر تم مجھ سے تھاوان کرتے ہو  
 مجر کی حد تک تمہاری زندگی کی ضمانت ہے۔“ اس نے  
 ہاتھ دے والے انداز میں مجر کو یاد دہائی کروائی تو وہ اس  
 سے خشک لبوں پر زبان میں بھی گروہ کر گیا اور اس کی امانت  
 کا گاڑی اسطاعت کر دی۔ بے آواز اپنی والی کھلی گاڑی  
 کی طرف سے آگے چلے۔ مظاہریم خان نے خود کو کھلی

# گلاب اور کانٹا

”چلیک ہے کہ تم ایک گلاب نہیں بن سکتے مگر اس  
 کا یہ مطلب تو نہیں کہ تم ایک کانٹا بن جاؤ۔ یہاں ایک راز  
 کی بات ہے اور وہ میں تمہیں بتا رہی ہوں کہ ہر شخص کا  
 نہیں بلکہ وہ بڑا بڑا گلاب بن سکتے ہیں۔“  
 (اخلاقی امور دہلی 3۔ گلاب امان۔ گلاب)

نکست کے بلکہ میں اس طرف چھپا کر کہ باہر سے ایک  
 غور دیکھتے پر وہ کی کو کھلی نہ دے۔ گاڑی کی کھینک ہونے  
 کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ ذرا نیچے بیٹھ پر خود مجر  
 اکبر موجود تھا۔ البتہ اس موقع پر اسے اپنی ایک گڑی کا  
 احساس ضرور ہوا۔ وہ جبر کی کھلی میں تھا کہ باہر سے آیا تھا  
 جس میں وہ اپنے بچے دم میں چھٹا شرب نوشی کر رہا تھا۔  
 عبادت گاہ کے کھانا چڑھتا ہے جس کھانے سے حرجہ  
 ٹوپی اور چٹے میں دیکھنے کے بعد اسے اسے اس طرف سے  
 میں دیکھ کر خود چڑھنے لگتی اب اس کے پاس اپنی کھلی کو  
 درست کرنے کا سوچ نہیں تھا گاڑی آگے بڑھتی جا رہی تھی  
 اور وہ بہت مشکل سے بار بار دھان کو اپنی لپٹ میں لیتے دھلی  
 جہن کو سر ہٹک کر دور کر رہا تھا۔ آخر کار گاڑی عبادت کے  
 میں گیت کو پار کر رہی تھی اور اس نے اپنے دل میں بڑی  
 شدت سے اللہ کا شکر ادا کیا۔  
 ”لیٹھ ہے لے لو اور پھر جہاں سوک فتح ہو وہاں  
 گاڑی روک لیتا۔“ اس نے ایک اہم حکم صادر کیا اور مشکل  
 سے سر کو جھکا۔ جس اب ارادی دھن کا راستہ چھا تھا۔ اس کے  
 بعد شہرہ منصوبے کے مطابق آری کی گاڑی اس کی بٹھ  
 ہو گئی۔ مجر اسٹاپ پار سے بات پہلے ہی طے ہو چکی تھی کہ  
 رات گیارہ سے فجر تک آدمی کی آواز کا لڑا مسلسل مقررہ  
 قید پر موجود تھی کی اور اس کے بعد مارے مساجد وہ  
 لوگ اپنے ہاتھوں میں لے لیں گے۔ اس نے بہت کوشش  
 سے مقررہ جگہ پر پہنچنے تک اپنے اس کو قائم رکھا۔ مگر ایک  
 مقام پر بھی تھا کہ ایک میں چھٹا ہو کر مجر کے کھانوں کی کوئی  
 گاڑی خائب میں نہیں آئی تھی یہ شاہد ان میں سے کسی کی  
 جرات ہی نہیں ہوئی تھی کہ وہ بڑا ہاتھ اس کی گاڑی کے  
 پیچھے آئے۔ کچھ ہو گیا تھا۔ اس کے لیے یہ حقیقت سب سے



بڑی تھی کہ اس نے اپنا مشن کامیابی سے مکمل کر لیا ہے۔ اس کے حسب وجہت اخیر نے ضرور وجہ پر گواہی دی کہ تو اس نے گواہی کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے قدموں کی آواز میں نہیں اور ایک بار پھر جھک کر دماغ کو گرفتار میں لے لے والی وحش سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش کی۔ لیکن اس بار سے اپنی کوشش میں کامیابی نہیں ہوئی اور انھیں خود بخود ہی بند ہونی پڑی تھی۔

"اسٹریجی لاء اور اسے انجینئرس میں شفٹ کرو۔ جی ایپ۔" بند انھوں نے اس نے جو آٹری چھ آواز میں نہیں ان میں گواہی کا دوازا کھلنے کی آواز کے ساتھ کی کی جتنی ہوئی آواز میں کیا جانے والا یہ جملہ بھی شامل تھا۔ پھر اس کے بعد وہاں کیا کچھ ہوا اسے خبر نہ ہوئی۔

☆☆☆

"اسے چپ چپ کیوں رہتے ہو بادشاہ! کچھ کی عقل کیا کرو۔" ایسے زبان کی کر پڑے ہوئے تو عقل میں دقت گزارہ بڑا مشکل ہو جاتے گا۔" عقل میں اس وقت ترقی کا وقت تھا اور قیدی کیلئے میدان میں مختلف تکنیکیں کھیل کر اپنا دل بہا رہے تھے۔ سلاخ بھر ضرور کچھ مجرموں میں ہوتا تھا اس لیے اسے سب سے اہم ٹھیکہ کال کھڑی میں رکھا تھا اور ابتدائی ایام میں اسے اس کی کھڑی سے باہر بھی باہر نہیں نکالا جاتا تھا۔ اگرچہ یہاں رہنے والوں کال کھڑی کے چند باتوں نے ہی اس کے دماغ کے بہت سے کپڑے ہلکا کر دیے تھے اور وہ ایک غرت میں اڑے ہوئے دشمن کی حیثیت کے بجائے غلبہ انداز میں سوچتے لگے تھے۔ سوچ کی اس تبدیلی کے بہت سے محرکات تھے جن میں سب سے پیداوار کو یہ سوال تھا کہ اسے وہ ذرا عقلی کے نتیجے کے دیکھے جس میں اس کے مخالف یا اپنے ہار کے نتیجے کے لیے کیوں چاہتا تھا اس بھری بڑی مجلس میں چند سیکورٹی اہلکاروں کی موجودگی میں وہ ایک شخص کو قتل کرنے کے بعد کسی کی گرفتار کیا تھا اور اگر یہ ممکن ہی تھا تو وہ ایک ڈاکو اور دو دیگر شخصیں اس بارگاہ کے بعد اسے جانے دے دے گا اور وہاں کوئی شخص اس کی ناکامی کے بعد اسے شہر کر دیتا چاہتا تھا اس لیے خود کو کھاتا کہ وہ بڑے اعظم کے سکیم پر اپنا ہاتھ لگائے اس کی ناکامی کے بعد اسے کوئی مارنے کی کوشش نہ تھی اور اگرچہ وقت پر ایک دوسرا آدمی اسے چھاپ نہ لیتا تو اس کی جان بچا جاتی تھی۔ قاتل کی طرف سے بھی اسے اس کی طرف توجہ دینے والوں نے اس حقیقت سے بھی آگاہ کیا تھا کہ جہاز میں اس کی پرورش خاص مصالح کے

تحت کی تھی اس لیے وہ خود اپنے دشمن اور ہم دشمن کے خلاف ہتھیار اٹھانے کے لیے تیار ہو گیا تھا۔ اسے یہ جانتا تھا کہ اس کی شخصیت کے ٹھکانوں میں آجانے کے بعد اسے اپنا کینہہ ادا کرنے کی ایک جرح سے وہ ہٹا کر دے گا کاشانی کی۔ اور وہ وہی تھی کہ خلاف سیاسی اہلکار کو قتل کرنے کا کام تھا۔ اور پھر جب سیکورٹی افسر کے ذریعے اس کا نام تیار کر دیا جاتا۔ جہاز میں اس کے ساتھ کاندھ دینے والے اسے اس خطہ پر بڑی غرت اپنا دیا تھا۔ اسے کچھ نہیں آتا تھا کہ وہاں کون سے کسے کسے تھے۔

اس نے اچھی جتنی والوں کی تمام تر کوششوں کے باوجود وہاں زبان نہیں کھولی تھی اور مسلسل خاموش رہا۔ اسے سوچی کے باوجود اسے عقل کی کال کھڑی میں نہیں دیتی تھی۔ قاتل کو نہ جاننے والے چاہتے تھے کہ اس نے کوئی اور کام چاہے نہ کیا ہو لیکن جہاز کا انجنت تو وہ بہر حال ہے۔ کچھ دنوں تک کھڑی میں اس کے دل میں بہت غلبہ نہیں کر رہے تھے اور ابتدائی دو چار دن تو وہ انسانی عقل نہیں آواز کے لیے بھی دس کر رہا تھا۔ اس کی عقل نہیں چپنے سے کھڑی کے دوازے کے لیے کھانا اور دوا کا دیا جاتا تھا وہ انہیں ہاں کا رشور پر قرار دیکھنے کے لیے کسی نہ کسی طور پر بہت کچھ کرتا تھا۔ اسے اس اذیت سے بڑی طور پر پرکھ دیا۔ یہ نہایت ہی ذرا سی اذیت دے دی تھی کہ وہ ترقی کے نتیجے میں کھانا ہر کے لیے اپنی کھڑی سے باہر کھیلے میدان میں آسکتا ہے۔ کچھ بھر کی یہ کھانا اسے قیمت معلوم ہوئی تھی۔ اس ایک کھیلے میں اس نے بھی کئی کھیل میں حصہ لیتے تھے اور اسے قیدی سے بات چیت کرنے کی کوشش بھی کی تھی۔ چنانچہ ایک قیدیوں نے خود سے اس سے بات چیت کرنے کی کوشش کی بھی لیکن اس کی طرف سے کوئی جواب نہ آیا۔ اور پھر ہوت گئے۔ لیکن یہ ایک شخص تھا جو بھی ہر ایک کی طرف اس سے چہرہ کر دیتا تھا اور ہر روز ترقی کے اس، نتیجے میں اس سے بات چیت اور پہلے چھڑا کر اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اپنی انجی ہوئی سوچوں میں غم رہنے والے سونے بھی اس کی باتوں پر توکل ظاہر نہیں کرتا تھا۔ لیکن پھر بھی وہ انجیوں کے ساتھ ساتھ ترقی کر رہی تھی اور اس میں وہ کام کر رہی تھی۔ لیکن ترقی ہوئی تھی۔ دیکھ کر دل نہیں داتا کہ کچھ باتوں کی قیادان سالے ہائیں والوں نے نتیجے اپنے ہی ہر ترقی کے لیے کچھ نہ کیا۔ یہ سنا ہے کہ... جی۔۔۔ اس نے یہ سنا تھا کہ گواہی دی۔" اسل مجرموں کے قریب جاتے ہوئے اس کی ہتھیں کھلی ہوئی تھیں لیکن کوئی قوت نہ تھی اس کے پاس۔

کوشش کرنی چاہیے۔ چاہے کھٹکے سلسلے کے ذریعے۔ "کرنے کو تو میں بہت کچھ کر سکتا ہوں اور اگر کچھ چاہتا ہوں لیکن چاہیں تم اجازت کے لئے کوئی ہو سکتا ہو۔" اس کا اجازت سلاخ بڑا عقلی غیر محسوس ہوا لیکن یہ بات اسے کسی انداز سے ظاہر نہ ہونے دی اور اسے غازی سے بولا۔ "یہ قید تو تمہیں خود کرنا ہوگا۔ میں کچھ نہیں اپنے بارے میں کیا گواہی دے سکتا ہوں۔ میں تمہارے پاس دہ کی درخواست نے کر بھی نہیں آتا ہوں اس لیے تمہاری اپنی مرضی ہے کہ مجھ پر اجازت کر دیا نہیں۔ میری طرف سے بہر حال کوئی اعتراض نہیں ہے۔"

"تم قید کیجئے ہو لیکن اپنا دل بڑا ہے کہ تم پر اعتبار کروں۔" اس نے جواب دیا۔ اس بار سونا خاموش رہا۔ یہ دیکھو میرے پاس کیا ہے۔" اس نے سلاخ اٹھ کر بڑی راز داری سے اپنی جیب پر دکھایا۔ سلاخ دیکھتے ہی بڑی طرح ہرنگ کیا۔ اس کے توجہ بات سونا حلق انھوں نے قومی جانب لپکا تھا کہ اس کے ہاتھوں نے جس سخت چیز کو چھوا ہے، وہ کوئی راز ہے۔ دوسرا سونا نظروں سے اسے ہر وہ دیکھنے لگا۔ "تمہیں نے اور میرے کچھ ساتھیوں نے مل کر کھیل سے ہاتھ کاٹ کر محفوظ بنایا ہے۔ وہی کچھ دیر میں مکمل شروع ہو جائے گا۔ اگر تم چاہو تو شروع کا کام اور اٹھا کر ہمارے ساتھ بھاگ سکتے ہو۔" اس کی کوشش ایسی تھی کہ سلاخ بچا کر دیا گیا۔ اسے عقلی اسے قیدی کی صورت سے غمناک لگنے والا یہ قیدی اسے اس کی کوشش کرتے گا۔

"تمہارے پاس زیادہ سوچنے کی مہلت نہیں ہے۔" جس میں ابھی لپک کر رہا ہوگا کہ ہمارے ساتھ یہاں سے بھاگ کے یا ساری زندگی اس قید میں گزارنے ہوئے پر یاد کر گئے۔ وہ دیکھو... اس مکمل شروع ہو گیا ہے۔ اس نے فٹ بال کھیلنے ہوئے قیدیوں کی سمت اشارہ کیا۔ ان کے درمیان کھیلے کھیلے اٹھتے ہی قومی شروع ہو گئی تھی۔ دیکھتے ہی دیکھتے یہ قیدی اپنی بڑی کڑی میں ستر کھاتی تھی یہ قیوم خون ہو گئے۔ کس کا سر ہاتھ تو کسی کا ہونٹ۔ کسی کی ناک سے خون بہہ نکلتا تو کوئی اپنے ہاتھ کو سہلانا لگا۔ پتھر سے بوجھ دیا کہ ان نے آگے بڑھ کر حالات کو سنبھالنے کی کوشش کی تو کچھ قیدیوں نے ان کی ہتھیلیں جھکن لیں اور دیکھتے ہی دیکھتے وہاں قاتل شروع ہو گئی۔ ہر طرف ہانپا کھاتی تھی۔ قیدی دوسرے کچھ بھاگتے گئے۔ ساتھیوں کی ہتھیلیاں اور کھینچی ہوئی آواز میں ملتی رہنے لگیں اور سب آوازوں پر سب سے بھاری آواز اس اندر بھی آ رہی تھی جو جیل میں بھاری



مکيا تھا۔ سلووم خود سا کھوپ سب دیکھ رہا تھا۔ لوگوں میں جسے سب بکرا لٹ پلٹ کر رہ گیا تھا۔

”آؤ میرے ساتھ، یہ جہاں سے بھاگتے کا سب سے سہری موقع ہے۔“ اس کے ساتھ کھڑے قیدی نے اس کا ہاتھ تھام کر تیز سرکشی کی اور اسے ایک طرف کھینچنے لگا۔ اگلے چنداں سلووم معمول کی طرح اس کے ساتھ چل چلا۔ اس کے ذہن میں اس بھتے سا بھی قیدی کی آواز نہ گونج رہی تھی۔ ابھی کچھ دیر پہلے ہی تو وہ اسے بھرا ہوا تھا کہ اس پر جو الزامات ہیں، ان کے باعث وہ جیتے جی قتل کی زندگی سے نجات حاصل نہیں کر سکتا اور اگر اتفاق سے بھی پالیس سال بعد آزاد ہو بھی گیا تو اس حال میں نہیں ہو گا کہ زندگی سے کوئی لطف کشید کر سکے۔ اس کی ان باتوں میں حقیقت تھی اور خود وہ بھی قید کے ان چند دنوں میں اس کی پر سوچتا رہا تھا اور اگر اب قسمت سے اسے زندگی کی طرف جانے کا ایک موقع مل رہا تھا تو وہ اس سے فائدہ کیوں نہ اٹھاتا۔ آزاد لفظوں میں سانس لینے کے لالچی نے اس کے قدموں میں بھرتی پیدا کر دی اور وہ اپنے نجات دہندہ کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگا۔

ان کا رخ قیل کی اس دیوار کی طرف تھا جہاں ان سے پہلے ہی کئی قیدیوں نے بچنے کی کرامت دکھانا شروع کر دیا تھا۔ ان قیدیوں کے ہاتھوں میں پتھر، چھڑا، ڈسے اور کدالیں وغیرہ موجود تھیں جن سے یہ وہ پہلے ضرر میں لگا کر دو دیوار میں شکاف پیدا کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ قیدیوں کے پاس اتنی بروقت ان چیزوں کی موجودگی سے ظاہر تھا کہ منصوبہ بہت پہلے سے تیار تھا اور ابھی صرف موقع پیدا کیا گیا تھا۔ منصوبہ سازوں نے اتنی چالاکي سے کام لیا تھا کہ کئی سپاہیوں کی رائفلیں جھین کر انھیں بے بس کر دیا تھا اور وہ دھواں دھار فائرنگ کرتے ہوئے رہا تو توڑنے والوں کو گور وے کر رہے تھے۔ انہیں کوئی پروا نہیں تھی کہ اس فائرنگ سے پولیس والوں کے ساتھ ان کے سامنے قیدی بھی زندہ رہ سکتے ہیں۔ عجیب اور آخری کا عالم تھا اور موقع کا فائدہ اٹھا کر وہ بھی فرار کی کوشش میں تھے جسے اس سازش میں شامل نہیں تھے۔

”ہم ابھر سے گنڈ ڈال کر باہر نہیں گئے ورنہ اگر اس دیوار تک جانے کی کوشش کی تو مارے بھی جا سکتے ہیں۔ دیوار مضبوط ہے جانے کو نہ بھی سکے جائیں۔ اوپر سے دو ٹوک دھواں دھار فائرنگ کر رہے ہیں۔ ہمیں کوئی گولی بھی تک نہ لگتی ہے۔“ بھاگتے بھاگتے سلووم کے سامنے قیدی نے اس سے کہا اور پہلو کی دیوار کی طرف رخ موڑ لیا۔ سلووم کچھ دیر تو اس

کے دم و کرم پر تھا اور آزادی کے لیے صرف اور صرف اسے جانس لے رہا تھا ورنہ اسے بالکل غلط فہمی تھا کہ منصوبہ کیا ہے اور کیا نہیں۔ اسے تو اس اس شخص پر ہی انحصار کرنا تھا۔ وہ دونوں بھاگتے ہوئے کئی دوسرے قیدیوں سے ٹکراتے نظر کی دیوار کے قریب پہنچے تو اس شخص نے اپنی قمیض اور لکڑی سے بندھی ایک مضبوط رتی پھرتی سے کھول کر ہاتھ میں پکڑی۔ رتی کے سرے پر بڑا سا آکھڑا بندھا ہوا تھا۔ اس نے رتی کھنکھریاتی قوت سے اس دیوار کی طرف اپنی تیز آکھڑا دیوار میں پھنسی کیا۔

”پلو پہلے تم لوہے پر صوبہ“ اس نے سلووم کا سر دھککا دیا اور بھرتی سے حرکت میں آ گیا۔ رتی کی دھو سے بندھ دیوار پر پہنچ کر دوسری طرف کودا اس کے لیے بہت معمولی سی بات تھی اور اتنی آسانی سے آزادی حاصل ہونے کے خیال نے اس کے اندر جوش و خروش بھر دیا تھا۔ رتی کا سر اٹھام کر وہ بندر کی سی بھرتی سے اوپر چڑھنے لگا۔ اسی وقت اسے رات میں پھنسی کی دیوار آزاد چلی دی اور کوئی غول کی آواز سے اس کے بہت قریب سے گزری۔ اس نے پلٹ کر کیچھے دیکھ۔ وہ قیدی ایک دوسرے کے ساتھ کھنکھراتے اور ان میں سے ایک کے ہاتھ میں سویرا رکھل سے دھواں لگا رہا تھا۔ دوسرے کی پوری کوشش تھی کہ اس سے رات میں پھنسی لے۔ اس شخص کے دور ان ہی وہ بند آزاد سے چلا۔

”میںم اور اپنی اتر جاؤ۔ ورنہ بے موت مار دے گا۔“ سلووم تذبذب میں جھک گیا۔ چھٹ کی دوری پر آزاد فضا تھی لیکن بچنے سے کوئی اسے نکال رہا تھا کہ وہ پیچھے اتر تو بڑا جائے گا۔ کچھ دیر پہلے ہی اس نے موت کو اپنے سے چھٹا کے قافلے سے گزرتے دیکھا تھا اس لیے ٹھٹک چکا تھا۔ اس کا یہ دیکھنا کسی چھڑی کا ہی تھا لیکن اس کی تیز نظروں نے فوراً ہی دیکھ لیا کہ اسے بھاگنے کی ترقیب دیے والے قیدی نے اپنی جیب سے رخ والہ لٹال لیا ہے اور اس رخ والہ کارڈ اس کی طرف ہے۔ اب بھاگنے کا موقع نہیں تھا۔ نہ ہی وہ کوئی کی رفتار سے زیادہ تیزی سے باقی ماندہ قافلے سے تڑکتا تھا چٹاچھو وہی سے رخ والہ بردار پر پھٹک لگا دی۔ وہ اسے پھٹک لگا تا ہوا دیکھ چکا تھا، اس نے فوراً ہی فائر دیا۔ فائر کی بلند آواز کے ساتھ ہی فضا میں ایک انسانی چیخ بھی بلند ہوئی اور وہ دم تک کھنکھاتی چلی گئی۔

یہ ٹیویج و سنسٹی خیر داستان جاری ہے  
مزید واقعات آئندہ ملاحظہ فرمائیں





43 = ٤٣

[illegible]







انتکاف نہ کیا جاتا تو آج غلبہ ہی ہو جاتا۔ لیکن اب مجھے امید ہے کہ اس جنگ سے ایک بھی قیدی فرار ہونے میں کامیاب نہیں ہو سکے گا اور ہم اپنی سطوں میں شامل کالی بھڑوں تک پہنچنے میں بھی کامیاب ہو جائیں گے۔" اسی آئی ٹی کی زبان سے ریاض انور کا نام سن کر خطرناک صورت قیدی اور سطو دونوں ہی پر نک پڑے۔ دونوں ہی کے لیے یہ نام حق ساقا اور فرق صرف اتنا تھا کہ سطو ظلم نہیں تھا کہ اس سب کے پیچھے ریاض انور موجود ہے جبکہ دوسرا جانتا تھا کہ وہ جو بچہ گرہا تھا ریاض انور کی سرپرستی میں گرہا تھا۔

"کیوں بھی شہزادہ اس خلد تو نہیں کہہ رہا ہوں؟"

جنہیں جنگ سے فرار کروانے کا یہ منصوبہ تھا اسے ریاض انور نے ہی بنایا تھا اور اس نے ہی جنہیں قسم دیا تھا کہ اپنے منصوبے پر عمل درآمد کرتے ہوئے نہایت چالاک کے ساتھ سطو کو بھی فٹانے کا دیا۔ پڑوسی آئی ٹی نے ہانگ اچانک ہی سطو کے ساتھ موجود قیدی کی طرف رخ کر کے ہونے اس سے کہا تو وہ جھپٹا کھڑا ہوا۔ لیکن اس کی بھی ٹھکروں اور پچھڑے کے تاثرات سے تباہ تھا کہ جو بچہ کہا گیا وہ غلط نہیں تھا۔

سطو اس انتکاف کو سن کر بھشت چھٹاں دو گیا۔ وہ ابھی طرح جانتا تھا کہ ریاض انور کو کون ہے اور اس کی اور پاس کتنے ہاتھوں میں ہیں۔ اگر ریاض انور نے اس کے گل کے امکانات چوری کیے تھے تو اس کا مطلب تھا کہ یہ تم وہاں سے صادر ہوا ہے جنہوں نے برسوں اسے اس بات کا یقین دلایا تھا کہ وہ اس کے بعد اور بھی غواہ ہیں۔

"تم کوئی جواب کیوں نہیں دیتے شہزاد! بچہ یلوا یہ ریاض انور ہی کا کارنامہ ہے؟" اسی آئی ٹی سطو کی کیفیت سے بے خبر فرار کی کوشش کرنے والے قیدی سے مخاطب تھا۔

"اب میں کیا بولوں سر! آپ کو تو کتنے سب بات کی جی انکار میں ہے۔ انکی ہم یہاں سے نکل جانے میں کامیاب ہو جائے تو سیدھے ریاض صاحب کی خدمت میں پہنچیں۔ ان سے اس معاملہ کی حوصلہ کوئی نہیں دے گا اور ابھی تو اگر کچھ میں یہ لوگ نہیں کہہ سکتے تو ہم انعام کے بھی حق دار ہو جاتے۔" ریاض صاحب نے تنہا ہی تھا کہ اس مالے کو اپنے ساتھ بھاگنے کے لیے چار گرہ اور بے پراہی ہو کر ساتھ بھاگنے سے تو جین وقت پر اسے کسی پائیس واسے کی رائل سے آواز دینا تھا کہ ہر طرف بھی خبر پھیلے کہ سیم حرف سطو فیل سے بھاگنے کی کوشش میں پائیس کی کوئی لاکھ نہ بنی کہ چاک ہو گیا۔ اس نے نہایت بے خوفی سے اعتراف کرتے ہوئے

ایک ایسا انتکاف کیا جس نے سطو کو ہلا کر رکھ دیا اور جس کے اس کی حسیاں بھی گئیں۔ لیکن تھا کہ وہ جس کے میں شہزاد ہی مل کر رہا تھا لیکن فوراً ہی راج انور کی بال بیتی سے آگے۔

"کوئی لکڑھٹ کرنے کی کوشش مت کر۔" غصے لے جو بچہ کو اس کی سزا سناتے ہی جانتے کی جنہیں ہمارے ساتھ ہوا ہو گا۔ جہڑی قسمت کا فیصلہ ہو گا۔" اس کے غلبہ میں کھڑا ہو کر یہ سب کہنے غصے تھا جس نے بچہ پر نگہ اس کے رخ اور جھپٹا کر اسے کو کام بنایا تھا۔ سطو دوسری بار اس کے ارادے کی راہ میں رکاوٹ مائل کرنے پر اندر سے جھجھکیا لیکن فی الحال بچہ کرنے سے قاصر تھا۔ اس لیے وہ بھی بھڑکی۔

"اے سر! ہمارا کام مکمل ہو رہا ہے۔" اس کے آپ اپنے معاملات خود بخود پر نظر نہیں گئے۔ "بردار نے آئی آئی کی سے اس بات چاہی۔"

"شیر۔" اسی آئی ٹی کی لبلی جڑ سے کھڑا ہو کر مصافحے کے لیے ہاتھ بڑھا دیا۔ "گھر صاحب کا ایک بھر میری طرف سے شکریہ ادا کرتے۔ یہ ان کی مہربانی ہے آئی ٹی صاحب کی فیور موجودگی میں مجھ پر آنے والی ہے۔" وہ بہت ممنون دکھائی دے رہا تھا اور اسے ہر چاہے تھا کہ آئی ٹی صاحب ہتھ بھر کے لیے بھی لے کر چیک اپ کرانے والی ملک گئے ہوئے تھے اور اس فیور موجودگی میں جو بچہ بھی ہوتا اس کی اسے اور بھی شائون پڑتی تھی۔

ای آئی ٹی سے انور کی کلمات ان کے وہ سطو اور شہزاد کو لے کر باہر نکلتا تو باز بہت سے پائیس ان کے احتیاط کے لیے تیار کھڑے تھے۔ ان میں ایک نے آگے بڑھ کر شہزاد کے ہاتھوں میں جھٹکریاں دی اور ہر دو جین چار طرف کے خدوہ اور ان کی رہنمائی وہاں سے لے جایا جانے لگا۔ ان تینوں کے ساتھ صرف پائیس واسے باقی ہو گئے۔

"اسے بھی جھٹکری لگانی ہے سر؟" ایک پائیس نے سطو کو گھورتے ہوئے پوچھا۔

"نہیں! اسے ہم اپنا مہمان بنا کر لے جا رہے ہیں۔" انہوں نے جھٹکری نہیں لگائی تھی۔ "رائل بردار جواب دیا۔"

"ٹھیک ہے سر! ابھی آپ کی مرضی۔ آپ کے

گازی تیار ہے۔" اس نے سزا دیا جواب دیا اور بھران تینوں کو اپنی راہنمائی میں لے کر آگے بڑھا۔ سطو کیسے سے چمٹا تھا کہ اس کے ہاتھ کبھی ہارے۔ البتہ اندر سے اس نے دلی شکوک سے اس نے یہ اندازہ قائم کر لیا تھا کہ اب اس کا واسطہ فرما سے پڑنے والا ہے لیکن وہ ٹھیک اس پر اسے مہمان کہاں ہو رہے تھے؟ یہاں تک ایک ایجنٹ کی۔

پہلے مال کی آئی گازی کے پیشے بلیٹ پرول اور غلطی سے چنانچہ باہر سے کسی کو دکھائی نہیں دے سکا تھا کہ گازی میں تین ایسے افراد سوار ہیں جن کے جسموں پر قیدیوں والا لباس ہے۔ گازی انہیں لے کر وہاں سے روانہ ہوئی تو قبل میں بچی بھڑکے میں خاطر خواہ کی ہو چکی اور کتا کا کر نیکل کا سامنا سے پر قابو پانے میں کامیاب ہو گئے تھے۔ سطو نے ٹیٹ سے باہر گازی نکلے پر جوت نزدیکیوں سے ان راستوں پر نظر دوڑائی جس پر لوگ آواز دانت چلے جاتے تھے لیکن وہ اس آزادی سے عروم تھا اور بچہ پر نیکل اور بارہنے سے بچے کے بعد ایک بلیٹ پرول گازی میں۔ انہاں تینوں کے ساتھ نہ جانے کسی ایجنٹ حوال کی طرف لے جایا جا رہا تھا۔



"نئی زندگی مبارک ہو۔" اسپتال کے ننگ اور ایلے ماحول میں آگے بڑھ کر مشہور خان نے سمجھا اس قدر بار کا اپنے جانتے پایا۔ اس کے چہرے پر بڑی جان دار اور پڑھوس منکراہٹ تھی اور انہیں میں اپنا بیت کا احساس تھا۔

"شہزاد صاحب۔" مشہور خان جواب میں مکمل اتنی ہی نہر کا۔

"اب تم کیا منوں کر رہو؟" سمجھا اس قدر کری مرکا کہ اس کے بچے کے قریب ہی بیٹھ گیا۔

"ٹھیک ہوں۔" وہ بہت لڑاؤ خواہش محسوس کر رہا تھا لیکن آخر ضروری نہیں سمجھا۔

"تم تو قبل تو مشہور خان اتم نے جس طرح اپنی جان کی بازی لگا کر اس میں بھڑکے کو ہم تک پہنچایا ہے۔ اس کے لیے ہم سب تمہارے احسان مند ہیں۔" سمجھ کے بچے میں مشیوت تھی۔

"میں نے صرف اپنا فرض ادا کیا ہے اور اگر فرض کی ادائیگی میری ہی جان بھی چلی جاتی تو مجھے تم نہیں ہوتا۔ بچہ سمجھتا ہے کہ سر جانا بھڑک رہا ہے۔" اس نے مضبوط کچھ میں پڑا ہوا ہل بولہ لگا۔

"جان دے اور لکھا دے۔" اس نے اب کوئی دبی بات

نہیں دی ہے۔ لوگ معمولی رقم سے لے کر مذہب، سیاست، زبان، غیرت اور جانے کنی چیزوں پر اس مشکل سرے سے گزر جاتے ہیں۔ لیکن اپنے خوش قسمت بہت کم ہوتے ہیں جنہیں اس بات کا اندازہ ہو کہ وہ جان بھی جیتی ہے کی بازی ہائی نہیں لگا رہے ہیں۔ جنہیں مصوم ہے کہ تم اس حال کو کس وجہ سے پہنچے تھے؟ جنہیں اس بچے سے رقم کا حق جس کی زد میں ہے کہ تم بچہ کیسے کو اس کے فٹانے سے نکال کر ہم تک لائے تھے۔ وہ بچہ زہر آؤ تھا اور اس کا زہر جہاد سے سارے جسم میں پھیل گیا تھا۔ زہر کو گھبراہی جان بچانے کے لیے سرور کو کوشش کرنی پڑی تھی اب ہر قدم لے آگے نہیں نکھلی تھا۔

"مجھے نہیں مصوم تھا کہ وہ بچہ زہر آؤ ہے۔ اسے میں نے بغیر ان کے کے خد سے بچھڑا تھا اور اس سے بھڑپ کے دوران ہی مجھے زہم آ گیا تھا۔" اسے سمجھانے لگا کہ اس کے ہاتھوں میں وہ بچہ زہر آؤ تھا کہ بغیر ان کے خد سے زہم کیوں ہو گیا تھا کہ بے جان وچ اس کے برعکس کی قیاس کرتا چلا گیا تھا۔ خود اپنی کیفیت میں اسے سمجھ آئے گی۔ وہ جسم میں سرائت کرتے زہر کی اثر تھا کہ وہ نہ جان سا ہو کر رہ گیا تھا۔ اس وقت تو اس نے اپنی کھوار کی کے بارے میں بھی تکان لیا تھا کہ زہر آؤ گھول رہا ہے کہ اس سے اس کی کیفیت اور ہی ہے لیکن اب حقیقت علی تو دل میں اندھ کا شہر ہو کر نکلے گا کہ اس نے اس پر احسان کیا اور یہ اسے اس کی مشیوت بھی کر دہ حالات سے بچنے والی بننے میں کامیاب ہو گیا۔

"ہم بھی بھڑکے بارے میں نہیں جانتے تھے لیکن خوش قسمتی سے ڈاکٹر نے جنہیں دیکھنے کی کیفیت سے اندازہ لگا لیا کہ تم پر زہر کا اثر ہوا ہے۔ ابھی شہزاد بڑے شخص کی تو اس نے بھڑکی حقیقت بتائی۔ اس قسم کے بھڑکاس کے چند خصوصیات انہوں نے دیکھے تھے۔ اس ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے ملک اتار رکھا ہے کہ شہزاد بچہ کے عمر پر انور کی حفاظت کی خاطر وہ اپنی جان قربان کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے گئے۔ ان لوگوں کو وہ اپنے خاص کاموں کے لیے بھی استعمال کرتے تھے۔ ان لوگوں کی اس نے اس طرح جون واسطہ کر دیا تھا کہ ان کے لیے اپنے مشن سے بچ سلامت دانی لکھا لیکن نہ ہو اور بچہ نہ جانے کا خدوہ چہ ہو جائے تو وہ بلا جھجھک خود موزی کر دالتے تھے۔ اسی لیے تو میں نے تم سے کہا تھا کہ آج کل لوگوں کے لیے جان بھڑک اور دینے والوں ہی بڑی بات نہیں ہے۔"

"آپ ٹھیک کر رہے ہیں اور میں اندھ کا شہر گزار



ہوں کہ میرا شمار ان خوش قسمتوں میں ہوتا ہے۔" کھڑی ہو کر  
خون کی گلی سبز دوڑتے ہوئے منظر میں غائب ہو گئی۔  
مگر اس وقت ابھر کر سجدہ ہو گئی۔ البتہ بھرا اس کے ہاتھوں  
پر ابھرنے والی مسکراہٹ بڑی جان دار اور پھر چلی۔

"تم خوش قسمت بھی ہو اور پھر میری دولت یہ کوئی آسان  
بات نہیں تھی کہ پھر اکبر کو اس کی بچاؤ سے میں نکال لایا  
جائے کہ کوئی بچاؤ نہ ہو۔" پھر نے ایک بار ہلکے کر  
اسے سراج۔

"لیکن بعد میں تو بچاؤ کھڑا ہوا ہو گا۔ اس کے  
حاکموں کے انعام اور میرے فرار نے بہت سے سوال  
اٹھائے ہوں گے۔ کیا اس صورت حال پر اس کے حق پرست  
مستحق نہیں ہوں گے؟" وہ جیسا ہی طور پر خدائی خائلی  
دماغ نے تیزی سے کام شروع کر دیا تھا اس لیے اس کا دل تھا  
کہ سوالات اٹھائے۔

"اس مسئلے میں ہادی پھر اکبر کے نائب سے مل جائے  
تھی ہے۔ وہ اپنے لوگوں کو بھیجے دلائے گا کہ پھر اپنی مرضی  
سے کیا ہے۔ پھر کے بعد اسے وہیں اٹھا کر سراج حاصل  
کے کہہ کر لوگوں کو شک ہو جائے گی تو وہ ہلکے کر نہیں گے۔  
اگر کسی نے اس کی مخالفت کرنے کی کوشش کی تو وہ اس کا کام  
نشان ملو گے۔"

"لیکن اس بات پر راضی کیسے ہو؟" مظاہر خان  
کو حیرت ہوئی۔

"اقتدار کے بانی میں۔" پھر سراج۔ "سراج گوار  
ہے کہ طاقت اور اختیار حاصل کرنے کے لیے لوگوں نے  
اپنے خون کے دشتوں کا بھی لٹاؤ نہیں کیا۔ ایسے میں اگر پھر  
اکبر کے نائب نے امداد سے ساتھ ساز باز کر لی تو یہ کون سی  
بڑی بات ہے۔"

"میں پھر بھی حیران ہوں کہ یہ ذلیل ہوئی کیسے؟"

مظاہر خان کی انجمن و حیرت اپنی جگہ قائم تھی۔

"اس کے لیے مجھے نہیں تمام تفصیلات سے آگاہ کرنا  
ہو گا۔ تم نے جو عرضہ اسپتال میں زندگی اور موت کی جنگ  
فوتے ہوئے کر دیا ہے، اس عرصے میں ہم نے پھر کے  
سارے کس کس کا دل اس سے نہ صرف بہت سی معلومات  
حاصل کی ہیں بلکہ معاملات کو بھی بخوبی سمجھ لیا ہے۔ پھر  
نے احتیاط کیا ہے کہ وہ سلاطین ہادی سے اور انجمن سے اسے  
انک توجہ دی گئی ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے بارے  
میں جو بات کاظم و کئے کے ساتھ ساتھ اس سے شدہ و خفرت  
کرتا ہے۔ وہ تو عمری میں ہی اپنے بزرگوں اور مذہبی پیشوا

کے ساتھ اس بات کا عہد کر چکا تھا کہ عظیم اسرائیل کی خاطر  
اپنی زندگی وقف کر دے گا اور یہ وہی ہے جو سب سے بڑے  
وہیں مسلمان کو نصرت دے گا اور کرنے کے لیے جہاد کا کام کرے  
جو اس کے لیے ممکن ہو۔ اپنی شخصیت توجہ اور امدادوں کے  
ساتھ اس نے بہت تو عمری میں یہاں لایا تھا اور اپنی  
چاہا کی اور ذہانت سے کام لے کر آہستہ آہستہ ایسا حال  
حاصل کر لیا کہ سب پھر لوگ اس کے عرض میں کر لگے ہو گئے۔  
ان سرزدوں کو اس کو اسلام کے نام پر اپنی تعلیمات و عقائد  
جن سے اسلام کا دور تک متعلق نہیں تھا لیکن اس نے ان  
ہوشیاری سے اس کا کام چاہا کہ وہ مسلمانوں کو اپنا اور  
نہیں ہو سکا کہ کوئی ان کی برائی اور جنگ کرے کہ انہیں اسلام کی  
جنگی روح سے دور کرنا چاہا رہا ہے۔ کس سے طاقت کی  
آواز آگئی تھی تو اسے گوارا وہی تھا کہ وہ اس کے  
خلاف نام نہاد جہاد کا اعلان کر دیا گیا۔ غرضیکہ پھر ایک  
بڑے بڑے کو اپنے ذہب پر لانے میں کامیاب ہو کر ایک  
طرف تو اسلام کو اپنی جگہ تیار اور دوسری طرف اس نے  
پاکستان کی جڑیں کو کھلی کرنے کے لیے راہوں سے بھی  
ساز باز کر لی اور نہایت کامیابی سے داخل انجمن کے ساتھ  
ساتھ مذہبی رہنما کا دل بھی ادا کر دیا۔ یہاں کر دے  
وہ اسے طویل عرصے میں اس نے پاکستان اور پاکستانیوں کا  
بڑا نقصان کیا۔ پہاڑوں میں دہشت گردوں کی تربیت کے  
لیے جو کچھ قائم کیا گیا تھا، اس کچھ کے قیام میں بھی پھر  
نے خاموشی سے دیکھی تھی۔ قہرانی قسمت ابھی بھی کیم اس کچھ  
کی تباہی کے برابر راستہ سے دور ہونے کے باوجود وہی کی  
تھر میں نہیں آئے تھے وہ نہ شاید پاکستان میں قدم رکھتے ہی  
دھڑلے ہاتھ اور پھر یہ قابو پاتا تو وہی کی بات خود اپنا عقائد  
میں نہ کر پاتے۔" پھر اس قدر ہی بات نے اسے اپنا پاکستان کا  
پچھلا دور یاد آ کر دیا۔ زندگی کا وہ حصہ اس کے دل پر ایسے  
زخمی تھا کہ تھوڑے ہی لمحے میں پھر جاتے۔ اس نے ہوا کی جھلی  
میں پھنسی ہو کر نوا کھینچے مگر میں پناہ دی گئی لیکن قسمت کی  
باری وہ خود اپنی ہی جھکاؤ نہ دی اور اسے اغوا ہونے سے  
بچانے کے لیے اس کے بھائی اکرم خان نے اپنی جان  
قرban کر دی۔ جہان بیٹے کی موت نے اس کو کم سے اپنا  
بڑا حال کیا کہ وہ ہوش حواس ہو کر کوسے میں جلی گئی اور  
آفر کا اپنی جان کی بازی بھی ہار گئی۔ فتنے دار میں جھکا  
مظاہر خان نے اس وقت ایک عالم جنوں میں پرف ہوش  
پہاڑوں میں واقع اس قلعے کچھ تک رسائی حاصل کی تھی  
اور اٹھا خود بخود خوش قسمتی کے باعث اس نے جہاں کچھ کی تباہی کا

کچھ بن گیا تھا۔ اس نے اتنا جادو کیا تھا کہ اس کچھ کا تم  
کرتے میں وہ اپنے دلوں میں ایک پھر بھی تھا اور اسے  
خوشی کی گلابی جان کی بازی لگا کر وہ سال سے لوگوں کے  
ذہنوں میں ابھر رہے تھے اس خاطر ساتھ کو بچانے میں  
کامیاب ہو گیا ہے۔

"پھر نے پھر کر جادو مکمل طور پر یوں میں شوق اس  
نے اپنے قریب و دور میں موجود کسی شخص کا خیال تک کیا ہے  
پس کو بھی اپنی حقیقت کی ہوا نہیں گھنٹی دی گئی۔ یہاں جو  
لوگ اس کے ساتھ تھے، وہ بھی اس میں حد تک اسے جانتے  
تھے کہ پھر اکبر ایک ایسا فریڈا ہے جو مذہب کے نام پر  
لوگوں کو بے خوف بنا رہا ہے اور اپنے جوش نے دہشت گردی کا  
پہل بچھا کر لوگوں کو اپنا امیر بنا رکھا ہے۔ اس طرح ایک  
طرف تو وہ لوگوں یا انھوں سے دولت کا ترغیب دیا کرتا ہے  
تو اور دوسری طرف اپنی بلیے اور غلطی صورتوں میں اپنا  
دور رس بھی قائم کر رکھا تھا۔ اس کے کردار سے واقف  
ہونے کے باوجود اس کے ساتھ بہترین لوگوں میں سے اس لیے  
کوئی عذر نہیں تھا کہ وہ انہیں بھی خوب عیاں کر دیتا تھا  
اور دل کھول کر دلاتا تھا۔ اس بات کا کوئی امکان بھی نہیں تھا  
کہ وہ اسرائیلی و جہادی انجمن ہے۔ پھر وہ اس خاطر تھا کہ  
لوگوں کو کچھ بھی کی طرف اپنی انجمن کے اشاروں پر  
لپٹنے کے باوجود انہیں اپنے اصل جواز اور مقصد کی ہوا  
میں نہیں گھنٹی دی تھی۔ اس نے اپنی زندگی کے اسے بہت  
سے سال اسرائیلی کی خدمت میں صرف کر کے اپنے آقاؤں  
کو بے حد خوش کر رکھا تھا۔ چنانچہ ان کی طرف سے بھی  
اسے خوب نوازا جاتا تھا۔ اسرائیل میں اس کے خاندان کو  
بھی خصوصی رعایت و مراعات حاصل تھیں۔ ان کے اہلی  
خاندان کی ہر چیز پر دیکھت اور دیکھتے کے بارے میں پاکستان  
آکر اس سے ملاقات کر پتے تھے جبکہ وہ صرف وہ بار  
اسرائیل میں تھا۔ ایک بار اپنی شادی کے لیے اور دوسری بار  
اپنے باپ کی آخری سوزش میں شرکت کے لیے۔ عجب ہے  
انہوں نے جانب سے ہونے والی یہ آمد و رفت پر اپنی راست  
اور انجمن اور پاکستان کے درمیان میں کئی بار لوگ بھیجے  
کی اور سب ملک کے شہری کی حیثیت سے سفر کرتے  
تھے۔ پھر کی بیٹی نے اس کے اہل خانہ میں سے سب سے  
نوازا پاکستان کا سفر کیا اور پھر کئی نامی مذہبی جماعت کے  
ساتھ باہر عرب مسلمان عورت کے روپ میں یہاں آئی۔  
یہاں اس نے طویل وقتوں کے لیے قیام کیا جس  
کے نتیجے میں ان کے ہاں بھی امداد اور بھی پیدا ہو گئی۔ ان

بچوں کو بھی پھر اکبر کی طرح ہی اسرائیل میں خصوصی تعلیم و  
تربیت دی جا رہی ہے۔ پھر کی بیٹی بھی اسی کی طرح کٹر  
یہودی ہے اور اسے خود ہی بہت کم وقت بھر آنے کے  
باوجود اس بات پر پھر ہے کہ اس کا پھر اپنے مذہب اور جن  
کی خاطر پھر کر رہا ہوا ہے۔ یہاں ہے۔ ہم نے نہ صرف یہ  
ساری معلومات پھر سے انکائیجنگ بک اس کی ویڈیو بھی چھپ  
کی۔ اس ویڈیو نے امداد کام بہت آسان کر دیا اور ہم اس  
کے نائب کو اپنا ہم نوا اور راہزن بنانے میں کامیاب ہو  
گئے۔ تم بے ہوش تھے وہ نہایت سے حالات سے میرے  
بتائے بغیر بھی واقف ہو جاتے۔ پھر کے نائب پر بہت سی  
توجہ آرائیوں کی جاتی رہی۔ کئی کانپل تھا کہ جیسے وہ خاص  
میں پہلے کی دو بار نائب ہو کر وہاں آ گیا تھا، ویڈیو اس بار  
بھی ہو گا۔ پھر لوگ جو انور کے حالات سے واقف تھے،  
اسے پھر کا خواہر اور سے تھے۔ اس بار انور کا نام سے دار  
تھیں ہی پھر اکبر جادو کا کچھ کم یہ اسرائیل پر اسپتال سے  
نائب تھے۔ البتہ اس کے نائب نے ایک مشکل زندگی کی  
تھی کہ اس پھر کا اپنی صورتوں میں کس جانے دیا اور کی بڑے  
بگڑے سے چپ کے لیے خود ہی انتظام سے مذاکرات میں  
معمول تھا۔ شروع میں اس نے بہت شور مچا رکھا تھا کہ کسی  
بھی طرح پھر کو باز نیاب کر دیا جائے ورنہ وہ اپنے لوگوں  
کے ساتھ مل کر پورے علاقے کی اشد سے دہشت گرد سے  
کا۔ لیکن آہستہ آہستہ ہم نے فحش کر لیا کہ وہ پھر کا کا  
دور اور جس جتنا ظاہر کر رہا ہے بلکہ ایک طرح سے اس کی  
خود اعلیٰ ہے کہ پھر نائب ہی ہے تو پھر کے پھر اس طرح  
گل انتظامات اسے حاصل ہو جاتے۔ ہم نے اس کے دل  
کے اس پھر کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اسے احتیاط سے لینے کا  
فیصلہ کر لیا۔ اسے جب ابھی کی حقیقت کا ہم ہوا تو اس نے میں  
رو کیا اور پھر احتیاط کیا کہ اس کے ساتھ کس کو ہم کا  
دینے کے باوجود وہ بھی واقف نہیں تھا کہ وہ ایک ایسے  
یہودی کا آن کا رہا ہوا ہے جو ایک وقت اسرائیل اور  
جماعت کا انجمن ہے۔ اس نے امداد کر لیا کہ وہ اس علاقے کو  
انٹرنی سے سنبھالنے کا کسی کو شک بھی ہو تو انہیں نہیں  
کر سکے گا۔ ہم نے پھر کا اور اس طرح کے ساتھ اس سے  
معلومات لے کر لیے۔ اب وہ پھر کی جگہ سنبھالے گا اور  
جماعت کا کچھ معلومات اس کے ہاتھ میں رہیں گے۔"  
پھر اس نے اسے تمام تفصیلات سے آگاہ کیا کہ  
وہ خاموش رہے کے بعد ایک بار پھر اپنی خوش قسمتی کا اظہار  
کرنے پر مجبور نہ کیا۔



”یہودی بڑی منصوبہ ساز قوم ہے۔ جو کیسے ممکن ہے کہ انہوں نے یہاں اپنا کتا چراہٹ اپ کا قلم کیا اور اسے اس سال میں چھوڑ دیا کہ کثیر کے بعد سب کا نام ہو جائے۔ اصولاً تو یہیں اس کے بعد کسی کی جگہ سنبھالنے کے لیے کسی اور کو ضرور ہونا چاہیے۔ کیا ممکن نہیں کہ اس کا نائب ہی اس کا جانشین ہو اور پھر بحکم سے معاہدہ کر کے امر اعلیٰ سے دفاعی معاہدہ کرے؟“

”قہار کی توفیق درست ہے لیکن غلطی کی صحیح تلافی جو  
 تک ہوئی ہے۔ نتیجہ کا سبب بھی تیار کیا جا رہا تھا لیکن یہاں  
 نہیں مل سکی۔ بشر کی خواہش تھی کہ اس کے بعد اس کی  
 جگہ اس کا چاچا لے۔ اگلے سال وہ اپنے بچے بلکہ چوری چھپ کر  
 یہاں جوائے والا تھا۔ وہ ٹوٹ ایک ایسے طبیعی خاندان کی  
 صورت میں یہاں آکر آباد ہوتے ہیں کا سربراہ اسراغلی  
 چارمیت کا خلیفہ ہو رہا تھا۔ اس طرح نتیجہ کو اپنے خاندان سے  
 قریب رکھنے کا موقع بھی مل جاتا اور وہ اپنے بچے کو اپنی جگہ  
 دینے کی وجہ بھی ہموار کر لیتا۔ لیکن یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ  
 یہ مرحلہ آنے سے قبل اس کی حقیقت ہمارے سامنے آگئی  
 اور اب وہ اپنے انجام تک پہنچنے کے لیے ہماری گرفت میں  
 ہے۔“

”اور اگر اسرا نکل نے اس کے ساتھ کون سا شیخ اور ہادی کے اور ہیں اچھے دوام میں بیٹھا لیا تو؟“ اس کے پاس ایک اور اندیشہ تھا۔ سمجھنا اسلحہ کس ہوتا۔

”مخبر کو جس سے زیادہ احتیاط اور دیراندیشی آدمی  
 یاد... لیکن فکر نہیں کرو، ایسا کچھ نہیں ہو گا۔ اب چونکہ  
 سجادہ دار سے سامنے آگیا ہے اس لیے تم کوئی نگاہ نہ کیجی  
 گئے۔ حالانکہ لوگ اب عداوت کا دور ال سے متعلق ہوا  
 شخص چاہیں سمجھیں تباری عمرانی میں رہے گا۔“ اس نے  
 مشہور خان کو کھنسی دی۔ ”اب اگر سجادہ دار کوئی ہوتی  
 اجازت دو۔ کوئی اور بھی ہے میرے بعد تم سے ملاقات کا  
 خواہش مند ہے۔“

”بہت بہت غم کی طرح صاحب! میں نے واقعی آپ کا بہت وقت سہا کیا۔“ اس بار وہ ہم قریب قریب جھینپ گیا۔  
 ”اُس اُس کے میں اقم ہے جو کہ ایک اور اکتا قاتی قدر ہے کہ اگر میرے جس میں ہوتا تو میں تمہیں کسی جڑے غمی اور غم سے نواز نہ کی۔“ غدارش کرتا۔ لیکن یہ بھی نہادی قسمت کا عمل ہے کہ قوسم اور غمی کی خاطر بڑے بڑے کارنامے انجام دینے والوں کی ایک بڑی تعداد کو مسخرہ چہنچہنایا جا سکتا۔“ میجر! سفید نے بھی یہ مسخرہ اس کے ساتھ اس کے

مٹھانے پر چھٹی دی اور باہر نکل گئے۔ ان کے باہر جانے کے  
 لمحہ پر بھی بھڑی دودھ لائیک ہار پھر کھلا اور اس طے دودھ  
 کے گچہ چاہار کے جو گنے کی طرح اندر داخل ہوئی۔ اس  
 کیچہ کے مشابہم خان کے بہنوں پر غوغا ہوئی مگر اس وقت  
 کئی جگہ کی جہاں کے قریب آئی تھیں کی آنکھوں میں آنسو  
 تیر رہے تھے۔

”اور آخر آؤ میرے پاس رہو کیوں رہی ہو؟“ اس صحبت سے مگس جتنا کچا رہا تو وہ اس کے کچھ اور قریب چلی آئی۔ لیکن یہ سنا تو اس کی روانی میں بھی حیرت افزا اور حیرت انگیز مہمانی نے فری سے اس کا ہاتھ تھام لیا۔

”اس بات میں یقین تھا کہ کیا تم کو اس بار کیسے یاد ہے؟“  
 کیا میرے پاس کہانے کے بارے میں تمہیں یاد ہے؟ اور تم کو بھی  
 تمہیں چھوڑ کر چلا گیا ہوں؟“ اس نے پوچھا تو کل جانتا تھا  
 کہ میں مر رہا تھا۔

[illegible][illegible]

”یہ لکھ کر اپنے سب میری زندگی کا حصہ ہے۔ میں  
تو ان کو اس حال تک پہنچا دینی ہوں اور خود بھی اس حال کو  
پہنچ جائیگا۔ تمہیں یہ لکھ لو کہ میں جس سبیل میں غلط نہیں ہوں  
اس میں انسان کو اپنی جان کی بازی لگانا پانی ہے اور جان  
کی بازی لگانا ہمارے لیے کوئی زندگی بات تو نہیں ہے۔  
ہمارے قائدوں کے لئے مرد ہیں خود یا پھر (ان کا بہت)  
میر کر کے انوں کے خون کا ساتھ دینے کے لیے اپنی جان  
بخش چکا ہے کہ ان کے گھرانوں سے گھرا ہے جن کے ان خون میں  
میر ہے وہاں وہاں سب سے ہمارے لئے پیارے اپنی  
جان کو اپنے ہیں۔ اس لیے مجھے ان غلوں سے جانے کے  
لیے یہ یہاں سے اور بھیج دیا تھا لیکن میری رگوں میں جو  
خون ہے وہ مجھے یہاں سے بھیجنا ہے۔ میں نے اس

کھڑی ہوئی سے کر پڑ کر کے ٹھٹھکا تو ایسے انسانوں سے بگڑا نہ  
 بھڑکا ہو گیا یہ جتنے میں دل کی جگہ بھر لے کر گھومتے ہیں اور  
 انسان ہوتے کے باوجود انسانیت کی تکمیل کرتے ہیں۔  
 میں بہت چھوٹا آدمی ہوں اور میری کوئی حیثیت بھی نہیں اس  
 کے باوجود میرا خود سے یہ جہد ہے کہ زندگی میں جب جب  
 ان انسان دشمنوں سے سامنا ہوگا، میں پیچھے ہٹا کر بھاگنے  
 کے بجائے لٹ کر ان کا مقابلہ کروں گا۔ میں نے یہ فیصلہ  
 بہت سوچ سمجھ کر کیا ہے اور میں ہر کسی طرح ممکن ہو کر  
 میں جاکم نکلناں کر رہا ہوں بلکہ جب میں مر لوں گا تو میرے  
 پاس یہ خیر ہوگا کہ میں نے اپنے وطن اور انسانیت کی پیروی کے  
 لیے اپنی جان دی ہے۔ اب فیصلہ جہاد ہے یا گھر میں بے کرم  
 بھوکے رہ جانا۔ کا ساتھ دینا چاہتی ہو نہیں۔ لیکن کوئی بھی  
 فیصلہ کرنے سے پہلے یہ ضرور سوچ لینا کہ میرے ساتھ رہنے  
 کی صورت میں مجھیں ہار مارا کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑ  
 سکتا ہے اور آج کے بعد میں یہ قطعی پتہ نہیں کہوں گا کہ کبھی  
 جہاد ہی انھوں میں آسودہ ہوگی۔ جہاد کے آئینہ مراد کو  
 ضرور کر دیتے ہیں اور میں کوہر جھنجھک رہا ہوں۔ میں نے  
 سب کچھ کا آغاز بہت نرمی سے کیا تھا لیکن آہستہ آہستہ اس کا  
 لہر نہ توڑتی تھی ہوتا چلا جا رہا تھا اور اس کے ہر قطرے کے  
 ساتھ گل بیٹا اپنے اندر جوہر جمع کر رہا تھا۔ میری عمر  
 یہاں تک کہ کلید پر خانہ غمش ہو تو اس کی انھوں کی رخ  
 باطل ہو چکی ہو چکی تھی اور مجھے میں پھنسا آسودوں کا پتلا  
 بھی نہیں چھلکا ہو چکا تھا۔ پتا چلے جب وہی تو اس کا کچھ بہت  
 صاف اور واضح تھا۔

”میں تمہارے ساتھ رہوں گی جہاں اور یہ میرا وعدہ ہے کہ آج کے بعد تم بھی میری آنکھوں میں آنسو نہیں دیکھو گے یہ تک میری گویا میں بھی وہی خون ہے جو گھبراہٹ میں بہا تھا۔ افسوس کہ آج ہی تمہارے گھر کا کمرہ صرف چاروں کے چوں کے واسطے ہی چھوڑ دیا جوتے بدل چکیاں بھی کھینچے گئے تھے۔“ وہ اپنے غلام اور محلے سے بول رہی تھی کہ مشورہ خان بھی چند لوگوں کے لیے اس کا مکان بنا دیا اور اس کے باقی میں نکال آیا کہ وہاں مزید کے خلاف سازش کرنے والے کیوں نہ ہوں؟ اس قدر کہیں چند عورت کو دیکھ لیں تو جان لیں گے کہ یہی انہی جیسے چلوں گے سہارے وہ چاروں کے ساتھ بھی یہاں بندھے گا۔ کامیاب بہر حال نہیں ہو سکی گے کہ یہی انہی جیسے رہوں گی عش و عش کے زعفران کے پیچھے رہا نہ ہو۔ وہ وہاں پہنچے ہوئے تھا کہ چار ہاتھ لگا کر اٹھا بچھا۔ اب ان کے ڈالنے ہیں اور یہاں ایک

عورت کا عزم بھی ایسی مضبوط چٹن کے ساتھ تھا کہ اس سے کمرانے والے لالچہ جو جانے کے سوا کچھ حاصل نہیں کر سکتے تھے۔

”مجھے قہر پڑے کہ گل جتا اڑا کا مجھ پر بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے کبھی ہمت عورت کا ساتھ دیا۔ اپنے اس دھرم سے گونڈی لکڑیاں دیکھتا۔ میں بھی دھرم کرتا ہوں کہ زندگی میں کبھی کسی دوسری عورت کو گلہ نہیں چاک نہیں اڑوں گا۔“ اس نے گل جتا کے ہاتھ گوند سے دوبارہ کچل کر دیکھ کر خود ہی کرا اٹھا کہ گوند ذمہ جو کسی بے احتیاطی کا شعلہ نہیں ہو سکتا تھا اور گل جتا کے ہونٹوں پر بڑی جاندار مسکراہٹ تھی اور چہرے پر وہ سادے رنگ بھرے ہوئے تھے جو سورج نکلنے سے دیا سہری چٹائیوں پر بکھرتے تھے۔

2011 Update







ہے۔<sup>۱۶</sup> خاموشی کے ایک طویل وقفے کے بعد اس نے

— ۱۱۱ —

میں پہلے گیا اور المیہ بیان کا سانس لیا۔ اسے معلوم تھا کہ رشتہ

ہوا۔ ایسا لگتا تھا کہ شراب نے اس کے اعضاء کو گھبرا دیا تھا۔



تین سو سے جرات کرنا چاہتا ہوں۔ اس سے پہلے وہ بڑے دیکھنا کرنا چاہتا تھا۔ اس سے پہلے وہ اس نے دیکھ کر اس سے ایک طرف دکھائی وہی آن کر دیا۔ فی وی اسکرین پر ریاض اور کاچرہ نظر آنے لگا۔ چرسے کے جس حشر میں کمرے کا چرہ داخل تھا اسے دیکھ کر صاف ظاہر ہوا کہ ہاتھ کوئی اندر کیسٹن سبیل ہے اور ریاض اور کوئی شکاٹہ طرح سے سخت محسوس ہوا گیا ہے۔ ابھی وہ مشاہدے سے فارغ نہیں ہوا تھا کہ ریاض اور کا اعتراضی بیان شروع ہو گیا۔ یہ جان چٹکانا اس سانس کے جھکاوت پر غفلت تھا جو کوئی ناویدہ شخص اس سے کر رہا تھا اور وہ صرف اس کی آواز ہی سن رہا تھا۔ اس بیان میں ریاض اور نے اعتراض کیا کہ اس کے سامنے وہ بالکل ہیں اور وہ خلیقہ رقم کے عوض داکہ عوامی پر پاکستان کے مفادات کے خلاف کام کرتا رہتا ہے۔ اس نے شہر میں ہونے والے حالیہ فسادات میں اپنے کردار کا اعتراض کرنے کے ساتھ ساتھ یہ بھی بتایا کہ دہشت گردی کی اس کارروائی میں بھارت سے تربیت حاصل کر کے آئے ہونے ایک نوجوان سولے منصوبہ سازی میں اس کی خاطر غماز دہشت گردی کی سولہ سو پینچے والے نے تار تار اور وقت کا حوالہ دے کر تھپتی چلی اور ریاض اور نے اس کا بھی اعتراض کر لیا۔ دم بخود سے چلنے سولے اس اعتراض سے انکشاف ہوا کہ وہ پاکستان آمد کے فوراً بعد سے ہی شہر میں رہا ہے۔ بہر حال، وہ غاسوٹی سے فی وی اسکرین کی طرف متوجہ رہا۔ دیکھ کر سے اندازہ ہوا کہ ہاتھ ریاض اور سے ملک افواج میں حاصل کی گئی معلومات کو ایک ساتھ بکھرا کر لیا گیا ہے۔ اس دیکھ کر ریاض اور نے اعتراض کیا کہ اس کی خواہش پر ہی اس نے سولہ سو ڈیرا میں ملکیوں کی اسلاف میں ملازمہ سولہ ڈیرا میں اور پھر کام یہ تھا کہ سولے کے ہاتھوں ڈیرا میں کے خلاف سیاست وہن کو گل کر دینے کے بعد اسے بھی سولہ پر ہی ہتھ دیکھ کر دیا جائے گا۔ البتہ سولہ کو یہاں سے فرار کر دیا جائے گا۔ مالا کا یہ منصوبہ دیکھ کر اس نے سولہ کو سولہ سے جان بچانے کے لیے قاتل منصوبہ اس طرح تیار کیا تھا کہ ریاض اور اپنے جن خطروں کو قتل سے فرار کر دینے کی کوشش میں تھا، انہی کے ذمے سولہ کو بھی لگا دیا گیا تھا۔ یہ کام اس طرح ہوا تھا کہ سمجھا جاتا تھا کہ سولہ کی کوشش میں کسی سپاہی کی کوئی پاکستانی نہیں کیا ہے۔ سولے سے ہونے اصحاب کے ساتھ یہ سب

ہو رہی تھی جبکہ سولہ کے ہاتھوں میں ایک ہتھیار تھا کہ وہ دیکھ کر اس نے آف کاٹھن دیکھ کر اس کی کمرہ کا ہوا سے متوجہ کرنے کے لیے آہستہ سے نکلا۔

”ریاض اور کی زبانی اس منصوبے کا علم ہونے پر ہم نے عملی کام کو اندر میں سے کر دیا ایک قاتل منصوبہ تیار کیا اور اپنے کچھ آدمی قید اس کے دوپہ میں چھپا دیے۔ اس پاس پکڑا دیے۔ ان آدمیوں کی وجہ سے ایک طرف ہم قیدانی جان بچانے میں کامیاب ہوئے تو دوسری طرف قاتل انکشاف سے بھی خطرہ کہ خبروں کے فروغی سازش کو کام دیا۔“

”دو وجہ ہوا قاتل نے اسے لگا دیا۔“

”بڑی مہربانی لیکن میری کچھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ تم کوئی ہوا اور مجھ پر تھپتی مہربانی کا کیا مقصد ہے؟“

شاک کی کیفیت سے لگا ہوا اس شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے مخصوص ہے ایک انداز میں سوال کیا۔

”تین تھپتی یہ ابھی دور دور کر رہا ہوں۔ میرا نام عادل خان ہے اور میں پاکستان کے ایک خلیقہ ادارے کے لیے فسادات کا کام دیتا ہوں۔ اپنے ہمارے کسی کوشش کے ذریعے ہی ہمیں تھپتے ہمارے بارے میں علم ہوا تھا اور ہم نے پاکستان میں قدم رکھتے ہی ہمیں اپنی خلیقہ گردانی میں لے لیا تھا۔ میرے پاس تھپتے ہمارے پاکستان میں لڑنے ایک دن کی تکمیل ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان آنے کے بعد تم کب ریاض اور سے ملے۔ کسی طرح تم نے اپنا مکمل اسٹور میں ہم ہاتھ کی کوشش کی۔ کیسے دیکھ کر کی کچھ دینی قوت میں شامل ہوئے اور اس طرح قاتل سے فرار کی انتہا کا حشر دیکھ گئے۔ اس کے علاوہ ابھی تھپتے تھپتے ہمارے بارے میں چھوٹی بڑی بہت سی تفصیلات کو ہم سب دراصل ہاتھ یہ ہے کہ تھپتے ہمارے پاکستان آنے سے کسی ہی تھپتے میں تھپتے سولہ کو لگا تھا۔ ہمیں معلوم تھا کہ سولہ کو نے ایک منصوبہ پاکستانی بچنے کی برین داؤد کر کے دہشت گرد میں تھپتے کر دیا ہے اور ہمارے شہر کو ہمارے ہی خلاف استعمال کرنے کے چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کی حیثیت سے تھپتے تھپتے سولے میں سے اختیار حاصل تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میں پاکستان کی زمین پر قدم رکھتے ہی شہر سے کر دیتا۔ اپنا مکمل اسٹور میں بہرہ سے ہمارے میں گرفتار کر دیتا یا دیر پا رہی کے ان تقریب میں دہشت گردی کے الزام میں چاکی کے چھوٹے کچھ ہاتھ دیتا۔ کچھ کچھ تو ریاض اور کے منصوبے کے مطابق قاتل سے فرار کے سولہ پر تھپتے ہمارے ہونے دیکھنا میں نے سب

ہو رہی تھی جبکہ سولہ کے ہاتھوں میں ایک ہتھیار تھا کہ وہ دیکھ کر اس نے آف کاٹھن دیکھ کر اس کی کمرہ کا ہوا سے متوجہ کرنے کے لیے آہستہ سے نکلا۔

”ریاض اور کی زبانی اس منصوبے کا علم ہونے پر ہم نے عملی کام کو اندر میں سے کر دیا ایک قاتل منصوبہ تیار کیا اور اپنے کچھ آدمی قید اس کے دوپہ میں چھپا دیے۔ اس پاس پکڑا دیے۔ ان آدمیوں کی وجہ سے ایک طرف ہم قیدانی جان بچانے میں کامیاب ہوئے تو دوسری طرف قاتل انکشاف سے بھی خطرہ کہ خبروں کے فروغی سازش کو کام دیا۔“

”دو وجہ ہوا قاتل نے اسے لگا دیا۔“

”بڑی مہربانی لیکن میری کچھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ تم کوئی ہوا اور مجھ پر تھپتی مہربانی کا کیا مقصد ہے؟“

شاک کی کیفیت سے لگا ہوا اس شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے مخصوص ہے ایک انداز میں سوال کیا۔

”تین تھپتی یہ ابھی دور دور کر رہا ہوں۔ میرا نام عادل خان ہے اور میں پاکستان کے ایک خلیقہ ادارے کے لیے فسادات کا کام دیتا ہوں۔ اپنے ہمارے کسی کوشش کے ذریعے ہی ہمیں تھپتے ہمارے بارے میں علم ہوا تھا اور ہم نے پاکستان میں قدم رکھتے ہی ہمیں اپنی خلیقہ گردانی میں لے لیا تھا۔ میرے پاس تھپتے ہمارے پاکستان میں لڑنے ایک دن کی تکمیل ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان آنے کے بعد تم کب ریاض اور سے ملے۔ کسی طرح تم نے اپنا مکمل اسٹور میں ہم ہاتھ کی کوشش کی۔ کیسے دیکھ کر کی کچھ دینی قوت میں شامل ہوئے اور اس طرح قاتل سے فرار کی انتہا کا حشر دیکھ گئے۔ اس کے علاوہ ابھی تھپتے تھپتے ہمارے بارے میں چھوٹی بڑی بہت سی تفصیلات کو ہم سب دراصل ہاتھ یہ ہے کہ تھپتے ہمارے پاکستان آنے سے کسی ہی تھپتے میں تھپتے سولہ کو لگا تھا۔ ہمیں معلوم تھا کہ سولہ کو نے ایک منصوبہ پاکستانی بچنے کی برین داؤد کر کے دہشت گرد میں تھپتے کر دیا ہے اور ہمارے شہر کو ہمارے ہی خلاف استعمال کرنے کے چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کی حیثیت سے تھپتے تھپتے سولے میں سے اختیار حاصل تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میں پاکستان کی زمین پر قدم رکھتے ہی شہر سے کر دیتا۔ اپنا مکمل اسٹور میں بہرہ سے ہمارے میں گرفتار کر دیتا یا دیر پا رہی کے ان تقریب میں دہشت گردی کے الزام میں چاکی کے چھوٹے کچھ ہاتھ دیتا۔ کچھ کچھ تو ریاض اور کے منصوبے کے مطابق قاتل سے فرار کے سولہ پر تھپتے ہمارے ہونے دیکھنا میں نے سب

ہو رہی تھی جبکہ سولہ کے ہاتھوں میں ایک ہتھیار تھا کہ وہ دیکھ کر اس نے آف کاٹھن دیکھ کر اس کی کمرہ کا ہوا سے متوجہ کرنے کے لیے آہستہ سے نکلا۔

”ریاض اور کی زبانی اس منصوبے کا علم ہونے پر ہم نے عملی کام کو اندر میں سے کر دیا ایک قاتل منصوبہ تیار کیا اور اپنے کچھ آدمی قید اس کے دوپہ میں چھپا دیے۔ اس پاس پکڑا دیے۔ ان آدمیوں کی وجہ سے ایک طرف ہم قیدانی جان بچانے میں کامیاب ہوئے تو دوسری طرف قاتل انکشاف سے بھی خطرہ کہ خبروں کے فروغی سازش کو کام دیا۔“

”دو وجہ ہوا قاتل نے اسے لگا دیا۔“

”بڑی مہربانی لیکن میری کچھ میں یہ بات نہیں آ رہی کہ تم کوئی ہوا اور مجھ پر تھپتی مہربانی کا کیا مقصد ہے؟“

شاک کی کیفیت سے لگا ہوا اس شخص کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اپنے مخصوص ہے ایک انداز میں سوال کیا۔

”تین تھپتی یہ ابھی دور دور کر رہا ہوں۔ میرا نام عادل خان ہے اور میں پاکستان کے ایک خلیقہ ادارے کے لیے فسادات کا کام دیتا ہوں۔ اپنے ہمارے کسی کوشش کے ذریعے ہی ہمیں تھپتے ہمارے بارے میں علم ہوا تھا اور ہم نے پاکستان میں قدم رکھتے ہی ہمیں اپنی خلیقہ گردانی میں لے لیا تھا۔ میرے پاس تھپتے ہمارے پاکستان میں لڑنے ایک دن کی تکمیل ہو رہی ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ پاکستان آنے کے بعد تم کب ریاض اور سے ملے۔ کسی طرح تم نے اپنا مکمل اسٹور میں ہم ہاتھ کی کوشش کی۔ کیسے دیکھ کر کی کچھ دینی قوت میں شامل ہوئے اور اس طرح قاتل سے فرار کی انتہا کا حشر دیکھ گئے۔ اس کے علاوہ ابھی تھپتے تھپتے ہمارے بارے میں چھوٹی بڑی بہت سی تفصیلات کو ہم سب دراصل ہاتھ یہ ہے کہ تھپتے ہمارے پاکستان آنے سے کسی ہی تھپتے میں تھپتے سولہ کو لگا تھا۔ ہمیں معلوم تھا کہ سولہ کو نے ایک منصوبہ پاکستانی بچنے کی برین داؤد کر کے دہشت گرد میں تھپتے کر دیا ہے اور ہمارے شہر کو ہمارے ہی خلاف استعمال کرنے کے چاہتے ہیں۔ ان میں سے ایک آدمی کی حیثیت سے تھپتے تھپتے سولے میں سے اختیار حاصل تھا۔ میں چاہتا تھا کہ میں پاکستان کی زمین پر قدم رکھتے ہی شہر سے کر دیتا۔ اپنا مکمل اسٹور میں بہرہ سے ہمارے میں گرفتار کر دیتا یا دیر پا رہی کے ان تقریب میں دہشت گردی کے الزام میں چاکی کے چھوٹے کچھ ہاتھ دیتا۔ کچھ کچھ تو ریاض اور کے منصوبے کے مطابق قاتل سے فرار کے سولہ پر تھپتے ہمارے ہونے دیکھنا میں نے سب



بھارتیوں کا چکر لگا ہوا تھا۔ رانجی پر استعمال کر کے انہیں سخت  
سکھایا چاہتا ہوں۔ دوسرے پہ قدم لگی رہیں بھارت میں  
رہنے کی وجہ سے وہاں سے کافی حد تک واقف ہوں اس لیے  
زیادہ بڑے محاذوں پر جیت ہو سکے۔ وہاں گویا صاف کوئی کا  
مقابلہ ہو رہا تھا جس میں وہ دونوں ایک دوسرے پر جیت  
لے جانے کی کوشش میں تھے۔

"ٹھیک ہے۔ پتہ ہو گیا آپ کا فائدہ مجھے کیا فائدہ  
ہو گا کہ میں آپ کا ساتھ دوں اور اپنی جان مشکل میں  
لاؤں؟" تاہم یہ تاہم بھانے ہوئے سونے اس سے  
پاؤں۔

"جان تو تم اپنی مشکل میں ڈال ہی چکے ہو۔ یہاں  
سے باہر نکل کر دیکھو پھر میں بتا چکا ہوں کہ تم کتنے غلط  
ہو۔ تم ایک شخص نہیں ہو جو رانجی کے مطابق قتل سے غور  
ہے اور جس کی قانون نافذ کرنے والے اداروں کو خدمت  
سے عطا ہے۔ اگر تم جی پکس اور ایجنسیوں سے بچے گئے تو  
جہاد سے نام لہوا آ سکتی ہیں نہیں۔ وہ تو پہلے ہی  
جہاد سے غور نہ کی ہو تھیں پھر یہ ہے اور جہاد سے غور نہ  
آئے ہی نہیں وہ دوسری دنیا میں پکچا اپنے میں ڈرا رہے ہیں  
لگائی گئی ہیں کہ ان کے لیے ایسا ضرور ہو چکا ہے لیکن ان  
کے لیے خطرات کوئی کر سکتا ہے۔ اس لیے میں نہیں بتاتا

ہوں کہ میرا ساتھ دینے میں جہاد اس سے پہلے کا فائدہ تو یہ  
ہے کہ میں ایک بنادہ گا میرا آجائے گی جہاں تم قانون نافذ  
کرنے والوں کے ساتھ ساتھ راکے کرکوں سے بھی محفوظ  
رہو گے۔ یہاں وہ کرکس اپنے طبقے میں خاطر خواہ تبدیلی  
وہاں کرنے کا سوچنے لگے جس کے بعد جہاد سے لیے آؤں گے  
نکل واصل آسان ہو جائے گی۔ ہم جہادی مافی صولت بھی  
کریں گے اور اگر تم میرے ساتھ میرے مشن میں ساتھ  
دینے کے لیے چاہو ہو گے تو میں جہاد سے کام کا فائدہ  
معاوضہ دیا جائے گا۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے جہاد سے  
لیے موجود حالات میں یہ پیش رفت بہت مناسب ہے کہ نہ کہ تم  
جہاں حوام کے ساتھ اور جہاں لوگوں کی پشت پناہی میں یہاں  
آئے تھے۔ وہ تو اب جہاد سے لیے اپنی حیثیت کو بچتے ہیں۔  
تم بانڈا نا لوگوں میں جانتا ہوں کہ تم پر یہ عقیدت کل بھی  
ہے کہ جہاد جس شخص میں اپنے مقاصد کے لیے استعمال  
کرنے کی کوشش کی تھی۔ نہ خود جہاد۔ نہ وہ دوسری اور نہ ہی  
انہیں اس بات سے کوئی مطلب ہے کہ جہاد سے ساتھ کیا فائدہ  
ہوے۔ وہ جو بیکہ دیوانہ و سوسر بھانے اسے سنا رہا کہ  
انکار کی کوئی گنجائش ہی نہیں تھی۔

"جہاد سے لیے میرے پاس ایک اہم اطلاع ہے جس  
سے جہاد سے والدین کو ان کی فکر سے نکال کر ایک نکتہ  
مقام پر منتقل کر دیا گیا ہے۔ تاکہ وہ کسی اندر سے انہیں کی  
بیعت نہ چاہ سکیں اور نہ ہی... کوئی تم تک پہنچنے کے لیے  
انہیں استعمال کر سکے۔ تم جب چاہو گے ان سے خبر دینی  
ملاقات کا انتظام کر دیا جائے گا۔ اس کے علاوہ تم جب تیر  
میرے ساتھ رہو گے، یہاں ان کی ہر طرح سے دیکھ بھال  
اور کفالت ہوتی رہے گی۔"

"ٹھیک ہے میرے آپ نے مجھ پر بچ چکا ہے۔ انہیں  
کہا۔" سلو جاب تک کی بات سے متاثر نظر نہیں آ رہا تھا۔  
اس کی راہی اپنے والدین کی بات میں کچھ نہ کیا اور اپنے  
بھائی اور اسرا کا کراہ بھائی۔

"میں جہاد سے بچنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ وہ  
دونوں پاکستانی شہری ہیں اور ان کا تعلق ہم اپنی قوم سے داری  
کھینچتے ہیں۔"

"کاش کہ کچھ مسند سے گزارا ہونے والے غریب  
بھائیوں کو بھی آپ لوگ اپنی ذمہ داری سمجھتے تو یہ سب  
ساتھ یہ سب نہیں ہوتا۔ اب میں چاہوں گی تو جہاد تک  
نہیں گزار سکتا۔" اس کے لیے میں غور و فکر دونوں ہی  
تھے۔

"تم سمجھو گے نہیں لیکن یہ معاملہ بالکل مختلف ہے۔  
کچھ مسندوں سے گزارا ہونے والے مافی کیوں کے مسئلے  
میں ہم بالکل سب سے ہیں۔ ان مافی کیوں کو ہمیشہ ان  
مقام کے تحت گزارا کیا جاتا ہے کہ انہیں اپنے مسندوں سے  
کی خلاف ورزی کی تھی۔ حالانکہ ہمیشہ ایسا نہیں ہوتا۔  
وہ کہ جان بوجھ کر نہیں ہے گناہ مافی کیوں کو کچھ مسند سے  
تھکر کر لے جاتے ہیں۔ اس لیے ہی کیوں کی قسمت بہتر  
ہوتی ہے کہ اگر وہ جہادی کوئی گنی پوت وغیرہ ہو جو وہ  
انہیں مدد مل جاتی ہے وہ وہ وہ چارے پکھن جاتے ہیں  
اور ہمارے پاس ایسا کوئی خدمت نہیں ہوتا کہ انہیں بگناہ  
جیت کر نکلیں۔ تم اور جہاد سے ساتھ میں کے ساتھ میں اپنی  
ہو۔ جہاد سے نہیں میں ایک ہی بات یہ ہوگی کہ انہوں نے  
جہادی کم عمری کو بچتے ہوئے نہیں اپنے ذمہ مقاصد سے  
لیے استعمال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن یہ جہادی ہو جانی  
خوش قسمتی تھی کہ جہادی میں آہ سے کل ہی میں جہاد سے  
ہارے میں ظم ہو گیا اور وہ لوگ تم پر بہت سادقت ہو رہا  
فرق کرنے کے باوجود تم سے اپنا کوئی ایک بھی کام نہیں لیا  
تھے۔"

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ شاید ایسا اس لیے ہوا کہ  
جہادی مجھ سے بگڑا کام لہا چاہتا ہے اور اس کی سبکی  
میں سے وہ جس کوئی ہوتا ہوں جس کے لئے وہاں ٹھیک ہے۔  
میں چاہوں گا آپ کے ساتھ اپنا اور ان مان کے۔۔۔ گو  
یہاں کہ سلو کی زندگی بچانے کا آسان نہیں ہے۔ وہ جوش  
میں آگیا پھر خیال آنے پر بچھڑے گا۔" آپ کس مشن پر  
دور رہ رہے ہیں۔ تاہم کل کو انہاں ہے یا کبھی کی دو چار  
پڑکھوں میں یہ بات کہہ رہے ہیں؟

"میں ایک کنگڑے سے سبکی یا میرے ساتھی کوئی دہشت  
گرد نہیں ہیں۔ وہ جہاد کی لٹاک کر نقصان پہنچا کر دیا ہے  
نہاں انہوں کا خون بہانے کا سہ نہیں۔ فی الحال میں نہیں  
اپنے مشن کی تفصیلات سے آگاہ نہیں کر سکتا۔ لیکن تم انکا بھوک  
کہہ رہے ہیں نے جہادی ایک بہت ہی جتنی شے پر قید کر لیا  
ہے اور مجھے اس کے ساتھ میں اپنے وطن لانا ہے۔" اس نے  
بہت سہاڑے سلو کے سوال کا جواب دیا جس پر وہ دوسرے  
تھے غور کیا۔

"مجھ پر کیا نہیں ہے؟ اس لیے اصل بات کوئی کر  
سکتا ہے آپ نے؟"

"معاذ اللہ اپنے دہنے سے اکتے کے ساتھ  
حاصل کرتا ہے۔ ابھی تو جہادی حیثیت ایک ایسے شخص کی ہے  
جہاں خطرات کی خاطر اجرت پر میرا ساتھ دے گا۔ اس  
لیے میں نہیں کہہ سکتا کہ میں تم پر عمل پیرا کر سکتا۔ ویسے  
میں جہادی لٹاک میں حاضر رہے سلو کے معاملے کو مشکل نہیں کیا ہے۔  
چاہے وہ جس کتنا ہی باوجود وہ نہیں کیوں نہ ہو۔" اس نے  
لہجہ صاف گوئی سے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جس آپ کی مرضی۔ آج سے میں آپ کا  
خادم ہوں اور جو حکم آپ دیں گے، اس پر عمل کروں گا۔"

سلو نے بھی کچھ نہیں کہا اور فوراً ہتھیار ڈال دیے۔

"خوش گو جہاد میں دیر ہوا تو میں ایک دوسرے  
کے ساتھ کام کرنے میں کافی آسانی دے گی۔ فی الحال تم  
آدم گرد و دیوانہ لوگوں کے ساتھ تعاون کرو جو جہاد اپنے  
پیش قدمی کرنے میں جہادی مدد کریں گے۔ وہ اپنی جگہ  
سے گواہ کیا۔ سلو کی خود کار انداز میں اپنی جگہ سے گواہ  
لگاتار غلطی میں کوئی ایسی بات ضرور تھی کہ وہ اس سے  
جانتے تھے کہ وہ جہاد تھا۔

"میرے خیال میں نہیں یہ بتانے کی کوئی ضرورت  
تھی کہ اس غلطی سے باہر جہاد سے لیے گھر ہے اس  
لگاتار جہاد جہاں سے باہر لگنے کی کوشش مت کرنا۔"

مکھو داب

اس نے باہر کی طرف قدم بڑھانے سے قبل جہاد سے ہم  
میں سلو سے یہ اتفاق کیا۔ کچھ کی نئی کے باوجود سلو تک یہ  
پیغام بھیج دیا کہ گواہ ایک قیدی ہے جسے یہاں سے باہر  
جانے کی آزادی نہیں ہے۔ گواہی کے احساس سے اس  
کے چہرے پر ہلکا سا مسکراہٹ آئی۔

"آپ تو مجھے میرے ان باپ سے ملوانے والے  
تھے؟" اس نے ادا کی تھی اور باپ سے ملوانے والے  
"مجھے اپنی بات یاد ہے۔ تم گرتے گرتے ملاقات کا  
انتظام ہو جائے گا۔" اس نے جواب دیا اور گواہ قیدیوں  
سے ملتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ سلو جہاں کا تھیں گواہ  
رہا۔ اس میں صدمہ نہیں تھی کہ اسے گواہ لگایا کوئی اور سوال کر  
پاتا۔

☆ ☆ ☆

"بڑے دکھ کی بات ہے اب انکارک! میں نے تم  
سے اتنا پیار کیا کہ کام کیا اور تم نے ابھی تک نہیں کیا۔ میری  
بھوری تھی کہ مجھے دینی سے اہمیت دانی پاکستان بچنا پڑا  
ورنہ میں وہی دینے دینے خودی اپنا مسئلہ حل کر لیتا۔" پھر دھری  
کے لیے نہیں تھی۔

"ناراض نہ ہوں پھر دھری صاحب! میری بھی  
خواب تھی کہ آپ کے کام آتی لیکن بھوری نے میرے ہاتھ  
پر ہاتھ دے۔" انہاں نے اپنی لونی دار اور اس مسند  
خوابانہ لہجے میں اپنی بھوری کا دوا دیا۔

"جہادی کیا بھوری ہو سکتی ہے؟ تم یہ یاد رکھ  
تھیں ہو اور جہادی بھی بچتی ہے۔ میں یہ بات ابھی طرح جانتا  
ہوں۔ کشور اور آفتاب تو کیا، اگر شمس سے ہر ایک کے حدود  
کے بارے میں بھی معلومات حاصل کرنے کی خواہش کرتا تو  
تم معلوم کر سکتی تھیں لیکن شرط یہ ہے کہ تم ایسا کرنا چاہو۔ وہ  
جگہ جگہ خفا تھا۔ یہ یاد رکھ والے اپارٹمنٹ میں کشور اور  
آفتاب کی یاد رکھ کا منصوبہ ناکام ہونے پر وہ شہر  
جھجکاہٹ کا نظارہ ہو گیا اور اس کے اسی طرح دایرے کا  
راستہ بھی ایک طرح سے بند ہو گیا تھا۔

یہ یاد رکھ پکس کی مسند پر کود پھرتے ہوئے یہ بات  
کہی جاسکتی تھی کہ اس نے مستقبل قریب میں یاد رکھ کا  
رج کیا تو دھریا جانے گا۔ لگاتار بھی فی الحال اس کے دھری  
کا رہنے کرنے پر پابندی لگا دی تھی اور مقامی معاملات  
سنہالنے پر زور دیا تھا اس لیے وہ بالکل بندہ کر دیا تھا۔  
البتہ انہاں کے توسط سے اسے اتنا ضرور معلوم ہو گیا تھا کہ  
آفتاب اور کشور اب یہ یاد رکھ کے اس اپارٹمنٹ میں نہیں



رہتے جہاں انہیں قتل کروانے کی کوشش کی جاتی تھی۔ اس کے دل میں بھڑکی آنکھ اٹھ کر اس اعتراض پر ہر چہ بھڑک اٹھی تھی اور اس نے انڈیا سے درخواست کی تھی کہ وہ ان دونوں کا ہاتھ پکڑنے کے ساتھ کسی دوسرے شخص سے معاملات طے کروانے میں اس کی مدد کرے۔ انڈیا نے اس وقت تو اس کی بات غامضی سے نہ لی تھی لیکن کئی دن گزر جانے کے بعد بھی اس کا رد عمل سامنے نہیں آیا تھا چنانچہ چودھری نے خود اس سے رابطہ کر کے شکوہ شروع کر دیا۔

”آپ نے تو مجھے بہت اچھی چیز بتا دیا چودھری صاحب اب میری اپنی بھی زیادہ دیکھ لیں۔ اب اگر میں تھوڑی بہت کوئی حیثیت، مصلحت بھی ہوں تو وہ اسٹیشن ہاؤس کی وجہ سے منہبوں نے سختی سے مجھے آپ کے ذاتی معاملات سے الگ دیکھنے کا حکم دے رکھا ہے۔ میرے لیے حکم ہے کہ میں کبھی معاملات کے بارے میں آپ سے کسی اور معاملے میں ڈیٹنگ نہ کروں۔ اور نہ حکیم میں میری اپنی پوزیشن قرباب ہو جائے گی۔ اب آپ ہی بتائیں کہ کتنے سخت احکامات کے بعد میں کیسے آپ کی خواہش چودھری کر سکتی ہوں؟ اور وہاں کی نظر میں محبوب ہونے کے بعد تو میرا کبھی کوئی ٹوکنا ہی نہیں رہے گا۔“ چودھری کے حوصلے کے جواب میں اس نے اپنی صفائیاں پیش کر کے شروع کر دیں جسے سن کر چودھری قہقہہ کھا کر رہ گیا۔

”ختم ہواں کاروتہ کیوں دودھری ہو؟“ صاف کہہ کر انہوں نے جھپٹ مٹ گیا ہے۔  
”آپ جانتے ہیں تو میری زبان سے کھلواتے کیا ضروری ہے؟“

”وہ شخص ضرورت سے زیادہ مجھے اپنے دباؤ میں لینے کی کوشش کر رہا ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم اسے سمجھا دو۔ میں اتنا بھی بے اختیار اور مجبور نہیں ہوں کہ اس سے دو تہائی چٹا جاؤں۔ یہاں کے معاملات میرے ہاتھ میں ہیں۔ اگر میں چاہوں تو کچھ بھی کر سکتا ہوں۔“

”مٹاؤ۔۔۔“ اس کی دھمکی کے جواب میں انڈیا نے سر ہمواری سے ہرچھا۔

”تم انہی طرح جانتی ہو کہ میں اپنے طائفے میں کتنے با اختیار ہوں۔ اگر میں ملہ میں آتا تو تم میں سے کسی کی جنگ میں موجودہ افویں کے بھتوں تک رسائی نہیں دے گی۔ میں خود ہر شے پر قبضہ کر لوں گا۔ اس کے بعد میرے لیے زیادہ مشکل نہیں ہے کہ میں اس افویں کو فائر کیٹ کسی دوسری پارٹی کو کچا دوں۔ تمہارے علاوہ بھی مارکیٹ میں دوسرے

لوگ ہیں جو اس دھندے کو چارہ پتے ہیں۔ ہر مجھے تم سے رہا ہے۔ وہ میں پھر غلامی کے آزادی سے دوسروں پر اصل گروں گا۔“ اس نے تیش اس نے بہت زوردار دھمکی تھی جس پر اس کے خیال کے مطابق حکیم کے کرتا دھرتی بدل رہا ہے۔

”یہ آپ کی غامضیائی ہے چودھری صاحب اب لوگ اسے بے وقوف نہیں ہیں کہ کسی شخص کو اپنے اوپر حاوی ہونے کا موقع دے دیں۔ بھتوں میں کام کرنے والے اور وہاں گروانی کے فرائض انجام دینے والے۔ بلکہ آپ کے لوگ ہیں لیکن وہاں نیکانوں کی دھاری کا گروہی ہے۔ ہم اگر چاہیں تو شخص ایک ہی دبا کر سب کا تیار کر سکتے ہیں اور اس تہی کے نتیجے میں آپ کے لیے کاروبار کے ساتھ ساتھ اسی بڑا دھنک بھی جس کو ہم جانتے گا۔ اس صورت میں آپ اپنے نقصان کا حساب لیتے گا۔ آپ اپنی طرف سے بٹے والے اظہار معاوضے کا دوا بھی بہت بڑھ کر نہیں دے سکتے۔ اور اس لیے مشکل بھی ہے کہ ہم نہیں اور اپنا جینٹل آپ وہ دوا تو ہم کر سکتے۔ دوسرے آپ بھی خواب میں بھی یہ سوتے ہیں کہ اگر آپ سے باہر دھاری افویں کی دوسری پارٹی سے سودا کر کے لیا جائے تو آپ اپنی علاقہ جات اور انڈیا کے تین پارٹیوں کے مابین مارے جائیں گے۔ اس لیے مسئلہ آئے والے کسی سوداگر کی داشت نہیں کریں گے۔ تعلیم یافتہ اور بڑے اس بزنس پر چمکے ہوئے ہیں اور ہم نے طلب و رسد میں بھی کی نہیں آتے دہی ہے۔ اس لیے ہم پر کوئی اعتراض نہیں کرتا لیکن آپ کو کوئی نہیں چھوڑے گا۔ دوسرے جو افویں آپ کے ہاں کاشت کی جا رہی ہے وہاں سے بیرونی چارہ کرنے کی لینا کوئی بھی ادارے پاس ہے۔ دھاری لینا کوئی کے بغیر کوئی اور اس افویں سے اس کو اپنی بیرونی چارہ نہیں کر سکتا جس کی مارکیٹ میں مانگ ہے۔ اس لیے اگر آپ ایک بار سودا کرنے میں کامیاب ہو بھی گئے تو اگلی بار کوئی آپ سے سودا نہیں کرے گا۔ دن سب حکام کی اپنے سامنے اٹھا کر آپ ذرا شخص کے ساتھ فیصلہ کیجیے گا کہ آپ ہم سے غور لینے کی پوزیشن میں ہیں بھی یا نہیں۔“ چودھری کو مار مار کر انڈیا نصیحت دیتے ہوئے لڑا لڑا لے لے کر انڈیا کی انتہیت اور دودھری کی قہقہہ اس سے بدلہ لینا تھا کہ اس کی اسل اور دیاں اور دھاریاں اس کے ساتھ ہیں اور اسل اس سے محبت اور لگاؤ ہے سے بات کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ اپنی حکیم کے مفادات پر اسے کسی طرح







اب وہاں صرف سرکاری چاکر ہوا ہے اور اسے کسی معاملے کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اسے یہ خبر آگئی تھی ابھی چند روز پہلے اور وہاں سے خدشات کے مطابق اس نے وہاں پہنچ کر کام کرنے کی کوشش کی تھی۔ اس حوالے سے بھی مٹی کے پاس اس کے لیے کوئی خبر نہ پورٹ موجود تھی۔ مگر وہاں کے ساتھیوں کو کچل میں گرنے کے بعد سے وہ لوگ بہت قحط ہو گئے تھے۔ مگر کے بارے میں انہیں شک تھا کہ وہ کسی خفیہ ادارے کا آدمی ہے اس لیے اسے کل کرنے کے بعد بھی یہ خیال رکھا تھا کہ اس کے کل کی تکمیل شروع ہو تو کوئی گرفت میں نہ آسکے۔ لیکن اس بار سے معاملے میں بہرام ہی سامنے تھا۔ اس لیے انہیں اندھہ تھا کہ کھینک کر نہ لے لے سکیں گے۔ یہی گھبرنے کی کوشش کریں گے اس لیے اس کی پوری ہمہ سیت مگر سے بڑا ہوا تھا اور ان کے ہاتھ سے ہار واصل ہو گئے تھے جسے وہاں ان کا کل واصل ہی نہ رہا۔ وہاں ابھی تک ناکارایہ آفیسر نہیں آیا تھا اس لیے فی الحال وہاں چند رکھ ضروری بھی نہیں رہا تھا۔ دوسرا علمہ انھیں سمجھ کر طرف سے تھا کہ وہ اظہار کا کرن ہوئے کی وجہ سے اس معاملے میں دلچسپی لے سکا ہے لیکن اس کی طرف سے بھی کوئی قابل ذکر موکل دیکھنے میں نہیں آیا تھا۔ اس لیے انھیں اطمینان ہو چلا تھا۔

اس سے اسے یوں سے اس سے پہلے میری طاقت کا انتظام تو کرواؤ۔ ہاؤ کسی دن اسے حوالی کھانے پر تم تو اس کی طرف سے سب اچھا کی رہا ہست دے دے ہو۔ میں بھی مل کر دیکھوں کہ کیا پتا ہے۔

چنگ سرکار! میں آپ کا پیغام اسے ہی کو پہنچا دوں گا۔ دیکھو گا کہ اسے کئی روز چلا آئے گا۔ پہلے ہی مجھ سے کہہ رہا تھا کہ چوہدری صاحب امر کا سے آج بھی تو ان سے مذاقات کروں گا۔ ہمارے دینے مجھے بھی اس نے بہت خوش ہو کر لے گئے۔

یہ سچی گل ہے کہ وہ مجھے نے کر خوش ہونے والا آدمی ہے۔ ایسے لوگوں کو مٹی میں لیتا آسان ہوتا ہے۔ وہ مجھے نے کر خوش ہوا ایک طرف بیٹھا ہے گا۔ ہر ہم اپنے کام کرتے رہیں گے۔ چوہدری کو سمجھ کے بارے میں جان کر فاسا لیا گیا ہے اور نہ جب تک شریاں عیاں تھا اس نے ان لوگوں کا ہاتھ بند کر رکھا تھا۔ مگر اور کالوں کی اسگفت تو عرصہ ہوا نہ ہو سکی تھی۔ دوسرے معاملات میں بھی اس کا کل واصل تھا۔ اس کی وجہ سے حالات اس کی نگاہ پر بھی گئے تھے کہ وہ ملک سے باہر بھاگ جاتے پر مجبور ہو گیا تھا۔ اب

شریادہ نہیں تھا لیکن اس نے خفیہ اداروں کی جو کچھ اس سر پر لگا دی تھی اس کی وجہ سے اسے بہت جتن دینا پڑا تھا۔ مگر کی طرف سے سہارا مل جاتا تو اسے اپنے کارندوں میں آسانی ہو جاتی۔

یہ کام آپ کیسے ہو گا سرکار! اس کے علاوہ اور بات ہو تو تم فرما دیجئے۔ مٹی کا چوب نہات اور خوشامدی تھا کہ ہم کی طرف کرتا تھا اس لیے برسوں سے کی چوہدری کے ساتھ ابھی بھید ہی تھی۔ مٹی کوئی کوئی بھی جانی تو اس کی پچھلی خدمات کی وجہ سے چوہدری کی یاد میں سے گریز کرتا تھا۔ اس وقت بھی اس نے اپنے موکل کی طرف سے مٹی پر زیادہ رجحان نہ کیا اور اس کی تلاش کرنے کے بعد وہ زمان خانے کی طرف بڑھ گیا۔ مٹی کے سلسلے میں بھی چوہدری کو ضروری ہدایت دینا لازمی تھا۔ وہی چوہدری ایک تو اپنے نیکے سے بھی خاصی تربیت لے کر آئی تھی دوسرے برسوں سے مٹی کا انتظام دھرا ماس اس سے فخر میں تھا اس لیے خاص سوچ رہا ہے سروری ہدایت کرنا کافی ہوتا تھا۔ ہائی وہ سب کچھ ابھی طرح سنہال ہی تھی مٹی کی پھولی چوہدری کی طرف سے وہ زیادہ متفہمی نہیں تھا کہ اسے بڑے سوچ پر اس کی کارکردگی اچھا ہے۔

سلام چوہدری صاحب۔ وہ مجھے ہی پہنچا چوہدری کی خواب گاہ میں داخل ہوا وہ بڑا بڑا کر بڑے سے بچے اتری اور سوپ سے اسے سلام کیا۔ چوہدری نے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا اور ایک خوشگوار پر ہر اطمینان ہو گیا۔

مٹی۔ اس نے اجازت دی تو چوہدری بھی مسوئی پر تک کی لپٹی اندازہ ہو کر ہاتھ پر سے ہاتھ ہٹا کر ہاتھ کی چوہدری نے آخر میں اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

عام طور پر تو وہ اسے ملاؤں کی ذرا بی بی سلام بھی کرتا تھا اور مذاقات کا شرف پہنچنے کا مطلب ہوتا تھا کہ کوئی بہت ضروری کام ہے۔ وہ ایک ایسی بی بی کی ماں تھی جس نے غریبی کی روایات سے بھلائی کر کے اپنے لیے زندگی کی خوشیاں حاشی کرنے کی جرات کی تھی اور وہ اپنی ازاد ویشی زندگی کے ساتھ برسوں میں کئی بچوں کا انعام دیکھ چکی تھی۔ مٹی کی کہتا دھرتا وہی چوہدری کا انعام بھی اس کے سامنے تھا جس کی ساری خدمات اور حیثیت کو بھلا کر چوہدری نے اپنی طور پر اس کی زندگی کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ چتا چوہدری کی مٹی کی کہتا کہ جانتے کہ اسے کشور کے خلیق کوئی جری خبر سے نہ جانتے۔

مٹی کا سب انتظام سنہال لیا ہے ہاتھ نے کبھی اسے نہیں لکھا ہے۔ اس کے عمارت سے ہے ہاتھ مٹی پر چلتی تھیں چوہدری صاحب! ملازم کے بارے میں اور کچھ تھا۔ ہمارے کام جیسے وہی آیا کی زندگی میں چلتے چلتے ابھی ایسے ہی چل رہے تھے۔ مٹی کی طرح سب کاموں کی دیکھ بھال کرتی تھیں۔ اس نے ان کی زندگی کی ہر بات میں کی۔

مٹی کی ہاؤ ہے ان کے سامان میں ہونے والا ہے اور اس کے چوہدری کی مٹی کی ہماں داری واقعی ہے اس کے لیے مٹی کوئی بھی فیصلہ کر رہی ہے یا نہیں۔ اس کی رہبست چوہدری نے چوہدری لے گئی ہے ہر پانٹ کیا۔

مٹی انھیں چوہدری صاحب! مٹی نے پہلے ہی مجھے چمکایا تھا۔ رنگ و روغن اور عرصت فرصت کے کام کے لیے کہہ کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں نے ساری ساری خبریں سنیں اپنی طرف سے مٹی کی کہتا تھی۔ سب کے بعد میں نے اپنے ہاتھ پر دیکھ کر بھی شرم سے ہٹا کر کہتی تھی۔ پتہ چلا کہ مٹی چل رہی تھی اور دوسرے ان کی مٹی کے لیے مٹی کی ہدایت پھر سے آ رہی تھی۔ آپ اور اپنا نہ کرو۔ مٹی کے ساتھ سب چارے ہیں۔ اس نے مٹی کی ہدایت دی۔

مٹی کی ہدایت تو وہاں ہی ہے پر یہ گل کو پڑی میں بھاگے کی کرکے کوئی حثایت ہوئی تو وہی کی طرح میری مٹی کوئی سے مٹی کرنے میں دیکھیں گا کہ۔ چوہدری نے اپنے ہاتھ پر دیکھ کر بھی دیکھ دی کہ وہ کاتب کر رہی تھی اور بے ساختہ ہی اس کو حیرت کھلیں اپنے کی نہیں سننے کے بعد چوہدری نے اپنی طرف سے بھی اسے خاصی ہدایات دیں۔

مٹی کی ہدایت کر رہی تھی۔

سب چلی طرح کچھ کی ہے یا نہیں؟ آخر میں چوہدری نے اس سے سوال کیا۔

مٹی کچھ کی ہوں سرکار۔ اس نے فوراً جواب دیا کہ مٹی کے بارے میں اس کی آزادی کی جری طرح اچھل گئی۔

مٹی کی چوہدری بھی اس طرف متوجہ ہوا۔ ایک چھوٹا سا کھڑک چوہدری کے ہاتھ پر ایک جانب لٹا ہوا تھا۔ مٹی کے ساتھ شیش کا ہم رنگ کھڑک اور وہ رکھا تھا اس لیے کہ مٹی کے سامنے ہونے کے بعد وہ اس کی موجودگی کے بارے میں کچھ جانے لگا تھا۔ آخر کی دیکھیں تو وہ اب بھی مٹی کی ہدایت لے رہی تھی۔

مٹی کا کچھ ہے۔ اس نے چمک کر چوہدری

کچھ صاحب سے سوال کیا۔

اسے ہزاروں شاہ کا پتہ ہے۔ میرا کچھ ہی گھر رہا ہے تو کچھ کچھ اسے کچھ پتا لگتی ہوں۔ اس نے جواب دیا۔ وہاں ان کی ہمت نہیں کر سکی کہ چوہدری کی اجازت کے بغیر خود رہتے ہوئے بچے کو کا بڑھ کر رکھا۔

اس کو ہر ہی رکھا کر تو زیادہ بڑھ رہے۔ بچے کے بارے میں جان کر اس کے احساسات مجب سے ہو گئے اور زیادہ کی بڑھ کر چل۔ اور اس کا پتا ان کو اس کے قریب سے رہا تھا مٹی کی حقیقت نہیں تھی۔ اس کا ایک اور پتہ بھی تھا چوہدری چوہدری شاہ کا پتا کھاتا تھا کہ وہ یہ حقیقت جانتا تھا کہ ہزاروں شاہ کوئی کاروبار انہماں رہنے کے قابل ہی نہیں تھا اور خود اس نے اپنے مٹی کی ہدایت کی مٹی کے لیے باپ بچے کے سامنے کی دیکھ بھال لائی تھی اور اپنے ذہنی معذور بچے کی مکتوب سے شرمناک خلیق قائم کر کے دنیا کی ہر جہت میں حرکت کی ہے۔ ہزاروں شاہ کی مکتوب فریہ کا صرف ایک قصور تھا کہ وہ اس کے حریف ڈیو سے کی نہیں تھی اور قسمت کی غریبی سے اس تک پہنچ گئی تھی۔ اس نے ایک طرف تو ذہنی معذور ہزاروں شاہ سے فریہ کا نشان چھو کر اپنے حریف کو بھلا دیا تھا۔ دوسرے فریہ کو پامال کر کے اپنی کاساپا کا جشن منا رہا۔ یہی اس کے ہی غلام اور برہمیت کی لٹائی تھا جس سے صرف وہی واقف تھا۔

مٹی ابھی اسے بھر بھرا دیتی ہوں۔ اس کے احساسات سے بھر پھوٹی چوہدری نے بھلا کر جواب دیا۔

ابھی ابھی کیوں اتنی جری طرح دور رہا ہے؟ ابھی چوہدری کے الفاظ اس کے من میں ہی تھے کہ دورا زہ زوردار آواز سے کھلا اور فریہ اندر داخل ہوئی۔ اندر آنے کے بعد وہ چوہدری کو مکمل طور پر نظر انداز کرتی ہوئی بچے کی طرف بڑھ گئی اور اسے ہاتھوں میں اٹھالیا۔ چوہدری نے اس کی برائت پر انھیں چماڑے دیکھی ہی رہ گئی۔ اسے معلوم تھا کہ باہر ملاؤں نے فریہ کو چوہدری کی اندر موجودگی کے بارے میں آگاہ کر دیا ہو گا اور اس صورت میں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا کہ کوئی پتا اجازت اندر آتا تھا مٹی فریہ نہ صرف اندر آئی تھی بلکہ چوہدری کی موجودگی کو نظر انداز کر کے بچے کو کئی گویا اٹھاتا تھا۔ بچہ چوہدری خود اندر موجود ہونے سے بڑھ کر ہمت نہیں کر سکتی تھی۔

فریہ وہاں چوہدری صاحب کو سلام کر۔ اس نے فریہ کو اس کی گستاخی کا احساس دلایا۔ بچے کو بھلائی فریہ نے نظر انداز کر چوہدری کی طرف دیکھا۔ اس کی اس



ایک نظر میں نظر ہوا۔ غرت... کیا کی نہیں تھا۔ یہ سدا  
 صاحب سے خیر ہونے کے باوجود چہرہ کی اس کی نظر نے  
 اندر سے کھینچ کر رکھا۔ خیمہ کی حالت پر یا شاید دل بھر  
 جانے پر اس نے فریہ دے اپنا منہ ڈال کر غرت کو فرمایا تھا  
 لیکن جو کچھ ہو چکا تھا وہ اس معمولی نہیں تھا کہ بات ختم ہو  
 جاتی۔ فریہ کی غرت بھری نگاہیں اس جیسے آدمی کو بھی اندر  
 سے جھنڈا دیتی تھیں۔ اس وقت بھی وہ وہاں کھڑا نہیں رہا  
 اور فوراً ہی مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ چھپے چھپتی  
 چہرہ اس فریہ کو اس کی حرکت پر سر ہلا کر فریہ اور وہ  
 بے پناہی سے یوں نکلتا رہی جیسے اس کے منہ سے اس کو یہ  
 سب کہنا چاہا ہے۔

\*\*\*

وہ ایک گاہک کی فرمائش پر اسے مختلف رنگوں اور  
 طرح اش کی ٹاپیاں نکال کر دکھائی تھی کہ آپ کبھی آپ  
 کے آگے دائرے سے پھرتے گئے اور اسٹور میں سو جوہر  
 بنے گھومتے تھے۔ اس نے خوشی کی کڑواہٹ کا سہارا لے کر غرت  
 کو گرنے سے بچانے کی کوشش کی کہ اس کا سہارا لے کر غرت  
 کے لیے کھڑا رہنا ممکن نہیں رہا اور وہ اپنے فرش پر غرت چلی  
 گئی۔ پہلے چلے کر اسے بہت زور کی ہلکائی آئی اور ایسا لگا کہ  
 آئیں اسٹ کے باہر آئے گی ہوں۔

"آج ہو کہ میری" اس کے بیان اسے کا ذکر پر  
 موجودگی کی نظر اس پر پڑی تو وہ تشویش سے پوچھنے لگی لیکن  
 اس میں جو اس وقت کی بہت تھک تھی۔ طبیعت اس کا ایک ہی  
 اتنی بڑی طرح بڑی تھی کہ سب سے چھوٹے گئے تھے اور انھوں  
 کے گوشے پھینکتے گئے تھے۔ سامی غرتی نے اس کی حالت  
 دیکھی تو ایک کر اس کے قریب آئی اور سہارا دے کر ایک کمری  
 پر بٹھا دیا پھر وہ کمر گاہ میں چلی گئی۔ اس نے ایک  
 گھومت پانی پر طبیعت سمجھ لی۔ اس انکس میں شری اس کا کام  
 کی پیش کا ذکر پر بیٹھے اس کو اس کے بارے میں اطلاع دے  
 جاتی تھی اور غرت جہان پر بیٹھان کھڑے گاہک کو ٹاپیاں  
 دکھانے لگی تھی۔ اتفاق سے یہ ایسا وقت تھا کہ اسٹور میں  
 زیادہ رش نہیں تھا اس لیے اس لڑکی کو اپنی جگہ چھوڑنے میں  
 زیادہ مصلحت نہیں آتی تھی۔

"کیا ہوا ماہ! طبیعت کیسے خراب ہو گئی؟" اس نے  
 غرت اس اسٹور اطلاع دینے سے کا ذکر چھوڑ کر وہ آگیا اور اس  
 کا ہاتھ تھام کر پریشانی سے پوچھنے لگا۔  
 "نہیں ایسے ہی ذرا سا پھر آگیا تھا۔ اب باقی خیر۔  
 ہوں۔" اس نے مسکراتے ہوئے کہی۔

"آج سا پھر آئے میں رگت ایسی زوردار  
 کیا کام اٹھو۔ میں نہیں ڈاکٹر کے پاس لے کر جاتی  
 نہیں خود زوردار اپنا خیال نہیں ہے۔ ڈاکٹر سے  
 تھک گئی ہو۔ ایسے میں کوہر کی تو ہوتی ہی ہے۔" اس  
 دینے کے باوجود اسلم کی تشویش اپنی جگہ تھی۔  
 "ابھا خیر ہے۔ یہاں سے آف کرتے  
 نہیں گئے۔" وہ اپنے لیے اس کی محبت سے واقف  
 لیے زیادہ بحث نہیں کی۔

"آف ہونے میں تو ابھی بہت دیر ہے۔ میں  
 مصطفیٰ صاحب سے بات کر کے دو گھنٹے کی گمانی  
 ہوں۔" اس نے اپنا فیصلہ نہ دیا اور فوراً ہی مصطفیٰ صاحب  
 سواگت پر راہیہ کر کے اپنا دست طلب کرنے لگا۔ اس  
 ہاتھ دو اپنا دست دے دی۔ اپنا دست کا مسئلہ حل ہونے  
 نے اپنی جگہ سے اور کوہر سے اسی کی سہارا دیا تو اس  
 روانہ ہو گیا۔ اپنا ہاتھ بھی کر اس نے اپنی ڈاکٹر کو غرت  
 کے بارے میں اپنا دست تشویش سے لگا کر دیا اور جب  
 اسے مصطفیٰ صاحب کے منہ سے اسے تو خود مصطفیٰ صاحب  
 دیا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر نے اسے دیا اور اس کے  
 پر مسکراتے ہوئے جب وہ اپنا کوہر بھیجی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"آپ کو مبارک ہو مسٹر اسلم! آپ کی سوز کے  
 ایسا کوئی مسئلہ نہیں ہے جس پر آپ پریشان ہوں۔  
 آپ کے لیے خوش خبری ہے کہ آپ کے باپ سے سہارا  
 آ رہا ہے۔" وہ ایک اور امر کی ایشیائی شکل دکھانے  
 والی غرت تھی جس نے بہت جوش سے اسے یہ خوش  
 سنا لی تھی۔ غرت کو اسلم صلی اللہ علیہ  
 "خیرک جو سوچ ڈاکٹر! آپ نے واقعی مجھے  
 بڑی خوش خبری سنا لی ہے۔ اب آپ میری سوز کو بھی سمجھا  
 کہ پہلے کی خاطر انہیں اپنی صحت کا بہت خیال رکھنا ہوگا  
 اب یہ عمل طور پر آرام کر رہی گی۔" اس نے ماہ بانو پر  
 بھری نگاہ ڈالتے ہوئے ڈاکٹر سے کہا۔

"صحت کا خیال۔" نکتے والی بات تو باقی خیرک  
 میں انہیں عمل ڈاکٹر شہدوں کا کمرے میں اس کی جسم  
 سے مل کر وہ آپ کا کام ہے۔ اس کے بعد وہ آپ  
 رہتی تھیں۔ چھپکے آپ کے لیے بھی یہاں آتے رہے  
 عمل آرام والی بات غلط ہے۔ یہ طبیعت کوئی مرض تھا  
 جو صحت کو نقصان پہنچا رہا تھا۔ اس وجہ سے اس کی صحت  
 میں بڑے رست کا مشورہ دینے کے بعد وہ ہم باپ بنے  
 تو اس سے بھی کہتے ہیں کہ صحت مند زندگی کے اصول



عمل کرتے ہوئے ہاتھ ڈال ڈال کر لڑ رہی۔۔۔ یہ کچھ دیر  
 جتنی حرکت رہتی ہے اس کے اور بچے کی صحبت کے لیے ایک  
 ہی دھماکا ہے۔ یہ گھر کے کام کا بچہ کے علاوہ اپنی جانب  
 آسانی سے چاہی دیکھ سکتی ہیں۔ اس بات پر اعتراض کرنی ہوئی کہ  
 زیادہ وزن وغیرہ نہ اٹھائیں اور پلٹے پھرتے وقت دھیان  
 نہیں کر سکیں گے مرنے پڑنے نہ پائیں۔ "اگر بچے نرم  
 لیے ہیں اسے اس کی طرح بھگایا بھڑا دانت پان کے ساتھ  
 ساتھ لڑا اور اسے ستر پہ مشکل دوا میں بھی تجویز کر کے انھیں  
 وہاں سے رخصت کر دیا۔

"میں بہت خوش ہوں ماں، بچہ پچھو میں خوشی سے  
 ساتویں آسمان پر اڑ رہا ہوں۔ میرے لیے یہ بہت بڑی خوشی  
 کا مقام ہے کہ میری صحبت کی مثالیں تمہارے وجود میں سامنے  
 لے رہی ہے۔" وہ بڑھ کر اس نے ماں کو اپنے ایک بازو  
 کے حصار میں لے کر خود سے قریب کرتے ہوئے اپنی خوشی کا  
 اظہار کیا۔ جواب میں وہ بڑھ کر بولی اور صرف خاموشی سے  
 مسکراتی رہی۔ لی الحال وہ اس کی طرح غریب یا پھر خوش  
 ہونے کے بجائے غیب سے اس بات کا کچھ ادھی اور قدرت  
 کی کارگیری دیکھ رہی تھی جس نے غیب میں سے پہلے اسے  
 اس کے ساتھ تکان کے بندھن میں پاندھا تھا اور اب اسے  
 کی دلچسپی میں ہی میں پڑنے چاہی تھی۔ اس دلچسپی کے بعد  
 کہیں ممکن تھا کہ وہ پلٹ کر باقی کی یاد کو آواز دے سکتی یا  
 اس محبت کے بارے میں سوچ سکتی جس نے بارش کی ٹپکی  
 ہوتی طرح اس کے دل کی سرزد میں کوہ کا تھا۔

اس واقعے میں کل سات افراد شامل تھے جن میں سے  
 دو شہریار اور سولو تھے۔ یہ اس گھر کا قافلہ تھا جن کے لیے  
 انڈیا اور پاکستان کی درمیانی سرحد مجبور کر کے ایک معمول کی  
 بات تھی۔ وہ دونوں اس قافلے کا حصہ اس لیے بنے تھے کہ  
 بھارت میں رازدارانہ طے کا یہی سب سے مناسب اور کسی  
 حد تک محفوظ طریقہ تھا۔ قافلے میں ان کی شہریت کا ان کا نام کسی  
 ٹیکٹن انگریز نہ لکھا تھا لیکن وہ بھی اس طرح کے درمیان  
 میں ایک دوسری باقی موجودگی اور قافلے کو لینے کرنے والا  
 اس گھر کا نام بھی جانتا تھا کہ اسے جن دونوں کو اپنے ساتھ  
 بھارت لے جانا چاہیے وہ مجبور دوا کے بندھے ہیں۔ اس کام  
 کے لیے بھی ۱۹۱۱ء سے بھارتی رقبہ کی جی اور ساتھ ہی یہ  
 سمجھ کر رہی تھی کہ اس کا کام صرف ان دونوں کو سرحد پار کرنا  
 ہے۔ وہ کیوں اس کے لیے وہاں جا رہے ہیں؟ اسے اس بات  
 سے کوئی غرض نہیں ہوتی چاہیے۔ قاسم نے اب تک اس بات

کا خیال دیکھا تھا۔ وہ اور اس کے ساتھی دور ان سفر  
 کے کھانے پینے اور آرام کا پورا خیال رکھ رہے  
 وہوں کی بھی پوری کوشش تھی کہ کسی کوئی صورت حال  
 آئے کہ قافلے میں شامل افراد میں سے کسی قسم کی  
 ہو سکتی وہ اپنی کوئوں کے ساتھ چلتے پلٹے سے کر رہے  
 اور ضرورت کے علاوہ بات چیت نہیں کر رہے تھے  
 نے اپنے پاس موجود سامان کے بکڑ بھی کسی اور کو  
 اجازت نہیں دی تھی اور خود انھیں اٹھاتے تھے۔ اس  
 سڑیپ میں سے ہوا تھا اور اس کے بعد وہ پھیل  
 تھے۔ قاسم نے انھیں بتایا تھا کہ پیدل صرف چند  
 مسافت ہے۔ اس کے بعد انھیں سواری کے لیے  
 جا رہا ہے۔ آبادی میں پہنچنے کے بعد یہ شہریار اور سولو  
 سوار پر تھا کہ ان کوئوں کا ساتھ چھوڑ دیا گیا  
 اختیار کر لیتے۔ لی الحال تو ان کا سفر جاری تھا اور ان  
 نے سرحد پار نہیں کی تھی۔ پیدل چلتے ہوئے ان کے  
 کے ٹکڑوں سے لگے ہوئے تھے۔ ان کے ساتھ موجود  
 نے بھی اپنے ٹکڑوں سے بڑے بڑے ٹھیلے لٹا دیے  
 جن میں اسٹیک کا وہ عمومی سامان تھا جو بھارت اور  
 کے درمیان اس گھر کا تھا۔ لیکن مجبور دوا کے  
 شہریار کو پتا چلا تھا کہ اس سامان کے ساتھ ساتھ  
 قایم رہے۔ اسے اور سواروں کی خفیہ طور پر گھر پار  
 عام حالات میں وہ بھی یہ بات بڑھت نہیں کر سکتا تھا  
 پاکستان کی سرحد پار کیا کہ ان کوئوں بھارت اس کی  
 لیکن لی الحال وہ جنس بہم مشین پر تھا۔ اس کی قیادت  
 اس گھر کے محافظ پر چھوڑ دی تھی۔

"قاسم خان۔۔۔" قافلہ بڑھ کر ان تہذیب سے  
 تھا کہ شہریار، سولو اور ایک اس گھر سے آئے تھے  
 اپنی چار افراد اور کوئوں میں اس طرح کل تھے  
 قاسم سے پہلے تھا اور اس وقت قاسم نے ہی شہریار  
 کہ قاسم خان کے نام سے سزا کرنا تھا۔ پھر انھیں اس  
 پر وہ اور اس کے ساتھ چلتا سوار کیا۔ سولو کو ساتھ  
 پاشا تھا اور شہریار کی طرح اس کا ملہ بھی کافی بڑا تھا  
 آئے یہ اس کا بغور جانک وہ لیتے ہوئے پانچواں  
 "سرحد پار سے میرے ساتھیوں نے خبر لی تھی  
 کہ آج رات سرحد پار کرنا ضروری ہو گا اس لیے  
 ہی طرف ہی نہیں پڑا اور اس لیے جا رہے۔ آج رات  
 انہیں آری کی معمول سے زیادہ تیزی اور تھکن و

تھکن آ رہی ہے۔" اس نے خوشی کے لیے اس اطلاع دی تھی  
 کی کہ شہریار کے سامنے یہ خوشی بھی بڑھ کر آ رہی تھی۔  
 "بھائی! یہ تو شان! یہ انکی خیر معمولی بات نہیں  
 ہے۔ یہی خبر لیا جا رہا ہے کہ وہ سرحد پار کرنا  
 ہے۔ یہ خبر لیا جا رہی ہے۔" اسے یہ پتا چلا کہ قاسم اسے  
 سنا رہے تھے۔  
 "لوگتے، جن اس مقامات کو زیادہ بڑھ کر سکتے ہو۔ یہ  
 جاکر میں کہیں نہیں ہو گا؟ اس بات تو اب ہو ہی چکی ہے۔  
 شہریار نے فوراً ہی مطمئن ہوئے ہوئے جواب دیا۔  
 "ابھی نہیں خبردار اور پتا ہو گا۔ مگر محفوظ جگہ پر  
 چلی جائیں گے۔" قاسم نے اسے بتایا اور ان کا سفر ایک بار  
 پھر جاری ہو گیا۔ اب ہر قاسم اس کے ساتھ ساتھ چل رہا تھا  
 ایک سوار اس کا ساتھی پیچھے ہو گئے تھے۔

"میں نے شہریار اور اس کے پاس سے آئے ہو۔ میں  
 نے پہلے ہی اس کے آدمیوں میں ہم دونوں کو نہیں دیکھا۔"  
 ساتھ چلتے پلٹے قاسم نے اس کے ساتھ ٹھیکر پھیر دی۔  
 "میں اس کے آدمی نہیں جانتا۔ ہم اپنی ہی ضرورت  
 کے تحت بھارت پار ہے۔ میں نے اس کے لیے تم اس سے  
 سرحد پار کرانے کی درخواست کی تھی لیکن اس نے بتایا کہ  
 اس کا قافلہ جانے میں ابھی ایک ہفتہ خرچ ہو گا۔ میں  
 چلی تھی اس لیے اس نے تمہارے ساتھ جہاز حاصل کرنا  
 دیا۔" شہریار نے سنجیدگی سے اس کی بات کا جواب دیا  
 اور اس کی اندر ہوشیار ہو گیا کہ یہ شخص اپنی ابتدائی خاموشی  
 کے بعد اب جس کے قاتلوں مجبور ہو کر اس کے بارے میں  
 جاننے کی کوشش کر رہا ہے۔

"فیک ہے۔ میں کچھ زیادہ تر وہوں اس علاقے میں سے  
 ہوں۔ یہ طور پر پتہ کرنے کی کوشش کر رہے ہو لیکن اگر تم  
 پانچواں پتا چال بھی دیکھا کر مجھ سے نہیں سوار کر سکتے ہو۔ مال  
 لکھا ہوا نہیں ہے اس کی بہت ابھی قیمت دوں گا اور تم  
 مال میں سرحد پار کرنے سے خطرے سے بچ جاؤ گے۔"  
 قاسم نے نہایت سکائی سے اپنی راستہ میں اسے خاموشی  
 پر کھینچ لیا۔

"تمہارا سفر پانچ دن یا انیس چاہیے۔ ہمیں جو کچھ  
 گناہ ہو گا وہ تمہارے لیے ہو گا۔ تم سے ہماری میں اس کی  
 ایک ہوتی ہے کہ ہمیں سرحد پار کرنا ہو اس لیے بھڑک رہے  
 قاسم نے اسے سنا ہے۔ وہ بھی اپنے کے ساتھ خود کو  
 اس کے ساتھ نہیں لے سکتا۔ وہاں جا رہا ہے۔" شہریار نے  
 اسے ساتھ لے کر شہریار کی میں سے اس نے فوراً ہی پتا کر دیا

پہلے ہی اور اس کے سامنے یہ پتا چلا کہ سرحد پار کرنا  
 "تو کچھ دانتے ہو پار میں نے تو ایسے ہی ایک آخر  
 کی تھی۔ اگر ہمیں کچھ نہیں تو کوئی بات نہیں۔"  
 اس کے بعد اس کا اپنی سفر خاموشی سے کلا۔ یہ  
 تک کہ ایک مقام پر پہنچ کر وہ لوگ رک گئے۔ یہاں کل  
 اور پھر اٹھا اور کسی فوری روح کی موجودگی کا گمان نہیں ہوتا  
 تھا۔ قاسم کے ساتھیوں نے قافلہ سامان میں موجود ٹھیلے  
 نصب کیے۔ ٹھیلے چھوڑے تھے جن میں وہ آدمی ہی سہی  
 تھے۔ شہریار اور سولو ایک ہی جگہ ملا، اپنی قاسم کے  
 ساتھی کسی نہ کسی طرح منت ہو گئے۔ ٹھیلوں کی تھکیب کے بعد  
 انہوں نے وہاں میں بندھ کر اس سے اپنی ہلک جھکی۔ اس  
 بار ایک دن انے میں آگ جلا کر پکا کر کھا۔ اس لیے  
 انہوں نے غصے سے کھانے پر ہی اکتفا کیا اور کھانے کے بعد  
 چائے، کافی کا تھک چکی نہیں ہو سکا تھا۔ اب قاسم اور اس  
 کے ساتھیوں نے شراب نوشی شروع کر دی تھی۔ ان  
 دونوں کو بھی انہوں نے اس فعل میں شامل کرنا چاہا لیکن  
 وہوں ہی نے انکار کر دیا تھا جس کے بعد ان سے حرج  
 اور ان کی کیا کیا اور پتا چلا کہ وہ بڑے پتے کے لیے  
 دے رہے تھے۔ قاسم اور اس کے ساتھی شراب نوشی کے  
 دوران میں غریب قتل کوئی کر رہے تھے۔ شہریار نے سولو  
 اشارہ کیا اور وہ دونوں اپنے ساتھ میں بکڑے اور بکڑے  
 لے کر اپنے ٹھیلے میں چلے گئے۔ آگ انہیں نہ جانے کئی  
 ٹھیلوں اٹھائی تھیں اور کچھ دن رات جاگ کر گزارنے  
 تھے اس لیے ابھی قاسم آرام کا بخیر موقع نہیں رہا ہے۔ اس سے  
 قاسم اٹھا نہیں۔ شہریار وہ دونوں سو گئے۔ سوتے ہوئے  
 انہیں مشکل سے آدھ گھنٹی کی گزارا کر رہا کہ شہریار کی آنکھ کل  
 گئی۔ ٹھیلے میں حرکت کی ٹپکی راق کی روٹھی نے نورماں اسے  
 احسان دایا کہ وہاں کوئی موجود ہے۔ شہریار کے لیے وہ دم  
 سارے پڑا اور پتا چلا کہ وہ شخص سولے چپک کی طرف بڑھ رہا  
 تھا۔ اسے پچھاننے میں دشواری نہیں ہوئی کہ وہ قاسم کا ساتھی  
 گام ہے۔ وہ کچھ کہ قاسم کے لافنی سے اسے مجبور کیا ہے کہ  
 وہ ان کی لاشی میں ان کے سامان کی حفاظت کر دے۔ اس  
 نے اسے حق سمجھنے کا فیصلہ کرتے ہوئے اپنی جگہ سے  
 حرکت کی اور اس شخص پر پڑا۔ وہ شاید ان کی طرف سے  
 مکمل حد پر مطمئن تھا اس لیے پوری طرح گرفت میں آ گیا  
 اور اس کے بعد شہریار نے اسے ٹھیکے کی مہلت ہی نہیں دی۔  
 اپنی پوری طرح پتا چلا گیا کہ اس کے منہ سے ٹھیکے گل  
 نہیں۔ اس کی ٹھیکے میں کہ وہ سر سے لوگ اڑے آئے۔



انہوں نے گاما کو اس کی گرفت سے بچھڑا دیا۔

”مہموزہ قاتق خان! کیا اس کی جان لو گے؟“ کام  
نے اسے جھنجھوڑا۔

”میں اپنے سامان پر بڑی فکر ڈالتے والے کی جان نکال لوں گا۔ یہ رات کی کارروائی میں یہاں چوری کرنے آیا تھا۔“ شہر یار نے جان بوجھ کر قصے سے کف اڑاتے ہوئے جواب دیا۔

”تیسرے اس کی غلطی پر کڑی سزا دی گئی۔ فی الحال ہم سفر میں ہیں اس لیے تم جانے دو۔ میں واپسی پر اس کا فیصلہ کروں گا۔“ قاسم نے اسے سمجھایا تو اس نے خاموشی اختیار کر لی۔ قاسم اپنے ساتھیوں کے ساتھ ہا ہر لنگ گیا۔ اس کے باہر نکلنے کے بعد شہر یار نے بے خبر سوئے ہوئے سلوکی طرف دیکھا۔ اسنے پگاسے میں اس کا سونے رہنا حیرت انگیز تھا۔ فوراً ہی وہ سلاطی کی دکان بھی گیا۔ سونے سے پہلے انہیں ہر دو سو کے نوٹے دیے گئے تھے۔ ان میں یقیناً خیر کی کوئی دوا البیاض کی تھی۔ انفاق سے اس نے وہ دو سو تھیں یا جبکہ سلو پینے کی وجہ سے غفلت میں چلا گیا۔ وہ پہلے ہی بکھو گیا تھا کہ کچھ ہوا۔ اس میں قاسم کا ہاتھ تھا۔ یہ معاملہ سامنے آنے پر حیرت انگیز ہو گئی۔ اس نے فیصلہ کر لیا کہ باقی کے سفر میں قاسم اور اس کے ساتھیوں سے خود بھی ہوشیار رہے گا اور سلو کو بھی ہوشیار رہنے کی ہدایت کرے گا۔

باقی رات آرام سے گزار دی۔ شام کا صبح اور اس کے  
ساتھ ہی اس نے سمجھ لیا تھا کہ اندر موجود شخص بخیر کی صبح ہے۔ وہ  
اپنی آسانی سے اسے دھوکا نہیں دے سکے۔ صبح سلا بھی جاگ  
گیا لیکن نسلوندی اور سستی کی علامات نہ رہا۔ قاسم اور اس  
کے ساتھی چور بنے خاموش رہے۔ البتہ شہر یار نے سب کے  
ساتھ سفر کی حوصلہ اور بے آبرائی کو لازم دیتے ہوئے اسے  
معتن کر نے کی کوشش کی۔ وہ ان کی روشنی میں آگ جلا نے  
میں حرج نہیں تھا اس لیے قاسم کے دو ساتھیوں نے شکر گزارہ  
باجا بجا کر دیا۔ شہتہ کے بعد وہ لوگ اپنی اپنی مرضی کے تغیر  
میں مصروف ہو گئے۔ سرحد پار کرنے کے لیے رات کا  
اندھیرا ضروری تھا اس لیے انہیں سلا کا آغاز ابھی نہیں کرنا  
تھا۔ ملنے والی مہلت سے قاسم کو اندھیرا شہر یار نے سلا کو قاسم  
کی حرکت سے آگاہ کر دیا۔ وہ ایک وقت شرمندگی اور خیر کا  
کار ہو گیا۔ معمولی مسکروں کے ہاتھوں سے اس کو جانا اس  
کے لیے باعث شرمندگی تھا اس لیے اس نہیں چل رہا تھا کہ  
قاسم کے ساتھ کیا چمک کر گزارے۔ شہر یار نے اسے غصہ کیا  
اور سمجھا یا کہ مصلحت یہی ہے کہ فی الحال خاموشی اختیار کر لی

جائے اور ایسے غیر اہم لوگوں سے الجھ کر اپنی توانائیاں  
بھروسے کی بجائے۔ سلوٹے اس کی بات سمجھ لی۔

پہلے ان کا سفر دوبارہ شروع ہوا۔ ایک مسافت طے کرنے کے بعد کام نے انہیں بتا کر فزون میں داخل ہو گئے تھے اور اب انہیں بہت سی کامیابیوں کی خبر مل رہی تھی۔ انہوں نے ان لوگوں کے اصرار سے یہ لیکن خیر گزری اور وہ اس جگہ سے بھی گزر آئے ان لوگوں کا ٹھکانا تھا جنہوں نے انہیں اس جگہ سے بھی گزر کر انہوں نے پتہ چکر یہ تھا کہ وہ لوگ اور پھر انہوں پر سوار ہو کر آئے کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں ایک نیا قلعہ تھا۔ اگر وہ اس قلعہ کی سخت تربیت میں نہ رہا ہوتا تو یہ سفر اس کی جگہ نہ رکھتا۔ سولہویں صدی میں سے تھا۔ اس نے وہاں کوئی سی قلعہ نہیں تھا۔ پھر رادالوں کی طرف گزر رہا تھا اس لیے اسے کوئی پریشانی نہیں ہو رہی تھی۔ اس کے اندر سے اس کا سفر جاری رہا۔ یہاں تک کہ بہت دور پہنچا۔ وہاں ایک نیا قلعہ تھا۔

”یہ سچ ہے قریب ترین آبادی ہے۔ یہ  
 پہنچنے میں بھی ہمیں کم از کم ایک گھنٹہ اور لگے گا۔“  
 اس کے قریب ہی لائن کو دوڑاتے ہوئے اسے  
 محض سو واٹر روکھا۔ حریف باغی انت کر رہے تھے۔  
 وہاں لپک باغ تھی۔ دو تھکے لڑکے تھے اور چاکلے  
 کھیں۔ چاکلے کھانے لگا۔ نے گئے تھے۔

”جہاد کو“ شہر و ملک کے درمیان قاسم کی  
سنائی دی اور پھر وہاں بحسب اہل تفریق کی کئی-  
کھوت بھی دی ورنہ دار بھرتے گئے۔ تا تجزیہ کوری کی  
ہے اہل بیت پر ہم کر ڈیٹے رہنے میں خاموشی و شہادتی  
میں اور ہر سنے پر خوف محسوس ہو رہا تھا کہ کسی بھی  
جائے گیا۔ اس کا یہ اندر خدائے صورت پر پرا ہوا کیا  
آواز کوئی اور ایک انگارہ۔ اس کے بازو میں بھی  
ہے حد یہی غار سنائی دیے اور اس کا ہاتھ  
میان تک آواز میں جھٹکا انسانوں کی جوں نے اس  
کا ہاتھ کو بھی جھٹکا کہ اس میں نہایتی۔ زنی ہوش  
ہے نیچے چلے۔ پاؤں اسے جوں محسوس ہوا کہ یہ اس  
کی آخری۔ است۔ ہے۔

بهترین بیج و سبزی خرد اسان جاری  
هر یک با انواع آب سرد و دما در حلقه فرو







[illegible]

ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ: حجتہ و عبادتہ

ان کے مہربان پر موت مظلوم لاری تھی اور جب خوف کا عالم تھا۔ دوسرے نے نہیں داتا تھا۔ اس شخص پر لکھے سے قتل ہی اسے باور کوا دیا گیا تھا کہ قدم قدم پر اسے موت کا سامنا کرنا پڑے گا اس لیے اگر وہ حوصلہ نہ نکالتو بیچھے ہٹ سکتا ہے۔ لیکن اس وقت اس نے بہت دیر کی سے اس شخص کو گھر کر گئے جو جے کا فیصلہ سنا دیا تھا۔ اپنے اس فیصلے پر اسے کوئی پچھتاوا نہیں تھا لیکن وہ اپنے گھر سے نہیں بھاگتا تھا کہ اس نے اپنے دشمن کے سامنے جھکنا ہی نہیں تھا اور ابھی صرف بھارت کی سرزمین پر قدم رکھنے کی کوشش کر رہا

تھا۔ اسے ان دنوں کی بھی پروا نہیں تھی جو ایک ہندو کی کوئی کے بازو کا جو دم ہاتھ اور اونٹ کے خود کو اپنے کے ہاتھ کے تھے۔ دنوں کو تو وہ ہر جا پر کسی فرس اپنے ہاتھ کے بلکہ تھا لیکن اس وقت اس کے نزدیک سب سے اہم مسئلہ یہی تھا کہ کسی طرح اس بگمنا کی صورت حال سے نکل کر اچھی محفوظ مقام پر پہنچ جائے کہ وہ وہاں تکمیل کے کرے۔ پہلے ہی ایک ہی صورت تھی اور وہ یہ کہ کسی طرح وہ یہاں سے نکل کر اور دکھائی دینے والی آبادی تک پہنچ جائے۔ آخر سے پہلے اس نے ضروری معلومات حاصل کی

کے ساتھ نظر آنے والی قریب ترین آبادی ایک  
 گاؤں میں سکون اور مصروفیت کی غالب فکریات  
 کے ساتھ ہی گھر ہائے جاہت تھے۔ اسے  
 گھر وادوں کی آبادی میں بھی کرکسی مسلمان کے  
 اس دور کے خود ہاں انہیں پناہ دے جانے کی ممکن  
 تھی۔ یہ سب کچھ کافی تھا۔ دیکھی اس صورت میں کہ  
 اس کے لیے سہارا کیا گیا اور یہاں تک پہنچا۔

[illegible]

”کہو کہ ہسپتال کی جگہ صاف اور کمرے کے کونے صاف رکھو۔“  
 اس واقعے کے لیے ہمیں دیکھنا چاہیے۔  
 ہسپتال سے لوگوں کو روکنا ہے اور ان کے لیے صاف اور کمرے کے کونے صاف رکھنا ہے۔  
 ہسپتال کے کمرے صاف رکھنا ہے اور ان کے لیے صاف اور کمرے کے کونے صاف رکھنا ہے۔  
 ہسپتال کے کمرے صاف رکھنا ہے اور ان کے لیے صاف اور کمرے کے کونے صاف رکھنا ہے۔

ہر طرف ہمارے ہی بھیجی ہوئی فوجی اور امن کے ساتھ  
 فوجی میں شامل افراد کو ہوجانے کی کوٹش میں مصروف  
 تھے۔ اسے اندازہ نہیں تھا کہ اس کو فوج میں کتنے کامیاب  
 فوجی کئے گئے ہیں۔ وہ تو اس کو سمجھنے  
 والے کے بھی۔ وہ سمجھنے جانا کہلانے والے جانور کے

## مکرمہ چاپ

پشت پر خود کا نام دیکھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ قدم سی  
اسے احساس ہوا کہ بے شک ڈائریکٹ اور میٹھون پر دلی  
چاہنے والی وارنٹ کی آواز نہیں ابھی سنائی دے رہی تھی  
لیکن ان کی شدت پہلے جیسی نہیں رہی ہے۔ سب سے بڑھ کر  
یہ کہ اب ان کے قریب سے ہوں شوہن کر کے گزرنے والی  
گولیاں لپٹاؤں گا جس کا ایک واضح مطلب یہ تھا کہ وہ  
خطرے کی حد سے دور نکل آئے ہیں۔ اس احساس کی  
تصدیق کے لیے اس نے پیچھے مڑ کر دیکھنے کی کوشش کی۔

"مصلحت" اور "حق" میں کیا فرق ہے؟ یہ ایک سوچا جاتا ہے کہ کیا ہم  
 زندگی بھر کے لیے ایک سوچ کر سکتے ہیں۔ "مصلحت" کی حیثیت بلا  
 کی چیز نہیں، اس نے اپنا حوالہ دے رکھنے کے باوجود اس کی  
 حرکت کا شعور کر لیا اور نہایت تنہا کی ہے۔ بلا۔ اس کی بات  
 کی تائید کے لیے یہ اس کا کیا حوالہ دے گا؟ یہ ابھی تک اس کی  
 رفتار کو نہیں سمجھ سکتا۔ یہ اس کی تیز رفتاری ہی میں اس کی  
 سے بہت دور محسوس ہونے والی آبادی اسے کافی قریب محسوس  
 ہونے لگی تھی۔ شعور کے امتداد سے لگا کر وہ لوگ وہی مصلحت  
 کے امتداد اور آبادی میں منتقل ہونے کے لیے اس کی توسیع کے  
 برعکس وہ چار مصلحت حرج سفر کرنے کے بعد سولہ مصلحت کو  
 روک دیا اور اسے بچے بچانے لگا۔

”کیا اس سے ہم بدل چلیں کہ ان میں داخل ہوں گے۔“ ہوتے ہوئے تو میرے دادا میری فکر میں آگئے تھے۔ ”اپنے اپنے سے مل جائیں گے، میرا کوہستان وہی ہے جس میں کہوہ سہارا ہے۔“ میرے ہاتھ اس کے زخموں کے شہرہ افغانی کی ٹیکیاں۔ یہ وقت انکس باتوں کا کان دہنے کا نہیں تھا۔ چنانچہ وہ ہر کیفیت کو کھنکھار دیا کہ ”ہاں“ سونے کے ساتھ ساتھ کھڑا ہوا۔ رات خاصی اندھیری تھی اور انکس ایک دوسرے کے دھڑکے کی طرح ہی نظر آ رہے تھے۔ سونے پہلے بیٹھ ہوئے ہوتے کھڑا کر کے ایک طرف ہٹا دیا۔ آخر میں صاف اس کی پشت پر بندھا دیا۔ ایک آواز آئی۔

تم دینی لوگوں سے جو ہمیں اٹھائے ہوں۔" اس نے اپنے غصوں کو اگلے لیے میں کہا، جو تیرے قدموں سے چلے گا۔ شہر بارگاہی ترقی ہونے کے باوجود اس کا ساتھ دینے کی پوری کوشش کر رہے تھے۔

”جیسے خود کو آپ جناب کیلئے ان کے کوئی شوق بھی نہیں







چھپ کر سے میں داخل ہوتے ہوئے دواؤں اور اساتھ کے  
گھنٹوں کی آواز سے چھپ کر وہاں میں داخل ہوا  
میں نے اس کے پاس سے گزرتے ہوئے اس سے پہلے کہ میں داخل  
ہوئی اور اگر وہ اس کے لیے چھپ کر وہاں میں داخل ہو  
ان کے ساتھ چھپ جاتی تھیں اس کے بعد اس نے دروازے کی  
طرف سے گھنٹوں کی آواز سن کر وہ اس کے لیے چھپ کر وہاں میں داخل  
کوشش کر رہی تھی اس کو یہ خبر تو ہو چکی تھی کہ اس  
کی جانب مشکل میں چھپ جانے کی گنجائش اس کے بعد اس نے  
بکھر کر آگیا۔

کے لیے کوئی خطر نہیں ہے۔ وہ دونوں ہی ذرا دیکھیں۔  
تھے اور ایک سوز سے یہ سمجھ گئے تھے کہ شریا نے ان کو  
سوال کیا تھا۔  
"ایسا نام تو میں نے ہمیں بتایا تھا۔" وہی کہتی تھی۔  
وہی کہتی تھی۔ "وہ چنگ ہے۔ اسے جی کی پاسٹی کی کٹائی کی گئی تھی۔  
کھوئے کھوئے سے میں جانتے تھی۔"

اور بھی کرتی رہتی تھی۔ مجھے اصل حقیقت کا پرکھ ہوا آتش کی  
 بلا دلوں ہی سے بڑا سرد آگ آقا تھا جو میں دن کی  
 آگ کو بے پروا رہ کر اپنے گاہک ہمارے چنے چکے ہوں  
 اپنے قسمت کی بارگاہِ دل میں بھی نہیں آگیا اور مجھے بالکل  
 بے خبری سے کوئی کہو اسی تالی نے سر جمیٹ کے لیے جوا  
 ہوا ایک لمحہ سے جوا بھیرا دیا اس سے ہوگا۔

کی اولاد کو تکلیف دیتی ہے۔ اس نے یہ بھی کہا کہ میں چونکہ محبت سے ہی چھوڑ دیتی تھی کہ میں نے اس سے قربت کی اور یہ وقت ان میں ہمیشگی چلتی کوئی رہتی تھی اس لیے وہ ان لوگوں کی طرح مجھ سے بھی سخت نفرت کرتا تھا اور اسی نفرت کے کارن اس نے مجھ سے زیادہ کیا ہے۔ تھوڑی دیر میں اس نے اپنی نفرت کا بہت بھی کر دیا اور میرے سامنے سے ہٹنے کو چھوڑ دیا۔ اے دیکھو! اس نے ایک لمحے سے اپنی دو جگہ آتشیں لاہ کر کیں تو انہوں نے دیکھا کہ اس کے ہمرے کے ہمرے کو یہ بازوؤں پر جا چکا اور کھ کے نکلتا تھا۔ یہ نشان اپنے تھے جیسے کسی نے اسے انہوں سے کا ۱۹۵۸ میں انہوں سے ملو چاہا۔







اسے دیکھا تو جی بھٹکا کہ کوئی اور لڑکا ہے۔ سونے اس کا یہ  
 طبع دیکھ کر سنی چھانے کے انداز میں ہونٹ نکالنے سے لیکن  
 زبان سے بگڑت ہوا۔  
 "تم دونوں بھی اگر اس شری لباس کی تک صحتی اندر  
 تو چنگ ہوگا۔" اس نے ایک اچھا طور پر یاد اور ان کی طرف  
 سے دھما سدی لئے ہی انھیں بھی صحتی کرنے پر متکثر ایک  
 ایک جوڑا فراہم کر دیا۔ سونو اور غور یاد دونوں نے ہی اپنے  
 کپڑے اندر سے نکلے اور یہ سے ہی صحتی کرتے ہوئے لیا۔ اب  
 دور راگی کے لئے چار تھے اور اپنے پاس موجود دیگر شاہوں  
 پر ہٹا لئے تھے۔ اس موقع پر شہر یاد نے بھی اپنی کس ادب  
 لال میں کی کہ کر ضرورت پڑے تو فوری طور پر اسے استعمل  
 کیا جائے۔

"تم چاہو تو اب بہت پر جا کر اپنے بی بی کی لاش دیکھ  
 سکتی ہو۔" نکلے سے کل سونے امرت کو روک کر کشی کی۔  
 "اس کو لڑکی نہیں ہے۔ میں نے جو جی اٹھا تھا مکمل  
 ہوئی۔ اسے میری قسمت۔" اس نے جواب دیا اور انھیں اپنے  
 پیچھے آنے کا اشارہ کر کے دروازے کی طرف بڑھی۔ وہ بہت  
 مشکل کر چل رہی تھی اور اس کے پتلے سے مسوئی ہی بھی  
 آہٹ پیدا انھیں ہو رہی تھی۔ یہ سختی وقت کا ٹھکانا۔ در  
 بھی پراسحلی کی صورت میں کھر کا کوئی فرد جاگ سکا تھا۔  
 نتیجے میں ان دونوں کے ساتھ وہ بھی کھنسی جاتی۔

دروازے کی کھڑکی ہے آواز کھل کر وہ تینوں باہر  
 اچالے میں نکل آئے۔ امرت نے اپنے پیچھے دروازے کو  
 آہستہ سے بجھوا دیا اور آگے بڑھی۔ چنانچہ کے قریب بھی  
 چار کھڑے کھڑے تھے اور امرت کا رٹا بھی کی طرف تھا۔  
 جب وہ دونوں دیر پر چھانک کر اندر آئے تھے اور کھر کے  
 اندر جانے کا راستہ واضح رہے تھے تو انھوں نے بھی ان  
 کھڑوں کو دیکھا تھا لیکن زیادہ توجہ نہیں دی تھی۔ اس وقت  
 ان کے ذہن میں یہاں سے فرار کے چھانے پناہ لینے کا  
 خیال برا ہوا تھا اس لئے کھڑے نہ قابل توجہ ٹھہرے تھے۔  
 ایک حقیقت یہ بھی تھی کہ کھڑے پیچھے آئے اور وہاں جانور بہ  
 اپنی مرضی سے سوازی کرنا آتا آسان نہیں ہوتا۔ اڑیل  
 کھڑے تو باہر سے باہر سوار کو بھی مرضی نہ ہونے کی صورت  
 میں لوہر کے اندر لڑتی پشت سے بچا ڈالتے ہیں لیکن اب  
 صورت حال مختلف تھی۔ ان کے تصورات کے برخلاف  
 امرت کی حالتوں نے گاؤں میں داخل ہو کر انھیں حاشا کرنے  
 کی دھمکی نہیں کی تھی۔ اب معلوم نہیں کہ وہ ان کے فرار پر ک  
 اس طرف آئے سے باہر نہیں آسکے تھے یا کھر جنوں کو کھانا

تھا، انھیں ہی کارکردگی دکھانے کے لئے کافی کھر تھا۔  
 اسے تو اسے کھڑکی صحتی صورت کے آ رہا آئے ہائے  
 سلسلہ جاری تھا تو انھیں کوئی سطر یا صحت کا خطرہ نہ تھا  
 دونوں طرف کے سنگڑ دینا کام چاہی رہے ہوئے تھے۔  
 گھنڑوں کے قریب پہنچ کر امرت کو اسے ان میں  
 سے ایک متکثر کھڑے کے جسم پر ہاتھ رکھ کر اسے سلسلہ  
 ہوں پہنچا دیتے تھے۔

"بھگیا اچھے میں دونوں پر جنوں کو اپنے ساتھ لے  
 ہے۔" نے جانے کا ہاتھ دیکھ کر کوئی شرمندہ نہیں کرنا اور دل  
 نہایت تیر سے سے فراموش ہوا جانے گا۔ "وہ کھڑے کے جسم پر  
 ہاتھ بکھرتے ہوئے دھکی آواز میں اس سے سرگوشی بھی کر  
 رہی تھی۔ اس کی سرگوشیوں کو سن کر کھڑے نے جواب دیا  
 جیسے اس کی ساری بات سمجھ گیا ہو۔

"کب بھی اس دے لو کہ سوازی کر سکتے ہو۔ یہ  
 دل جیت دیا کھڑا ہے۔ ہر سوازی ہوگی سنا ہے۔" اس نے  
 عجیب سے فقر کے ساتھ بتایا۔ نتیجہاً عجیب کے کھڑے کا کھانا  
 وہاں ہوا اس کے لئے باعث غرضی تھا۔

میں دونوں نے اس کی شکل سے فائدہ اٹھاتے  
 ہوئے غور کھڑے سے سوار ہونے کا فیصلہ کر لیا۔ ان دونوں  
 میں بدل چکے کے بھانے ایک سوازی کا بھر آجاتا تھی  
 حرقہ تھی۔ پہلے امرت کو سوار ہوئی۔ اس کے بعد وہ دونوں  
 بھی کھڑے کی پشت پر چڑھ گئے۔ وہ دونوں اچھی لگن پر تھے۔  
 کھڑا تھا جس نے آسانی سے ان تینوں کا وزن سہا ہوا۔  
 امرت کے اشارے پر یہ ایک دقتی سے آگے بڑھا۔  
 کھڑے سے سوار ہونے میں امرت نے اچانک ہاتھ  
 کھول دیا تھا نہ وہ کسی روایت کے بھی آگے بڑھتے تھے  
 تھے۔ کھڑے کی بائیں کی اٹال امرت کے ہاتھوں سے  
 تھیں اور وہ دونوں کی مہارت اور تیزی سے اسے آگے بڑھتی  
 تھی جس کا مطلب تھا کہ کھڑا اس سے بڑھی باتوں کی بات  
 کہ وہ کھڑے کی اس کی پشت پر سوازی کرتی رہی ہے۔

کھڑے سے شہر یاد میں اس کے پیچھے بھاگا تو پانی  
 اس کے گھڑے نہیں کی گئی اسے اچھی طرح فکروں پر تھی۔  
 امرت کو بڑی بھر پر موت تھی۔ اسے سر جیت کی شکل پر  
 ہاتھوں ہوا کہ اگر وہ زور زور دیتی ہے اس کو تیر جانے میں  
 کامیاب ہو گیا تھا تو اسے اپنی طرقت کاٹنے پانے سے  
 ضرورت تھی۔ سو تھلی باہر اڑ رہی تھی اسے انتظام لینے کے لئے  
 اتنا بھی کافی تھا کہ امرت کو ان کی کھڑوں کے ساتھ اس کی  
 جانی نہ کر رہی تھیں وہ اصل کا تھانہ ملا کر اپنی جانی

کے ساتھ تو انسان کا چہرہ کر رہا۔ اس نے بڑی  
 کھڑے کی شکل میں چلے ہوئے اس پر ضرور  
 کر شروع کر دیا۔ پاؤں سے دباؤ جانے پر تو  
 اس نے سوچ دیکھتے ہی اپنی جان بچا لینے کا  
 فیصلہ کر لیا اور یہ سر جیت کی بد قسمتی کی کر شادی  
 ہوا تو انہی اسے سر جیت کی کیا تھا وہ وہاں  
 اسے اپنے کھڑے کے ساتھ لے کر نکلتے تھے۔

اس سے کسی حد سے چلے گا پھر سوزا آئے پر جانے  
 کے لئے اس دے آگے۔ "اپنی سر جیت میں کھڑے  
 چلا اور امرت کھڑے کو گاؤں سے باہر جانے  
 کے لئے نکل لے آئی۔ اس جگہ کھڑا روک کر وہ ان  
 کے ساتھ ساتھ بھاگنے لگی۔

"کب سوار ہو کر سے واپس جانا ہوگا۔ گاؤں سے تنگ  
 ہو کر کوئی ٹھکانہ واپس کھر جانے میں مشکل ہوگی۔ بہت  
 سخت کیا ہے۔ ایک ڈنڈہ کھنچے میں سب لوگ جاگنا  
 رہا ہو جائیگا۔" اپنی بھوری جانتے ہوئے وہ  
 کھڑے سے بچے اتر کر۔ اس بار انھوں نے اس سے کوئی  
 بات نہیں کیا۔ اس کا کہنا تھا کہ کھر لین کے ساتھ آگے  
 جانے کی صورت میں وہ مشکل میں چڑھتی تھی۔ اسے کسی کے  
 لئے بچے کھر بچنے ضروری تھا۔ سچ جب سب جاگ  
 جانے کو اسے ان کے ساتھ ایک ایک پریشان پانی کا کردار  
 کھڑا تھا جس کا کھر پر آگے رات کو نہ جانے کہاں چلا گیا  
 جب کھر کی صحت پر سر جیت کی لاشوں پر ثابت ہوئی تو وہ  
 باقی آسانی سے دھو کر سب کو کھین واپس لے کر سر جیت  
 کے قریب لڑائی کی لٹ پر پڑی کرتے اور بہت پر کیا تھا۔  
 کھر جانے میں اس کی کوئی کاٹا۔ یہی کیا۔ کھر کے کھلے  
 صحت سے اور عقلی کھڑے کا غیاب یہ کھین واپس کے لئے  
 کھلی ہوا کوئی کاٹا۔ منہ سب پر انرا بہت کے راستہ کھر میں  
 کھلی ہوتے تھے اور سر جیت کو کھانے کا کہ اپنی رات پر ہر  
 کھانے جات سر جیت سے ہونے والی فائزنگ اور کھڑے کی  
 کھین یہ بھی کھین دیکھیں کہ یہ ساری کارروائی کرنے  
 کے لئے کھانے کو نہ سکتے تھے۔ اس صورت میں امرت کوہ پر  
 کھانے کے لئے کھانے کے کوہ سر جیت کے قریب سے انتظام لینے کے  
 لئے کھانے تھے اور کیا نہیں۔ یہ بالکل ایک حادثہ تھا۔ لیکن  
 یہ حادثہ تو کسی کی امرت نے نہایت کامیابی سے اپنے عالم  
 کھڑے سے بچا بچا لیا ہے۔ اب بہت کھنچ تھا کہ وہ اپنے کھرب

کھڑے میں بھی کامیابی حاصل کر سکتی۔  
 "کب بھی جاؤ، واپس دیکھ کر سے گا۔" کھڑے سے  
 اتر کر اس نے پہلے اسے وہ چار کھنچیں آویز کھیاں دیں پھر ان  
 دونوں سے کھنچ ہو کر خود انہیں ہٹا دی۔ اس کے قدم تھک اور  
 مضبوط تھے۔ وہ دونوں بکھر رہی تھیں کھڑے اس طرح حرکت  
 کو دیکھتے رہے جو اندر سے اور کھنچ سے بے نیاز ہو کر بے  
 غرضی سے واپس کے سفر پر کھنچ گئی۔ اس کی منہ کی گود کھنچتے  
 ہوئے اس بات پر کھنچ کیا جا سکتا تھا کہ قسمت نے اگر اسے  
 اپنے محبوب دل جیت کا ساتھ عطا نہیں کیا تو اسے دھڑے کے  
 مطابق وہ کھنچ زنگی کا سطر لے کر نے کی صحت دھکی ہے۔  
 ہر حال، ان کے لئے تو وہ راستے میں نکلے والی ایک ایک  
 راستہ کی طرح تھی جسے وہ زیادہ دیر سے اپنی اور اشت میں  
 کھنچتے تھے کہ پاتے چنانچہ اس کے لئے حیرت انگیز تھا۔  
 شہر یاد نے اس کے نظروں سے اوپر ہونے سے کل ہی  
 کھڑے کو دیکھا تھا لیکن اور اس کی باتوں سے اسے نکلے والی اصل  
 میں کھنچ گم ہو جانے والی امرت کو کھر کھنچ کے وہ دونوں  
 ہوا ہو گئے۔ کامیابی تک پہنچنے کے لئے ابھی انھیں بہت  
 حریفیں ملنے کرنی تھیں۔

☆☆☆

"سوار ہو حال بہت خراب ہے سچھا!"  
 "میں جانتی ہوں سارا میں ہر طرف سے ناکامی کا  
 دیکھا چ رہا ہے۔ حالات نے انکی کھنچ لی ہے کہ ایک  
 طرف دھن اور سوار سوار ہاتھ سے گل کیا ہے تو دوسری  
 طرف سونے ہاتھ سے کوئی کھنچ نہیں ہے۔ یہ نہیں نے  
 موافق اختیار کیا ہے کہ وہ کھنچ سے فرار ہونے کی کوشش میں  
 بار آگیا ہے اور اس کی لاش اور اس کے حوالے کر دی گئی ہے۔  
 لیکن نتیجہ تھانہ ہاتھ ہے کہ اس کے ہاں باپ اپنے کھر  
 سے غائب ہیں اور ہم بھی طور پر تعجب نہیں کر سکتے کہ کیا  
 واقعی سونو کی لاش ان کے حوالے کی گئی تھی یا نہیں۔ البتہ ان  
 کے غائب ہونے سے کھنچ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ یہ نہیں  
 والے نکل کر رہے ہیں۔ سونو انھیں بکھر اب بھی انکی کی  
 حریف میں سے ہو شاید یہ نہیں اس پر دھوکا لگنے کے لئے  
 اس کے دھن کی کوشش کر رہی ہے۔ دوسری طرف دھن  
 انور کی موت بھی ممکن ہے۔ اس کے جس ہاتھ نے اسے  
 آخری بار زندہ دیکھا تھا، اس کا بیان ہے کہ دھن صاحب  
 اسے بہت پریشان نظر آ رہے تھے۔ ان کے لئے کھنچ سب  
 کھنچ سے خراب تھی رہے تھے۔ ان کے لئے کھنچ سب  
 سے قریب ہاتھ نے انھیں شراب نوشی سے پرہیز کرنے کی







”میں کی چاریاں بھی کل رہی ہیں اٹھ رکھا“  
 اپنے چند بچہ بچت پر گواہی کے سہارے کر بیٹھے چوہری نے  
 ملنے کی سہ سے ہاتھ دے کر بیٹھے تھے۔  
 ”سب کام کی شکل طریقے سے ہمارے ہیں سرکار“  
 حجاز میں جو چند چلے سونے مرست کے کام تھے وہ وہ  
 چکے ہیں۔ مٹائی مٹرائی بھی خوب ہو رہی ہے اور مٹات کا  
 سارا سامان بھی اکٹھا ہے۔ اس بار میں نے فخر سے مخصوص  
 لائیکس بھی منگوائی ہیں۔ ان لائیکس کو سرکاری ہال میں لگایا  
 جائے گا۔ آپ دیکھیں گا کہ ان لائیکس کو لگانے سے ہال کا  
 ماحول کتنا پڑاؤ اور نورانی سا لگنے لگا۔ باقی مقررہ دیگر  
 خوشی بات عرض سے ایک دن پہلے ہی سارے حجاز پر چھری  
 چائی گی تاکہ عرس والے دن ان کا ڈھرائی رہے۔ میں نے  
 اس بار ایک خصوصی انتظام بھی کیا ہے کہ جس جانی سے یہ  
 صاحب کی فخر مبارک کو حاصل دیا جائے گا، اس میں بھی کچھ  
 خوشی لگائی جاتی ہے تاکہ جب بعد میں شہادت مندرج  
 میں اس جانی کو تبرک کے طور پر دیا جائے تو ان پر دھاک  
 دے سکے۔ پھر یہ چوہری جانے والی چادر کے سلیٹے میں تو پہلے  
 ہی اٹھ آؤ گے کہ چوہری سے سلاطے لے ہو گیا تھا۔  
 چوہری کی چادر اس کی طرف سے آئے گی۔“ مٹائی نے  
 فوراً اسے منجلی پر چڑھ دی جس میں چوہری کے لیے سب  
 سے اعلیٰ شان پیش افراہ چوہری کے چادر کے حوالے سے  
 ملی تھی۔ تو یہ ہر سال چوہری جانے والی یہ چادر بہت خاص  
 رہی تھی۔ اس نے بے پرواہی کے ساتھ کتنا ہی پڑاؤ منجلی کا  
 چوہری اور اس پڑے پر سونے کے تاروں سے مختلف آیات  
 اور کلمات لکھے جاتے تھے۔ جب سے عرس کا سلسلہ شروع ہوا  
 تھا یہ آیات بھی آتی تھیں کہ چوہری کے یہ چادر مختلف  
 گاؤں و دیہاتوں سے بطور تحفہ لائی جاتی تھی۔ بعض جگہ سے  
 اسے دینی عقیدہ دیا جاتا تھا اور بعض کو چوہری کے  
 اثر و رسوخ سے بچھو ہو کر دیا جاتا تھا۔ بھیس پر چوہری بھی  
 چوہری کے چوہری یا سرداری طرف سے ملنے میں آتی تھی  
 لیکس ایک کچے بھی تھا کہ عوام کو بھی چوہری یا سردار سے  
 اپنے لائی فریق پر چار لیکس کر دیا تھا بلکہ اس کے لیے اپنی  
 رعایا پر جو مال کرنا سے ذرا ہرقے کے چندے کرتا تھا۔  
 چوہری انکار اس عقیدے سے آگاہ تھا لیکس اس کے لیے اس  
 بات کی کوئی اہمیت نہیں تھی۔ اسے اس چوہری سے کی چادر  
 سے خوش تھی۔ چاہے کوئی سردار سے اپنے ذاتی فریق پر ہوتا  
 یا اس کے لیے اپنے حجاز میں لوگوں کا ٹھکانا چھوڑتا۔ ہر سال

موصول ہونے والی اس چادر کی وجہ سے ایک طرف میں  
 شان بڑھ جاتی تو دوسری طرف ہمارے مالی مقصد میں بھی  
 عرس پر مقصد مندوں کی طرف سے خزانے کے خزانے  
 جانے والی رقم اور سونے چاندی کے زیورات کا ذخیرہ  
 ایک تھا۔ عرس پر ہونے والے ہوادری افراتفرہ کا حال کوئی  
 ان چوہریوں سے اسے ایک شاگ مانی لاکھ ہوتا تھا۔ اس  
 موقع پر مختلف علاقوں سے جانے گئے اپنی طرف سے  
 اور یہ شہیت ہماقوں کی موجودگی ایک اور مٹائی۔ وہ وقت  
 لوگ جہاں چوہری کی شان دیکھ کر اس سے متاثر ہوتے  
 تھے وہ جہاں چوہری کو ہال مٹوں میں اپنا اثر و رسوخ بڑھاتے  
 تھے حدیثی تھی۔ مٹائی عرس پر طرح سے اس کے لیے ایک نام  
 مٹائی ہوتا تھا اس لیے وہ اپنی تمام تر لیکس اور خوشی  
 کے ہاں چوہری پر خصوصی توجہ دیتا تھا اور سب کے لیے  
 خاص مٹائی کی آتی تھی جسے وہ انوکھا طرح کی بنا کر  
 کرتی جاتی تھیں لیکس اس نے اس کی طرف کی۔  
 ”شک ہے۔ تو جو سب کچھ کرنا۔ میں نے  
 سب سلاطین کا شک کیا ہے۔ یہ لیکس کی روٹی تو جانے لے  
 کہ میں حال بھی جی رہی تھی۔“ مٹائی نے انکار کیا  
 کہ اسے خاصا اعلیٰ شان محسوس کرنے کے ہاں وہ اس کو دھماکا  
 نہیں بھرا تھا۔  
 ”کوئی کوئی ہوئی تو میں سزا جانے میں آف بھی نہیں  
 کہہ سکتی تھی آپ اعلیٰ شان دیکھیں کہ میں کچھ ملتی کر نہیں  
 چھوڑوں گا۔“ مٹائی نے فوراً دھم بھڑکا کر مٹائی کی  
 انکار کیا۔ اس کا چوہری سے عرس کا ساتھ تھا۔ اسے  
 اس کے حجاز کو خوب لکھتا تھا اور جانتا تھا کہ اسے  
 ہر کسی طرف بڑھ لے گا۔  
 ”مٹائی شک ہے آپ تو یہ توکر کرنا۔ میں نے  
 چھپ چھپ کر دے۔“ مٹائی سے فارغ ہو کر مٹائی نے اپنی  
 طرف جانے کا ارادہ کیا۔ بہت دن ہوئے اور وہ ہر جا  
 کام کا جائزہ نہیں لیا۔ اس نے ایک نیا صبر جانی لیا  
 وہ بارہ لکھ لگے لگے۔ دنیا کی مٹائی قیمت شرابی  
 پانچ روپیہ استعمال کرنے کے ہاں وہ اس سے  
 اہمیت بھی نہیں ہوتی تھی اور وہ جب بھی مٹائی سے  
 قاضی لہا رہے تھے کہ چھ مٹائی ضرور دیتا تھا۔  
 ”جو عمر بھر میں بھی چھپ اور نہ سے۔“  
 ہوں یہ انکا وہاں وہاں کر آج آپ کے عرس سے میں نے  
 اسے محمد آفریدی کو اس کے کھانے کی دعوت دی  
 ہے۔“ مٹائی وہی کاغذ دیکھ کر تے ہوئے مٹائی نے ہر

مکروہات  
 قاضی نے جنگ میں داخل ہونے کے بعد اسے چوہری سے  
 سوال کرنے کی ضرورت پڑی اور وہی وہ خود دوسرا مٹائی  
 اور سہ ماہی کے اس مٹے کی طرف چھپ چھپا چلا گیا  
 جس طرف اعلیٰ شان کے تھے۔  
 یہ کچھ جنگ کے اپنے مٹے میں جاتے تھے جہاں  
 جنگ بہت تھکا ہوا تھا۔ ایک ہو جاتا تھا اور عام لوگ اس طرف کا  
 رخ کرنے سے گریز کرتے تھے۔ کسی کو نہیں معلوم تھا کہ کچھ  
 درختوں اور چوہری کے چھ سے گزرنے کے بعد انہیں بھی  
 اعلیٰ شان دیا دیکھنے کو ملے گی۔ اعلیٰ شان کے یہ کچھ اپنی ہوادری  
 سے تیار کئے گئے تھے کہ فضائی ہاتھ لے کر بھی نظر میں نہیں  
 آتے تھے۔ یہاں کام کرنے والے لوگ بھی مخصوص تھے  
 اور ان میں سے کسی کو بھی ایک جگہ بھی نہیں دلی تھی۔ خود  
 اپنی مرضی سے کسی کے نہیں جانے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا  
 تھا کہ کوئی کرانی کا اہتمام تھا اور چھپ کر وہاں سے نکلنے کی  
 خواہش رکھتے والے دوسری دیا تو پاس کا تھا اپنے مٹائی۔  
 ”اپنی چھپ وہاں روک لو کہ نہ تہا کر دیا جائے  
 گا۔“ انھوں نے اپنے بڑی احتیاط سے مٹائی چھپ اپنی منزل  
 کی طرف بڑھ رہی تھی کہ کسی نے بلند آواز میں انھیں حویہ  
 کی۔ اس آواز کو سن کر وہ سب چھپ گئے اور راز راز ہونے

2013 کا پیدائش

آخری صفحات پر احمد اقبال کی ایک پر تقریر  
 نواساں سے نیرواز مایہ کو کر کے پڑھی تو تمام ناساں نے مٹی ہو کر رہ گئیں

امیر غلام  
 پیشی صفحات پر ہم ضیاء صفحہ دیا گا رکھات جب تحت چھپتی رہا مٹائی میں کہ  
 نا۔ چوٹی مٹائی میں نہیں نہیں وہ ہے ڈاکٹر ساجد امجد کے قلم کا

نشانہ  
 چاہوں کی چھاؤں سے نکل کر غرقوں کی کڑی دھوپ میں چلے  
 دو دلوں کا قلم۔ طاہر جاوید مٹل کا دھرب شایکار

نور احمد یس کے قلم سے کشکول کے شیشی ٹیڑھتات اور ناصر ملک کے دلوں میں اچھلکا کے سلیط  
 مسافر کے تھیں لوگ، مرزا امجد بیگ کے تھیں دلوں، مٹل شعر و سخن اور آپ کے خط



نہر اداوی طور پر پرکھ کر پاؤں دکھایا۔ چپ کے کدے کی چوہری کے دونوں سگاتھ غور انگلی کر چپ سے اتارے اور اپنی رانگڑ کو سہاگل کر پاسدور کر دکھا کر وہ اپنے کدے سے اٹھنے والے کے غر میں آئے یہ اسے کوئی سے اڑا دی گئے۔ لیکن وہاں کوئی ہوتا تو دکائی دیتا۔ وہ جس دھڑا دھڑا کر رہا تھا۔

”تم لوگ اور چوہری چپ ہمارے کدے پر ہے۔ اگر تم نے غری کی شکل میں کی تو تھانگی کی اوڑھائی ہمارے اپنے اوپر ہوگی۔“ وہی چوہری سب سے سناٹی دیتی آواز ایک بار بھر گئی۔ چوہری اور اس کے کدے غور میں تھے کہ یہ کیا دھما ہے۔ جنگل کے اس حصے میں وہ ہمیشہ آواز نہ آتے جاتے رہے تھے۔ یہاں وہ غٹوں میں چھپے ہوئے پھر سے وار ضرور سوچو وہ تھے لیکن وہ سب چوہری کے اپنے آدلی تھے اور اس کی چپ اور آدلیوں کو غولی پکارتے تھے۔ پھر یہ کون ہیں اور کیا تھا جان کی مار میں رکاوٹ ڈال رہا تھا؟ چرائی اور لیسے میں چلا چوہری کو پکارتا کہ یاد آج کر لٹا اٹھے اس سے جنگل کے اس حصے میں غری کی شکل دینی کے انتظامات کا ذکر کرتے ہوئے بتایا تھا کہ وہاں کوئی جہیز کھینک استعمال کی گئی ہے اور جہیز میں اس سسٹمی گرائی کرتے والا بندہ تھا جو سر پر پتھر پر ان لوگوں کو دیکھ کر انکسالات چوہری گروہ تھا۔ اس شخص کے لیے چوہری اس کی چپ اور آدلی سب اچھی رہے ہوں گے اس لیے اس نے انھیں روکنے کی جرات کی تھی۔

”اس کو تھانگہ تم چوہری افکار عالم شاد کے کدے سے ہو اور چوہری صاحب خود چپ میں موجود ہیں۔“ یہاں ذہن میں آتے ہی چوہری نے زور دیا کہ کیا تو وہ لوگ کر چپ سے اتار اور چلاؤ اور چپ چوہری کے الفاظ پر اسے نہیں دے سکتا۔ جو تھانگہ چلائے گئے ہیں اس کے مطابق چوہری صاحب کو بھی یہاں آئے سے پہلے لوہے پر سے اجازت ملنی ہوگی۔ اگر اوپر والے جنگل چھ چوہری صاحب کے آنے کی اطلاع دیں گے تو میں انھیں آنے کی اجازت اس گارڈ آفیس میں لوناؤں دے گا۔“ اس نے سپاٹ لچے میں ڈرائیو کی بات کا جواب دیا تو چوہری کے تکی جان میں آگ لگ گئی اور وہ چلاؤ آواز میں اپنے آدلیوں سے ہوا۔

”تم یہاں چپ میں آ کر غور آگے چلو۔ میں دیکھوں کہ کون مانی کا کل جبر ادا رہا ہے۔“ اس کا حکم ملنے ہی ڈرائیو سمیت اس کے دونوں کدے سے سمجھ کر چپ

میں سارے ہو گئے۔ چپ کا انھیں ایک غرامت سے راتو راتوں میں لیکن اس سے گہری کہ چپ آگے پہنچا۔ انھیں کدوں کی غریبہ سے گونج آئی۔ چپ کو گولی چپ کی پاؤں پر بھی آکر گھسیں۔ چوہری کے کدوں سے غور آگے رہا لیکن چپ کی کٹھن میں وہ ہار کر گئے تو اس پر ہار کر نہ بولے والا غرا آقا تھا اور نہ ہی ہار کر نہ والا۔ یہاں تک کہ جالی کا ٹکڑی ہی کر گئے۔

”غٹوں میں اپنی گولیاں شائع نہ کرو۔ تم یہاں میں ہار کرنے سے سوا کچھ نہیں کر سکتے جگہ میں سے ہر ایک چیز سے بچنا ہے۔ میں یہاں ہوں تو اپنی انگلی کی غولی کی چوہری سے چپ میں موجود ہر شخص کی تحریکی اڑا سکتا ہوں لیکن میں ایسا نہیں کروں گا۔ چوہری صاحب ہر سب میں نہیں بلکہ ہمارے رہائی ہیں اور میں بھت ہوں کہ چپ کی کی حیثیت سے وہ تنظیم کے اصول و قواعد کی پابندی کریں گے۔ ان کی طرح میں بھی تنظیم کا ایک کارکن ہوں اور جو اسے وار میں لگے سوئی گئی ہیں ان پر عمل کرنے کا پابند۔ ابھی آپ لوگ اجازت کے بغیر آئے ہیں اس لیے میں آپ کو غول آدلی نہیں کر سکتا۔ اگلی بار اجازت سے آکر آؤ گے گا آپ کا یہاں بھیے استعمال ہوتا ہے۔ میں خود آپ سے اپنے آگے کے دو چٹے کے لیے سناٹی پاؤں گا۔ ایسے ہے کہ میری چوہری آپ کی جگہ میں آگئی ہوگی اور اب آپ لوہے کی لکڑی کی جرات کے یہاں سے واپس چلے جائیں گے۔“

فانگہ کی آواز پر وہ بولی تو فضا میں ایک بار اس ڈوہڑے میں کی آواز گونج آئی۔ ابتدا میں اس کا کچھ نہ تھا لیکن پھر تدریج اس کے انداز میں ذہنی آتی جلی کی سہ چوہری جو تھانگہ سے کھول رہا تھا اس کی پائوں کو کچھ نہ کہ کوئی صورت اسے اپنی سے وہ میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دے گا اور اگر اس نے زور دیتی غول کی تیجے میں جاتی ہو۔ رسائی کے سوا کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اندر ہی اندر وہ بات غولوں کرتے ہوئے اس نے ڈرائیو کو چپ واپس لوناؤ چپ کا حکم دیا۔ یہاں آئے سے جنگل اس کا سوا تھا کہ وہاں میں بیک وقت غول میں بھی گوارے کا لیکن موجود رہے۔ وہاں نے اس کے نوا کا چپ ذہنی فریق کر دیا تھا اس لیے وہ کدے کے جنگل سے نکل گئے۔

وہاں کی سطر میں وہ بولے ہوئے اجازت پر غور ہوا۔ یہ لوگ تھا کہ ان کو کون کے ساتھ غولیت لکھتے رہے۔ کے بعد اسے بے غول مانی کا کدہ واصل ہوا۔ وہاں تک کہ وہ اپنی حقیقت کی کثرت سے ہی وہ لوگ اس کے کدے سے

کے کام لے رہے تھے۔ وہ چوہری چاہتے تھے کسی سے چوہری تھے اور اس جگہ کھنڈی کو اس کے لیے کدے کا احساس دلاتے رہتے تھے۔ اسے ابھی طرح فاسکس کے ساتھ جو لوگ کر گیا ہے۔ وہ اس کھنڈی کا کچھ نہیں جانتے لٹا اسے فاسکس پر کی گئی۔ لٹا اٹھے اسے کچھ ہار تھا کہ اس کی غولیت ہے کہ جنگل میں موجود کدے کے لیے کھنڈی پر اس کے آدلیوں کے کام کرنے کی بات ہے وہاں کل الغیبات حاصل تھا اور وہ جب کچھ کو گولی کی سناٹی روک سکتا ہے۔ آج اسے اس کی چوہری کا کل تجربہ بھی کر دیا گیا تھا۔ وہ ابھی غولیت کچھ فاسکس کے سارے انتظامات اس حصے میں کیے گئے ہیں۔ وہاں آواز سے دور ہو کر بارگہ اور پھر وہی میں موجود کرنا کچھ اقل اسے بھی اندازہ تھا کہ سب کچھ ہلا کی اپنا یہ کچھ ہوا کہ کچھ باقی میں اس کی اگلا سے براہ راست بھی کدے کو چڑھیں ہو سکتی ہیں۔ افکار کا کچھ اختیار ہمدے وار کدے میں نے یہ جواب لیا ہوا کہ چوہری غولیت پر اڑا آقا تو کدے کے سب سے چپ جنگل میں کھڑی کرے گا کہ ان کدے سے اسے قیاد کر دیا لیکن کدے کھنڈی تک ان کی لٹا ہونے دے۔ چنانچہ اس نے ایسے انتظامات کر دیے کہ کھنڈی میں کام دے گا۔ چپ سے دوسری بے جنگ چوہری کے کدے سے کرتے رہے۔ لیکن کھنڈی اس کے اپنے کدے کے آدلیوں کا۔ وہ اب یہ لٹا کھڑی سے کچھ تنظیم کرنا چاہتا تھا چپ میں اس کے لیے کچھ مشکل نہیں رہا ہوا کہ کدے کے لیے آلات اور کچھ فراڈ جہیز غولوں کے اور اگر کدے کے جنگل میں غول کر دے۔ اس کام کے لیے نہ تو وہ فراڈی قوت کی بھی ضرورت نہیں تھی۔ بس او آدلی کافی جتنے جو وقت کی تنظیم کر کے پاری پاری لایا دے سکتے تھے۔ لیکن آدلیوں کو کچھ خاص نکتہ بھی نہیں کرنی پڑتی ہو کہ میں مانیٹر پر کھنڈی کے جنگل کے مختلف جہز دیکھتے رہے۔ ان کے جہز آج انھیں دیکھ گیا تھا اور پھر خاص فاسکس کی حد میں داخل ہونے سے جنگل میں دیکھ جانے کی ضرورت نہیں رہتی تھی۔ لیکن یہ جس کدے سے گولیاں برساتی تھیں وہ چپ میں کچھ خاص سب مقام پر پھیلے ہوئے تھے۔ مانیٹر پر دیکھ کر کچھ ایک آدلیوں کا بارگہ میں غولیت کے غولیت چلنے سے قیاد ہوگا۔ کچھ مانیٹر میں اس نے چوہری اور کدے کے کدوں کو کر کے دکھا دیا تھا۔ چوہری بھی کے کدے میں اس کے ساتھ غولیت پکچ اور چپ کی غولیت کے کدے کو طلب کر لیا۔

کدے حجاب

”جے معلوم ہے غولیت کے جنگل میں ہمارے پھر سے وار کدوں کے علاوہ کوئی اور بھی کدوں کی سسٹم کام کر رہا ہے؟“ اس کا کچھ غصہ ناک تھا اور انھیں سرخ ہو رہی تھی۔

”معلوم ہے سرکار! آپ کے حکم سے میں نے تو سسٹم لگانے والوں کی چوہری دیکھ دی تھی۔“ غولیت اس کے غصے کی وجہ نہیں کچھ پارہا تھا تاہم بے حد احتیاط اور احترام سے اس کی بات کا جواب دیا۔

”کیا کدوں کر رہا ہے؟ میں نے کب کچھ ایسا کوئی حکم دیا تھا؟“ چوہری دباؤ۔

”میرے پاس جوت ہے سرکار! جو لوگ کام کے لیے آئے تھے انہوں نے مجھے آپ کا کھٹا خط دکھا۔“ غولیت نے ہاتھ جڑتے ہوئے مانیٹر سے جواب دیا۔

”میں نے جے ای کو بھی خط نہیں لکھا۔ چاہیے وہ خط لاکر دکھا۔“ کب چوہری غور بھی لکھی کیا قاضی کے پہلے سے وار کدوں میں اس کا کدہ کدہ۔ غولیت حکم کے لیے کدہ لوناؤ اور چہ خنوں میں ہی چوہری ہوئی سانسوں کے ساتھ وہ خط اسے لکھا۔ چوہری نے قیاد کھول کر اندر موجود خط کا کدہ لوناؤ اور پھر کے غولیت کی قیاد دیتی رہا۔ کدے کا کدہ پر غور میں اس کے دستا بھی موجود تھے۔ چپ رائٹک اور دھلا کی آدلی کا کل کی کئی کئی کدے پر کے لیے اسے بھی کچھ گوارا کرنا چوہری نے غولیت کو یہ خط لکھا ہے۔ جرات اور بے چینی کے عالم میں وہ اس خط کو پڑھنے لگا۔ اس خط میں وہ غولیت کو یہ انتظامات دیے گئے تھے کہ وہ آنے والی بجے سے جبر قیادوں کرے اور انھیں کی غولیت کا سوسٹ نہ دے۔ آخر میں اسے یہ بھی سمجھ دی گئی تھی کہ اس سارے معاملے کو کون پر دیکھیں نہ کرے کہ کدوں کا کل نہیں ہونے کا اندازہ بتا ہے۔ اس خط کو پڑھنے کے بعد اسے اندازہ ہوا کہ کیا کچھ غولیت ہے چارہ وہ کچھ سمجھتا تھا اور اس نے جو کچھ کیا تھا وہ اس کا حکم کچھ کر لیا تھا۔

”فیک ہے، یہ سارا تو مجھے کچھ آگیا ہے یہ ہا کدے غولیت افکار کچھ ہے چوہری؟“ سسٹم لگانے کے لیے اٹھنے چاہے بندے اور آلات یہاں تک لائے گئے ہوں گے تو کیا کسی نے اس سے کچھ نہیں پوچھا؟

”پوچھتے کیے سرکار! سارا مال اور بندے اس کھنڈی میں آئے تھے پھر میں نے لکھا اور کیا تھا۔ آپ جانتے ہی ہیں کہ میں آئے والے لوگوں اور کھنڈی کی اس طرح پکچ



نہیں ہوتی تھیں یہاں سے جاتے وقت کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ایک دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ اسے بھی ضرور کے عادت کے طور پر ہونے کے بعد ہی انوں تک طبع کا کوئی پریشان حال ہی نہیں تھا۔ خبر یاری تھی کہ وہ اس کا علاج اور پھر دوائے چکر رہے تھے۔ وہ بھی قاتر سب کو چھوڑ لی ہوئی تھی اس لیے بھی کام بہت آرام سے ہو گیا۔ "شٹی نے اسے جواب دیا اور پھر کچھ بچکے ہوئے بے چارے۔" کیا کوئی گڑبگ ہوئی ہے سرکار؟ آپ کے انداز سے تو مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ جیسے آپ اس سارے معاملے سے لاعلم ہوں۔"

"تم چیک کیجئے شٹی" شٹی کے سامنے اس نے اعتراف کیا۔ "یہ سارا کام بہت اوپر سے کیا گیا ہے۔ میں نے جن لوگوں کے ساتھ یہ غائبی شروع کیا ہے، وہ وہاں کے خطرناک اور چالاک ہیں۔ انہوں نے کب میری تحریر کا نمونہ حاصل کیا اور جیسے میرے دستخط ہیں تک پہنچے۔ میں اس بار سے میں کچھ نہیں جانتا۔ تم ان کی ہوشیاری کا اندازہ اس بات سے لگاؤ کہ انہوں نے وقت سے بہت پہلے ہی اپنا سارا کام مکمل کر رکھا تھا اور جیسے ہی انہیں لگا کہ یہ کام کر گزرنے کے لیے مناسب وقت آگیا ہے وہ اپنا کام مکمل کر گئے۔ شہر دار کے اپنی کڑی پر موجد ہونے کی صورت میں وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے مجھے بھی شریک باز بنا کر انہیں کیا کر نہیں ملاتے کے حکم اس کی حیثیت سے میں ان کی راہ میں رکاوٹیں کھڑی کرنا شروع کر دوں۔ بہت بڑا دھوکا دیا ہے ان لوگوں نے مجھے۔۔۔ لیکن تم دیکھنا ایک دن میں انہیں اس کا جواب سے کر رہوں گا۔" یاد نہیں کہ اعتقاد کر رہا تھا لیکن چہرے پر ایسی سیجی تھی جہ پہنچنے بھی شٹی نے نہیں دیکھی تھی۔ اس کی کیفیت دیکھتے ہوئے وہ یہ پہنچنے کی جرات بھی نہیں کر سکا تھا کہ آخر یہ کیا پیش آیا تھا۔

"آپ زیادہ ہمت نہ کریں سرکار! آپ کا ساتھ دینے کے لیے ہم موجود ہیں۔" وقت بڑھنے پر آپ دار اشارہ کر کے دیکھو گا، آپ کے پاس ۵۰ روپے کے ہر قسم کی تھیلیاں کریں گے۔" ہر کچھ پیش آیا اس کی سن گئی وہ ان آدمیوں سے بھی لے سکتا تھا جو چوہدری کے ساتھ جھگڑ گئے تھے۔ فی الحال اسے سمجھا اور سنبھالا اور ضروری تھا۔

"مجھے میری بلڈ پر پٹری دوا دو۔ میں دوا کھا کر کچھ دیر آرام کروں گا۔" چوہدری نے جج سے اس منہ پر ہر کچھ کرنے کے بجائے دیکھی آواز میں بھی کوشم دیا جس کی اس نے فوراً تھیلی کی اور دوا کے ساتھ پانی کا پھر دوا لوگوں اس کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے دوا پانی کروانے والے انداز

میں بولا۔ "یہ بہت اچھا ہو گا کہ ابھی آپ آرام کریں۔ دوا کے کھانے پر میں نے آپ کی طرف سے اسے ایسی کچھ آدھی کو دوا کر رکھا ہے۔ آپ آرام کر کے شاید تک اس کے آنے سے پہلے تازہ دم ہو جائیں گے۔" چوہدری نے اس کی بات سن لی اور خاموشی سے کوئی مدد نہیں کر پائی کی مدد سے نکل لی۔ شٹی کا حضور صاحب تھا۔ اسے ایسی سے شکاک ابھی تک اس لیے اس کا کافی طور پر ملت ہو ضروری تھا۔

دوا کھا کر وہ جیسا تو پھر شام کی ہی خبر دیا۔ شٹی اپنے رکھا اس دور میں اس کے ساتھ جھگڑا ہونے والے غازی میں سے معلومات حاصل کر چکا تھا چنانچہ چوہدری احتیاط کی کہ اس کی نیند میں درا بھی گلی پیدا نہ ہو۔ اس کے جڑ سے ہونے حراج کے قریبی نظروں میں ان ایک بائنگ پر کھڑا اور عین کے انتظامات کے ساتھ ساتھ دات ہونے والی غیر آدھی کی دولت کے انجام پر بھی بڑا غور و فکر بھی کر نہیں کوئی کی پہلے ہی سے بزم چوہدری کو کچھ بڑا غور و فکر نہ کرے۔ یہاں تک کہ اس نے اتنی احتیاط کی کہ جب سمجھ رہی تھی تو اس پر بہت زیادہ اہمیت جتا ہے ہونے چکے سے اس کے کان میں بھی یہ بات چلو تک دی کہ آئی چوہدری صاحب کا حراج کی وجہ سے معمول پر نہیں ہے اس لیے ان سے شکوہ کرتے وقت دوا احتیاط برتی جائے۔

پھر اس مشورے کو سن کر اصرار ہی اندر حملہ بادر ضرور لیکن تاخیرات سے ظاہر نہ ہونے دیا کہ اسے یہ مشورہ ناگوار کر رہا ہے۔ اصل میں تو اس کے لیے چوہدری سے شکوک ہی ایک ناخوشگوار عمل تھا لیکن وہ چونکہ شروع سے اس شکوک کی پر عمل ہی تھا کہ بے شک چلے گا اپنی راہ پر لیکن چوہدری اور اس جیسے دوسرے لوگوں سے بھی جتن لے گا۔ جنگ میں اپنے کو نرا اصرار اور اس کے ساتھیوں کی مملکت موت کے بعد اس کے لیے اگرچہ اس بات پر عمل کرنا بہت مشکل ہو گیا تھا لیکن پھر بھی اس نے بھر پور تائی کے حصول کے لیے میرا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا تھا۔ اسے اس پہلو میں نیند نہ داتے دلوں کا بھی یہی مشورہ تھا کہ کوئی واضح بات ماننے آنے سے پہلے نہ بات میں اگر کوئی قدم اٹھانے سے گریز کرے۔ اصرار اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ نہ ہونے والے لار پست اپار محنت کے ملازم طاقتور نے اپنے آدھی لغات میں جج چند الفاظ بولا کیے تھے۔ ان میں چوہدری اور لیون کے الفاظ بہت واضح تھے جس سے وہ دونوں اس کے ساتھ دوسروں نے پرتیجو ضرور اصرار کر لیا تھا کہ اصرار اس کی کیم کی طاقت میں چوہدری کی کسی سازش کا قتل میں ہے







صحت میں اپنی ڈاکٹر رہی۔ بعد میں جانے لیا ہوا کہ اسے سی کے ساتھ ساتھ وہ دونوں بھی یہاں سے قاتل ہو گئیں۔ ان کے قاتل ہونے کے بعد مجھے پتا چلا کہ وہ سیالکوٹی میں تھے۔ میرے چچا کی عمر تو ۱۰۰ سال ہو چکی تھی۔ ان کی طبیعت اتنی ہی تھی کہ مسلمان بچوں کو نہ جانے کون کون سی قہرمانیات دے رہی تھی اور پتی ڈاکٹر کی کے روپ میں عمر تو ان کو اتنے ہیڈ میسٹروں سے دے کر انہیں بچہ پیدا کرنے سے روک رہی تھی۔

"میں اس گاؤں کا چاکر ہوں اور وہاں بیٹھا  
 بھی۔ یہاں تک کہ جتنے لوگ میرے پاس قیام فرما دے کر  
 آتے ہیں۔ گاؤں کے مردوں نے یہ معاملات میرے  
 سامنے رکھ کر تو میں نے ان کے نہ بات کا احساس کرتے  
 ہوئے اس بات کا اعلان کر دیا کہ اب انکو دور کرنا صحت  
 میں بغیر پیمانہ چمک کے ایسا ممکن نہ دکھائی جائے گا۔ اگر ایسا  
 ہوا تو ہماری طرف سے شدید حراست ہوگی۔ آپ اب قی  
 با تمہیں کہ اس میں غلط کیا ہے؟ کوئی کام اپنے جس کو تعلیم کے  
 نتیجے میں لاف بہ ہوتے اور اپنی عورتوں کو سسلاؤں کی تسلیل  
 کئی میں قصداً رہتے دیکھتے رہیں۔ اس گاؤں کا کوئی بھی فرد  
 اس قیمت پر تعلیم اور صحت نہیں چاہتا ہے، اور میں صرف اپنی  
 ترقی ہی کرنا ہوں۔" دوبارے یہ آیا تو بصوت کے انداز پر  
 اہدار گاتے ہوئے اپنے حق میں کہاں بنا چلا گیا جس سے  
 غیر حاضر کو قہر کیا ہوتا لیکن مصلحت کے تحت نرمی سے بولا۔

”آپ کا موقف بالکل ٹھیک ہے چودھری صاحب اور میں آپ سے وعدہ کرنا ہوں کہ آپ کے ملنے کے لیے ہنگامہ استاف اور لائی ڈاکٹر کا تعین کر رہے ہیں چودھری صاحب! یہ تو اس کا بکساں چاہیے خود ہی ان لوگوں سے مل کر اپنی تفریح کر سکتے ہیں۔ میں میری ان کڑی اصرار ہے کہ یہ دونوں کام ہو جائے چاہیں کیونکہ یہ نئی صورت میں میرے کیرئیر پر بہت بُرا اثر ہے گا۔“ اس نے جان بوجھ کر اپنے بچے میں غرور کا عنصر بھی پیدا کر دیا جس نے چودھری کو خوش کر دیا۔

”فہم! جیسے ہی صاحب! اہم نے آپ کی پتہ فرما لیں چاہی کہ۔ آپ ہم آپ کا کہیہ خور خراب نہیں کر سکتے  
 ۱۰: پادریہ کیے کا کہیہ طرہن آپ کا کہیہ ضرورت کے  
 وقت ہمارے کام آئے کا ہمد۔ ہے۔“ فوری طور پر حضور  
 ۱۱: ہوتے اس نے اہلی رضا ہندی سے دی۔

”اے علی! تم جو دھری صاحب! مجھے آپ کی خدمت  
 کم کے دلی خوشی ہوگی۔“ منیر نے خوشی دلی سے جواب دیا۔

پھر ان کے درمیان دوسرے عمومی معاملات پر بحث ہوئی۔  
 لی۔ اس دور میں کھانے کی اطلاع دے دی گئی۔ یہ  
 امر کلمات سے بھی ادا ہو گیا۔ یہ کہ وہ اس وقت  
 رہتے تھے، یہ کہ وہ اس وقت رہتے تھے، یہ کہ وہ اس وقت  
 رہتے تھے، یہ کہ وہ اس وقت رہتے تھے، یہ کہ وہ اس وقت

[illegible]

”مشاہدہ نماں۔“ کھیرنے اس کی یادداشت کی مثال  
تے لے خود نام لکھا۔

”ہاں ہاں، بالکل بھی مشاہدہ غلط۔ کیا وہ اب بھی سوچ رہے؟“ عیدوہی پتھر میں اداکاری کر رہا تھا۔

”جی ہاں، ظاہر ہے۔ چاہئے اسے کسی کے لئے  
سے وہ اپنی کوشش جاب چھوڑ کر تو جوں جاسا کر تو۔ کام  
کرو رہا ہے وہ مجھے میں۔ البتہ آج کل چھٹیوں پر اپنے  
گاؤں گئے ہوا ہے۔ اس کی والدہ کی لڑکھ ہوئی تھی اس  
بچیلے میں۔ آپ فرمائی آپ کو کسی کی یاد کیجئے آگئی؟“  
ظاہر گمانے میں نہیں ہے ملازمی سے چودھری کے سوال کا  
جواب دیتے ہوئے عمر کے انھیں سے اس کے تفریق کا  
جانور لے رہا تھا۔

”اے بادشاہی چکر کشم کا آدمی تھا۔ شہر بادشاہ کے  
اسے ضرورت سے زیادہ دوسرے حکام کا تھا اس لیے وہ خود  
اسے ہی کے اذواج کے بجائے اسی کے بچے کا تھا۔ جب  
آدم بادشاہ نے مجھے ملازمتی سے بھی والے کی کوٹھلی کی  
تھی۔ بہر حال امیر اس سے بچھڑا دیا کیس ہے۔ یہ آپ  
کو مشورہ دینا چاہتا تھا کہ اپنے بچہ کو آدمی کو نہ دے۔  
چاہا کہ۔ میں نے کیا تھا کہ آپ نے بھی اسے دیا۔  
ازراجمہر ہر روز دیکھا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ صاحب نہیں  
کا۔ بھلا تو یہ ہے کہ آپ اپنے لیے کوئی دوسرا راجہ نہیں  
کے اسے مجھے میں کہیں اور نہ لکھا اور وہ نہ لکھی کہ ان آدمی  
کے لیے مساکین پیدا کرتا ہے۔ آپ تو مجھ سے کہیں کہ  
چھوٹے آدمی کو ایک بار اختیار کا ٹکڑا ہو جائے تو وہ  
خوٹا اسے بالکل آگے شہر بادشاہ کے دور میں وہ صاحب  
بنا دیا ہو گا تھا۔ اب بھی اس کا یہ رویہ ہر روز دیکھتا ہے۔  
وہ صاحب اتنا خوش سمجھ کہ وہ ہر طرح کی خدمت  
ہو کر کے کا ٹکڑا پھر اسے دے رہا تھا۔ مجھ سے بھی اس سے  
مختلف صاحب نے کچھ اور ہاں میں دیکھا ہے۔

انگل دست لڑا رہے ہیں۔ میں نے بھی  
کچھ محسوس کیا تھا کہ وہ کبھی سناٹے میں پھری  
کرے گا۔ اب آپ نے توجہ دلائی ہے تو اس کی  
تلاش نہ ہوں گا اور جہاں تک میں اس کی مدد  
کرتے دیکھا، گواہی ضرور کروں گا۔ ” محمد نے  
سے پہلے یہ عرض کر دیا تھا کہ وہ مظاہرین کو  
بے خبر نہ کرے گا لیکن اس نے جس قسم کے جذبات کا  
اظہار کیا اس کی مثال تھی۔ چہ چہ میں نے فی الحال اس  
کا فی حساب کیا اور پھر سے اس وقت تک کہ  
میں نے اسے لیے حذر گرم جوشی سے اس کی خاطر  
کر لیا تھا۔

\*\*\*

پہلی بہت اداں تھا۔ کچھ دنوں اس نے بہت  
 کی گئی۔ اس کے گرفتار پاکہ نہیں کی کارنامے  
 یہ کہ وہ اس نے پیغام دیا تھا کہ خاجہ سرداروں  
 کے ساتھ جی دہلی کے حاکم غلام کوادیش ملی کی کوئی  
 چیز کے پتھر را کے کی انجمنوں کو پناہ کی کامیابی سے  
 کیا تھا۔ اس کے اس کارنامے کی وجہ سے ادا نے  
 انجمنوں کے ساتھ ساتھ اس حکام سے بھی محروم ہو  
 گئے تھے۔ چنانچہ وہ جی مقدور میں اس طرح کو کرتے  
 تھے چلو چل رہی تھی کے سب سے انوکھے اور  
 بہت چڑھے سے تھی۔ وہ اس ہوا تھا۔ اس کے مشن  
 کو تمام دہلی میں دھوا بیٹے والی غلام کوادیش ملی کی تھی  
 تھی اور وہ محبت کے رشتے میں بندھے تھے اور محترم  
 تھے۔ اس لیے وہ نے انہیں بڑی شہت سے گرفت  
 کرنے لگا تھا لیکن غرضی قسمت کہ انہیں ایک دوسرے کے  
 ساتھ نہ کر دینے کی بہت نہیں ملی اور اس سے ملی ہی  
 ہوئی کہ کوادیش کرتے را کے خندوں کے ساتھ تار میں لگ  
 تے تھے۔ اس سے چلو چل کے بارے میں حقائق  
 کے لیے اس پر اس کو کیا کہ وہ دنگ کی بیوی کی مسل  
 گئے۔ شاد میں کی موت چلو چل کے لیے بہت جڑا  
 تھا۔ وہ اس صعدے کے زبردست اور انتقام کے ایک  
 ہو کر نکل دینے کی خواہش رکھتا تھا۔ یہ شاید اس کے  
 پہلی کی مروری تھی کہ اس کے مواقع بھی صبر آگئے۔ پہلے  
 سے آئے را لے انجمن ایکٹ خاندان خان کے  
 کے کام کرنے کا موقع ملا اور انہوں نے عمارت کے  
 صعدے کے زبردست سلسلے سے دی ہوئی ہے ۱۱

ہاجہ کے سوا کہ قصہ قصہ ہونے کے بعد مادل خان خود پاس کیا گیا لیکن وہ ریاض انور کی رہا پر گھم گیا۔ لگ بھگ نام لکھا جانے والا یہ ساری لکھنؤ کی حقیقت کا ایک خوار تھا۔ ہمارے علی نے اپنے تہ پر ہر وقت گھم گئی ہے اسے بھی انعام تک پہنچا دیا لیکن گوشہ کش کے باوجود وہ ریاض انور سے راکے کے طریقہ ایجنٹوں یا فنکاروں کے بارے میں کچھ معلوم نہیں کر سکتا تھا اور اس طرح آگے کی راہ نکلتے آئے کی وجہ سے آج کل بے دست و پا پہنچا تھا۔

یہ بیکاری اور بے گلی کی ہی جی میں نے ایک وقت اسے  
بجھلایا۔ اور اسی میں جھکا کر دیا تھا۔ جب تک وہ حرکت  
میں تھا اسے گنگا کا شاز میں سے کاٹوں کو انعام تک پہنچا رہا  
ہے۔ اب کرنے کو کچھ نہیں رہا تھا تو اس کی جدائی کا کام اور  
الیت کا سہ کا خیال لیا اور ستانے کا تھا۔ اگرچہ اسے  
اس کے گھنے کی طرف سے بہت سراہا گیا تھا اور کراچی سے  
لاہور واپس ہوا کہ کچھ دن کی چٹائیوں بھی دے دی تھی جس کو وہ  
اپنی والدہ کے ساتھ بچہ وقت گزار لے۔ ماں سے وہ منسلک  
بچہ نہ ہونے کی وجہ سے بیچھڑا ہی بہت قریب رہا تھا اور کرا  
عام حالات میں اسے یہ پٹھانیاں ملی ہوئی تھیں تو وہ انھیں ماں کے  
ساتھ بہت الجھا رہے تھے لیکن اب تولد و دماغ کی یہ حالت  
تھی کہ کچھ بھی انھیں نہیں گنگا تھا۔ اس کی ماں کو اس کے ساتھ  
ہونے والے حادثے کے بارے میں معلوم تھا۔ اس نے خود  
انھیں سب بتا دیا تھا اور بچوں کی طرح ان کے چہرے سے لگ  
کر رہا بھی تھا۔ وہ خود بچہ اپنی بی بی ہو کر بیٹھ گیا۔ لے اس  
دن سے واقف تھیں جس جہان کا چہرہ کھل رہا تھا۔ انھوں نے اس  
سے اس کے کسی دور نہ کیا کھٹو نہیں کیا تھا اور اپنے طور پر اس کا  
دل بہتے تھے اور دھیان پانے کی کوشش کرتی رہتی تھیں لیکن  
وہ کیا کرتا کہ اس کے دل و دماغ انکی کسی کوشش پہ پہنچے ہی  
نہیں تھے۔ اسے شاز میں کی سوت کے بعد اگر بھی سکون  
محسوس ہوا تھا تو صرف ان لمحوں میں جب وہ ملک انھوں کے  
خلاف برسرِ پیکار رہا تھا۔ اب بھی اسے احساس ہو گیا کہ اگر وہ  
آرام کے کام پر پڑے والی چٹائیوں میں اس طرح گھر بیٹھا رہا  
تو سوچ سوچ کر پاگیاں ہو جائے گا۔ چنانچہ اگلے ہی دن اس  
نے سامان بیک کیا اور ماں کو خود اسے لٹکا کر گھر سے نکل کھڑا  
ہوا۔ جلد وہ لاہور میں قائم ہی ایف بی کے ایف کوادری میں  
ایشان کے ساتھ تھا۔

اور ان مجاہدوں پر قہر واقع تھا۔ ”لوٹنا انہوں نے اسے بخور دے بیٹھے  
ہوئے کہا۔“







ہاتھ کی بھی سہولت حاصل ہو جاتی لیکن شراب و سلو کے آثار  
 ہر جگہ گھبرا سکا گیا۔ اس سے اس قسم کا بھاری بھر کم ہٹا کرنے کی  
 نفسی حالت میں تھی اور اس کا حال تھا کہ اس کے لیے یہ  
 سب کا ناقص اور توکل ہو گیا لیکن اگر کسی طرح کامیابی کا  
 شام ہی نہ پائے۔

”تم جس گیت اور جو جیسے ملاتے میں ہیں اس کے  
 ساتھ جی میں ہٹا لیا جا سکتا ہے۔ دینے لگی شہد ہو کہ  
 رہی ہے۔ یہاں دور میں رات کا گھانا بھی ٹھہر نہیں جا  
 تھا۔ اب صبح ملتا ہے تو بھر ہے ہی بھر کر نکلتی ہیں۔ اس کے  
 چہرے سے اس کی آمدنی کی حالت کو بھانپتے ہوئے سونے  
 سرگوشی میں کہا۔ ”یہ شہر یاد کو بھی کاش ہوتا ہے اور جب ان  
 کی میز پر کھڑم ڈھانکا گیا تو اس کی خوشبو ہی اچھی اچھا بکھر  
 جی کر دل میں اس قسم کے بھاری ہاتھ کے لیے ہر جگہ  
 محسوس کرنے والا شہر یاد آ رہا تھا۔ وہیں روک سکا اور ایک بار  
 ہاتھ پر حاوی تو اس نے اس وقت تک سوا کا ساتھ دیا جب تک  
 جلا لوازمت ختم نہ ہو گئے۔ یہ شہر ہو کہ کے ساتھ ساتھ  
 ہاتھ کی لذت کا بھی کمال تھا کہ وہ برسوں سے کمر بند  
 اصولوں پر سے بچے پر مجبور ہو گیا تھا۔ دینے لگی اب وہ پہلے  
 والا شہر یاد آ رہا تھا۔ اس شہر یاد کا حال کو تو اس نے  
 خود اپنی مرضی سے بڑا اور ان ٹھہروں میں چھپا دیا تھا اور آنے  
 والے وقت میں جانے کو ان کوں سے سو رہ گئے تھیں۔ انوں سے اچھا  
 تعارف کروانے والا تھا۔

”خود آگیا تھا کہ اس کے سونے سکر کر اس سے  
 پا چھا۔

”ہاں یاد از بدست آتا تھا۔“ اس نے اعتراف کیا۔  
 زردار میں ہی سلو کے شاد سے پہاں کی میز پر سے خالی برتن  
 بنا کر وہ وہ جاتی کے بڑے بڑے چائے کو دے گئے۔  
 اچھے کے تجربے کے بعد شہر یاد کے پاس اب اعتراف کی  
 گواہی میں تھی اس لیے اس نے خادوشی سے ہاتھ پر حاوی  
 بنادیا تھا۔ اس وقت قریبی میز سے ایک جوان اصرار میں اٹھ  
 کر ان کی میز کے قریب آیا اور ہاتھ جوڑ کر بیٹھنے کرنے کے بعد  
 ساتھ بیٹھنے لگا ہاتھ چائی جڑا جس دینی پڑی۔

”میرا نام بھگتیش ہے۔ اور میری کارہیہ وہاں ہے۔  
 جیسے کے سارے لوگ مجھے ہر میں ان کو جاندا ہوں۔ یہ آپ  
 لوگوں کی جھٹکیں میرے لیے تھی ہیں۔ کوھر سے آئے ہو  
 آپ؟“ اس کا لہجہ اگرچہ ہندو تھا لیکن انھیں میں ایک  
 خاص قسم کی کھنکھاس اور ان کوئی ہوش کی وجہ سے ہی وہ  
 انہی خاص شکل و صورت کا رنگ ہونے کے باوجود ان کا

ہندو رنگ ہاتھا۔

”تم نے ایک بچہ بھرا۔ اسی امر سے۔“  
 نہیں تھا۔ ہاتھ سے آتے تھے۔ میرا نام ہاتھ سے  
 میرا بھرا اور ہندو ہے۔ یہ تو میرے چہرے سے آتا ہے  
 سچ ہی سمجھو۔ آتے والے بیٹے میں اس کا یاد ہے۔ اس سے  
 ہوا ہے کہ میرا کا یاد ہو اور اس میں کوئی شہادت نہ ہے  
 کیسے ہو سکتا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں تجھے سچ  
 چاہتا ہوں۔ اور تم سے حادی خریداری کرواؤ گا۔ یہ تو  
 ستر ہے ہمارے پڑے شہر کا۔ ہم لوگ پوری رات ہی سو  
 کرتے رہے ہیں۔ یہاں رکے تھے کہ ہمیں کوئی کھانسی  
 دن تک کسی سوائے میں آرام کریں گے۔ میرا کہہ چکے  
 گئے۔ ”جواب دینے کی دے داری خود یاد نہ بھائی۔“  
 اس سے عرض میں پھر ہاتھ اس صاحب سے یہ کہہ کر صاحب  
 گدھ دی گئے۔

”کوھر جاؤ گے خریداری کے لیے۔“ اگرچہ یاد چلا  
 ہے تو ہاتھ۔ میرا ایک بار اپنی دکان کے لیے ساریں چنے  
 جانے والا ہے۔ میں نہیں اس کے ساتھ کہ دوں گا۔  
 بھگتیش ہی جو ان کی انھیں اس کی بات میں کہہ چکے تھے اور  
 اس نے بڑی خریداری سے پیش کی۔

”وہیں ہو میرا۔۔۔ یہ میں ہر یاد نہیں ہوتا۔ ہم دہلی  
 جا کر خریداری کریں گے۔ مگر مگر وہاں وہاں وہاں وہاں  
 ہے۔“ شہر یاد نے اس کی جھٹکیں رو کر دی۔ اب شہر یاد ہی  
 نوادار سے گفتگو کر رہا تھا اور سلو کی آئیے کی اپنی  
 نو جوان کی طرف خاموش اور شرمیلہ ہوا بیٹھا تھا۔ میری  
 متکریب شادی ہوئے والی اور وہاں وہاں سے برائی کی ہوتی  
 میں اس موضوع پر گفتگو میں حصہ لینے سے شہر یاد۔

”کیا اس کوڑے سے بچ کر کسی دینی تک جائے گا۔  
 ہے؟“ اگر ایسا نہیں ہے تو سو فی کوڑا پونج۔“ میں نے قائم  
 اپنے ہاتھ دیکھ کر کہے۔ ”بھگتیش نے سلو کے لیے میرا  
 کے پاس موجود ساری کی بے ہنگامی کا احساس کیا۔  
 ”تم میرا دینی اولی تک اس کوڑے سے بچ کر چلا  
 گئے۔ ہم نے سوچا ہے کہ کوڑا کسی کسے آتی ہے۔ چلی گئی  
 رکھو اور میں گے ہر یہاں سے لاری میں آتی ہے۔ بچے  
 جائیں گے۔ اور ہر سے خریداری کر کے وہاں آئیں گے تو  
 پہلے اور ہر کوڑا کوڑا میں گے ہر دینی وہاں اپنے ہاتھ  
 فرمائی جائیں گے۔“  
 اس کے حضور انداز کا نظر انداز کر کے شہر یاد نے  
 بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ”یہ ہاتھ تھا کہ یہ ہاتھ

ہونے والا شخص پوری طرح چھینا کرنے کے وہاں  
 ہر طرح دیکھائی دے ہو چکی اور اپنے پڑے ہر ہر  
 انہیں زمانے کی چاندنی کی کوئی شہر نہیں ہے۔ اپنی  
 اس میں اسے کامیابی ہوئی اور بھگتیش کی انھیں پہلے  
 دیکھ چکے تھے۔

”تم دونوں میں سے کوئی پہلے بھی دینی کہا ہے یا  
 میرا اس نے بڑی اذیت سے پوچھا۔

”یہ شہر یاد نے جواب دینے کے ساتھ ساتھ زور  
 دیا میں سربا اور میرا۔۔۔“ انہیں بھگتیش اور  
 جی۔۔۔ اس میں اپنے وہاں تو کیا کوئی ہوش نہیں  
 تھا۔ شہر یاد نے کہا، اس پر ہر شہر کو کیا مطلب آتا  
 ہے؟ اس کے وہاں میں دل کے سارے ارمان  
 ہیں۔“ اپنی بات کے انتظام پر وہ بے ہوش گئے پھر سے  
 دینے کا خود آتی کی طرح ہنسا جسے اپنی شادی پر  
 زور و جوش و خروش ہونے کا کھنکھاس اور آواز کے  
 ہر جگہ میں کے کھلانے کا شہر یاد کا سچ تھا۔

”یہ تو دینی بچہ کی ہے۔“ گنگا ہے تم اپنے اس میرا  
 گنگا کی ہم کرتے ہو۔ یہ ہانپا ہی اس میں تم کو ایک گل  
 ہوا۔ اور دینی میں سے آتی کے لیے وہاں مشکل  
 ہے۔ مکان دار، آواز دانی، دلے، کسی والے، وہاں  
 سب کی کرنے آتی کو خوب ہوتے ہیں۔ اور دینے میں  
 ہے۔ میں نے اپنا دینی میں شہر یاد کی کے لیے  
 دینی بہت دلم سے گزارا نہیں ہوتا۔ ایک فلک دلم ہو  
 گئے اس کو اور ہر طرح کے سارے ہوا گیا ہے۔  
 ”دلم دینی کوئی گل نہیں ہے۔“ اپنا میرا ہے اس کے  
 دینی میں اپنی ساری کمانی لانا گئے چاروں۔ ”شہر یاد بھگتیش  
 کا کوڑا تھا کہ وہ چاک آتی اس کی سادگی سے قائم  
 تھا کہ وہاں سے زور و جوش و خروش اس کی کوٹھن کر رہا  
 ہے۔ چاک سے بے خوف نہ کر۔ قائم تھا کہ چاک  
 سے بے جواب دیا۔

”چاک ہے جیسی تہہ داری مرضی ورنہ میں تو سوچا  
 اور اگر تم چاہتے ہو تو میرا سارے ساتھ دینی چلوں گا۔ میرا اور  
 دینی چلا ہوا ہے۔ ہر میں خفا میں توں چاندنی چاک  
 ہو کہ کوئی طرح جاندا ہوں یہ جب میں اپنے ہتھ کی  
 کوڑا میں اپنا کام ورنہ ہندو کر گیاں تھا۔ ساتھ  
 دینی ہاں پر اگر تم چاہو تو میرا کوڑا میرے پاس بچنے  
 سے ہو۔ ساری کی اچھا ہے جیسی حالت میں ہی پڑا گئے۔“  
 شہر یاد نے جواب دیا۔

”وہیں ہو میرا تم جیسے کسے آتی کے پاس کوڑا چھوڑ  
 کر ہم شادی سے خریداری کے لیے دینی چائے ہیں۔“ اس  
 نے بھگتیش کے پاس اپنا کوڑا چھوڑنے کا قصد یہ دے کر  
 اسے خوش کر دیا۔ بھگتیش نے ساتھ لے جانے کے لیے حادی نہ  
 بھری کر سکا وہاں ان کے ساتھ چپک سی نہ جائے اور  
 انھیں اس سے جان چھڑانے میں اپنا وقت بڑا کر رہا ہے۔  
 کوڑے کی حد تک تو سادگی اس لیے بھگتیش کی انھیں خود بھی  
 اب اس کی ضرورت نہیں رہی تھی اور یہی سے آگے جانے  
 سے پہلے نہیں اس سے جان چھڑا ہی گئی۔

”اگرچہ یہ کیا تو کوڑوں کی طرح بیٹھا میں شہر یاد  
 چلا رہا ہے جس زور اور میرا کے لیے ملائی مار کر ایک عیار  
 وہ وہاں تو سکر۔“ بھگتیش کو اپنے جواب سے خوش کرنے  
 کے ساتھ ساتھ اس نے سلو بھی کسی عیار کرنے والے بڑے  
 بھائی کی طرح بھگتیش کے کمر بند چھپا ہوا اور اس نے بھی پوری  
 سادست حدی سے شہر کی کھنکھاس کی۔ چائے کی کر وہ بھگتیش  
 کے ساتھ اس سوائے کی طرف روانہ ہو گئے جس کے مطابق  
 اس ملائے کی دانت اس کی سرائے گئی۔

وہ بہت حسین دینی تھی۔ اس کے مناسب جسم کے ہر  
 جو چہرہ تھا۔ اسے دیکھ کر بھگتیش کا چہرہ بھی گھبرا  
 جانے لگا۔ بڑی بڑی سیاہ گھبرا۔۔۔ سواں ناک، دس  
 ہر سے سرخ ہونٹ، وہاں میں گال کی رنگت والی سیاہ  
 چادر اور سیاہ ناک کی دھنیں جو دیکھنے والے کو خود بھی الجھا  
 لائیں، سو وہاں ہی گیا تھا۔ اس کا نام نہیں تھا اور بھگتیش  
 شہر انکھ کے ناب کے عہد سے پر فخر تھا لیکن وہاں جو  
 انتخاب آیا، اس کے نیچے میں وہاں سے آگے کے عہد سے  
 یہ جاننا تھا۔ جی کی لی اس سرداری نے اسے ایسا لگا لگا لگا  
 ہوا تھا کہ کسی طرح کا سوچ ہی نہیں رہا تھا۔

شہر یاد کے اچانک غیاب کے سوائے سے اس نے  
 شہر یاد سے بڑا خوف اختیار کر لیا۔ اگرچہ چاہے اس پر کئی  
 سے قائم تھا لیکن ہر جگہ بہت سے اپنے لوگ تھے جن سے  
 اسے دینی کو کوڑا ملتا تھا۔ ان لوگوں کی ہی وجہ سے وہ دینی  
 لال بہت ہی بھگتیش تھا۔ اس کی کوٹھن میں کسی کو کوڑا نہ لگی  
 اٹھانے کا سوچ نہ دے۔ اس کوٹھن کے باعث وہ سب سے  
 بڑی خوش عورت تھی۔ اور وہاں تھا وہاں یہ وہی جی رہا  
 شہر یاد کے اور وقت اور جی اسے کھڑے سے شہر کی۔ اس  
 پہلے میں شہر یاد نے اپنے کسی ساتھی پر بھی پابندی نہ کر لی  
 کی تھی اور اس آواز کی آواز کا کہ وہاں سے جیسے لوگ خوب اٹھانے



# Italiano

Permanent Hair Colour Cream

First Time Open Jar Inside



**Nourishment for Hair With Silk Protein, Vitamin E & Hair Conditioner**

جیسے کہ تکہ وہ اپنی برسوں پرانی ہیروئن سے ادب بچے تھے۔  
 حیدر کی شادی کو بعد وہ سال سے ڈائمنڈ ہیرس گزرتا تھا  
 اور اس عرصے میں اس کی بھی خوب سورت کہا نے دہلی چلی  
 چھ ہندوستان کی پیدا ہوئی کے بعد بھول کر گئی کیا ہو گئی تھی کہ  
 اس مقام پر میں اس کے گھر واکارہ دپ جانے کے ساتھ ساتھ  
 جلدی رنگت اور تازی کو بھی زوال آ گیا تھا۔ اس زوال شدہ  
 حسن والی صورت کو اپنے چہرہ ہندوستان کی پرورش پر دکا کرتا  
 خود دل بھر کر چائی کرتا پھر تھا اور اس عجیبی کے لیے اسے  
 ایسی آؤ سماجی کر بھی پڑا جس بھی نہیں آیا تھا۔ وہ اپنا عورت  
 کہ عظیم کرنا دھرتیاں جانے کے بعد خود تیرا کپڑی رکھا  
 گاؤں پر غفل ہو گیا تھا لیکن پھر ان کو پہلے والے گھر میں ہی  
 چھوڑ دیا تھا۔ یہاں یہ تھا کہ عظیم کے سر پر او کی ڈسے واری  
 بہت بڑی ہے اور بھگتی سے بڑا سے ادنیٰ بھانے کے لیے  
 ضروری ہے کہ وہ گھر کے زندگی کے گھنٹوں سے دور ہے۔  
 مثال کے طور پر چٹائی کرنے کے لیے بھر کا کمر طرز زندگی  
 موجود تھا جس نے اپنے وطن کی خاطر بھی شادی نہیں کی تھی۔  
 منیر چونکہ پہلے سے شادی شدہ تھا اس لیے پتہ ہو نہیں سکتا تھا  
 کہ وہ بڑی بچوں کو مکمل طور پر چھوڑ دیتا۔ اس لیے اس نے یہ  
 بندوبست کر دیا تھا کہ مستقل قیام تو شیرا کبیر والی رہا جس گاؤں  
 رکھے گا لیکن وقتاً فوقتاً ضرورت پڑے ہی بچوں سے ملنے لگی  
 جاتا رہا۔ یہ گہری جڑ عرصے سے اس کی سپردی اور بے  
 اعتنائی سپردی تھی اس بات کو باقی نہ تو کیا کرتی۔ ویسے بھی  
 اب اس کی زندگی جس کی ہے آگئی تھی اس میں اس کے لیے  
 بھی کافی تھا کہ اسے اپنے اور بچوں کے لیے خرچ پائی تھا  
 رہے اور ظاہر ہے منیر کے نائب سے سربراہی کے بعد  
 آؤنی میں اتنی ہی ہوتی ہونا تھا چنانچہ وہ منیر گھر کے اپنی  
 تہہ پر چھٹی اور منیر صاحب کو کچ کے پٹر کپڑی رکھا گاؤں  
 پر لگتی تھیں جہاں اسے ایک وقت بہت سے مسکن سے ملتا چڑ  
 رہا تھا اور وہ خوش فہم رہا تھا کہ ہر تکلیف کے بعد راحت  
 ملنے کی امید ہوتی ہے۔ اور اب سامنے جو ٹوکی موجود تھی،  
 اسے دیکھ کر اسے لگ رہا تھا کہ اس وقت بھی گئی ہے۔  
 ٹوکی کو ایک ایسا شخص اپنے ساتھ لے کر گیا تھا جو  
 برسوں سے عریک کے ساتھ وہاں تھا۔ اور اس نے اپنی  
 ذہانت اور صلاحیتوں کے باعث ایک تہہ بڑا بھی کر دیا جب  
 چاہتا اسے باخبر دیکھ کر حالات کی اجازت مل جاتی تھی۔  
 چنانچہ منیر نے اجازت دینی پڑی اور جب اس کے  
 سامنے آیا تو اس نے شہر کا مفہم پھر چھوڑا جہاں اس کے  
 ساتھ موجود منیر صاحب دیکھ کر رونا دھونا اس کی قسمت

تھی کہ گھار کے نام پر اس کی آنکھوں میں آنسو کاواہی  
 دھار اور طواری پر قریب قریب لگاتے تھے جی توں کے  
 علاوہ بکھر بھی موجود تھیں تھا۔ حقیقت میں اس کا سن تھا وہ  
 تھا کہ اسے کسی معنوی گھار کی ضرورت تھی بھی نہیں۔ وہی  
 ساتھ لے کر آنے والے شخص نے منیر کی بے ثوابی اور  
 غمراہی سے دیکھا اور گھٹکھٹا رہے ہوئے کھٹکے کا نشانہ لیا۔  
 ”جی جی جی جی“ ہے ہر گزرا منیر کی رستے میں بے ہوش  
 یی ہر سے گھر چلیا۔ اس کا بھائی طالب بھی لگاتے میں  
 میرا دست ہوا کرتا تھا۔ منیر ساتھ کر گیا تھا کہ اسے  
 ہادی آئی تھری وہ جی ہوئی تھی کہ ہم نے ایک دور سے  
 دھار کر رکھا تھا کہ زندگی میں بھی وہی دوری میں سے ہی کوئی  
 ضرورت پڑی تو دھار ہر حال میں دوتی کے لئے کوئی  
 ہوتے اس کا ساتھ دے گا۔ اتفاق یہ ہوا کہ میرا  
 داند کی موت کی خبر منیر کے عظیم گھر کے لیے ہی آئی۔ وہاں چڑ  
 کچھ دہلی جا کر اس نے مجھ سے کوئی رابطہ نہیں کیا۔ میں بھی  
 عظیم گھر کے واپس یہاں آ گیا اور اپنی زندگی میں منیر کو پتا  
 لیکن کل جب گل جہاں ایک خطا کے ساتھ میرے گھر پہنچا  
 تھے یاد آ کر میرا ایک دوست ہوا کرتا تھا جو نہ ملنے کی خبروں  
 میں مجھ سے بچھڑ گیا تھا۔ گل جہاں نے مجھ سے کہا دیا  
 میرے دوست نے میرے ساتھ تھا لیکن اس وقت کے لیے  
 جب وہ زندہ رہا ہے۔ اس خطا میں اس نے مجھ سے درخواست  
 کی تھی کہ میں وہاں میں تھارہ جانے والی اس کی عزتیں وہاں  
 ہوں۔ خود میں موجود تھیں اور گل جہاں کی زبان سے نہ جانے  
 والے حالات کے مطابق جو تحصیل میرے سامنے تھی۔ منیر کی  
 کہ میرا دوست شیرا واپس جانے کے بعد حالات کے انوار  
 ایک شخص میں شامل ہو گیا تھا۔ اس کے ساتھ وہ گھر میں  
 گزار رہا تھا اس میں یہ لڑکی تھا کہ اس کی زندگی کا ہر لمحہ  
 بھی لگے گل جہاں کے لیے۔ اسے زندگی کی پاداش تھی۔ وہاں  
 اپنے وطن کو آؤ اور جہاں چاہتا تھا اور خواہش مند تھا۔ چنانچہ  
 کے وطن کو پاپا شخص تک پہنچا۔ اس خواہش کے لیے  
 عظیم کے علاوہ اس کا مکان اور بھائی سب کو چھوڑ دیا۔ وہاں  
 نہیں تھا کہ وہاں سے دور۔ وہاں کی محبت کو بھی اس نے  
 ہر چاہے بھائی حالات نہ ہو سکے تھے وہ خوشی نہ تھا کہ  
 رو کر بھی ان کی خبر گیری کر چکا ہے۔ مگر میں جہاں جہاں  
 سوچتی کے باعث سے ملی تھی کہ وہاں میں کایا۔ مجھ کے  
 لیے اس کے ساتھ کوئی اور سوچا ہے لیکن اس کو چاہیے ہی  
 ایک دن منیر کو یہ خبر اس کے بھائی کو ایک دور پائی تھیں  
 کے ہم میں بچہ ملی سے پاک کر رہا تھا۔ اس کے ساتھ











حاصل نہیں کیا تھا۔ سلو سکرانا ہوا ہر گل کرہ اور اس کرے کا  
 پرغ کیا جہاں ان کی سرائے کے مالک سے ملاقات ہوئی  
 تھی۔ یہ کوئی بہت بڑی سرائے نہیں تھی۔ چھوٹے چھوٹے بس  
 دو تین ہی کرے بہتے ہوئے تھے اور عمارت کی حالت دیکھ  
 کر اندازہ ہوتا تھا کہ یہاں بہت کم لوگ ہی ٹہرتے ہوں  
 گے۔ اس چھوٹے سے محلے میں زیادہ آتا بھی کون ہوگا۔  
 زیادہ سے زیادہ یہی ہوتا ہوگا کہ دو دو بھائیوں سے کسی قسم کی  
 خرید و فروخت کے لیے آنے والوں کو گرامات ہو جاتی ہوگی  
 تو وہ راست کے وقت سڑک کرنے کے بجائے راست بھر کے لیے  
 سرائے میں قیام کر کے بیٹھ کر رہ جاتے ہوں گے۔

”کون...؟“ وہ دفتر کی کرے کا دروازہ کھول کر  
 اندر داخل ہوا تو سرائے کے مالک نے جڑ جڑاتے ہوئے سچے  
 میں پچھا۔ دراصل وہ دونوں ہی بیڑ پر بھائے کرے پر بیٹھا  
 دیکھ رہا تھا اور کھٹکھٹا ہونے پر چمک گیا۔

”میں ہوں اور چھو۔ تمہارے سرائے کا پرہیز۔“  
 سلو نے اس کے سامنے سوجھ بوجھ کرے پر تھکتے ہوئے جواب  
 دیا۔ وہ جس کرے پر بیٹھا تھا اس کی حالت کافی خستہ تھی اور لگتا  
 تھا کہ اگر نہ زیادہ پرہیز نہ اتنا زخمیں ہوں گے تو اس میں دیر نہیں  
 لگے گی اس لیے وہ بہت احتیاط سے اس پر بیٹھا بلکہ لگا تھا۔

”اور اچھا بھرا۔ کچھ کام تھا کیا؟“ بڑے سے بیڑ پر سے  
 نکل کر اپنی تنگ ادھار آنکھوں پر لگی تو اسے احساس ہوا  
 کہ بڑے کی بیٹائی بہت کمزور ہے اور وہ تنگ کے بلے شاہ  
 کی بکھر دیکھ پاتا ہو۔

”کام تو تھا چاہا۔ میں چاہتا ہوں کہ اپنا گھوڑا کسی کوچ  
 دیں۔ اگر تمہاری جان بچانے کی کسی بندے کو گھوڑا خریدا ہو  
 تو بتاؤ۔“ وہ فوراً مطلب کی بات پر آگیا۔ چھوٹی عمر کے  
 بڑے تجربے نے اسے بتایا تھا کہ بڑے کا ایماندار آدمی ہے  
 جس سے دھوکے کا خطرہ نہیں۔

”اے تو کوئی مسئلہ ہی نہیں پتر امیر سے دڑے پتر کو  
 ایک گھوڑے کی کوڑے۔ میں استہ جا کر گھوڑا لکھا دیتا ہوں  
 اگر اسے بکھڑا یا تو وہ خریدے لے گا۔“ اس کا دماغ میں کہ بڑے کا  
 جوش میں آگیا اور فوراً ہر گل کرے کو آواز دے پڑے لگا۔ آواز  
 سن کر آئے والے کو اس نے جاہت کی کہ وہ بازار سے اس  
 کے بڑے سے چنے کو بلانے اور خود وہیں دفتر میں آکر بیٹھ گیا۔  
 ”میں ابھی آ جا رہا ہوں۔ میرا بھائی اس کو فوراً دوا دے گا۔“

آئے گا۔ وہی جگہ اور وہی ہے جگہ ان سے ملے۔ ایک  
 آواز پر میری گل سنتے ہی سرائے۔ جگہ ان سے بھی ان پر  
 وہی کرپا کی ہے۔ کام چلتا چکا ہے۔ یہ سرائے تو اس

میں خود کو مصروف دیکھنے کے لیے چلا جاتا ہوں اور کوئی پوچھ  
 ہے اس بڑے دے کام دھند کرنے کی۔ ”بڑے کا دماغ  
 آکر اپنی جگہ پر بیٹھا تو خود ہی اسے بتائے گا۔ اس کے  
 دھوکے کے مطابق اس کے بچے نے وہاں کچھ نہیں دیا  
 بالکل دیر نہیں لگی اور فوراً ہی نکلی گیا۔“

”کی گلی ہے پتائی اسٹاپل رہا تھا میں بیڑ پر  
 ہی۔“ اس نے سلو کو ایک نظر دیکھا اور آپ سے پچھنے لگا۔  
 ”آپ پتر امیر تھے اس بندے مال ڈالنے والے ایسے  
 رہا تھا۔ اسے اپنا گھوڑا بیٹھا چاہا ہے تو میں نے کہا تو وہ  
 نے تجھے اپنے دم کے لیے گھوڑے کی کوڑی تھی۔“ بڑے سے  
 بچے کو بتاتا تو اس کی آنکھیں چمکنے لگیں۔

”گھوڑا میں نے دیکھا ہے۔ وہی ہے جو اب دروازے  
 کے پاس بندھا ہے۔“ اس نے تصدیق چاہی اور اشارت میں  
 جواب دے کر پھر ہی طرح سلو کی طرف متوجہ ہو گیا۔ تھوڑی سی  
 گفت و شنید کے بعد چل دی وہیں میں آ جاؤں گا۔

”کسی تھوڑی دیر اور چلو۔ میں ابھی روکے رہتا  
 ہوں۔“ مناسب قیمت پر سوا ہوا جانے پر اس نے سلو سے  
 کہہ کر اصل میں امرت نگر کا حالات کر دہ گھوڑا آگلی ایک  
 زبردست تھا کہ بڑا تاغریبی ہوتا۔

”ٹھیک ہے بھرا۔ یہ خیال رکھ کر سوائے کی گلی باہر  
 نہ نکلے۔ اور تجھے کا ایک بندہ ہے جگہ میں اس کی بھی گھر لگتی  
 گھوڑے پر۔ یہ اپنے کو وہ کچھ تنگ بندہ نہیں لگا اس لیے اس  
 سے سوا نہیں کیا۔“ سرائے کے مالک کا بیٹا دانا سے جانے  
 لگا تو سلو نے اسے جاہت کی۔

”جگہ میں۔۔۔ وہ تو وہاں اب عمارت بند ہے۔ چکا ہی ہوا  
 کہ کسی اس کی باتوں میں نہیں آئے وہ نہ نقصان اٹھاتے۔“  
 وہ فوراً ہی بولا تو سلو اپنے اندازے کی تصدیق پر مسکرا کر  
 تھوڑی دیر بعد ہی اس کی جیب میں ایک معقول پتر چھٹی لگی  
 تھی۔ رگڑ کر کہ جیب چھوٹا ہوا وہ کرے میں آ جاؤں گا۔  
 سو چکا تھا۔ وہ بھی کچھ سے چل کر سونے کے لیے لیٹ گیا۔  
 کامیابی کی خوشی اور ممکن نہ ہونے کا ایسا کام دکھایا کہ وہ  
 بہتر پر لگتا تو کسی نوٹ کر ٹینڈر آئی کہ کچھ ہوئی نہیں۔  
 تنگ کہ اسے ان دو افراد کی آمد کی بھی خبر نہ ہو سکی تھی۔  
 وہ بھی میں بھی نیم تاریک بڑے کرے میں گئی سوائے کی  
 طرح داخل ہوئے تھے۔

یہ نو بیچ و سوسنی حیرت انگیز داستان جاری ہے۔  
 ہر پڑا واقعات آج کل کے حالات پر مبنی۔







[illegible]

اب آپ عزیز والدین! جملہ فرما دیجئے

سلوک اور شہر پار دونوں ہی گہری غیبت سے مالا  
 تھے۔ گھر سے میں داخل ہونے والے دونوں سامنے ایک  
 قدموں سے پلٹے ہوئے آگے بڑھے اور نئے شہر مصلو  
 کے مطابق ایک سلوکی چار پائی کی طرف اور دوسرا شہر پار کی  
 چار پائی کی طرف بڑھ گیا۔ ان دونوں نے اپنے ایک  
 چار پائیوں کے پیچھے ہٹے ہوئے تھے۔ داخل ہونے والے  
 دونوں اطراف سے آگے نکلیں گے اور باہر نکالے اور گھر سے  
 کے دو دروازے کا دروازہ اسی سادہ کارروائی کے دوران وہ  
 بار بار سے ہوتے شہر پار اور سلوک کا بھی جائزہ لینے چار سے

تھے کہ کہیں ان میں سے کسی کی آنکھ نہ کھل جائے۔ اگر  
 جانے کی صورت میں وہ انہیں دو چار چٹکیاں دے کر  
 ہوش کرنے کی صلاحیت رکھتے تھے۔ لیکن خیر گزری ہوئی  
 تو یہی وہ شخص آئی اور وہ خاموشی سے اپنی کارروائی مکمل  
 کے دہائیں جانے لگے۔

”تم دونوں جو ایک لے جا رہے ہو ان میں سے  
 ہے۔ رات تو میرے بچے کے پتے بھی ہوئی ہے۔“  
 انہیں اپنے قہقہے سے آزاد ستانی دی تو وہ ہلکی کر  
 پلٹے۔ دونوں میں سے ایک چار پائی خالی گھر میں

2005

ایک روز اس نے فریب کھڑا کیا۔ اصل یہ شہزاد تھا جس کی  
 لڑکی کی خود کار تھی۔ حکام کی طرح ان دونوں کے اندر  
 عشق ہوئے جس کی قہر لیکن اس نے فوری طور پر انہیں  
 پھرتے کے بجائے انکار کرنا مناسب سمجھا تھا اور لیکن اس  
 وقت پر انہیں فریب کیا تھا جب وہ اپنے تئیں کامیاب  
 اور اس کے عزیزان سے واپس جا رہے تھے۔ اس نے  
 ان سے واپس جاتے ہوئے کہانی بھرتی اور خاموشی سے کہی تھی  
 کہانی قہر لیکن انہیں اعزاز بھی ملے گا کہ ان کے بچے کی  
 تہہ پر رہی اور وہ بھی ہے۔ شہزاد نے انہیں فریب کیا تو  
 کہانی سے پیشہ اور ان میں سے ایک نے کہانی سے گھر  
 لایا کہ گھر پر پہنچا۔ وہ شہزاد تھا پھر وہ کہانی تھی  
 سے بہت کیا اور شہزاد سے گھر کو گئے تو کیا۔ اس وار کو  
 ۱۴۱۱ ہجری کے کہ وہ دونوں نے ایک وقت شہزاد کی طرف  
 چلنا لگائی۔ چنانچہ لگانے والوں میں سے ایک تو  
 وہاں پہنچا اور وہاں سے تو کیا جنگ دوسرے کو شہزاد کی  
 پہنچنے والی اس نے وہاں پہنچا وہاں پہنچا کرنے  
 کے لئے کوشش کی۔ درحقیقت وہ بھی گرا بھی اس  
 کے ساتھ اس نے تھا۔ سلوی آگے اس کا رول کا آغاز  
 ہوتے ہی کسی کی قہر اس کے مناسب وقت پہنچا  
 کیا اور اس کے لیے۔

میرے لیے وہ تھا جس ان کے درمیان ہونے والا  
یہ تھا کہ ان دو میں سے کچھ نکلے۔ وہ اپنی زندگی کرنے والے وہ  
میں اس قدر فرہور ہے کہ ایک بار چاہا تو جانتے تھے  
لگی دیر نہ ہو تاخیر کہیں کو نہ جھانکے ان کے جس کار و کھس  
تھ تو فریادیں وہاں چلا کر اور پھر جلد ہی وہوں نے میں  
ہاں ہو گئے۔ سنا ہے آگے جا کر کمرے میں روٹنی ہوئی۔  
روٹنی میں جو پر سے ان کے سامنے آئے، ان میں سے ایک  
کو خاص کر ان کے لیے رکھا رکھا تھا۔ وہ جگہ میں تھا  
اپنے لیے میں اور ہوتے ہی ان سے چمتا تھا اور انہیں  
توڑنے کی کہ یہ لڑائی نہیں تھی نہ کسی طرف انہیں ضرور تھ۔  
گئے کہ اب جبکہ اس نے ان کو اپنے انہیں سوتا جان  
کہ ان کے کمرے سے ان کے جگہ پر آنے کی کوٹش کی تھی  
تو اس کی بہت سی کراں کے سامنے آئی تھی۔  
"نام بھی کرے۔ سب چکا کر ہے بھائی۔" اس  
نے کہی کہ وہوں جگہ میں سے ہاتھ پر سرور کرتے، ان  
نے کہے تھے وہ وہ سے ہر رنگ ہوئی اور کسی نے فوراً بھی  
اپنی آواز میں دریافت کیا۔

”اے سب بچے! اے آجادی“ شہزاد نے

یہاں وہ دے کر چمکنے والے کو اندر آنے کی دعوت دی۔  
اسید کی کمرنگ دینے والی کوٹلی ستائی شخص ہو گا اور وہ اسے  
گواہ بنا کر جلد پیش اور اس کے ساتھ جی کا کوئی فیصلہ کر دالیں  
گے۔ دروازہ کھلا تو ایک مٹی سا درمیانی عمر کا آدمی اندر  
داخل ہوا۔

”تمہیں آپ کے سامنے والے کمرے میں رکھا ہوا ہے۔ یہاں سے اسی طرح ہو رہا رہا ہے کہ آواز ہی سنائی دے گی تو چلا کر دیکھ لیں۔“ اس نے بھی کسی طرح دوسرے کمرے کا حشر دیکھتے ہوئے اپنی آواز کا مستند بیان کیا۔ اس کے چہرے کے تاثرات دیکھتے ہوئے ایسا لگا کہ جاکر تھا کہ وہ بڑا دل حیران کیا آواز ہے کہ اس نے اپنی اہمیت کرنے کے لئے اسے پر دستہ دینے کی جرأت کی ہے جب یہ اسے چمکے ہوئے کہ اس کا دور دورہ حال معلوم ہو گیا ہو۔

”کسی کو اس سے آواز تھے غم ہے“ سونے اس سے پوچھا۔

”اس کی ہر یاد لوں آج ہی۔“ اس کی آغوشوں میں وہ آگے بڑھی۔  
 ”اس نے کہا کہ اس نے اس کے لئے کچھ ہی دیر آرام لی  
 ہے۔“ اس نے اس کے بارے میں کہا تو اس کی  
 آنکھیں پانی سے بھری گئیں۔  
 ”اس کی یاد میں ہی رہتی رہتی آئے ہیں۔“

”آپ میرے کوئلے کی سوزنی ہے۔ اسی پر آپ  
 ہوں۔“ اس نے بتایا کہ وہ دونوں ہی خوش ہو گئے۔  
 ”آؤ چلیا، آرام مال اچھے ٹھکانے میں بیٹھو۔ انوار  
 دہا میں۔“ سونے کی چابی اچانک سے اس کا ہاتھ پکڑ کر  
 اسے چار پائی پر بٹھایا۔ وہ کبھی کوئی کنکروں سے جھکے ہوئے  
 اس کے بائیں گوشہ میں ہے جس میں چار دیوے کی چار پائی پر  
 بیٹھا تھا۔

ہوئی وہ نے چھاپائی کو لہا پائی کہ سارا لہہ کی ہے۔ "سنو نے ذرا شرمائے کی اداکاری کرتے ہوئے شہر سے دور خواست کی کہ وہ اس کا مقصد سمجھ کر دے اپنی پار پائی برقعہ کر شیت و چٹائی انداز میں پار پائوں سے لگا کر۔

”تھسا ہے پانی کہ یہ جڑا تھا اور اب جڑا ہے۔“  
اس کا وہی ہونے والا ہے، اور اب اس کے پانی کی جڑوں  
کے لیے وہی ٹرپھادی لٹی لٹی جڑ ہے۔ اس عجیبے شہر آباد  
مٹی کی گھر ہے۔ اور وہیں ہے یہ چٹا شہر جگہ شہر کی  
ہر مٹن اپنی ساڈی کٹوں انہیں کے کس دے کہ وہ چٹے  
ٹرپھادی واسطے لگے ہیں۔ مٹن کے کاٹوںمٹن کا کہ یہ چٹا شہر



جائے گا۔ وہ تمام کی کرپاؤں میری نگاہ کی تھی اور میری ہمتوں  
 کے سرگے جھانپیں بیکر لیا۔ یہ سواش ابیں کے ڈرانے  
 واسطے کر گئی تھی کہ آیا تھا پر انہیں توں غم نہیں تھا کہ اس  
 بچہ کی جان اٹکا دے تو وہ دیش کر کے تے وہاں لگا کے  
 جہاں ہوئے ہیں۔ انکی بھینٹ لگائی ہے اس ماں دے جرتے  
 مسمیٰ کی ساجی وی کہ سارا جہاں یاد بھی گئے۔ "شیر مارنے  
 لہایت کا غور تھا اس ماں کا کہ اسے جان لیا۔  
 "بھیر تو وہی بڑی گئی ہے۔ اس سرائے کے مالک  
 توں بلا کر گئی کہ اسے بھیج کر رہا ہے۔ وہاں کی ویلے  
 اپنے حال ہے تو اسکاں تو اسے فرما۔ "شریک آدمی واسطے  
 ممکن اہی نہیں ہے۔" تو وہاں نے خود رو یا تو سولہ رو یا پھر  
 لکھ گیا۔ پھر برآمدے میں بھی کوئی خامی نہ دیکھی تھی۔  
 اصل میں عمارت پٹائی ہی جیو ہی تھی اس کی جی کی دون  
 کے وقت بھی اندھیرے اور گھٹن کا احساس تھا۔ وہ  
 سرائے کے مالک کے دفتر نہ کرے کے سامنے بٹھا تو  
 اختلاف ہوا کہ دروازہ باہر سے بند ہے۔ اس نے کڑی  
 کھل کر اندر چھا لگا۔ پڑھا کر پیڑ سے اسے سو رہا تھا۔  
 سولے اسے چھوڑ کر چکا اور ساری صورت حال سے آگاہ  
 کیا۔ اس نے تھکاتے ہوئے کہہ جانے کے کمرے کا رخ  
 کرنے کے بجائے باہر کا رخ کیا اور ایک بچے کے ہاتھوں  
 پیغام لگا کر اپنے بیٹے اور چھبے کے دو بچے کو پوچھا۔  
 "توڑی ہی دیو میں وہاں ایک چھوٹا سا کھمبہ کھڑا ہو گیا۔  
 جگہ پیش اور اس کا ساجی اس دوران ہوئی میں آگئے تھے  
 لیکن جب انہوں نے دیکھا کہ وہاں چھبے کے سوزن ہیں تو  
 گئے ہیں تو انہوں نے بے ہوش بن کر پڑے رہنے میں ہی  
 قابلیت جانی۔ سرائے کے مالک اس کے بیٹے اور دو افراد  
 نے پہلے شہر بار بار سولے سواش مائی کی کانٹیں جہاں اس قسم  
 کی صورت حال کا سامنا کرنا پڑا پھر جگہ پیش اور اس کے  
 ساجی کے متعلق کا فیصلہ کرنے لگے۔  
 "اسکے ان دونوں توں وہی جوت دے پئے ہیں  
 ہر ان کی بدھا نہیں کو کٹا کرتے رہے ہیں کہ جانی دوج  
 بندے توں انکی لکھی لگ جاتی ہے۔ دونوں کی ویلے  
 سسٹل جاکے گئے پراچ تو انہاں تو اسان وی تک ہی کھرا  
 دی ہے۔ انکی مسافروں لوں کو سنے وی کوٹش کرن واری  
 حرکت انکی نہیں ہے کہ کٹا کر دی جائے۔ اب نہیں کان کے  
 بارے میں دسی ہوگا۔ وہ چار سب سے عوارض میں رو کر سسٹل  
 لگا بھی گئے تو وہاں شیک ہو جائے گا۔" آخر کار سرائے کے  
 بازو نے مالک نے سب کی جھگڑا سے بے فیصلہ ہوا۔

پہلے ہی کہ اب تک بے ہوش یا بچہ جگہ پیش اور اس  
 اپنی جگہ سے اٹھ گئے اور ہاتھ جوڑ کر سواش مائی کے  
 بار انکی سواش کر دیا جائے۔ آئندہ وہ بھول کر گئی  
 نہیں کریں گے لیکن ان لوگوں کا فیصلہ تھا۔ شام  
 ملنے سے آئے ہوئے لوگوں کے سامنے اپنے  
 جہانوں کی حرکت نے انہیں بے ہوش فرمادہ کر دیا  
 لہوہ کی خود مزہ پڑنے کے لیے تیار کیا تھے۔ جگہ  
 اس کے ساجی کا قصد تھا تو ان دونوں سے ایک  
 مضرت کر کے انہیں صرف آرام کے لیے بٹھا  
 بلکہ سرائے کے مالک نے اپنی طرف سے اور  
 کی دعوت بھی دے ڈالا۔ صاحب آرام اور  
 کے بعد وہ اس چھبے سے روانہ ہوئے تو پھر اس  
 سرائے میں رہ گئے تھے تیرے مسافر کی سوزن کی  
 تھے جہاں بھی اپنے مقام پر چھوڑ دیا جہاں سے ان  
 کے لیے یہ عوارض ساری مل جاتی۔  
 "میرا ایک بھلی جانی میں آئی ہے۔" یہ اطلاع  
 بھر اسٹند پار آپریشن روم کی طرف ڈونڈا۔ یہاں  
 وقت کی پروا کیے بغیر پوری سسٹل سے اپنا کام  
 اس نے ایک خالی ٹری سسٹل کرنا تھا۔ تو اسے  
 کانوں پر چڑھا لیا۔ اسٹنڈ کے ذریعے اسے  
 عمارت گاہ کے سوزن کو تیار کرنا تھا کہ وہاں  
 ڈی سسٹری بٹل کوں سے گل کھلا رہی ہے۔ اس نے  
 مطلب برآوردی کے لیے شراب اور شراب کے گلاس  
 ہوئے تھے اور وہ مٹل کا کپڑا جس کا کلام اس کے آگے  
 جا رہا تھا۔  
 "یہ تو بڑی دھمکی تپ بھلی ہے یا۔" تو کہہ  
 بھلی جانی میں بخشی ہے یہ جیسے تو کہتا ہے کہ یہ خود  
 سے نہیں ہو کر کھار کے لیے لگی ہے۔ "اس نے سواش  
 والی آوازوں پر توجہ مرکوز کرتے ہوئے غرض دی  
 راحت سے کہا۔  
 "کوئی مسئلہ نہیں ہے سری۔ ابھی کبھی جگہ  
 کھار ہو جاتا ہے۔ آپ میں دما سا اشارہ کریں مگر  
 بھلی آپ کی بھلی ہوگی۔" راحت سے توجہ سے  
 "تو میں کچھ ہو گیا اشارہ۔" اس نے جواب  
 پھر سے کے اشارات بکسر چل چکے تھے اور وہاں  
 کھار سے پانی کی جگہ محل خیمے کی کھڑکی تھی۔ سواش  
 انہم۔ انہیں دینا اسے ہی یہ نہیں رہا تھا کہ بھیر اکبر کے

کے بعد اپنا سین اپ کاٹھ ہو جانے کے باوجود اس کے چپے  
 موجود تھا کہ اس کا کھج کھانے کے لیے ضرور میدان میں  
 اڑی تھی۔ اور سواش طور پر اس شخص کے حصول کے لیے اس  
 شخص کے زبردست کھانے سب سے اہم تھا جس نے بھیر  
 اڑی کی بکری تھی۔ چارہ وہ لوگ سسٹل اس آدمی کو اپنی  
 نظروں میں رکھے ہوئے تھے۔ اس سلسلے میں اس کی رہائش  
 گاہ کو بھی "بکری" کہا گیا تھا کہ وہ ایک عمارت میں آئی ہے۔  
 ان پر یہ اختلاف ہو گیا تھا کہ وہ ایک عمارت میں آئی ہے۔  
 ہاں ہی اس کے کمر میں آدھ سے بھی وہاں رہے اور یہ بھی  
 اور وہاں کا تھا کہ وہاں کی حیثیت سے کمر میں داخل ہونے  
 والی اس فٹنی کو وہ اپنی داشتہ بنانے میں دیے نہیں گئے۔  
 البتہ فٹنی طور پر یہ کمر نہیں جاسا تھا کہ پتہ کی غرض سے  
 آئے والی پر پوری اپنے ساتھ کچھ خاص حصار لے کر آئی  
 ہے۔ یہ تو ایک عمارت کے اس بھر پور کمر میں ہی جب  
 وہ اپنے کمر کے قریب ایک شراب کے لیے میں ڈال کر اس  
 سے پانی کی کوٹش کر رہی تھی کہ بھیر اکبر کے ساتھ کیا  
 واقعہ پیش آیا اور اس کے پیچھے کئی لوگوں کا اندازے کا ہاتھ  
 ہے۔ اور کادہ کا تو بھی اپنی لڑکات سے بڑھ کر مل جانے پر  
 سب بھرا کھ جا رہا تھا۔  
 "ایک پہلی عمارت گاہ جانے کی اور دوسری اس  
 آدمی کے کمر میں اس لیے کہ کر آیا تھا۔ عمارت گاہ کے  
 سامنے پہلے والی پارٹی کے لیے میں پہلے ہی اندر سے کافی  
 کچھ کر رہا تھا۔ تم لوگ پھر اسے ایمان سے جاؤ۔ کچھ  
 دولت میں میں کامیابی چاہیے۔" اس نے بہت تجوی سے  
 انکارات جاری کرنا شروع کر دیے تھے۔ وہاں پر بھی اس  
 سے گناہ یاد دہانی سے اور اتنا کچھ جاناں کو کاتے دانے  
 محسوس کے طور پر پہلے والی پارٹی پہلے اپنے ہار کھ چکے۔  
 وہاں دوران سے پڑا لگا ہوا تھا۔ انہوں نے وقت کی پروا  
 کیے بغیر پڑی کے دوران سے پڑا لگا ہوا تھا۔ اس سلسلے  
 میں اسٹنڈ لگا۔  
 "یہ تو کھٹا کھٹا اور مجھے ہوئے ہیں۔ میری کمر  
 والی نے ڈر کر کا تھا کہ چڑھان اپنے بچے والوں سے ملے  
 جاتی ہے۔ سنے میں بھی آیا ہے کہ اس کا کیا کام اور میں  
 ہے۔" آدمی پر ہوش کو اپنے دوران سے پر دیکھ کر وہ کچھ  
 غور میں رہا۔ ہو گیا تھا کہ وہ ایک ہی سانس میں خود کو حاصل  
 معلومات نہیں کر دی تھیں۔ پارٹی کے اندر نے فٹنٹن کو  
 اطلاع دی اور اس نے مجھے کے سوزن کی کمر میں  
 تھا تو ڈر کر کھٹا کھٹا کا کمر دے ڈالا تاکہ اگر کوئی مشکوک

تھے تو اسے اپنی جگہ میں لے لیا جائے۔ یہاں تک  
 پر پارٹی بھر ایک اپنے کام میں مصروف ہو گئی تھی وہاں  
 میں دوسری پارٹی بھی اپنے ہار کھ کر چکی تھی۔ اسٹنڈ  
 نے پہلے ہی یہ بندوبست کر لیا تھا کہ عمارت گاہ کی کھج رانی پر  
 محسوس افراد میں اپنے آدمی بھی شامل ہوں اس لیے اس  
 وقت انہیں کوئی دشواری پیش نہیں آئی اور وہ سہ سے ہاتھ  
 گاہ پر پہنچ گئے۔ وہاں پہلے کمر کا عمارت گاہ اپنے ہاتھ میں لیا  
 ان کے لیے کچھ مشکل نہیں تھا۔ کچھ ہاں اور سوزن اور انہاں  
 صاحب بھلی طور پر قابل اعتراض حالت میں ملے۔ راجھا  
 صاحب کے تو اس کی بری طرح سسٹل تھے کہ عمارت کا  
 سوال ہی پیدا نہیں ہوا تھا البتہ کچھ جہاں نے خود سے بہت  
 ہاتھ دی جانے کی کوٹش کی تھی اسے کچھ جہاں سے کھج کر  
 لیا۔ انہیں راجھا صاحب سے کچھ لینا دینا نہیں تھا اور انہیں  
 ساتھ لے جانے میں نہیں اس کا بھی اندازہ تھا اس لیے  
 اسے اس کے حال پر چھوڑ کر وہ لوگ صرف کچھ جہاں کو اپنے  
 ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ راجھا سے گل اس کے کوٹش کی  
 بڑی سی جاہ میں لپٹ لیا گیا تھا۔ وہ لوگ اسے لے کر کوٹش  
 سے ہو کر واپس آگئے۔ وہاں اسٹنڈ پارٹن کا انتظار تھا۔  
 اس کے گھر پر چاروں میں بالکل ساکت پڑی کچھ جہاں کا کچھ  
 کھار کیا تو وہ سب چپک اٹھے۔ اس کے سترے کچھ کچھ  
 کھج رہا تھا۔ اسٹنڈ پارٹن نے قریب جا کر اس کا ہاتھ دیا۔ اس  
 کے گئے میں سوزن دیا اور وہی میں پڑا اور آخری دھڑکن سے  
 رہا ہوا تھا۔ وہ ایک کمرہ سانس لے کر چپکے بہت گیا۔  
 "تم لوگوں نے یہاں لانے سے پہلے اس کی کھٹائی  
 لے کر اس کی سب چیزوں کو اپنے بچے میں کیوں نہیں لیا  
 تھا؟" اس نے سرد لہجے میں اپنے انھوں سے پوچھا۔  
 "سودی سرائے میں اس حالت میں ہی ہم نے جس بھی  
 سب کچھ لیا کہ اسے چاروں میں لپٹ کر یہاں لے آگئے۔  
 دینے میں وہاں زیادہ دیکھا صاحب نہیں تھا۔" پہلی کو لپٹ  
 کرنے والے شخص نے فریاد سے کچھ میں اپنی حالت  
 کی تو اسٹنڈ پارٹن نے اسے اسٹنڈ پارٹن اور وہاں قریب جا کر کچھ  
 جہاں کی لاش کا سامنا کرنے لگا۔ اس کا کچھ سوزن پڑا  
 بالکل خفا پڑ گیا تھا اور انکھوں کی پٹیاں ساکت تھیں۔ بھلی  
 طور پر اس کے گئے کے غور میں چاروں سوزن دیا اور بہت  
 سرخ لاش تھا جس نے چند منوں کے اندر اسے صحت کے  
 گھاٹ اتار دیا تھا اور اب وہاں کے لیے بالکل تیار تھی۔  
 ایک دوش سے کھلا دیکھ کر اسے معلوم کر چکے تھے۔  
 "اسے چپک کر دے۔" اسٹنڈ پارٹن نے اس کے ہاتھوں











لوگ نے خوفزدہ منہ نہایت کے ساتھ حقیقت کا انکشاف کیا۔  
 ”کوئی ایسا قسم ہے اسی لڑی پر کوئی نام اور توجہ رکھا ہوا  
 نہیں ہے۔“ یہی وہی بھرے سر پر ہے، کچھ کر اسے اعزاز  
 ہونے لگا تھا کہ یہ کوئی اور ہی چکر ہے اور شاہی راسے چہرہ  
 کے عمومی ایجنڈے کی ضروری کرتے ہوئے تو جہانِ نس کی  
 تباہی میں بھی کوئی کردار ادا کر رہا ہے۔

[illegible]

”تم دوست کے گھر میں جا کر غم نہ کیجئے اور  
 سرگرمی سے تم اس کے پاس جاؤ گے۔“  
 ”اس کے ابا کی کسی شادی میں شرکت کے لیے  
 سے باہر گئے ہو تو اور دوست میں رہے۔“  
 ”اس کے ابا کی شادی میں نہ جاؤ گے۔“

وہ ایک لفظی سانس لے کر رو گیا۔ اسے خود بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ کیا اس کی یہ صورت حال ہوگی۔ فی زمانہ حالات ایسے ہو گئے تھے کہ بچے سرخ لٹے ہی والدین کو چھٹا لگا دیتے تھے۔ بخاری سے بدلتے ہوئے ان حالات میں میں باپ کی ذمہ داریوں میں بھی اضافہ ہو گیا تھا۔ پہلے صرف فریڈ کو ان کی حفاظت کے لیے نظر رکھ رہا تھا اب میں بھی چھوڑا جاتا تھا لیکن اب صورت حال تقریباً یکساں تھی۔ ترجیحات اور زندگیات دونوں میں ہی ایسا زیادہ اضافہ ہو چکا تھا کہ دونوں ہی کی

حکومت ضروری ہو گئی تھی۔ سوچو وہ زمانے کے والدین کے لئے یہ ضروری ہو گیا تھا کہ اگر وہ اپنی اولاد اور اس کے مستقبل کو محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو نہایت احتیاط سے انہیں اپنی شکل بھرنی پڑے گی۔ احتیاط اس لئے ضروری ہے کہ آج کل کے بچے خود اپنی زندگی میں والدین کی مداخلت بھی قبول ہو چکے ہیں کہ اپنی شہ کاہرہ ہے والدین کے پاس بھی مل رہا ہے۔ ایسے میں کیا ہے والدین کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو یہ طریقہ معلوم ہوں کہ وہ کسی قدر انہیں ایسے مواقع پیش کریں کہ وہ کسی قدر انہیں جانتے کے لئے انہیں دیکھ سکیں۔

”چلو ہمارے دوست کے گھر پہنچے ہیں۔“ اس نے  
 یکدم ہی ایک لٹول کیا اور حلقی کے شانے پر ہاتھ مارے  
 ہوئے اسے گھرا ہونے کا اشارہ کیا۔

”کیا آپ اسے بھی گرد کر لیں گے؟“  
خوف زدہ سے کہہ میں ہر گھبراہٹ۔

لوں۔ "چاندی چلنے لگی۔ ایک بار مگر گرفت میں لایا۔ پھر اس کے سر سے ہاتھ لگا کر اسے ایک فریج میں لے کر گلی کے ایک مکان کے سامنے چھوڑ کر حلاق نے کھانا کھا کر راتوں کی آواز سنائی دینی اور گھبرا کر فریج سے نکل کر گلی میں گریں۔

”تو کبھی جڑا سست ہے اور حلاقہ انکا کٹا کر آئے ہیں۔ معلوم نہیں ہے یا کراچی اور کٹانے سے وہیں نہیں لگی۔“ بلکہ آزاد میں جڑا تے ہوئے اس حلاقہ کو کھڑا حلاق کے ساتھ ایک ایسی کوہک کر چلا گیا اور اپنی کٹا کر حلاقہ میں رو گئے۔

”کون ہے؟“ اس نے حلاق کے ساتھ چلے کر پوچھا۔

انہی ۲۲ بول چال پر پانچ سو روپے کی رقم عورتوں کو ملے۔  
 وہ کہہ رہی تھیں کہ یہ سب کچھ تمہارا اور میرا حق ہے۔  
 سارا میرا ہے۔ اور میری حق ہے۔ میں نے یہ سب کچھ کھانے  
 پر خرچ کر دیا اور اب میرا کھانا ختم ہو گیا۔ اب میری کچھ  
 سامان وہ لوگ بھیجیں کہ کچھ کھانے کے لیے۔ وہ ان کے سامان  
 قحط کو دے دیں۔ یہ سب کچھ ان کے لیے بھیجیں۔ ان کے سامان  
 آسان نہیں تھا۔ یہ ان کے سامان کو دے دیا کہ ان کے سامان  
 ان میں آسان ہو۔ ان کے سامان کو دے دیا کہ ان کے سامان

...اسی گولی مست مارے۔ مجھے مارے جانے چاہئے۔  
 جانے۔ مارے۔ پچھو اور پورا کی کے پتہ روم کی امداد  
 ہیں۔ میرے پاس امداد کی کچھ نہیں ہے۔ تم خود کو  
 گرفتار کرلو۔ ایک پہلے نے حضور کو اپنے سر پر سوار  
 ہو کر سمجھا تھا کہ وہ گولی مارے گا کہ اس نے اپنے جانے  
 کے خیال سے پہلے ہی پرتاؤ تو نہ چلا گیا۔

”اندر کمرے میں چلو۔“ اس کی باتوں پر  
میر نے کچھ نہ بولا۔ چلا ہی گیا۔ وہاں پر  
ایسی سیٹل سے اندازہ لگی کہ توڑوں کو لے کر تے چڑھنے  
کی طرف چڑھ گئے، اندر کچھ کرسیں لے آئے۔ دونوں کا  
طرف چھینچا، اندر باوجود چھ ۱۹۲۰ کے جن سے  
طرف تو حالت کی فراہم کردہ مصورات کی تصدیق ہو  
دوسری طرف باوجود مصورات بھی حاصل ہو گئی تھیں۔

[illegible]

سب سے پہلے اس نے اپنے گوارہ سے باہر کر کے اپنے  
 خیمے اور اس کی ضروریات کے مطابق سہولیات کی  
 پہنچائی ہے۔ اسے میں بتا رہا ہوں کہ حضورؐ نے پروردگار  
 عز و جل سے دعا کی کہ جو کچھ کرنا چاہوں اس کے لیے فی  
 الحال ہاتھ ہی جلائے کی ضرورت نہیں ہوگی بلکہ ایک چمک چمکے  
 چمکے ایسے سورج کو نکالتا ہوں جس کی روشنی گوارہ پر نہ پڑے  
 آج کے لئے یہ جب کہ اس بات کا یقین ہو گیا کہ اس  
 گوارہ کی شروع ہوئی دعا حق ہوئی تو یہاں سے نکلنے کا فیصلہ  
 کر کے اپنے گوارہ چھوڑا۔ روایتی ہے کہ اس نے اسی گھر کے  
 دروازہ پر اسلحہ دیا جہاں اس دنوں لوگوں کو کھینچا رہا۔ دونوں  
 لوگ بے ہوشی سے فرش پر پڑے تھے۔ اس کی قتل ہو گئے  
 لیکن ان کی آنکھوں میں خوفِ آخرت آیا کہ جانے اب یہ لوگوں  
 ہمارے ساتھ کیا کرنا ہے۔

”میں یہاں سے جا رہا ہوں۔ تم لوگوں کی جھڑپا  
 میں ہوں گی کہ جو کچھ پیش آیا، اس کے بارے میں کسی کے  
 ماننے، زبان سے نکالنے میں یہ باخبر تشریف یہاں چھوڑ کر  
 جا رہا ہوں۔ میں اس ایک خطا سا چاقو بھی چلا ہوا ہے۔ اب  
 چاقو دونوں کے اوپر ہے کہ کیسے لور کھینچ رہی ہیں اس تک پہنچ کر  
 ایک دوسرے کی ریشمی کٹ کر اس قبضہ سے نجات حاصل  
 کرتے ہو۔ مگر ناگوار ہے تو اپنے والدین کی آواز تک انتظار  
 نہ کرنا۔ اور خود نہیں کھول سکتے ہیں اسے اب جا رہا ہوں۔“

ہائے۔" اس نے تاہم ترش فکریں سے کافی کاٹنے پر  
موجود ایک میز پر رکھ دیا اور یہی تھا ۱۹۴۵ء میں اس سے باہر نکل  
گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ اس سے پہلے انہیں کھول بھی سکا تھا لیکن  
مسئلہ وہی تھا کہ مکمل کارروائی ہونے سے قبل اس کا آزاد ہونا  
مخاسب نہیں تھا۔ دوسرے ایسا تھا کہ اسی پھول کی سوا کے  
ذریعے انہیں مستقل جا۱۹۴۵ء اور دو فضولی مرتبہ چھوڑ کر بھی  
داد پر آجاتے۔ وہاں سے نکل کر وہ سیدھا اس پارک کی  
طرف گیا جہاں کی دوسری جانب اس نے اپنی بائک رکھی کر  
رکھی تھی۔ پارک کے ایک دروازے سے دوسرے  
دروازے کے درمیان بنی چائے نوشی پر سے گزرتے ہوئے  
اس نے دور سے سے دیکھ لیا کہ وہ وہاں اس کی بائک کے  
قرب کھڑے ہیں اور پڑی عرق رچی ہے اس کا جائزہ  
لے رہے ہیں۔ اس نے قریب کھڑے کچھ سے پہلی کافی تو  
دور تک گئے۔

”ہاں، ایک گھنٹہ ہی ہے جو حق ہے؟“ دونوں میں سے زیادہ  
 فرد سید حضرت سے اسے سمجھو گئے تھے اور دریافت کیا۔  
 ”جی جی جی ہے۔ آپ کو کوئی اور شخص ہے؟“ اس  
 نے جان بوجھ کر ایسا جواب دیا کہ اس نے سوچا کہ اس سے زیادہ  
 بحث کرنے کی کوئی شخص نہ کرے گا اور ہاں کہہ دے گا۔

”میرا اس کو چھوڑنا تھا ہے یہاں۔ ہم تو جیسے ہیں  
 جیسا کہ انت سے اس خوشی میں جیسا ہیں کہ جانا کوں۔  
 چلتے ہوڑ سا نیکی پر ہم اچانک نہ کیاں گھڑی نہ گیا ہے۔ ہم تو  
 پائیں اسٹیشن فون کے اطلاع دیتا جا ہے جسے اس گھڑی  
 ہوڑ سا نیکی کے بارے میں نہیں وہ بڑا دنوگ بھی شاید آج  
 پر کام ہی میں تان کر سو گئے ہیں۔ اس کے کوئی فون ہی نہیں  
 ملتا۔“ ”نہ ہوں جاناے کس بات پر زور دے رہا تھا۔  
 تھا۔ وہاں کے فون نہ ملنے پر یہاں سے ایک گھڑی  
 ہوڑ سا نیکی کے آگے سے نکل جانا ہے۔“

”آپ نے ٹھیک ہی کہا برآباد اس قبیلے کی یہی رو  
رکھا ہے۔ اس نے مائے چھ کی دکان سے خریدی کئی اشیاء  
کے قبیلے کی طرف اتار دیتے ہوئے خاص طور پر ایک لکڑی تو دو  
دوہوں حضرات میں بھیجے گئے ہیں وہ مولہ صاحبان میں یہ  
چھ جاتے ہوئے ایک دم سن کر رہے۔

”یام آج ماے چہ سے سر پہنے گا۔“ قلی سے گزرو  
کر دایکس ماے چہ کی دکان کی طرف جاتے ہوئے وہ  
نریاب بیڑا یا تو اس کے کان پر بھسکی گاڑی کا ساڑن بن  
رہے تھے۔ اس نے بانگ اس ریستہ ران کے سامنے لے  
جا کر روک دی جہاں چہ کی دکان کے کچن سامنے موجود



رواگی سے گلے سے لگا کر اسے چارم فون نمبر پر اور کڑوا ذہنی ٹھیس کر دے گئے تھے جہاں سے انہیں اپنے وطن کی محسوس کی جاتی تھی۔ اس وقت وہ اپنے ہی ایک نمبر پر رہ رہ کر ہاتھ دھو رہا تھا۔ سوچ رہا تھا کہ یہ کدو کا لہجہ کتنا سنا کر تھا۔ لیکن اس قسم کے رازوں میں شریک نہیں کیا گیا تھا۔ لیکن اسے اپنا مطلوب نمبر پر کدو کا لہجہ دیکھ کر ہنس پڑا۔

”شیر نے اپنی سلطنت میں قدم رکھ دیا ہے۔“ اس نے لہجہ کو گوارا دیا تھا۔

”جنگ کے جانوروں کی اطاعت قبول کرتے ہیں۔“ دوسری طرف سے جوابی کدو گوارا دیا کیے گئے۔

”ہم پانی پیتے ہیں اور تھوڑی دیر بعد دفنی جانے والی ہیں جس سے سوار ہونے والے ہیں۔“ کدو گوارا دینے کے لیے اسے

باعت اس نے تم میں سے عشاق ہو گیا تھا اس لیے انہوں نے آرام سے خریداری عمل کی اور ہمارا کدو بھی عام میں جا کر پاس چھوڑنے کے لیے ساتھ ساتھ اپنی شیڈ بھی بنا ڈالی۔

”جنگ نے ان کی دیکھ بھال کو باہل چھوڑ کر کے رکھ دیا۔“ کدو گوارا دینے والے نے انہیں بازو کے قریب اور اپنی کمر کاٹ کر ان کے وقت وہ انہیں دیکھ لیا تو آسانی سے شناخت نہیں کر سکا تھا۔ ان کے لیے شناخت کی یہ تہہ ہی ضروری تھی۔

”تھوڑی مرضی ہی اگر ہو تو دنی کے لیے میں نے کھٹ کھٹا دیا ہوں۔“ اس نے ان کے چہرے کا حقیقت کو دیکھ کر زیادہ اصرار نہیں کیا اور ایک اور دیکھ بھال کی۔

”نہ نہ... یہ کدو کا کام اس میں غور نہیں کرنا چاہیے۔“ کدو گوارا دینے والے نے اس کے لیے اس دوسری دیکھ بھال کی۔

”نہ نہ... یہ کدو کا کام اس میں غور نہیں کرنا چاہیے۔“ کدو گوارا دینے والے نے اس کے لیے اس دوسری دیکھ بھال کی۔

”تھوڑی مرضی ہی اگر ہو تو دنی کے لیے میں نے کھٹ کھٹا دیا ہوں۔“ اس نے ان کے چہرے کا حقیقت کو دیکھ کر زیادہ اصرار نہیں کیا اور ایک اور دیکھ بھال کی۔

”نہ نہ... یہ کدو کا کام اس میں غور نہیں کرنا چاہیے۔“ کدو گوارا دینے والے نے اس کے لیے اس دوسری دیکھ بھال کی۔

SOLE DISTRIBUTOR of U. A. E

WELCOME BOOK SHOP

ASOSHI SUSPENSE PAKIZAH SARGUZASH  
P.O. Box 27869 Karama Dubai Tel: 04-3961018  
Fax: 04-3661015 Mobile: 050-4245817  
E-mail: welbooks@emirates.net.ae

Best Export From Pakistan

WELCOME BOOK PORT

Publisher, Exporter, Distributor

All kinds of Magazines, General Books and Educational Books

No Urdu Bazar, Karachi Pakistan  
Tel: (92-21) 3269351, 3269358 Fax: (92-21) 3263888  
Email: welbooks@hotmail.com  
Website: www.welbooks.com

ماہ 2015

ماہ 2015

ماہ 2015

ماہ 2015



یاد سے پیش اس کے اطلاق کی۔

”فہمک ہے۔ تم جانتے ہو کہ میری جگہ کے پاس آپ سے ملوں گا۔“ اس نے جواب دیا اور پھر انہوں نے ملاقات کے لیے وقت، ایک دوسرے کے محلے اور سڑکوں اور راز ملے کر لیے۔ اس ساری گفتگو میں انہوں نے مشکل سے ایک منٹ ہی صرف کیے تھے۔ بی بی اسرار نے کوکال کا ٹی ادا کر کے وہ باہر چل آئی۔ اس بی بی اسرار سے اب بھی کئی کئی سال پہلے کی طرح لگتا تھا۔ وہ بڑے تھے چنانچہ اسے جمیل میں انیسویں سے منگھوڑے کا ماسٹر مل گیا تھا۔ اس بی بی اسرار کی خصوصیت اسے پہلے ہی عورت کر لی تھی اس لیے اس کا انتخاب بھی ناقص تھا۔ کال سے فارغ ہو کر وہ استاد پر دانی چھوڑ کر گھر چلی آئی۔

”ابھی میں نے یہ کچھ بات عرض کی تھی۔ کیا تم کو یاد ہے؟“  
 سچی کر ہی کہا میں گئے۔ ”خیر یاد رکھ کر اس لئے کہ وہ تھا۔“  
 ”اے کے اچھو دوش۔“ اس نے کوئی عرض نہیں کیا۔ وہ  
 جس زندگی میں قدم نہک چکا تھا وہاں باطنی کی طرف سے بھی  
 روٹھنا ہے چنانچہ کس کو تھا اور ہی پہلے کی طرح وہ کڑے  
 دکھائے جا سکتے تھے اپنے لیے اس نے جس زندگی کا انتخاب  
 کیا تھا اس میں کسی آدمی اور مرد اور خانہ بدوش کا سارا اعزاز  
 اختیار کرنا لازم تھا۔ ایسی زندگی میں معمولات نہیں ہر ہے،  
 پندرہ تاپہ نہیں ہوتی اور مہیا رات کا تم نہیں کیے جاتے۔ جس  
 خود کو دلت کے اہل سے ہے چھوڑ کر مطلوب مقام کے حصول  
 کے لیے ہاتھ دھوئے جاتے ہیں وہ بھی کسی کر رہا تھا۔  
 ”تم کس پلے تھے تھے؟“ سونے خانے سے  
 ایک بھاری کمال کرکھا ہے اس سے اس سے پوچھا۔  
 ”کچھ کام سے کیا تھا۔“ اس نے مختصر جواب دیا۔

”کچھ باتا نہیں چاہتے؟“  
 ”کیا کہوں۔“  
 ”فیک ہے کچھ کیا۔“ اس نے بے پرواہی سے  
 شانے لپکا لیے اور چوڑی طرح کچھ پوس میں مصروف ہو گیا۔  
 چند منٹ بعد ہی بچے کا اسٹن ہوا دونوں بھی اس میں  
 سوار ہو گئے۔ بس آگامہ سوچی، سبک روختی سے فاصلے سے  
 کرنی ہوئی سوچی پتہ نہ رکھ کر ٹال سے گزرا کر وہلی کی حد میں  
 داخل ہو گئی۔ وہلی کی حد میں داخل ہوتے ہوئے انہوں  
 نے راستے میں کئی قارم پاؤسز دیکھے۔ سانجی مسافر وہلی کی  
 زبانی معلوم ہوا کہ ان قارم پاؤسز کو شادی جیاد اور دیگر  
 تقریبات کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔ بس نے انہیں غصہ  
 میں اسٹاپ پر اتار دی اور دونوں سانجی رشتے میں دلچسپ بات

سہولت کی طرف رجوع ہو گئے۔

ان دونوں کے پاس ایک ایک سفری بک کے ساتھ  
ساتھ بیٹھ کر ان کے لیے جو ضروری چیزیں تھیں ان کا انتظام  
کسی بھی میں جا کر وہاں کمرہ ایک کمرہ کرتے اور پھر ان کا  
کمرہ کر کے ساتھ سفر کی طرف روانہ کرتے۔۔۔ اپنے بھی  
تعمیر کے لیے کافی رہتا ہے کی ضرورت ہوتی ہے جو  
ان کے پاس نہیں تھیں۔ اس لیے پھر ان کو وہ اس شخص  
لی لیے جس سے انھیں دہلی میں اپنے لیے رہنے کی  
جگہ ملے گی۔ سو ان کو اس بار سے میں بیکر ختم ہوا تھا لیکن  
ان کے ساتھ رکھنے والے کو باوجود اس کے اپنے کو ان  
ختم کا انتظام نہیں کیا۔ وہاں مسکن تو تھا۔ وہاں  
ان کے پاس نہ تھا وہاں ایک کمرہ کے لیے آج کل وہاں  
لیے رہے وہاں کے کمرے کا شمار پانی کے لیے دہلی  
ختم کے لیے اس کا یہ ہے کہ وہاں رہے وہاں ان کے  
نہیں تھا۔ وہاں تھا کہ وہاں ان کے لیے وہاں  
ہو گیا ہے جو وقت گزرنے پر ان میں آنے کی ضرورت  
ہوئی ہے۔ تاکہ ان کے پاس رہے یہ ان کی تو اس کے  
لیے رہے کی کہ ان کی گئی۔

جانتی تھی کہ مجھ کو اس کی ہاسٹس سے ملے گا۔  
 انھیں خیر آگیا۔ وہ مہمانی کا منت سے نکل کر  
 نے صفحہ دہار پاس والی ٹیبلٹیں کے ساتھ پورے  
 لکھا تھا جو اس کی گوری رنگت پر چڑھ رہا تھا۔ ان پر اس  
 نے اپنا ٹیبلٹ لکھا تھا چنانچہ یہ شہر بار لکھتا تھا۔ اس  
 لکھ چکا تھا کہ اس کے لئے مانتے ہوئے ہو گا۔  
 "وہی باتیں لکھ رہی ہیں کہ ہے، کہاں حاضری  
 کہاں نہیں؟"

”کیسے جاؤ، چاہو، دیکھو، کلام اللہ کی یہ جادو  
 ہوا۔“ اس نے بھی جہلی کو دیر جا اور سکھاتے  
 ساتھ لے کے باہر آ کر چڑھا دیا۔  
 ”آپ سے مل کر خوشی ہوئی۔ فرمائیے میں آپ کی  
 خدمت کر سکتا ہوں؟“  
 ”لی اٹھو تو ہمیں سب سے پہلے کسی راجہ کا  
 دربار ہے۔ اس کے ساتھ اپنے لیے فانی دستہ جمع  
 کرنا چاہیے اور اس کی سرحد پر دیکھ کر ہوں گی۔“ اس نے  
 سے اپنی ضروریات سے مختلف آگاہ کیا۔  
 ضرورت ہی نہیں تھی۔ اسے اس شخص سے پہچاننے کے  
 لیے اس نے کیا تھا کہ وہ ان کی ضروریات پر مبنی کرے۔  
 ”شک ہے۔ وہ سب جانتے گا۔ مجھے یہ حوصلہ

[illegible]

ہندوستان کی سرزمین پر پہنچا تھا اور بے تحاشی لڑاکو فرما کر  
پھیل کر گیا اس سے اندازیں لے کر ہی جانے گا۔

"چلتے، اب چلتے ہیں۔" اسے اندازہ بھی نہیں ہوا کہ  
مسکو کا شکار کرتے ہوئے وہ کتنے گہرے خیال میں غائب کیا  
تھا۔ نئی انجین والے نے آکر دوبارہ مخاطب کیا تو حال کے  
مطرح میں وہ انجین آگئی۔ نئی انجین والے سے اس نے اس کا نام  
روایت نہیں کیا تھا۔ اس نے بھی ان سے اس بارے میں  
کچھ نہیں پوچھا تھا۔ انجین ناموس کی ضرورت ہی نہیں تھی۔ بس  
انجین مطلوب تھا کہ وہ پاکستان کے لیے کام کرے ہی اور اس  
سے اسے کسی قسم کے سوال و جواب کی گنجائش نہیں تھی۔

پھر سے کچھے بازار سے گزر رہے ہوئے وہ پھول ہی  
جانے کن کن گھمبے سے گھماتا ہوا انجین ایک مکان تک لے  
گیا۔ مکان پر پادہ پڑا انجین تھا اور پادہ سے پھٹنے میں ہی ٹکنا تھا  
کہ بیٹوں کی مانی حالت زیادہ ابھی نہیں ہے۔ اس آدمی نے  
دروازے پر دستک دی تو ایک جوان لڑکے نے دروازہ  
کھولا۔ انجین دیکھ کر اس کی آنکھوں میں چمک سی آگئی لیکن  
پتلا وہ سب نفازی کا مظاہرہ کرتا ہوا دروازے سے ہٹ گیا۔

وہ دونوں نئی انجین والے کے پیچھے مکان کے اندر داخل  
ہوئے۔ مکان کی حالت اندر سے بھی خرابا دہن کی تھی جیسا  
پادہ سے کچھ کرنا تھا وہ قائم کرنا تھا۔

"پہلے تھوڑی خانگی دستہ بزدلی کی تیاری کے لیے  
کام شروع کرتے ہیں۔" اس نے انجین کی لاگ لپیٹ کے  
اندر داخل ہوتے ہی کام کی بات شروع کر دی۔ تھوڑی ہی  
دیر میں وہ دونوں ابی کے ادھر اس کے سامنے کے کم و کمر پر  
پہنچے۔ کمرے میں روٹنی کا حصول انتظام کر کے ایک چار پر  
ٹکی چارستان دی گئی اور وہ دونوں ان کے چروں پر چھاپا پڑ  
آزادے ہوئے وہ تینیں ٹنگ ملیں میں ان کی تصویر بنی پلٹے  
پلٹے گئے۔ ان کے سامنے آدھ چھٹی تھیں لیکن ایک دوسرے کی  
ترغیب دینے کو وہ اندازہ نہ کر سکتے تھے کہ یہ دونوں ہی افراد  
میک اپ کے لیے ہی بنائے گئے۔

"میں نے تصویر بنانے کی تھیں۔ گھیر پڑا ان پر حیرت  
کام کر کے آپ دونوں کے لیے قی خانگی دستہ بزدلی تیار  
کرادوں گا۔ اس کام کے لیے مجھے بس قی خانگی مہلت  
دیکر ہوگی۔ اس کے بعد آپ آدھ ادریں گے کہ طبع چل جلی  
کہ ہندوستان پھر میں چھاپا پڑے ہوئے پھرین۔ آپ کی  
شائستگی کے سلسلے میں کوئی آپ پر شک نہیں کر سکے گا۔" اپنا  
کام مکمل کرنے کے بعد اس نے انجین آگاہ کیا جبکہ اس کا  
سامنے خانگی سے مراد ساز و سامان بیٹھے گا۔



"جیک۔ یہ کام تو ہو گیا، ہائی دوسرے  
 حالات۔۔۔؟" شہزاد نے اس کا گھر پہنچا کر دے  
 استدار کیا۔  
 "نہیں پادشاہ فرماؤں گے جیت اور میں میں آپ کو ابھی  
 دے دیتا ہوں۔ رہائی کا مسئلہ ابھی میرا سامنی آپ کے  
 ساتھ جا کر حل کروا دے گا۔ صرف آج ہی آپ کو یہ پناہ  
 دے گی، کل سے تو آپ بھی کسی ہوائی میں آسانی سے قانونی  
 طور پر قیام کر سکتے تھے۔" اس نے جواب دیا۔ اس دوران  
 میں اس کا سامنی سامان سمیت گھر گئے کے بعد واپس آیا۔  
 "جیک! اسے لی ایف کا کارڈ ہے اس کی دوسرے آپ  
 پر دے دیں۔ یہ وہاں تک نہیں ہے، یہی رقم حاصل کر سکتے ہیں۔  
 اس کا کارڈ حاصل ایک اپنے شخص کے اکاؤنٹ سے ہے جسے  
 مرے ہونے کی پانچ سال گزرنے سے پہلے مل گیا۔ جیک کے پاس  
 رہا کر رہے ہیں۔ اکاؤنٹ میں ہم نصف رقم ملے گا۔  
 کر دے رہے ہیں اور ظاہر ہے جیک کے پاس یہ کارڈ  
 بھی موجود نہیں ہے کہ یہ رقم کہاں سے آئی ہے۔ چاہے آپ  
 لوگوں کے بکڑے جانے کا کوئی امکان نہیں ہو گا۔ بشرطیکہ  
 آپ اہانت، جوشیاری اور احتیاط سے کام لیں۔" اس نے  
 ایک کارڈ شہزاد کے ہاتھ میں جمادیا پھر اپنے سامنی کو اشارہ  
 کیا تو وہ بالکل اگرت نکڑا ہوا۔  
 "آجے، میں آپ کو کبھی تک چھوڑ دیتا ہوں۔" اس  
 نے انہیں ساتھ لیا اور گھر سے نکل گیا۔ اپنے سامنی کی طرح  
 وہ بھی انہیں بچے کیوں سے گھبراہٹا ہوا سامنی بازدار واپس لے  
 آیا اور ایک پھرنے سے وہیں میں لے کر داخل ہو گیا۔  
 "اور اورو بھائی کیا حال ہے۔۔۔ بھائی اور بیٹے سب  
 جیک ہیں؟" کاؤنٹر پر بیٹھے ہوئے شخص سے گرم جوشی کے  
 ساتھ صاف کرتے ہوئے اس نے پوچھا۔  
 "اور سے اوپر تم۔۔۔ جیسے وہاں پھر پھر گیا۔ مگر  
 پر بھی بہت دنوں سے نہیں آئے۔ شہزادی بھائی اور بچے نہیں  
 یاد کر رہے تھے۔" کالو کے نام سے پکارے جانے والے  
 شخص نے بھی جوا گرم جوشی سے صاف کیا جس سے انہیں  
 اندازہ ہوا کہ ان کے ساتھ آنے والے جوان کے اس سے  
 خاصے خوش گوادر ہے۔ ٹھکانہ تعقدات ہیں۔ کاؤنٹر والے  
 شخص نے اسے راہول کہہ کر پکارا تھا۔ اب یہ بھی معلوم تھا  
 کہ یہ اس کا اصلی نام تھا اور راہول کا روپ و عمارت یہاں  
 دور تھا۔  
 "تو میں تو اپنی مصروفیت کا معلوم ہی ہے لالہ بھائی۔  
 بھی جیسا تو بھی وہاں۔ ایک جگہ تک کر سکتے تو کل جوں

میں بھی باگھی کی آئے۔"  
 "ہاں، مجھے سب معلوم ہے۔ تم سماں لوگ  
 بدعاش ہوتے ہو۔ یہ جیو آگ کی کس جیو دیا ہے  
 کے جیک کے گھر سے ایک میل کرنے کی تیار کر رہے  
 لالو نے کھنگھنگاتے ہوئے پوچھا۔  
 "اور سے کہاں لالہ بھائی! تم راہ لوگ بھی خوش  
 کرتے ہو۔ میں ایسا ایک ملیر ہوتا تو خوش میں اپنا بھی  
 اور کوئی ہوتی۔" اس نے عجیب و غریب انداز کی کوشش  
 کی۔  
 "مجھے ہے خوف نہیں۔ جیو۔ مجھے سب معلوم  
 تھا راہی چار سو بھی گا۔" کالو نے اس کی بات کھنکھاتے  
 سے انکار کر دیا۔  
 "اچھا صحت دانوں کی اب سہانوں کے سامنے  
 تو نہ کرو۔ وہ میرے چاچا کے بیٹے ہیں۔ ہائی  
 گھوڑے کھرنے کے لیے گئے ہیں۔ جوں دلی میں  
 کے پھر کے کل جا چکے تھے۔ تم اپنے ہاتھ میں ان کے  
 "دینے کا ایک کتا ایک کر دو۔" وہ بڑی خوبصورت  
 مطلب کی بات پر آ گیا۔  
 "کیوں نہیں بھی، جبر سے بھان لیا تو ہمارے  
 نہیں ہوئے۔" اس نے اٹھ کر شہزاد اور سوسے  
 پھر دوبارہ راہول کی طرف متوجہ ہوا۔ "وہاں کے  
 جاک۔" اس نے نام بتا دیا جسے جیک پکارتا تھا اور وہ جاک  
 اور بچے کے خانے میں کالو کی پتا بھی سمجھا دیا۔ اس کی راہ  
 لالو نے شامی کاغذ امتدہ دیکھنے پر بھی اصرار نہیں کیا  
 کر کے کی چالی خال کر ان کے سامنے کاؤنٹر پر رکھا۔  
 چائی کے ساتھ شنگ ٹک پر کر انہیں جھرمکھا ہوا تھا۔  
 "اچھا ابھی، شہزادے کے لیے کرے کا انکھار ہو گیا  
 تم آرام سے یہاں رہو اور جہاں چاہے گھر ہو۔  
 اب جانا ہوں، ایک شہزادی کا کام سے جانا ہے۔" کالو  
 ہی اس نے ان دونوں سے کہا اور صافانے کے لیے  
 آگے چڑھا۔  
 "اور سے یاد رکھی بھی کیا جلدی ہے؟ تم سے گھبراہٹ  
 تو بچے جا۔" کالو نے اسے دہرایا۔  
 "نہیں، راہی مجھے کچھ جانتا ہے۔ یہی فرصت لی  
 آ کر بھائی کے ہاتھ کے بچے کو بھی لے پائے گا۔  
 ابھی تم میرے صے کی جانے میرے سہانوں کو بچے  
 ہاتھ کا کارڈ ملے گا وہاں سے روانہ ہو گیا۔ اس کے  
 ہوتے ہی کالو نے ایک پرہیز کر دیا کہ ان دونوں کو ان کا  
 دکھانے کا حکم دیا۔ کرے میں کچھ کر سکتے ہیں۔ ایک ایک

پہنچا۔۔۔ بہتر ہو گیا۔  
 "شہزادے دوست کے کچھ ہیں۔ کھانا تو دور کی  
 بات ایک رات کی جانے تک کا کھانا پکا۔" کالو نے پچھا کر ستر  
 پر بیٹھے اس سے تمہرا کیا۔  
 "نہیں یہاں تو کھانا اور سے نہیں آئے ہوئے ہیں  
 کو نہ۔ ہمارے خاطر مہمانت کرتے پھر۔ انہیں  
 ہونے سے جو ہو گا کہ چاہے قیادہ انہوں نے کیا۔ تم کھا  
 کو۔ چاہیے ہو تو انکھ ہال میں بیٹھے ہیں یا نہیں کھا لیتے  
 ہیں۔ یہی نہیں والے سے بیٹھے والے سہانوں میں سے  
 ایک سہانوں میں کام لگاتے ہوئے اس نے سلو کی بات کا  
 جواب دیا۔  
 "نہیں، کہیں باہر بیٹھے ہیں۔ ذرا میری بھی ہو جانے کی  
 ہو گا۔ میں کھا نہیں گے۔" وہ جو بہتر پائیے لیتا تھا کہ جیسے  
 جاک اور کھانے کے سہانے حال ہو، یکدم ہی باہر جانے  
 کے لیے تیار ہو گیا۔ شہزاد نے بھی ستر گرائے ہوئے اس کے  
 پرہیز کر کے تیار کر دی۔ اسے معلوم تھا کہ یہ صرف سلو کی  
 چاہیے ہی تھی۔ جیسے وہ راہول کا سامنی ہو کہ اسے اپنی  
 آسانی سے نہ حال نہیں کر سکتے۔  
 ☆ ☆ ☆  
 جادوئی نے اپنے سامنے بیٹھے سامنے چند کھانے سے  
 دیکھا۔ وہی اصلی طریقہ لباس اور نرم سے کاغذ دینے والے  
 خوش تھے اس شخص کے جس سے انہیں کھانا بخور کا کھا  
 جانے سے انہیں ہلکے ہو گئے تھے۔ یہی شہزادی صفا رکھنے والا  
 آئی ہے۔ یہی ایف بی والوں کی گھر میں آئے۔ اس لیے آیا تھا  
 کہ انہیں ان پر راہول کا سہارا دینے کے ساتھ ساتھ انہیں اس  
 کے ساتھ بھی دوا دے جو ان میں شہزاد کی کس بھی کھانوں کی  
 گھٹا نہ ہو۔ راہول کی بھی وہ بہت اہانت کاغذ ہاتھ میں اور  
 دیکھات کی دے۔ بڑی چالاکی اور خاصوشی کے ساتھ تو جوں  
 کھانا کھانے کے مشن پر جتا ہوا تھا اور اسوں تک بات  
 ہوئی کہ ان کا ساتھ دینے میں لالو اور علی میں اختلاف فوٹو  
 کے رکھنے پر وہ کے شریک تھے۔ وہ کتنا ہی شریف  
 صورت کی نہیں بہت پرہیز پر تو کھنکھیں تھیں کہ ان کے ان  
 گھٹا نہ ہو۔ غیر قانونی وجوہوں کی بنی گئی ہیں کو نہ ہی  
 ہو۔ وہ سب جانتے تھے لیکن پابندی سے کھنکھنے والے  
 قیادہ نے ان کی زبانیں بند کر رکھی تھیں۔ اب جاک پر  
 سے صحت انکھانت سے تو انہیں چارو پانچ راہی کی دکان پر  
 لپکا یا مار مار کر پھاڑ کر پھاڑ کر پھاڑ کر پھاڑ کر پھاڑ کر  
 لپکا یا پھینچا اس وقت بہت جرات ہوا کہ جب اسے

کھانا دیا  
 اور سے ہی یہ امکانات ملے کہ محفل رخصت قبول کر کے  
 رائے چند کو آزاد کر دیا جائے۔ انہیں پھر جوشیاری تھا۔ اس نے  
 موقع کا خوب فائدہ اٹھایا اور رائے چند سے مول تول کر  
 کے خاصی بڑی رقم انہیں میں کامیاب رہا۔  
 رائے چند کے لیے اصل اہانت آزادی کی قیاسی  
 نے مذہبی قیمت ادا کر کے اپنے لیے آزادی خرید لی۔  
 چاک بیٹے نے شاہی سو فیو رکھا ہو کہ یہ نقصان اپنے  
 غیر قانونی وجوہوں سے بعد میں پورا کر لوں گا لیکن اسے نہیں  
 معلوم تھا کہ کھانے سے نکلے کے بعد وہ اس سے بھی بڑی  
 مصیبت میں پھنسنے والا ہے۔ اس نے گھروں کر کے اپنے  
 بیٹے سے رقم منگوائی اور پھر اسے واپس بھیج دیا کہ تم واپس  
 جاؤ، میں ابھی گھر کی دیر میں آ جاؤں۔ قاتلے میں اس نے  
 خود کو گرفتار کرنے والے انہیں کے ساتھ جانے بیٹے ہوئے  
 یہ جانے کی کوشش کی کہ باقاعدگی سے کھنکھنے والے خزانے  
 کے وجود اور اس نے اس پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ اگر معمول  
 کے خزانے سے ذرا بھی رقم اور کاغذی نوڈہ دے بھی جاسکتا  
 تھا۔ انہیں بھی کھا کی آدمی تھا، کچ اور بیوی کو آج میں  
 مانے ہوئے اسے یہ کہانی سنی کہ ملو کھنکھوں میں سے کسی  
 نے اوپر کھانیت کر دی تھی کہ رائے چند کی ایک دکان دار  
 کھانے میں شکایت اور گدی قیوں کا کاروبار کر رہا ہے اس  
 کے خلاف ایکشن لیا جائے۔ انہیں بی صاحب نے قاتلے  
 فون کر کے ایکشن لینے کا حکم دیا تو جیو کھانے حرکت میں آتا  
 پڑا۔ صحت اتنی کم تھی کہ وہ پہلے سے اسے اطلاع بھی نہیں  
 دے سکا کہ اپنی دکان سے ساری شٹوک بیچ دی جانے  
 تھیں اب قیادہ قیادہ کر کے کے لیے اسے آزاد کرنے کو  
 چاہے۔ اوپر والوں کو وہ یہ کہانی سنا سکا تھا کہ چھاپے میں  
 رائے چند کی دکان سے پھر باہر نہیں ہوا اور کھنکھ کے بیٹے  
 میں بھی نہیں کو اس سے انہیں کوئی معلومات حاصل نہیں  
 ہو گئی تھیں کی بنیاد پر اسے شٹوک قرار دیا جاسکتا چاہی  
 معمولی سیسہ سے بھر پھونکا دیا گیا۔ بہت مشکل میں اس پر  
 تھی رائے چند پر سخت غور ہو گیا جانے کی۔  
 یہ ساری کہانی سن کر رائے چند میں دھواں تھا  
 سے روانہ ہو گیا کہ اس کے دوست انہیں نے بھلا۔ ایک  
 بڑی رقم لینے کے بعد اسے بہت بڑی مصیبت سے بھلا لالو  
 مشکل میں بھی اسی طرح اس کی مدد کر رہا ہے گا۔ یہ تو  
 انہیں کو معلوم تھا، نہ رائے چند کو کہ مشکل اس کے لیے تھا  
 بلکہ ایک بات ہوتے والے ہے۔ قاتلے سے بھی کر رہا تھا اور  
 یہی بھلا تھا کہ کسی ایف بی کے آدمیوں نے اسے پھر لالو پر







دعوات تھیں۔ مثال یہ کہ تم پر قسمت ہوا اور وہ تم پر کہ ان میں سے کسی اور پر یا کامیباں کیجئے جو نے کا التزام نہیں ہے۔" جادوئی کا جملہ عمل ہوا تو راتے چند خاص دینی حالت میں ہونے کے باوجود باقی لوگ سے بچل چلا۔

"..... یہ تم پر ہوا التزام کا وہ ہے۔" اس نے جادوئی کی کوشش کی۔

"یہ التزام نہیں حقیقت ہے اور کتنی فحش ہے اس کا اعتراف اس بات سے ملو کہ کچھ بچے کی نگاہوں سے تم کو ہاری گھرائی کر رہا ہے۔" میں چھٹی یہ بھی جانتا ہوں کہ یہ گھرائی کس نتائج سے ہو۔ لیکن اگر وہی جادوئی ہے۔" اس نے راتے چھ کو تازہ شروع کیا کہ کس کے نتائج تو اسے خبر ہوا کے غریب بھیرہ کے خونے کا حاصل کرتے ہوئے دیکھا گیا تھا اور اب تک یہ طریقے سے اس کی گھرائی کی جاتی رہی ہے۔

"تم لوگوں کو خطہ بھی ہوئی ہے۔ جس طرح کا تم ذکر کر رہے ہو، اس دن میں اپنا دل کا ضرور تھا لیکن اب بھی ان کی رہائش لیتے۔ اس کے چہ میں بھرتی ہے اور اس کا علاج اس اپنا دل سے ہوا ہے۔" راتے چند نے ایک بار پھر اسے چھانے کی کوشش کی اور نہایت مصیبت سے بولا۔

"میں تو جان بھی نہیں ہوں کہ تم ضرور دینی میں جس شخص کا نام لے رہے ہو وہ کون ہے اور کبھی جانتا ہے؟"

"اس شخص کو تم جانتے ہو۔ میرے آدمی بندے کی کوئی ہوئی یادداشت دلائل لانے میں ایک بہت تھا۔" جھپٹیں سب یاد آجائے گا کہ ضرور کون ہے اور تم نے اس کے خونے میں حاصل کیے تھے۔ یہ کوئی گرائے حالت نہیں ہے جو مجرم جو نے دلائل دے کر خود کو چھالے۔ ہم دلائل نہیں صرف حقائق بننے والے لوگ ہیں۔ اب یہ چھاندی مرضی اور تو بے برداشت یہ حصر ہے کہ تم کوئی اور بھی سچا سمجھا شروع کرتے ہو۔ البتہ ایک بات کا میں نہیں چھین دلا دوں کچھ اگلے ایسے نہیں سوچ کی آغوش میں بھی پتا نہیں ملے گی۔" جادوئی کا لہجہ سنا کہ ہو گا۔ راتے چند کے لیے اس کے دل میں آدمی کی کوئی رشتہ بھی نہیں۔ ایک طرف وہ سب سے بڑے دشمن کا ایک حقیقت تھا تو دوسری طرف موت کا بیج پانی۔ ایسے شخص کو تو اگر اسے اختیار دیا جاتا تو وہ سات بار اذیت داک موت کی سزا دیتا۔ اس وقت بھی اس نے اشارہ کیا تو راتے چند پر قیامت ٹوٹ چلی اور وہ اپنی جگہ بیٹھ بیٹھ کر ہی طرح خزا نے لگا۔ یہ خبر میری ہی رہی، وہاں توجہ کی جیسا کہ اب اس کی کری میں اور ادنی کی تھی۔ وہانی کری میں چند کیلئے کے لیے اور نے دلی رہتی دے راتے

چہ کے ملے سے بھی ملو گی۔

”میرے آدمیوں کو آؤ کہ تم خطبات اور خطبات  
اختلافی قلموں کا حصہ کرنے والے کن کن لوگوں سے واقف  
ہو اور مارے کن کن سوداگروں سے تمہارے روابط ہیں  
میرے ان دوسروں کا جواب حاصل کرنے کے لیے یہ لوگ  
تم پر اتنا ستم ڈھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں کہ تمہاری دوسری  
بلایا اچھے کی نگین ہے اسے تمہارے جسم کا ساتھ چھڑنے کی  
اجازت نہیں دیں گے۔“ داسے چہ کے علی کے بھگے سے  
بچنے کے بعد اس نے ایک بار پھر اسے دھکا دیا اور کہنے  
سے باز ہو گیا۔ داسے چہ کی نگین اس کے خاتونہ میں  
کمرے سے باہر تک آتی تھیں۔

☆ ☆ ☆

”واہ بھئی کہ کتنا تک کہا ہے ابھر کہ۔ میرا جو دل چاہتا  
ہے کہ تم سے کم ایک ہفتہ دلی میں رہیں اور جس وقت وہی  
جائیں میرا کہ کتنا کہا گیا۔“ ستر موہن دیکھتے ہوئے سولے  
ہوم ٹرکس کے قریب دلی اور ستر موہن میں جلی جلی ہوا کی  
”تم بھیا کہ کہ جب ٹھانی کر تو تلی مون سٹان  
کے لیے اپنی تیار کر بیٹھ لے آؤ۔“ غریب دل میر کر دلی کے  
کھانے کھا، دلی دھال میں آج پوری ہے پھر اچھی پوری تھی کہ  
مکھ۔“ ستر داسے دھکا دیا۔ اسے غریب دل۔

گل دات کھانے کے لیے وہ اسی ہوئی آئے تھے۔

سلوکو جہاں کا کھانا اچھا پڑا تھا کہ وہ اس سے راضی ہوئے  
وقت نہایت کا پہلے سلوکو کو کھانا کھا۔ غریب دل کو سلوکو  
کرنے کی عادت تھی اور اس کا پہلی خاکہ یہ سارا وہاں  
اس ہوئی کی انتظام بھی فراہم کر سکتی تھی جہاں وہ ستر سے  
ہوئے تھے لیکن سلوکو خندہ پڑے اسے نہایت کے لیے نو اور دلی  
اس ہوئی آئی ہے آقا اور پھر وہیں فراہم کیا جانے والا  
ہوئے نہ نہ نہ نہ۔

ناشتے کے بعد وہ دلی چولہی اور پھر کھانے  
رہے۔ ہزاروں کی خاک کھانے کے بعد انہیں نے  
غریب داسے دھکا دیا اور دلی کے اسٹیشن کا دورہ بھی  
کیا تھا۔ اس طرح انہیں یہ معلوم ہو گیا تھا کہ دلی سے باہر  
جانے کے لیے انہیں کن ذرائع سے اور کن اوقات میں  
کولہات میں لٹی لٹی ہیں۔ اس آواز کو دلی میں ان کا چھاپا تھا  
وقت گزر رہا تھا اور ہر گھنٹہ ایک ایک بار پھر وہ  
ہوئی ہی تھا۔ غریب دل کے نزدیک انہیں میں پھر تھکا کے  
لے اپنے چہرے سے لے لڑا جانے میں کوئی رنج نہیں تھا

اس لیے اس نے اس کا مطالبہ تسلیم کر لیا اور اب کہتا کہ اس نے جو سونے کھانے کی شانیں میں عرب الملائکہ تھا۔

”آپ کو پتا نہیں ہے اسٹارڈا روپے کو لگتا ہے کہ میرے ہاتھوں میں شاہی کی کبیر نہیں ہے لیکن اگر کسی افغان سے شاہی روپے کو صرف یہاں کے کانوں کی خاطر میں یہاں اپنی سونے کا پتہ نہ کروں گا۔۔۔ بلکہ میرا کروں گا کہ اپنی بیوی کو شیف کی فریجنگ دلوانے کے لیے بیکہ حرم یہاں ملازمت دلوا دوں گا۔ میں بہت کم عمر ساری زندگی کے پیش ہیں۔“ سلو

اسی روز میں تھا اس لیے خوشی گوارہ لیے جسے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ اس کی گفتگو کا یہ حصہ شروحات بچکانے کے لیے اس کی بیوی پر آنے والی دھڑکیں نے بھی سنا اور سرگرداں خوشی دہی سے ہوئی۔

”ہمارے لیے بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ نے ہمارے کانوں کو پتہ کیا۔ مجھے یقین ہے کہ آپ جب بھی وہاں رہیں گے، ہمارے کانوں کا بھی سنا لیا جائے گا۔“

”میں یہی نہیں لیکن میں شروافتی ہے کہ کھانا آپ کے ان خوب صورت ہاتھوں سے صرف ہوتا ہے۔“

”خوب صورت ہاتھوں کے اس سوا میں آپ کے ان خوب صورت ہاتھوں کا بھی بڑا دل ہے۔“ دھڑکیں کی دھڑکی کا بڑا ماننے والے سلو نے خوشی سے اسے جواب دیا۔

”اسی روز کا وہی سہرا میں نے مجھ پر بھی صرف ہاتھوں سے کے لیے یہ ملازمت کی ہے اور نہ میرے پاس ہاتھوں کی کوئی ہے اور نہ ہی کوئی یہ علم ہوتا ہوئی، میں کسی انجمن کو نہیں بلکہ چاہوں گی۔“ اس نے انھیں بتایا پھر یکدم متوجہ ہو کر گفتگو کرتے ہوئے ہوئی۔ ”اگر آپ کو کسی اور جگہ کی ضرورت ہو تو آزاد کر سکتے ہیں۔“

”میں نہیں۔۔۔ جو کہ ہے، وہی بہت ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں سے سلو کو کچھ سکتی ہیں۔“ اس بار سلو کے ہاتھوں نے اسے جواب دیا۔ وہ خود ہاتھ کھانا کھا کر پتا ہوا کہ کچھ پتا ہوا ایک دھڑکی سے ساتھ سلو کی اس غیر ضروری کچھ گفتگو کو پتہ نہیں آتا تھا۔ کتنا یہ مہول دور غریب ہو سکتی تھی وہ تھا تو ایک چور کو کچھ کاغذ ان کا حصہ چنانچہ اس کے ساتھ، چور کی کچھ نہ کچھ جڑے سے ہر حال میں چور سے چور ان کے نزدیک یہ بات تھی پھر ہندوستان حرکت تھی کہ ایک دھڑکیں اس طرح گفتگو میں دھڑکیں دے اور جہاں اس کی حرکت کا پتا ماننے کے سوا اس سے کچھ نہیں رہتی تھی۔

دھڑکیں نے بھی اس کا پتہ چاہا، لہذا خاصوٹی سے وہیں سے ہٹ گئی۔

”تم بھی بڑے بڑا آدمی بنو گے اور...“ انکی خوب صورت لڑکی انکے کمرے میں بیٹھ کر اسے بھانڈا دے۔ ”سوتلے ایک اور قسم میں ڈالتے ہوئے اس کی دیکھ بھال۔

”خوب صورت لڑکیاں غریب بھی ہوتی ہیں۔ اگر تم خوب صورتی کو دیکھ کر اس طرح کہتے، تو ہم کئی بڑی مشکل میں بھی پھنس سکتے ہیں۔“ شہزاد نے اسے تسکین۔

”مظنون سے ڈرنے والے اسے آسان ہم سمجھا۔“

سوتلے نے بے نیادگی سے اسے دیکھ دیا اور شرب کا گلاس اٹھا کر ایک بڑا سا گھونٹ پیرا۔ اس کے اس اہمراز پر شہزاد اسے خطا سمجھ کر روک دیا اور وہ کی شرب پینے لگا۔ ابھی مشکل سے اس نے دھونکتی سی پے تھے کہ ڈانگ ہال کے ایک سے شہزاد سامنے آیا۔ وہ دونوں ہی اس طرف متوجہ ہوئے۔

”کون سے والی ایک بیوی نہیں پر وہیں آدمی موجود تھے اور پتھر پر تلے انکے کھانا کھانے کے لئے والی دیکھیں اس بیڑ کے قریب پھر آ رہی تھی۔ بیڑ کے گرد بیٹھے تھے آدمیوں میں سے ایک نے دیکھ کر کہا تھا تم کھانا کھاؤ اور وہاں ڈانگ ہال سے اپنا اٹھ چڑھنے کے لیے کہہ دی تھی۔“

”یہ بات تو اب نہیں چھوڑے گا۔ تو ہمارے میں کو بھا جیتی ہے اور اس میں کو شافی اس سے لے کی جب تو ہمارے بیڑہم میں ایک رات گزیر سے کی۔“ دیکھیں کے کہنے پر ان کا ہاتھ چڑھنے کے ساتھ اس شخص نے اپنے عزائم کا اظہار کیا۔ ”اب اس لڑکی نے اپنے دوسرے آدمی ہاتھ کا طریقہ اس کے ساتھ پر دے مار ڈانگ ہال میں اس وقت کی لوگ موجود تھے کسی پر تھہرنا شروع ہوتے ہی سب کھانا چھوڑ کر اس طرف متوجہ ہو گئے تھے اور انکی خاموشی سے یہ سب دیکھ کر، ہے ہے جیسے ان پر تھکنا ہو گیا ہو۔ لڑکی نے اس شخص کے ساتھ چھینا تو خاموشی کی وجہ سے اس چیز کی کوٹا پر دے ڈانگ ہال میں چلی دی۔

”بڑی چھٹی ہے۔“ سوتلے نے پر لب تبصرہ کرتے ہوئے تیل ہانے والے اہلکار میں ہنست بکھرا۔ دوسرے لڑکی کے چھوڑ داتے ہی جیسے ایک بیوی چل آ گیا تھا۔ چھوڑ کھانے والے آدمی کے ساتھ بیٹھے، دونوں بندے غصے سے جھگڑاتے ہوئے کمرے ہوئے اور انہوں نے شہزاد جانوروں کی طرح لڑکی کو روک دیا۔

”سہلی! ہمیں انکی جگہ کر دیا ہے ہاتھ اٹھائے۔ ہمیں تو ہم بولی بولی کر کے جتنی کہیں کو کھلا دیں گے۔“ وہ بڑی طرح اس لڑکی پر پل پڑے تھے اور ہمارے چلے گئے۔

”شہزاد اور سوتلے اس طرح کہہ کر کھجکت دیکھا







کر دیا بلکہ یہ بھی کیا کہ وہ میرے ہونے والی کا ہونے والا سارا  
تھکان خود میرے لیے۔ "ابن دونوں کے قریب کھڑے ہوتے  
ہوئے اس نے سہانگی سے کہا۔  
"چلو، یہ تمہارا ہے لیے اچھا ہو گیا۔ اب ایسا ہے کہ  
ہم دونوں بچے ہیں۔ تم اس لیے چاری دیکھیں کی اور ایک  
دفعہ کروا کر اسے اس کے گھر پہنچانے کا بندوبست کرو۔"  
شیر کو جب دیکھ کر اس نے داری بھی شہزادے کی سنبھالی۔  
اصل میں وہ سولہ کے دلہائی پن اور بے باکی سے دھڑا خاک  
دیتا تھا اس لیے عوام نازک صحافت پر گھٹ و خنجر کی اسے  
داری اور شہزادہ سنبھال لیتا تھا۔  
"صحتی سراج سے لوگوں میں سے کوئی یہ صحت نہیں  
کر سکتا کہ ادا کو غولی کہنے والی صورت کی بد کر سکے۔  
ہاں آپ کی بات اگلی ہے۔ آپ میں صحت بھی تو ہی آپ  
نے دانا کے آدمیوں پر ہاتھ ڈالا اور سب سے بڑا کہہ کر  
ادا نے خود آپ کے لیے سولی کا اعلان کیا ہے۔ اس لیے  
میرے بڑا دیکھ اسے اس کے گھر تک پہنچانے کے لیے آپ  
سے ہلا کر کوئی نہیں ہوگا۔" شہزادہ کا جواب سن کر ابن دونوں نے  
ایک دوسرے کو ہنسی سے دیکھا۔ یہاں ان کے ساتھ کافی  
آہنی گتے چڑی دانا حامل ہو گیا تھا لیکن وہ دانا چڑی نہیں کر  
سکتے تھے کہ اس سادے۔ شہزادے کا سب بننے والی دیکھیں  
ان کے ساتھ تھی۔ اپنی ہم کر لئی کو پہنانے کی کوشش کرتی  
وہ خوب صورت لڑکی تھی ہونے کے ساتھ ساتھ اس وقت  
خفت ہوا ساں بھی تھی اور شہزادی قاک اس مشکل کھڑی میں  
کوئی اسے سہارا دے۔ ابن دونوں سے ہی انکار نہیں ہو سکا۔  
دیکھے بھی جب وہ اس کی خاطر خطوں سے ہل جانے کی  
خطرناک حرکت کر چکے تھے تو مگر اسے اس کے گھر تک پہنچا  
دینا تو نہایت خطرناک کام تھا۔  
"او کے ہم یہ کام کر رہے ہیں۔" شہزادے نے شیر پر  
اپنی رضا مندی کا ظہور کر دیا اور سولہ کو اشارہ کیا تو وہ ایک میز  
پیش کیا کرتا کرتے ہوئے ستون کے ساتھ بڑھ چلا بھی  
دیکھیں کی طرف بڑھ گیا۔  
"یہ کچھ ہے۔ اس کی ہر ہم پتی کر دانا کے کام  
آگیا۔" شیر نے اپنا پس ٹال کر اس میں سے مگر  
نوت نکالنے پر وہ شیر باد کی طرف بڑھانے۔  
"تو تمہیں اس کی ضرورت نہیں ہے۔" اس نے  
انکار کر دیا اور سولہ کی طرف بڑھ کر پھر پیش سے لڑکی کی  
ترجیحی کرنے کے بعد اسے سہارا دے کر گھڑا کر چکا تھا۔  
شہزادے اسے دوسری طرف سے سہارا دیا اور پھر دونوں

اسے لے کر چوری دانا کے اڑنے کی طرف بڑھ گئے۔  
باہر نکل کر انہوں نے ایک آواز گھاروا اور لڑکی سے  
کہا پھانے لگا۔ لڑکی کے پھانے کے بعد آوازوں نے  
کمرے کا سارا اٹے ہوا اور وہ اس طرح لڑکی کے  
طرف روانہ ہوئے کہ لڑکی وہاں میں بھی تھی اور دونوں  
اس کے نام کیا گیا تھے۔  
راتے ہر ان میں سے کسی نے کچھ نہیں کیا تھا۔  
شہزادے نے ایک بار راتے میں کسی ٹیکے یا پتھار کی طرف  
جانے کے بارے میں ضرور احتیاط کیا لیکن لڑکی نے  
انکار کر دیا۔ اس نے بھی اصرار نہیں کیا۔ اس نے  
خدا کے ہاتھوں بنے، دلی ہو گت کے نتیجے میں لڑکی  
ہر وقت چھٹ گیا تھا۔ راتے پر کافی بڑا سا گھڑا اور  
اور اس کے ساتھ وہ بھی لڑکی اور شہزادہ بھی تھے۔  
یہ سحر اور اس کا لاس بھی پھانے ہوا تھا۔ وہ لوگ اسے  
کسی پتھار جانے تو انہیں جواب دینا چڑتا کہ لڑکی کے  
ساتھ کو اور پتھار ہے۔ چاہیں نہیں ہونے کی وجہ سے  
ہستال کی انتظامیہ پتھار کی آواز سے نکل اسے ٹرینٹ سے  
کے لیے بھی تیار نہیں ہوئی اور پتھار سے ساتھ کرنا ان کے  
اپنے حق میں سبب بنتا۔ وہ بھی اس صورت میں کہ  
ادا آپ کے بندے سے مگر بے پنے تھے اور ان  
پاس کافی دانا چڑی تھا۔  
مطلب یہ ہے کہ لڑکی نے دیکھا کہ ادا اور وہ  
پتھار آئے۔ دیکھے والے کو اس سے کہنا تھا کہ اسے  
لڑکی اور ادا سے پردہ دیکھ دے بھی تھی۔ وہ بچے لڑکی  
طرح تھا جس پتھار نے پتھار سے ہوا دینا چھڑے ہوئے  
تھے۔ لڑکی نے دانا سے پردہ دیکھا وہیں اب کچھ ہمارے  
دانا دیکھا۔ اور ادا کو لے دانا شخص مجھ پر غریب تھا۔  
نے پھانے والی لڑکی پر بھی ہی بھان بھن کر لڑکی کی جگہ  
سے لڑکی ہوئی تھی۔ سر کے بال اور دانا ہے۔ وہ ابھی بھی  
تھی اور اسے دیکھ کر لڑکی کا تھا کہ اسے نہانے ہوئے لڑکی پتھار  
یا مگر شاہ سے گزرتے تھے۔ دانا دانا سے پر سوار ہوا  
بڑا کا ایک بچہ کا سامنے ہوا۔  
"تو کیوں یہ وقت آگئی میری بڑا غریب کر لے؟"  
اس نے لڑکی کے اچھے کی طرف توجہ دی اور تھی اس  
کے پیچھے کھڑے وہ انہیں کی طرف۔ اس نے دیکھ کر  
بڑا بڑا اور محو ہوا اور ابھی پلٹ گیا۔  
"آپ دونوں اندر آجیا۔" لڑکی نے اس کی  
طرف دیکھا وہ دیکھ کر ہنسنے لگا۔

"میرے خیال میں پہلے میں آپ کے لیے کسی  
پتھار کے ساتھ میں اور پتھار کا سہارا  
لے آؤں۔" شہزادہ اندر جانے سے دانا سا پتھار۔  
شہزادے پاس فرسٹ ہاؤس میں موجود ہے اس لیے اس  
جگہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس نے ستر لڑکی کو خوش  
ی تین تین کے باعث ہونوں سے سکی بھی لڑکی۔  
"مگر تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ آپ کے گھر والے انہوں  
کی سزا اور ذور تک میں آپ کی حد کر دیں گے۔ ساتھ  
میں آپ کو بھی کمر لے لیں گے گا۔ اور اسے آرام آجائے گا۔  
پتھار کے اڑنے کے مطابق تو آپ کو کوئی بھی بہت زیادہ  
تیری چٹ نہیں تھی ہے۔ مگر یہ ہی چھ دن پانڈی سے  
دانا کی پتھار آرام کر لیں تو طبیعت بہت ہو  
پائے گی۔ البتہ آپ کو محسوس کریں کہ کوئی اندر لڑکی کھڑے  
تو ہستال پتھار ہے گا۔" شہزادہ اب دیکھنے سے دانا پتھار  
کے ساتھ تھی۔  
"میرے کوئی گھر والے نہیں لگے۔ صرف ایک  
گھر والے ہے جو جانتے ہوئے میں نہیں ہوگا۔ میری حرم پتی  
کر دانا میں ہو کر ہے یا مجھ سے ہر دلی کرے۔"  
بہت توجہ سے ہی لڑکی نے لڑکی اس کے لیے میں انہوں کی  
نی اور لڑکی بھی ہوئی۔ البتہ دونوں اس کی انتظامیہ پر  
چٹ سے گئے تھے کہ ان کی گھر اور کافی ہی پتھار نے دانا  
لڑکی کو بھی خود ہی ادا کی تھی اس لیے انتظامیہ میں بھی  
تھی ایک پتھار پتھار پر ہی انہیں محسوس ہوئی تھی۔ ستر پر تو  
اس انتظامیہ کا پتھار ہی ادا ہوا اور اس نے لڑکی کو  
اس اتار پتھار کا۔ کہتے ہوئے لڑکی بھی لڑکی ہی ادا تھی۔  
لڑکی پر اس انتظامیہ سے اتار پتھار حاشا نہیں ہوا تھا  
پتھار پتھار سے ہوا۔  
"او کے ہم اندر لڑکی کی پہنچ کر رہے ہیں۔"  
"جھپک پتھار۔" اس نے گھر ہوا ایک اور خود اور  
داخل ہوا کہ انہیں بھی اپنے پیچھے آئے گا پتھار کیا۔ وہ دونوں  
پر خوش ہوا سا گھر تھا جس کے دور دراز سے فریٹ لگا  
دلی تھی لڑکی انہیں لے کر ایک کمرے میں داخل ہوئی۔  
"آپ لوگ یہاں نہیں، میں کپڑے لٹکا کر لوں پھر  
فرسٹ ہاؤس لے کر آتی ہوں۔" انہیں وہاں تھا کہ وہ  
کمرے سے باہر نکل گئے۔ پتھار نے اس کے ہی لڑکی  
رہے تھے لیکن اس نے نہت کر کے خود اس حد تک سنبھال  
لیا تھا کہ کسی کے سہارے کے پتھار میں تھے۔ اس کے باہر نکلے  
سے ہر انہوں نے کمرے کا جانور لیا۔ کمرے میں سستا

کھڑا رہا۔ کھڑا اور فرسٹ ہاؤس ایک ہے۔ اسے استعمال شدہ داری  
بھی ہوئی تھی۔ البتہ سولی خوب تھی۔ دہار پر ایک لڑکی کا  
رہا بھی لگا ہوا تھا جس میں بہت سی کتابیں بھی تھیں۔ ان  
کتابوں میں سے زیادہ تر انگریزی زبان میں تھیں  
اور سولہ کا شرفین شہزادہ سے ان کے نام بڑھ کر ہی  
پتھار تھا کہ وہ خاصی سولی کتابیں تھیں۔ مگر کا سر ت زیادہ  
باہر اور لڑکی کے شہزادہ کو پتھار پر یہ کتابیں یہاں انہیں ہی تھی  
تھیں لیکن انہیں خود لڑکی بھی لڑکی اس ماحول میں۔  
"سوری، آپ لوگوں کو انتظار کرنا پڑا۔ میں اپنے  
زخموں کو دھونے کے لیے پانی گرم کر رہی تھی تو سوچا چاہئے تھی  
پتھار۔" پتھار پر ہوا اور دانا کمرے میں داخل ہوئی تو نہ  
صرف لہاس بدل بھی تھی بلکہ چرواہا کہ زخموں پر مرہم دیکھ رہا  
بھی لگا لیا تھا۔  
"آپ نے جانے کا ٹھٹھ کیا؟ ہم تو آپ کی  
دور کے خیال سے اندر آگئے تھے اور آپ اس تکلیف میں چ  
لگے۔" اسے جانے کی ٹرے سے ہر دیکھنے دیکھ کر شہزادہ  
نے سہانگی سے کہا۔  
"تکلیف کی کوئی بات نہیں ہے۔ آپ نے میرے  
لیے خود کیا ہے بڑے خطرے میں دانا تو کیا میں آپ کے لیے  
پتھار بھی نہیں دے سکتی تھی۔" اس نے دیکھنے سے بچے ہوئے  
جانے لگا۔ پتھار ان دونوں کی طرف بڑھا گیا۔ پتھار  
جس اور صاف تھری تھیں اور ان میں موجود پتھار نے بھی خوش  
دیکھا اور خوش ہوئی۔ پتھار نے پتھار کی بہت اچھا لگا۔  
"تھٹھ ٹھٹھ۔۔۔ میں نے کہا تھا کہ اصل کمال آپ  
کے ہاتھوں کا ہے۔ اب دیکھیں، یہ جانے ہوئی اور اس کے کسی  
شہزادے نے تیار نہیں کیا پتھار کے جسے کی لگ رہی ہے۔"  
پتھار کو نہت ہر تے ہی سولہ نے خوشی سے شہزادہ کا جس پر وہ  
ہوئے سے بھی پتھار ہلا سا کرنا کہ چپ ہو گئی۔ لڑکی پتھار  
تھوٹی کے ہر اس نے ایک بار پھر خوشی لٹکا لگا لگا لگا۔  
"کیا میں اپنے محسوس کے نام جان سکتی ہوں؟"  
"کیوں نہیں، میں۔ پتھار میں اور پتھار سے دوست  
بندہ میں ہیں۔ ہم دلی محبت کے لیے آئے ہوئے ہیں۔"  
سولہ نے لڑکی کے سولی کا جواب دیا۔ دوتا سا گھر داتا  
اور پتھار لڑکی کو نہت لڑکی کا کہ اس کے کہنے پر  
شہزادہ کا اصرار نہیں ہوگا۔  
"میرا نام مانگو ہے لیکن یہاں زیادہ تر لوگ مجھے آٹا  
کہتے ہیں۔" اس نے بھی اپنا قیادہ کر دیا اور پتھار بولی۔  
"مجھے محسوس ہے کہ آپ لوگ گھر کے لیے لگے ہیں اور







جسمانی اعصابی اور خاص کمزوری  
شوگر، بلڈ پریشر کی وجہ سے پریشان  
سریض زندگی میں ایک بار اسے ضرور  
استعمال کریں اور تمام عمر نفع دے رہی

ایسی خواہشیں کیلئے بھی مفید ہے جو شوگر کی وجہ سے کمزوری میں آتی ہیں۔

2500 15

وقت نسیب سیریاور

سولے، اپنی بیٹی کو اپنے عزیز و اقارب کے ساتھ لے کر چلا گیا۔  
 کھڑے ہو کر بیٹے کیلئے مشورہ کیا کہ اگر وہ اپنے گھر سے چلا جائے  
 تو اس کے ساتھ ساتھ اس کے ساتھ ہی رہے۔ اس کے ساتھ ہی رہے۔ اس کے ساتھ ہی رہے۔  
 اس کے ساتھ ہی رہے۔ اس کے ساتھ ہی رہے۔ اس کے ساتھ ہی رہے۔

گروہوں کے بارے میں ہر ایک کا خیال ہے۔ یہ بھی کرنا

جائے۔ کہیں کہیں ان میں فرق ملے

یہ جامعہ ایچ ایف ایف کا ادارہ ہے جس سے لیا گیا ہے

کتاب: **2000** | تاریخ: 2000

2000年12月

تیل کی کمی سے آیت الہی کی سبھی کھیتیں

آج کے بچے اور ان کی تعلیم کا کام کیا ہے؟

کوری ایک ۱۰۰ صرف ۱۲۰۰ ہے



ماہنامہ روضہ واذا اللسان فی قصیدہ

**0345-6397367**

**0300-4280816**

(38)

تو خداوند نے اسے فوج پر تو کسی نے دلا دیا جو اسے خوب  
 میں تھے میں اور ابراہیم کا کہیں نے خود سے امر نہیں کی  
 میں جہاں ہو کر اپنا پاسا ہوا مگر تو فرما۔ میں اس ابراہیم  
 ہی کیونکہ ان کو بھی کہیں نے کہاں کی محبت میں نہیں  
 دیا۔ میں اس اور اپنی زندگی کو باختر دینے کے لیے  
 دیا ہے تو انہیں نہیں کہتا کیونکہ ان میں سے کوئی  
 ایمانیت آف دوح بھی نہیں سکتا تھا۔ کئے والے اس  
 اس کے ساتھ مجھے پایا اور ساتھ کے حریہ دوڑے ابراہیم  
 ہے جسے۔ پایا کا خیال تھا کہ میں نے اس بات کو بھی  
 نہیں تھا کہ انہوں نے وہ سے میری شادی نہیں  
 دی۔ اس لیے میں نے اعلان پر حرکت کر کے ان کی  
 بات اچھڑتے کا انتظام کیا۔ اور ساتھ کو بھی طرح دے  
 لے مونس کی ہنگ چڑھی تھی۔ ایک طرف میرے حلاق  
 نے تو کہاں سے شادی کو نہ کام لاد دوسری طرف یہ  
 شادی کہاں کی اپنی شادی سے پہلے کسی کی جگہ پر ہی تھی۔  
 مجھے سے پوچھا تو وہاں دجانی تھے اس نے ابراہیم  
 کو کہیں کے کان میں روک کر مجھے نے بھی اپنی بات دیا۔ وہ  
 کی بھیجی کی جگہ میں بیٹھے سے سے اپنی کو کہیں ساتھ نے  
 کہی میں یہی تو شادی کے بعد اتنی جلدی چلی گی  
 اتنی دانی تھی۔

انہوں نے باپا کا انعام خاصاً کسی سے سبھا کرنا نہیں  
چاہا۔ ان کے اصرار پر جیو دھن کر اس کے سامنے کھڑی ہو گئی اور  
تسبیح کی کہ وہ وہی ایسی اسے نصرت کر دے کہ اسے اس  
دوام کو ہی ثابت کرے۔ کچھ دیر بعد وہی جاننا تھا اس لیے نصرت  
کر دیا۔ مرنے والا باپ اس سادہ سے دعا کے ساتھ کسی کی اہم  
ت سے بھر کر دوس کی کہ وہ سب کے سامنے اچھا یہ انعام  
لے گا۔ میری دھمکی نے ان کو اکر دیا اور وہی نے اعتراض کیا  
کہ اس نے صرف مجھے میں یہ بات کہی تھی وہ اسے ایسا  
کیا کیا نہیں تھا۔ میں بڑی جلدی پیچھے نہیں ہٹی اور کہہ کر بیٹھ  
گئیں۔ صورت کر دیا ہو گا کہ وہ دوسروں کے ہاتھوں میں  
لنگر کا بیج نہ گیا ہے۔ وہ ج سے اکر نکلتے۔ اسے نصرت  
کرتا ہی نہ تھا۔ لیکن میرے بیٹھ کر دے اس کی جان  
بچانے کی اپنی بھی نہیں تھی۔

”فرمانہ سکتے ہو کہ ایک صورت کے لیے پختہ نام  
 اور نام ہی ہے کہ اس کے کردار پر اعلیٰ افواہی جائے اور یہاں  
 تو معاملہ بی بی عزت سے بھی زیادہ گہرا۔ آگے چلی کر میری  
 دل کے لیے رہا کوی ہو گا جس پر یہ آواز نہ توڑے۔“

اپنے محلے سے بھی نہیں گئی۔ بابا نے اپنے طور پر  
کھانے کی کوشش کی کہ کھیں میرا وہ ہے سے دوبارہ راجہ کو  
دیکھ کر کہیں کا ہے لیکن کاہر ہے انھیں انکی کوئی سن نہیں تھی۔  
گزرے سے پانچ سالوں میں ہے نہ صرف شادی کر چکا تھا کہ  
پرہیز مینڈیا سے اجتناب رکھ مینڈیا کا سفر بھی لے کر گیا تھا  
تک پہنچاں سے ساتھ سے کے وقت وہی نہیں رہ کر ان کے لیے  
کام کر رہا تھا۔

[illegible]

زیادہ بھی لے کر آئی تھی۔ میرا اورادو تھا کہ مجھے سچا سچا  
علاقہ گروہ اورادوں کی اور بعد میں زندگی کی کاغذی چالوں  
بجائے کھلم کھلا دست کرلوں گی۔ کمالیہ ملک ہو جائے تو میری ہاتھ  
تھپو کہ کر مٹا جائیں میری ساری پانچ دھڑکی دھڑکی کی دھڑکی  
تھی۔ میں نے احتیاط کے پیش نظر خدمت کی مدت میں کوئی  
سے سبکدوش رکھا تھا۔ بعد میں وہ مجھ سے ملا تو پہلے سے بھی  
بہتر حالت میں تھا۔ میرے پیچھے کسی نے اس کے خلاف  
توجہ نہیں دی اور وہ آزادی کا پرچہ لے کر زیادہ خدمت  
نظر کرنے لگا۔ اسے اس حالت میں دیکھ کر میں نے سر جھپٹ  
لیا کیا کیونکہ اس کو ہنسنا تھا۔ جس وقت کی اور اسے علاقے کے لیے  
اچھال میں اپنے منت کر دیا۔ ابھی خاص رقم خرچ کرنے  
کے بعد وہ کچھ سنبھلا تو اس نے شادی کے لیے رت لگا دی۔  
میرا اورادو تھا کہ وہ چوری خرچ بھیجے ہو جائے پھر شادی  
کروں گی۔ میں خود بھی ان دنوں اپنی جاہ میں اپنے جیب

ہونے کی کوشش کر رہی تھی لیکن کمال نے رٹ لگائی کہ میں اس سے فوری طور پر شادی کروں ورنہ وہ ڈاکٹر سے خط لکھ کر چھوڑ دے گا۔ مجھ کو اچھے اس کی بات مانتی چڑی تھی۔

میں اگر پایا ہے سے یہی شادی کرو۔ یہ تو اس کے ساتھ وہ  
 کر میں ہی زندگی گزار رہی جو مجھے پسند تھی۔ لیکن انہوں نے  
 اپنی ضد جاری کرنے کے لیے مجھے اتنی طر طرح ایک سسلی کیا  
 تھا کہ میرا دل ان سے خراب ہو گیا تھا۔

”پندرہ سو پانچ سال تک میں ساجد کے ساتھ ایک  
آپن ہاؤس زندگی گزار دی اور خود کو خوش خایر کرنے کی  
اداکاری بھی کرتی رہی لیکن پھر میری زندگی میں ایک  
انتخاب آیا۔ کمال، ساجد کا چچا زاد بھائی تھا اور بٹے کی لت  
میں مبتلا تھا۔ والدین جب اس کا علاج کروا کر واکر پارک  
تو انہوں نے میرے سسر سے ہدایہ کی درخواست کی۔  
میرے سسر اسے اپنے ساتھ لے کر گھر آ گئے اور یہاں اس  
کا علاج ہو نہ لگا۔ ٹھہری یہی کیفیت ہے۔ یہاں کا خیال  
رکنا چوں بھی میرا فرض تھا۔ پھر کمال کا بھائی بھی ایسا تھا کہ  
مجھے لگا میری بہن شہدہ زندگی کو کوئی مشورہ نہ کیا۔ یہ کھانے  
پینے، کچھ نہ بھرنے کے سوا بھی تو زندگی بیکہ ہوتی ہے؟  
میں میں نے فغان کی کہ کمال کو بٹے کی لت سے نکالنا ہے۔  
میری توجہ اور نصیحتوں کا اس پر ایما اثر ہوا اور وہ کسی حد تک  
اپنے علاج کے لیے تعاون کرنے لگا لیکن ایسا نہیں تھا کہ وہ  
پاکل ہی لئے کو بھول چکا ہو۔ ایک دن میں نے اس پر ضرب کیا  
کہ وہ دن کے وقت کو بٹے کو ہاتھ نہیں لگا سکتا لیکن رات کو جب  
میں اس کی نگرانی نہیں کر سکتی تو شوکر نے نکلے۔ اس نے  
مجھے جواب دیا کہ اس کا دل یہ ہے کہ میں دن رات اس کے  
ساتھ رہنے لگوں۔ اس وقت تو میں نے اس کی بات کو  
غیر ادراک کر دیا لیکن بعد میں وہ چلتے پھرتے میری بات  
کرنے لگا۔ اس کا کہنا تھا کہ اگر اسے میرا ساتھ مل گیا تو وہ  
خود کو سدا دے گا۔ میرا دماغ بھی ایک دن پھر کمال  
نے سوچا کہ میں ساجد کے گھر دو کہ جو بہن شہدہ زندگی گزار  
رہی ہیں اس میں میرے لیے کون سا سکون ہے۔ اگر میں  
کمال کی بات مان لیتی ہوں تو میرے کرہے نہ پر ایک  
کارنامہ ہو گا کہ میں نے ایک شخص کی زندگی کو بچا لیا۔ میں  
پھر سب کچھ چھوٹ گیا اور میں یہاں بھی گئی۔ ”وہ اپنی داستان  
زندگی بتا رہی تھی اور وہ سانسوں کے ہتھے چارے تھے۔“

”چوب آسانی سے تو نہیں ہاں گناہ... تمہیں غامی  
حکایت الہامی بڑی ہو گی“

”دو تو اٹھانی چڑی تھی۔ جب میں نے ساہجہ سے  
 علاقہ کی تو یہ طرف بھڑک پڑا۔ سب لوگ مجھے سمجھانے  
 لگے کہ میں ایسی کھلی نہ کروں یہاں تک کہ چار چن سے میری  
 رسوا ہو جائے۔ اچھا، یہی ہو گا، دو دو گئے، دو گئے، دو گئے،







اپنی اہلیہ کے چہرے پر۔ "وہ تو وہ دونوں ہی اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ مائٹو کی صاف سختی اور اس کے اس کے ساتھ ٹھکڑے کرتے ہوئے انہیں یاد ہی نہیں رہا تھا کہ وہ دونوں کا کرہ اور اور کرہ ہے۔ لیکن انہیں اس کے ساتھ اس لب و لہجے میں بات کرنی چاہیے۔ لیکن اب کیا ہو سکتا تھا؟ اب تو یہ کمان سے لٹل چکا تھا۔

"آپ غلط دیکھ رہی ہیں۔ ہم دونوں نے اپنے حقوق سے اور وہ بھی سے اور جب بھی آپ جھکنا اور وہ ان سے بات چیت کرنے کا سوجھ بوجھ تو اس کا خاکہ اٹھا کر خود بھی بولنے کا شوق پیدا کر لیتے ہیں۔" چلتا شروع ہوا، یہ خود کو سنبھالا اور سناٹے کو مٹاتی تھی کہ کوشش کر لے گا۔

"نہی اپنی بات پر اصرار نہیں کروں گی۔ اگر آپ خود کو جھکنا میں اور دیکھ کر ہوا نے یہ مصرعہ تو مجھے تو کی تو نہیں بچھا کر آپ کے بارے میں کچھ نہ کہنے کی کوشش کریں۔"

مائٹو نے جو جواب دیا اس سے واضح تھا کہ وہ اس کی دنی ہوئی وضاحت قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ شہر بار سے بھی زیادہ بحث مناسب نہیں تھی۔ ان کے حق میں اتنا ہی کافی تھا کہ وہ ان کے بارے میں حرج کو کھینچ لگائے گا اور اسہ فیکر کرے گی۔

"جیسا چاہیے سوچا عبادی کرتے رہو گے یا جیکو کرو گے؟ میں نے تم دونوں سے کہا ہے کہ فوری طور پر وہی سے روانہ ہو جاؤ اور تم ابھی تک میرے گھر بیٹھ کر عرصہ تک بیٹھ رہے ہو۔"

"نہ ہاں۔۔۔ واقعی ہمیں یہاں سے ہٹانے کی کوشش کرنی چاہیے۔" شہر بار نے اس کی تائید کی لیکن اپنی ہکا وہ خود انہیں میں تھا کہ وہی سے فوری طور پر کسی طرح نکلے؟ ان کے دوکار نے انہیں شام کے بعد کھانسی دینا و اجازت صفا کرنے کا وعدہ کیا تھا جن کے لیے پھر زیادہ سزا دین کے لیے ہیں بھی خطرہ کہ ہو سکتا تھا کسی اب سو سو حال ایسی ہو سکتی تھی کہ یہاں خیرہ بھی مشکل نظر آ رہا تھا۔

"میرے خیال میں تم دونوں کی ہوئی وغیرہ میں غصہ ہوئے ہو اور وہاں جتنی طور پر تیار سامان بھی سوچو ہوگا اگر وہاں دھام سے اٹھام لیا جاتا ہے تو کس سے کہ اس کے آدمیوں نے اب تک ٹھکڑے ہو گئے ہیں تم دونوں کی تلاش شروع کر رہی ہیں۔ اس لیے ابھر ہے کہ اگر تیار سے سامان میں کوئی کمی ہے تو اسے دیکھ دیا دے رہے ہیں اور وہی جانے کا وعدہ نہ سول ہو۔" مائٹو نے انہیں ایک اور غصہ سے سنا دیا انہیں اس کا یہ غصہ اس لیے قابل

قبول نہیں تھا کہ ان کے بچہ میں اسے اور کرنی کے ضروری چیز میں بھی سوچو تھیں۔

"ہم اپنا سامان ہاتھ میں چھوڑ کر نہیں جا سکتے ہیں ہماری بہت کام چیزیں سوچ رہی ہیں۔"

مائٹو کے غصہ سے اس کے آدمیوں کو ہارے دم سلیم اور بولا۔ "نہ ہاں اس کے آدمیوں کو ہارے دم سلیم اور۔۔۔" وہی ان کے پاس ہماری کوئی تصویر ہے، اس نے صرف ذرا ہی ملے پتا کر ایک ایک ہاتھ میں جا کر بھیج دیا کہ ان کے لیے آٹا آسان نہیں ثابت ہوگا۔ اس بار سے پوس میں کافی وقت گزرتا تھا کہ اس لیے مائٹو نے چاہی ہے کہ وہاں جا کر کچھ سامان لے آئے۔

"بائل جیک، چلو ہم ابھی چلتے ہیں۔" مائٹو نے اس کی تائید کی اور نکلنا اور گیا۔

"تک جھٹ رو کہ میرے خیال میں، میں اس میں جھڑپا رہی ہوں۔" مائٹو نے انہیں دہرایا۔ "وہ کبھی نہ کہیں۔"

"خیر ایک سڑک پہلی ہے ٹھیک۔" میری خاطر بہت بڑھ کر تھی ہے۔ اگر تم کو تو میں اس کے ذریعے چھپنا ماناں ٹھکڑوں؟ اس دور میں تم اس کے گھر پر بھی رہ سکتے ہو۔ دو دیکھ کر کوشش کریں۔" مائٹو نے اس کا ہاتھ کر دہ لوگ نہیں حاش کرتے ہوئے یہاں سے بھی نکلی جانے لگی۔ اور تم مارے ہاؤ گے۔" اس نے بھی توجہ دینا۔

"گھر پہنچی۔ آپ نے میں جو پیش کی اس کے لیے ہم آپ کے گھر کو راہ دیا لیکن اس بات کو کسی حد تک مناسب نہیں سمجھتے کہ آپ ہماری خاطر اپنی جگہ کو خطرے میں ڈالیں۔ ہم مرد ہیں، کبھی کسی طرح خود کو بچا ہی سکتے گے۔ اس لیے تو آپ کوئی ذمہ داری کریں اور وہی کی دوسرے کو ذمہ داری میں ڈالیں۔ اب ہم یہاں سے چاہتے ہیں۔ آپ اپنا بہت بہت خیال رکھیے گا۔" شہر بار نے اس کی تجویز کی ضرورت لیکن فوراً ہی رد کر دی اور وہاں کے لیے تیار ہو گیا۔

"نہیں آپ کی مرضی۔ میں اٹھ سے آپ دونوں کی سلامتی کے لیے رہا کروں گی۔" وہی کے پیچھے وہ وہاں سے نکل آئی اور ہاتھ اپنے لیے بھی کہا جیسے کسی کو چاہیے چاہے اسے چاہی کی کچھ بھی ہوگی۔

"ایک بار پھر گریں۔ میں سب سے زیادہ غصہ ہے کہ یہی وہاں کی ہی۔" اس نے تو میرے لیے مائٹو کے

پیشہ کاروں کے بارے میں وہ دونوں آگے پیچھے اپر لگے۔ مائٹو نے اس کے لیے کسی سواری کو تلاش کرنے کے بجائے پہلی ہی چلتے ہوئی تھی۔

"چلتے بھاگتے ہم نے یہ سالی ابھی صیبت گئے ہیں۔ اب ہاں میں وہ صیبت وہاں نہیں تھا خود کر دے گا۔" قریب رہا رہی سے اس کے ساتھ ساتھ چلتے چلے اسے ہارے دم سے حال پر تیار ہوا کہ جس کے جواب میں اس نے بڑھ کر ضروری نہیں سمجھا۔ اس میں وہ کسی مناسب جگہ کی تلاش میں تھا جہاں بیکور ہو سکتا ہے جہاں تک۔

پہلے چلتے چلے کے بعد باقاعدہ ایک پبلک پارک کی صورت میں اس کی چھل گئی۔ وہاں ایک ٹیبل پر وہ کر اس نے اپنا سامان ڈالا۔ گھر کا کچھ مائٹو اور اگلے کو اسے باوجود تو سوچا کہ اس کی جیب سے لے کر کچھ گرا تھا اور وہی اسے کوئی نقصان پہنچا تھا چنانچہ اس وقت وہ اسے استعمال کرنے کی کوشش میں تھا۔

"خیر نے اپنی سلطنت میں قدم نہ دے لیا۔" وہی نہیں کیا ہر شخص غصہ ہونے کے بعد ہارنے والے پر اس نے بے شرم بولا کہ۔

"بھل کے جانو اس کی ادا مت کوئی کرتے ہیں۔" وہی طرف سے جوابی بولا کہ۔

"ہم مشکل میں ہیں۔ بیکو ذریعہ پہلے تیار ہو جس کے آؤنگ باپ میں ہماری راہ داری تھی خد سے کے آدمیوں سے بھاگتی ہوئی تھی اور اب امید ہے کہ اس کے ہارے میں یہ جگہ دھڑکتے ہوئے ہوئے ہوئے کیا تم تیار ہے؟" مائٹو نے اس کا سامان لٹا لٹے کے لیے بیکو کر کے ہوا۔

آؤنگ سے رابطہ ہونے کا شہین ہو لے پر اس نے فوری طور پر اپنا سامان بٹا کر لیا۔

"وہ گانا تو وہ تم دونوں تھے۔ اس واقعے کی یادداشت تو وہ تک پہنچ گئی ہے۔ بہر حال تم کہاں ہو، مجھے اپنی توجہ بتاؤ پھر میں تمہاری مدد کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔" وہ تیز رفتور سے چلتا ہوا اور فوراً ہی اس سے پیچھے لگا۔ جواب میں اس نے مائٹو کی زبان سے سناٹے کا کام بنانے کے ساتھ ساتھ اس پارک کے اطراف کی گلیاں بھی دیکھیں جہاں وہ اس وقت پہنچے ہوئے تھے۔

"ٹھیک ہے، تم وہی ٹھہرو۔ میں خود نہیں لے آتا ہوں۔" وہ فوراً ہی وہاں سے نکل کر آیا۔ اب ان دونوں کے پاس انتظار کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا چنانچہ بھی کرتے رہے۔ تقریباً پچیس منٹ بعد انہیں اپنے ہارے مائٹو کی

پہلی پہلی حشر نظر آئی۔

"میں اپنے ساتھ گاڑی لا ہوں۔ اس میں ایک ڈراما ہر گز سوچو ہے۔ تم دونوں رات بھر کوئی بات نہ کرنا اور ہاتھ خاموشی چھو رہا۔" کسی قسم کے تلف میں پڑے انہیں اس نے سمجھا کہ اس کی بات کی اور پلٹ کر گلی چلا۔ وہ دونوں بھی اس کے پیچھے تھے۔ وہ ان کے لیے جگہ ڈالا تھا وہ ایک کھسی تھی۔ کھسی میں ان کے پیچھے ہی سفر شروع ہو گیا۔ کھسی میں بہت اندر ایک ٹھگ لگے کے کونے پر کھسی سے اتر رہے تھے۔ کھسی رو رو رہی تھی تو ان کا پیدل سفر شروع ہوا اور وہ کھسی انہیں تلف گلیوں سے گزرتا ہوا اس گھر کے دروازے پر پہنچ گیا جہاں وہ پہلے ہی آچکے تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ آج اس نے دروازے پر دھک دینے کے بجائے جیب سے چابی نکال کر دروازے پر لگا لگا کھولا اور پھر انہیں لے لے اندر داخل ہو گیا۔

"آپ نے بڑا غصہ کیا کہ اندر دھکا پیچھے ہارے سے اتر چکے۔ اس کھسی کا کوئی بھی تیر لگ سکتا ہے۔" اور کھسی نے وہ کھسی سے بڑا شرم بولا کہ۔

"میں کیا سلیم تھا کہ وہ کہا ہا ہے۔ ہم نے تو میں ایک لڑکی کے ساتھ رہا ہوں ہوتی وہ کچھ کر اس کی مدد کرنے کی کوشش کی تھی۔" مائٹو نے جواب دینے کا فیرہ سلے لیا ہاں۔

"وہ بڑا خطرناک آدمی ہے۔ اس کے بارے میں آپ کوک اس بات سے ہی اعزاء ہو گئے ہیں کہ وہاں اتنا بیکو کر لے کے باوجود پچیس کا کوئی آدمی پہنچا تک نہیں ہوگا۔" مائٹو نے یاد کا حکم ہے کہ جہاں وہ اور اس کے ہارے کی لغزش میں اٹھے ہوں، وہاں پچیس کا کام وہ کھان بھی ٹھہر نہ آئے۔" اس نے اس کی سلطنت میں اضافہ کیا۔

"اور، آئی تھی۔ جتنی وہاں بڑا خطا ہے کہ پچیس بھی اس سے مل رہی ہے؟"

"بائل۔" وہ تیز رفتور سے گزرتا ہوا کہ۔

"تو ہر اب تم ہماری کچھ مدد کر کیے گا؟" شہر بار نے انتظار کیا۔

"میں نے راجہول کو توں کر دیا تھا۔ وہ بیکو بڑا سے کر کے آتا ہوگا۔ اس کے آئے تک تم دونوں اپنے منہوں میں خود ہی می جہلی کر لو کہ کوئی فوری طور پر نہیں کھانتا ذکر نہ۔" اس نے صرف خود وہ بیکو طبع کی جہلی میں ان کی مدد بھی کرنے لگا۔ اس کام سے قارہ ہونے تک راجہول بھی وہاں آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ان دونوں کے بیکو



تھے ہوئے تھے۔

”اوپر والی گاڑی بڑی مشکل سے اٹھ رہی تھی کچھ بھاری  
پہ چنگوٹے لڑا گیا ہوں۔ وہ بھی اپنی بات کا انتظام کرنے کے  
بعد کہ اس کی جان کی شکل میں کچھ کھنٹے۔“ اس نے  
”نہ میں بچا رہے ہوں نہ کچھ بچے زمین پر رہے تو سونے آگے  
بڑھ کر ایک ایک کھوٹا مارا۔ اسے اس کا ہاتھ لپٹے گا۔“

”ابھی طرنا چیک کر لو، بیڑی جو موجود ہے یا نہیں؟ میں  
نے تو بڑی جلدی میں سارا کام نکالا ہے۔ گھوڑے کمرے  
سے ایک ایک کالے کے ساتھ اس رنگ کے دو ایک کپڑوں اور  
دگر سٹریٹ لیٹن سمیت اس کھڑا کر آیا ہوں۔ اب اگر مار  
اور لگاؤ کی آواز نہ آئے، چیت ہو اور پھر اس تک پہنچا تو وہ اس  
سے بچو نہیں گئے کروٹے کھوئے ہوئے تو اس کے ہوش میں  
نہ تھا کہ اس سے بچے تھے۔ اسے ہندوؤں نے چھوٹے ٹکڑے ٹکڑے میں  
وہ گھوڑے زیر دستہ کر اور سناٹے کھائے۔ گھوڑے بھر  
اٹھ گئے تھے تو وہ اس کی مرضی ہو کر کرنا کھاتا ہے۔ وہ  
البتہ اس شرط پر زبان نہیں کھولے گا کہ ہونے والے کسی  
تھکان کو بھرنے کی ذمہ داری ہم اٹھائیں گے۔“ اس نے  
انہیں نصیحت سے آگاہ کیا اور ان کے سر سے لگا کر پانی کے  
بڑے بڑے گھونٹ پینے لگا۔

”بھرا بھرا ہے کہ تم یہاں سے میں کے ذریعے بستی  
تھام رہے ہیں چلے جاؤ۔ وہاں مسلمانوں کے علاوہ مجھ سے  
ہندو بھی آتے ہیں۔ تم اپنے سوجھ بوجھ کے ساتھ وہاں  
کے ماحول میں آسانی سے گم ہو جاؤ گے۔“ وہ بول کر خاموش  
ہوا تو پہلے والے شخص نے یہاں شروع کر دیا۔

”تم دلی سے باہر لھٹا جا چلے۔“ شہزیاد نے  
مطالبہ کیا۔

”سوری، ابھی تم لوگوں کی شناختی دستہ خارجہ تیار  
نہیں ہو سکی ہیں اور مجھے خدشہ ہے کہ کس تک کا وقت تک  
چالے گا۔ اس لیے بھری ہو کر کہاں میں کہاں رہا ہوں۔  
وہاں چلے جاؤ۔ وہاں تم محفوظ رہو گے اور میں خود وہاں آ کر  
خفیہ کاغذات جمع کروں گا۔“ اس نے دروغی مسکرتا ہوا تو  
ان کو اس کی بات ماننی ہی نہ تھی۔ ”ذرا دیر بعد وہ اپنے ایک  
شاخوں سے نکلتے ہی تمام دہلی کے لیے جانے والی بس  
پر سوار ہو رہے تھے۔ انہیں وہاں جانے کا مشورہ دینے  
والے ان کے لیے خود نے انہیں بتا دیا تھا کہ بس سے اترنے  
کے بعد کھڑا کر کے روگہ تک چلے جانا اور وہاں سوجھ  
سرواڑ میں سے کسی میں قیام کر لیتے۔ انہوں نے اس  
مشورے پر عمل کیا اور ایک سرائے میں کمرہ ایک کمرہ والے کے

بعد دنگر ڈائریج کی طرف خود بھی روگہ کی طرف  
گئے۔ وہاں پہنچا تو کھڑے تھے جو ہندو مسلم اور سکھ  
کے اچھے اپنی حاجتیں لے کر وہاں آئے ہوئے تھے۔  
کی بحث اپنی جگہ لیکن یہاں حیرت انگیز تھا کہ سکھوں  
میں جہاں اصل میں ہندوؤں ہی کا راج تھا اب بھی  
بڑا گھوڑی کی اپنی حالت تھی کہ وہ دلی سے گزرتے  
خوبی عرصے بعد بھی ہر ایک کے دل پر راج کرتے تھے  
عمر دلی اس کی جگہ کوئی نہیں جس کا کھنٹا تھا۔

وہ دونوں بھی کچھ دیر تک ڈائریج کے ساتھ  
خلف حصوں میں کھڑے رہے۔ کچھ دیر بعد  
کے لیے خزانہ دے کر باہر نکل گئے۔  
اس ایک کے لیے خزانہ دیا تو کچھ دیر  
لے کر وہاں آئے تھے۔ انہیں حاجت دلی تھی  
عیال کے علاوہ دے دیا تھا کہ ہر روز سکھوں کو کھانے  
کے لیے فراہم کرنے والی ایک میں خزانہ ماحول  
جائے گا۔ سوائے وہاں آ کر انہوں نے کیا کیا  
کے لیے چلے گئے۔ آج کے ہی وہ مشکل کر رہے  
اور اب ہانگر مری کی شکل بن چکا تھا۔ بولی بھی اس لیے  
ہی ہو گئے تھے۔ کھانے کی چیز پر ان کی آنکھیں

”شاہ میراے کا نام ہو گا اور نہ چلے  
میں چچو رہا ہو گا۔“ شہزیاد نے اپنی جگہ  
انداز ڈال دیا۔

”بھئی ہو، اس کو دل ہو۔ میں ابھی کچھ دیر  
چاہتا ہوں۔“ سونے کو دے چل کر وہاں آ گئے  
میں۔ مجھ را خیر تو ہی ہر چھوڑنا پڑا۔ ویسے بھی  
معمولی کے خلاف مجھ دیر تک سہا گیا۔ اس کے بعد  
اتر کر وہاں سے چلے جانے تک ایک بار گھر کی

پہلے سے یاد دلا دی۔  
”کون ہے بھائی، ذرا صبر کرنا، وہاں سے  
وہاں سے کیا اور وہاں سے کی طرف لپکا۔  
”کون ہے؟“ اور وہاں کھولنے سے پہلے  
استقامت اور پابندی کیا۔

”کچھ نہیں، اور وہ کھول۔“ باہر سے جھجھکیا  
اسے کہ شہزیاد کو شہزیاد پر کڑوت بولی کر رہا تھا  
سلیبی اچھل پڑا۔

یہ نو بھج و سبھی حیدر انسان جاری ہے  
مزید واقعات آنند و مہا مہا جملہ فرما





1000

46 *Journal of Management Inquiry* 18(1)[illegible]







نے بھی جراتی سمجھ کر کیا اور اکیس اسپتال کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ سوچو گی اس دورانی میں باہر لوگ چٹا تھا اور اس سارے منظر کو خود سے دیکھ رہا تھا۔

[illegible]

شہر دانے اسے اس کے حال پر چھوڑا اور کمرے کی دروازہ کھلی جس پر اپنی معمول کی درویشی کرنے لگی۔ ایسا ہی ہوا جو ان کرنے سے پہلے بھی کچھ اٹھ کر درویشی کرتے تھے۔ اس کا مول رہا تھا۔ تربیت کے بعد اس معمولی میں کچھ حیرت انگیز تبدیلیوں کے ساتھ اور بھی زیادہ باقاعدگی آ گئی۔ اپنے موجودہ مکان کے دوران بھی وہ اس کام کے لیے سوچ لگاتی رہی تھی اور درویشی سے قاصر نہ ہونے کے بعد اس نے یہ بیجا شک کے ساتھ انکار کر دیا اور پھر تو اسے کہنا پڑا کہ یہ سرائے اس دوران منتقلی کا کوئی کاش اٹھانی یا جگہ تھی اور اس اپنی کارروائی مکمل کر کے وہاں چل گئی تھی۔ اس نے اسے چھ فصل خانوں میں سے ایک فصل خانے کا رخ کیا اور وہ فصل لے کر اپنے کمرے میں دو اہل آقا خود ہاں سے ساتھ ساتھ لے کر اپنے بھی موجود تھا اور ان کے درمیان اچھے کے بات کرتے تھے۔

[illegible]

حوالے سے راہول نے انہیں اطلاع دی تھی۔ ان کے ساتھ اس نے ذاتی کارڈز وغیرہ نکال کر ان کے لیے۔ شاکی کارڈ پر چھاپا تصویر یہ ان کے ملیوں کے مطابق تھی۔ شہرہ نے غصے سے انہیں وصول کر لیا۔ ان کی مہم جوئی کے وصف پر جی شکل بننے والے تھے۔

[illegible]

خود کہا ہوں۔ ”ماہول نے حمید کی سے کہا اور نورانی نے  
 سے روانہ ہو گئے۔

[illegible]

”جانتے ہو یا نہ“ ”شعبہ یاد نے اس کی بات سن کر اس  
مقام پر چارھو بارہو کی گئی۔ لگا: ”اے بے جاہ سے جا  
تھے مشکل حالات میں یہاں کام کر رہے تھے۔ تم سب  
بھی یہاں آ کر کام کرنا۔“

[illegible]

اس وقت تک تو کچھ بھی نہ ہوا۔ اس نے  
 سنا کہ جب وہاں ہندوؤں کے لیے چٹائی کرنے لگے  
 تھے، اس کا ساتھ دیا۔ وہاں شیخین پہنچے تو زمین کی روٹی  
 پر بیٹھے اور کھانا کھا اور اس بات کا اعلان پہلے سروں  
 سے کیا اور اٹھا۔ پھر وہ پچھلے گاؤں کا نام لے کر  
 عمار کے ساتھ روٹی کا وقت بتایا جانے لگا۔ زمین کے  
 پچھلے نام پر گئے جب وہ اپنے لڑکے کے ساتھ ساتھ انہار چلے  
 گئے کہتے رہے۔ یہ انگریزی اخبار جس کے محلے میں  
 ایک نوٹ کا وقت اچھا کرنا، دوسرے پھروں کے سامنے  
 ایک آواز بھی رہی۔ بدلے ہوئے محلے میں ان کے باوجود  
 انہوں نے اس احتیاط کو صاحب سمجھا تھا کہ اگر وہ نادان کے  
 گھر، وہاں ملنے والے ہوں تو انہیں غور سے ان کا جائزہ  
 لینے کا موقع مل سکے۔ انہار چلے گئے اور لوہے سے کسی کے  
 قبیلے میں پڑنے کا گمان ہوا تھا کہ اگر فرسٹ کلاس کے  
 ایک آدمی میں پڑے حضرات میں سے، اکثریت اسی خطے میں  
 مصروف تھی۔

کازخا کے پلٹ جرم پرک جانے کا اعلان سن کر  
انہوں نے اپنے اپنے انفرادی دل کے بغل میں دوڑنے اور  
فریاد کی طرف بڑھ گئے۔ فرصت کا حال میں ان کے لیے  
قصص و پے شامہ برقا۔ ایک نرم کاؤچ پر جا پڑے۔ وہ نے  
سلسلے بغل میں دھاماں اٹھایا۔ ایک سلسلہ ادا اور رانی کھلیں کو  
انہوں کی درد سے دانتے ہوئے عجز ادا سے بولا۔

”آج میں نے اسی انگریزی پڑھ لی ہے کہ کنگ جی  
 جیٹس ہو جائے گی۔ سہلی یہ انگریزی ان لوگوں نے ہم کو  
 اُسے کیلے لکھ کر رکھا ہے کہ وہ بالکل حق سمجھیں کہ انہیں  
 کی زبان سمجھنا۔“

”جو ان لوگوں نے تمہارے ساتھ کیجئے اچھا کیا۔“

اس کی بات سن کر شہزاد نے تمہرہ کیا۔ وہ خود بھی اس وقت ایک آواز پر ہی برائے حال تھا لیکن سلو کے برعکس اچھا لپٹا نور کھنے کے سہانے ایک بار پھر کھول لیا تھا۔ انہار چڑھتے ہوئے اس کی نظر اس چھوٹی سی خبر پر بھی چڑھ گئی جس میں نور

ہوئی میں غصے آئے اور وہ اسے دھکے کھانا لگا کر کہا تھا۔ خبریں  
 پورہ دار کا کام نہیں تھا اور شاہی اس طرح اس کی سزا کھانے  
 کی کوٹھلی کی کوٹھی۔ شہزاد نے سلو کو بھی دیکھ کر چڑھ کر کہانی۔  
 ”مقام کیسے گھٹتا سالا اخبار والا۔۔۔ اور وہاں اپنی اس ہتھی  
 (بے عزتی) کے لیے اس کی امانت نہ لگا دیا کیا۔“ ”خبرن کر  
 اس نے جبرہ کہا جس سے شہزاد نے بھی انکلی کیا اور اخبار  
 خود بھی اخبار اپنی کہ ایک طرف دیکھ کے اور سولی کی طرح  
 پشید گا۔ سے کھپ۔ گا کہ چڑھ گیا۔ اور وہاں کیا تھا اور کہا جس  
 ان کے لیے تو اس ایجنٹ اس بات کی کوٹھی کردہ اس سے بھا کر  
 نہایت آسانی سے دھکی سے لگتے میں کا سب ہو گئے تھے اور  
 ضلع کی طرف حوسے سے وہاں وہاں تھے۔

☆☆☆

"ہم نے سارے چھ گویاں کو اس کے ساتھ اپنے بارے میں قانونی احکامات کا احترام کرنے کے ساتھ یہ بھی قبول کیا ہے کہ وہ اس کے لیے کام کرتا رہے گا۔ وہ بتاتا ہے کہ اس کا ان لوگوں سے کوئی رابطہ نہیں ہے اور انہیں جب اس سے کوئی کام لینا پڑتا ہے تو وہ خود اس سے رابطہ کر لیتے ہیں۔" "اسے چھ گویاں ملنے والے تھے جن انہوں کے حوالے کیا تھا، ان میں سے ایک نے رپورٹ دی۔ اسی رپورٹ کو اس کردار پر جمع کیا گیا۔"

راے ہے کہ کونکلی مرض سے کڑوئے والے معصومی لوگ نہیں تھے۔ انہیں اپنے کام میں خاصی مہارت حاصل تھی اس لیے یہ سمجھا اور مشکل تھا کہ راے چھپا یا نہیں چھپا دیتے تھے۔ اس کا سیلاب ہوا کہ اور انسانی حق سے کڑوئے کے بعد بھی چھپا جھوٹ پیل رہا ہوگا۔ اس کی گہری کھدائی کے دوران بھی ایک طرح سے اس کے اس کے جان کی قصہ سچی ہوئی تھی۔ اسے کھم سے مکان اور مکان سے کھرجانے کے سوا کچھ آتے جاتے نہیں دیکھا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ اپنا ستارہ سے شہر کے رخسار و دیوار کے مٹوانے کے لڑکھا تھا جب بھی کسی سے کھم کے لیے کہیں نہیں کیا تھا اور نائب مکان میں تھا کہ کھم کوئی ایکٹن گاہ کے روپ میں آ کر اسے شہر سے وہ مٹوانے کے لے گیا تھا کہ گہری کرنے والے کو بھی کھم نہیں کھڑا تھا۔

”اسی نے ان لوگوں کے بارے میں کچھ بتایا جن سے وہ بیرونی اور غلط حاصل کرتا ہے۔“ کچھ دیر سوچنے کے بعد اس نے سوال کیا۔

”میں سو! اس کا کہنا ہے کہ یہ افلا سے ایک عورت  
سپلائی کرتی ہے۔ وہ عورت ایک ایسی بکڑی دیکھ کے دل  
میں اس کے گھر آتی ہے جو بظاہر عوامین کے استعمال کی اف























مذہب اور مکتبہ کی تھی۔ ایسے میں جب ان کی چلتی گاڑی کے مین  
سائے بیکہ چلنے پر دھکا دیا تو کوئی بھی غور کو سنبھال نہیں سکا  
اور سڑک پر روانہ ہوئے۔ دوسری گاڑی تیزی سے گزرتی ہوئی تھی۔  
دھکے کی ذمیت کیسا بھی اور کس نے اور کیوں چڑھا کیا تھا،  
سلو اور تھریوار کے پاس این سائوں میں الجھنے کی فرصت نہیں  
تھی۔ انھیں ایک سویرے کا واقعہ اور اس سے کچھ اچھانے میں  
کوتاہی نہیں کر سکتے تھے۔ آگے والا تو پہلے ہی اس وجہ سے  
مشکل میں پھنس گیا تھا کہ سلو پر سڑک حادثہ کرنے کی کوشش میں  
اس کا زونچ بکچھ بچ رہا تھا۔ دھکے کی وجہ سے گاڑی  
کا تھرن بلز اتارے اور وہ دار بھٹکا گا اور اس کا سر دھڑکے  
سے چڑھ گیا۔ اور پھر لہرائی گاڑی کو سنبھالنے کی فکر میں  
ابھی تھا اس لیے انھیں بس ان دو سے ہی محتاج تھا جو ان کے  
دامیہ ہاتھیں پیٹے تھے۔ اگرچہ گاڑی کو بھٹا گئے سے وہ  
دونوں خود بھی کسی قدر متحڑ ہوئے تھے لیکن وہ جانتے ہی نہیں  
کر بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کا تھرن بلز ہاتھوں میں بچھا  
چتا چورہ خود کو سنبھال کر اپنی اپنی طرف موجود بندوں سے  
بہر گئے۔ اس سویرے پر انھیں ایک بار پھر بھی مدد کی اور گاڑی  
جس پر انھیں کچھ حد تک چڑھا ہوا تھا، ایک زوردار دھکے  
کے ساتھ دوبارہ اٹکائی۔ اس کے ساتھ ہی غمراہی ایک اور  
دھکا کا سالیہ دامدار گاڑی رک گئی۔ ان کے کان میں غمراہانہ کر  
دلوں دھکوں کی ذمیت کو قیامت کر سکتے تھے۔ یہ گاڑی  
کے گاڑیوں کے پٹنے کے نتیجے میں گرنے والے دھکے تھے  
جن کے بارے میں اعتراف کیا جا سکتا تھا کہ انہیں سے چھائی  
جانے والی گولیوں کی زد میں آکر پھٹے ہیں۔

کی تھی اور پہلے کھانے کے بعد ہی سلو کے شانے سے ایک ذرا دوا غریب کھائی تھی لیکن اس کے بعد سرخ چھس ملا۔ سلو نے نہ صرف اسے کسی سے عذر نہ لیا بلکہ اپنی کھائی بھی کھادی تھی کہ اگر اسے اپنا کر لیں اور اتنا دوا خود اسے چھوڑ کر گاڑی سے نکل جائیں گے۔ تو حیلے پرانے رہنے کے واسطے اس کے پاس کوئی دوا چھپا کر رکھی تھی اس طرح اپنے دوا چھپانے کی کوشش تھی۔ اس مقام پر اس شہر پر اس اعتبار سے نقل تھی کہ ہوا تھا کہ اس کے سے میں آنے والے آدمی کی کمر دہ سے پہلے ہی اس کے ہاتھ سے نکل گئی تھی اور وہ غلام اس سے مقابلہ کر رہا تھا۔ البتہ وہ شخص دوا سے حیلے میں خود از خود ملت جان تھا۔ شہر پرانے صبح اس کے آگے کے ہاتھ پکڑ کر اس کا سر دوا سے غریب کی خدمت کی وجہ سے اس کا سر پیچھے سے نکل گیا۔ حیلے پرانے دوا پر اپنی انگلیوں سے اس طرح شہر پکڑ لیا کہ اسے چاہم کھانا نہیں ہونے لگے۔ شاہ اس دوا سے خود کار کالے کے لیے اس نے ایک دوا لیا۔ انھوں نے اس کے ہاتھ پکڑ کر ان کا سر دوا سے پہلے کی کوشش کی لیکن پہلے کی طرح کامیاب نہ ہو سکا۔ دوا پر اپنی انگلیوں کا دوا پر دوا سے جاری تھا جس کی وجہ سے شہر پرانے کے لیے ماضی میں شہر پرانے کوئی۔ اس سے پہلے کے ماضی میں شہر پرانے دے جاتے۔ اسے ایک ترکیب تھی۔ اس نے مقابلے کے سر پر اس مقام پر دو ہوش انھوں نے شہر پرانے کی خبر کو دیا۔ یہاں سے اس کا سر چھپا ہوا تھا۔ اس کی جگہ پر لگائی جانے والی اس خبر پرانے اور شہر پرانے کے لیے یہاں کی گرفت تھی۔ اس کے لیے اس وقت وہ لوگ گاڑی کی سر دوا کے ساتھ لے کر اس وقت تو انھوں نے ساتھ ساتھ وہاں سے لے کر گاڑی میں لے جاتا لیکن فی الحال تو یہ ایک ہی ٹونے سے کام لیا۔

[illegible][illegible]







ایک بار وہ ایک کمرے کی صورت میں مشکل میں بھی پھنس سکا تھا۔ اس کی گاڑی کا چار پہلے ہی میں دنگر کر رکھی تھی۔ اس نے نہایت اطمینان سے وضاحت کی۔

"فیک ہے، یہاں تک تو کچھ میں آگئی کہ پہلی ہی کے اندر سے تھارے پتھر میں پھنس گیا تھا لیکن یہ بتاؤ کہ تم ہماری مدد کو کیسے پہنچیں گے؟" شہزاد نے دوسرا سوال اٹھایا۔ جب وہ آسانی سے ہر بات بتائی جاری تھی تو دینی پر ابھرنے لگا۔

"میں نے تمہیں بتایا کہ کس شے میں بھی ہوئی کی ہالوں سامنے والی پتھر میں تھی۔ وہیں کی ایک ٹھوکی سے میں نے پہلی ہی کے آدھوں کو ہونے کے اور گرد مڑاتے ہوئے دیکھا تو کچھ کی کہہ پھری گاڑی میں ہی میں اور غائب ہے میں تو انہیں وہاں نہیں لی سکتی تھی لیکن میری وجہ سے تم دونوں صبر سے کھٹنے والے تھے۔ میرے لیے تو چاہتا تھا کہ کچھ کر تم دونوں کیلئے جس جگہ میں خود کو پتھر کے جھکے کے اندر سے وہاں سے لگی کی لگیں اور آدھوں کی اپنی لگا دی کہ دیکھتے وہیں پہلی ہی کے بندے کیا کرتے ہیں۔ انہوں نے جب مجھے فون پر بتایا کہ وہ ٹھوک تم دونوں کو اپنے ساتھ لے جا رہے ہیں تو میں نے نہیں جانے کا فیصلہ کر لیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا وہ تو تم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔ ہم نے جس موٹر پر ان کی گاڑی کو کھینچا وہ پہلی ہی کے ٹھکانے سے لڑا اور وہ ٹھکانے ہے۔ سو کہ یہ جگہ ہوا تو اس کی آواز ہو وہاں تک لگی ہوں ہی جب ہی تو ایک گاڑی ہمارے پیچھے لگی تھی اور اس کا کام ہم بھی کرتے دیکھ لیا تھا۔ اب تم کچھ سمجھتے ہو کہ تم لوگوں کی جان بچانے کے لیے میں نے اور میرے ساتھیوں نے خود کو کتنے خطرے میں ڈال دیا تھا۔" سکرپٹ کا وہاں خاتون کرتے ہوئے اس نے کافی کا کپ اٹھ کر بوتلوں سے لگا لیا۔ ان کی ٹھکانے کے دو رات ایک ملازم کھانا بہت خاموشی سے کافی سرو کر کے چا گیا تھا۔

"فانک جان پہلی ہے تم نے ہماری۔ اس سے بھارتو تم میں ان لوگوں کے ساتھ جانے دیجیے۔ وہاں جا کر کا ہوتا۔ وہ ہم سے تھارے بارے میں پوچھتے اور ہم بتا دیتے کہ تم زبردستی ہمارے ساتھ جاری کسی میں پہلی میں اور شیہ اسی کھینچنے کے بعد ہر کر لیں جی ٹیک۔" سولے ایک بار پھر اپنی خاموشی تو ڈر کر لگی کا اٹھ کر لگا۔

"اس گمان میں صبر رہا تھا۔ پہلی ہی کے آدھوں اپنی آسانی سے تھارہ بات ماننے والے نہیں تھے۔ اور پہلی جانتے کے لیے تھارہ پوری پوری آواز کر رہا ہے اور پھر نہیں

ہا کر ماننے کہ تم کچھ کہہ رہے ہو۔ میں نہیں اس کے ساتھ چاہتی تھی اس لیے ان کا کٹ ڈال دیا۔" اس سے ہنست ہنست ہوئے وہاں اس کا ہنسا ہنسا۔

"چیت تو ہماری اب بھی نہیں ہوئی۔ ہم یہاں بیٹنگ کے لیے آئے تھے اور اب حال یہ ہے کہ ہمارے باہر لگے تو ہمارے یہاں تھے۔" وہ بھی اس کا اسٹوری راسی نہیں تھا۔

"میرا راسی فیک کہہ رہا ہے۔ تھارے ہمارے ہمارے کے ہمیں پھلانے پر تھان تو ان لوگوں نے بھی کہا کہ ہم تھارے خاص آدھوں تھے اور اب ہمارے پیچھے سے لگی نہ پڑا رہ چکا ہے۔" شہزاد نے بھی اس کے پیچھے سے لگا کر اس کی ٹھکانے کا سامان دلا دیا۔

"اوکے، جو کچھ ہو تو ہو چکا۔ اب میں تمہیں انکلی کر سکتی ہوں کہ تمہیں بھی سے خلاصت نکال دوں اور اس کا انتظام پہلی ہو جائے گا۔" وہ انہوں آرام کرنے کوئی ضرورت نہ تو ہو سکتی تھی کہ تھارہ پر لکھا پوری کر رہے گا۔" اسے پل لپٹی پتھر نہیں آیا تھا۔ چچہ بیکہ راسی سے کچھ ہوئی اٹھ کر سے باہر جانے لگی۔

"ہمارے یہاں کس راسی تک ہمیں نہیں ہے اسے ہمارے کچھ شہزاد نے جلدی سے یاد دلائی کہ وہاں لگے ہو۔" یہاں سے جانے سے پہلے تھارے یہاں کس راسی جا رہے تھے۔ اس نے اس کے ساتھ ساتھ دیا اور اس کی بات کا موثر دیکھ کر اس کی۔ اپنے بھی اس سے حیرت ہنسا پڑا ہوا تھا لیکن اب بھی جانتے تھے کہ یہاں بھی دوسری گاڑی میں اس کے ساتھ اپنے ساتھ لگے تھے اور وہ گاڑی اس کے ساتھ اس جگہ میں نہیں آئی تھی۔ اس کے علاوہ ان کے کہوں میں ان کی چند دوسری اہم چیزیں بھی موجود تھیں۔ لے وہ انہیں چھوڑ دینا چاہتے تھے۔ اس صورت میں ہی سب سے بھرتا تھا۔ وہ بھی فی الحال یہاں سے ہمارے سے مل کر نہ تو کوئی ٹھکانہ تھا۔ اس کے ساتھ دوبارہ سے سرے سے مصوبہ بندی کرنی پڑتی تھی اور انتظار کرتے رہے۔

ملازم نے ایک بار خود ہی ان سے پیچھے پھرنے کے ساتھ مل کر پہلی راسی ٹھکانے کی پڑی تھی کہ وہ بھی لگی دینی پر تھان میں موجود تھا اس لیے وہ وقت گزارنے کے لیے یہاں بیٹھے۔ یہاں میں وہ تو انہوں کے ساتھ

میں تھے۔ پہلی ہی کے کرگوں کے بارے جانے کے بارے میں بتا جا رہا تھا۔ خبر یہ دیکھتے ہوئے ہی انہوں نے ہمارے پاس پہنچے۔ پہلی ہی ہمارا شوک صاحب کی تصویر میں بھی نہیں۔ پہلی ہی کی طرف سے ہمارا شوک صاحب کی طرف سے انہوں نے ان کے پیچھے شوک کا ہاتھ ہے لیکن شوک نے اس الزام دہشتے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کی ہر معاشی صورت پر غور کرنے پر دیکھتے ہوئے دست دھاری سے راسی عسارت کو لگایا اور وہ ایک بار پھر کر کے شاہ پل پہنچی۔ اس بار ان کے دونوں ہاتھوں میں ان کے پیچھے میں لگے ہوئے تھے۔

"یہ تھارے یہاں کس اور فرما یہاں سے اٹھ جاؤ۔ یہ گاڑی تھارہ انکار کر رہی ہے۔ تم دونوں یہاں سے چلے جاؤ۔" اس نے انہیں ہاتھوں سے ہاتھوں میں دھک کر دی۔ فرسٹ کلاس میں وہی تک کے لیے کہ ایک کمرہ دیا گیا ہے۔ وہاں سے تم اپنے صاحب سے پانی پت جانے کا انتظام کر لیا۔ اور پھر وہاں کی کئی کئی گز دور تھارے کے لیے میں تھارہ کی کوئی گاڑی نہیں لے سکتی۔" اس نے یہاں سے فرسٹ کلاس پر دے کر اور انہیں کوئی بات کرنے کا سوچ دیا۔ پھر اپنی کہ کر گشت کر لئی وہاں سے پھر لگ لگی۔ انہوں نے ایک دوسرے کا دیکھا لیکن کچھ کہہ اس لیے نہیں گئے کہ وہاں کے باہر جاتے ہی وہ کس اور کیا کیا جا رہا تھا۔

"پہلی ہی؟" اس نے اس کے لیے میں یہ ایک کھانا لیا کچھ سوال نہ کر دیا اور انہیں غم دے دیا۔ ہمارا چار انہیں غم کے پڑ جانے پڑے کہ کچھ ہی وقت وہ کام کار وہی ہمارا کار کر رہا تھا۔ یہاں سے کوئی سیدھا سا وہ کار وہی نہیں غلوں سے انکشاف کی ہمت تو نہیں کر سکتا تھا۔ انہیں جس گاڑی میں سر کر رہا تھا وہ پہلی کے ساتھ میں یہی تھی لیکن اس کے ساتھ کچھ فیصلوں کے پیچھے وہ سب کی غلوں سے اوپر لگے تھے۔ انکشاف کچھ کچھ وہ ان کے ساتھ ساتھ رہا۔

"یہاں ہمارے کچھ آدھوں طرف غور کرتے ہوئے تھا پھر بھی تم میں لوگوں کو ہالوں کا نام پڑا ہوں۔ جلدی جلدی کرنا۔ ایک صحت پور ہوئی لگ جاتے کی۔" وہ دونوں انہوں پر یہ سوچتے تھے کہ انکشاف کچھ کی طرف وہاں سے لگے تھے کہ ان کے لیے یہاں تو ایسا کوئی امکان ہی نہیں تھا۔ نہایت اہم آخری میں انہیں تقریباً چھ گز میں سے لگایا پڑا اور وہ ایک دوسرے کا دیکھتے فرسٹ کلاس

کچھ حباب کے اس کو پہنچا تھا جس کے لیے کہ کر دیا گیا تھا۔ قسمت کی عجیب قسم شہزاد تھی۔ وہی کے ایک دوسرے سے چھ چائے تھی چھ لے اور کچھ کے وہ چائیں کی سرابی کی وجہ سے وہاں وہی کی طرف چل رہے تھے۔

☆ ☆ ☆

"میرے خیال میں اب تمہیں چاہ پھر دینی چاہیے۔" وہ حسب معمول چھٹے کے بعد اسٹور جانے کے لیے تھارہ کی کچھ بات کہنے لگا۔

"وہ کیوں چاہ؟" اس نے وہ پتھر دونوں شاخوں پر انکی طرح بکھلاتے ہوئے جواب سے پوچھا۔

"جی کی کوئی پچھنے کی بات ہے۔ تھارہ کی حالت ایسا ہے کہ تم کچھ نہیں دیکھ رہے ہو۔ سناؤ وہ آرام کر تھارے لیے کچھ نہ کرے۔" اس نے اسے صحت پاش پاش سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔ انکی تھارے سے کچھ سے کچھ کی لیکن جب سے اس نے کے سرے میں اس اہل ہوئی تھی پھر سے یہ ایک ایک ہی اور کیا تھا اور آرام کول پہلے سے لگاؤ شدت سے اس کی طرف کھینچتا تھا۔

"میں کوئی دیکھ کی اور کچھ صحت تھوڑی ہوں میں ہاں بچے جاری ہے۔ آپ نے اپنے ہاں کے گاڑی دیکھا توں میں نہیں دیکھا کہ کیسے عورتیں آخری وقت تک کھانوں میں صحت منت کرتی رہتی ہیں بلکہ بعض دوسرے وہی اچھڑی کی نوبت آجاتی ہے۔ میری چاہ تو اسی صحت بھی نہیں ہے۔ آپ اسے کھارہ رہے ہیں۔" اس نے سکر کر اس کی ٹھکانے کی کوشش کی۔

"تم اپنا ان عورتوں سے متاثر نہیں کرو۔ ان کے شوہروں کو ان کا خیال نہیں ہوتا کہ ان کی جی جی تو تم جانتے ہو۔ میرا میں نہیں چاہا کہ میں نہیں کیسے پہلوں کی طرف تنہا کر دوں۔" اس نے صبر سے ہاتھ بانٹ کر اپنی ہاتھوں میں بکھ لیا۔ وہ اپنے لیے کچھ ہاتھوں کو جوڑے کی شکل میں لپٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس کی اس حرکت پر دونوں پر اس کی گرفت کو دیکھ کر وہی ہاتھوں کے ہاں ایکے تجارتی صورت اس کے لیے ہاتھوں پر آکر۔

"کیا کر رہے ہیں؟" اس کی شکل سے پال سیتے تھے۔ سب کچھ ہاں ہے۔ اب وہ ہمارے ہاتھ میں دے لگے تو مجھے یہ الزام مت رکھیے گا کہ لیت کر دیا۔" اس نے معمولی شکل کا اٹھار لیا۔

"میں تو چاہتا ہوں کہ تم پہلی نہیں۔ میں آرام سے کر رہا ہوں اور انے والے مہمان کے استقبال کی تیاری







ہمارا بیڑا آواز میں سے خوش آمدید کیا۔  
وہ اس اعتبار سے بڑی زبردست لڑکی تھی کہ اسے  
قد سے خوب صورت چہرے اور بے کشش جسم کے ساتھ  
ساتھ دھڑل آواز سے بھی تو اڑا تھا وہ تو اچھا زبردست  
تائبہ تھی دیکھنے میں آتا ہے۔ شاید وہی تائبہ کی وجہ  
سے اشتہار پر بنائی گئی تھی کہ آٹھ پلے مرے میں ہی  
حاضر ہو جائے اور تمہیں کہے کہ یہاں اسے جرحی سے گا۔  
زبردست ہی ہوگا۔

"تو آواز سنی غل۔ میں چھین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں  
نے تم سے زیادہ خوب صورت لڑکی پہلے ہی دیکھی۔"  
جاوید علی نے کسی دل چیکہ ناشکی کی طرح چھوٹے  
ہی اس کی طرف دیکھی کہ وہ بڑی ہی اسے ٹھکڑا کر دیکھ  
پڑی اور تھابت لکھتے سے بولی۔ "اسی اچھا لکھتے تھی۔"  
"تو جی جی جی تھا۔ وہ میں نے بتا دیا۔" جاوید علی نے  
میں اس کی ہنسی کا ساتھ دیا۔

"ابھی شاید اس لیے کہ آپ اس سے پہلے بھی  
ہمارے ساتھ سیڑھی نہیں آئے۔ یہاں آپ کو کچھ سے بھی  
زیادہ خوب صورت چہرے اور جسم دیکھنے کو نہیں گے۔" اب  
اس کا انداز خاص کاروباری تھا۔  
"اوہ تم نے تو مجھے محسوس کیا دل دیا۔ میں بے چین  
ہوں کہ ایک ہی دن میں اپنی زندگی کی دوسری خوب صورت  
لڑکی کو دیکھ سکوں۔" وہ بھی زبردست مطلب آگیا۔  
"آپ کو کون کونسا نوٹ کر دیا؟" وہ فوراً ہی اپنے  
سامنے کے پیپر کی طرف متوجہ ہوئی۔

"ہاں؟"  
"کچھ نہیں شیری۔" اس نے ہر سے اشارہ سے بتایا۔  
"اوہ تو آپ آدمی سے ہیں۔" وہ دوسرا سا چمکی۔  
"کیوں؟ یہاں آدمی دلوں کو آنے کی اجازت نہیں  
ہے کیا؟" تائبہ میں اس نے مسکرا کر پوچھا۔  
"نہیں۔ انکی تو کوئی بات نہیں لیکن آدمی والے خود ہی  
ادھر کاروبار نہیں کرتے۔ شاید اپنی کف روٹھیں اور ٹیکڑا کر  
سائیکل کی حادثہ کی وجہ سے انکی فرصت اور ضرورت دونوں  
ہی نہیں ہوتیں۔" اس نے وضاحت کی تو وہ دلا۔  
"آپ بالکل ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ میں بھی چھپنے کی دن  
سے پانچویں پر جا رہا ہوں اور پانچویں کی وجہ سے  
روٹھیں میں تو ذرا فریق چڑ گیا ہے اس لیے سوچا کہ اگر کونسا  
کر دیا جائے اور سستی نکلی جائے تاکہ وہاں جانے پر  
ایک جھٹک نہ ملے میں آسانی ہے۔"

"کونسا آدمی سراپا یہاں سے آپ ایسے ہی  
کر جائیں گے کہ ہر دہائی بار بار ہمارے پاس آکر  
چاہے گا۔" اس نے اشارہ سے دھڑل کیا اور حیرت  
مائل کرنے لگی۔ جاوید علی کو اپنے دوسرا نہیں کے  
بناو پر ان سوالات کے بارے میں پہلے سے ہی  
لیجے اپنے بارے میں انکی معلومات فراہم کر رہی تھیں  
پر وہ اسے کوئی تاخیر کچھ نہیں کہہ کر خصوصی اجیت کا حوالہ  
ادارت کے ساتھ آدمی کے ایک کمرانہ کے کسی سے  
سزا کا کام کیا تھا اور وہ لڑکی جیسا بہت حجاز ہوئی تھی  
پر اس کے عمل کا نصف عمل کرنے کے بعد وہ اس کی  
روٹھ کر کے دل آواز میں مسکرائی۔ میں اسی  
کے ساتھ۔ کچھ عرصہ کا یہی کھاتی تھی۔

"میں بہم؟" اس نے ہر کام اٹھا کر مودا دیا۔  
کہا اور دوسری طرف کی بات سننے لگی۔ چہرہ  
بات میں کہ اس نے اسی مودا بات لے کر اس کے جسم  
رہنمائی کرتے دیکھتے ہی دوسرے ہاتھ سے کھلی کاٹھی  
نورانی ایک میں ہاتھ سال ادارت ہی ملائی نظر آ رہی  
وہاں نمودار ہو گئی۔  
"مگر وہ ہم فہم نہیں میں لے جاؤ۔" رنجش  
نے اسے غم دیا۔  
"او کے سم۔" وہ کہہ کر جاوید علی کی طرف  
آگے سر۔

جاوید علی اس کی رہنمائی میں تھل چڑھ کر  
سے چھٹی خوب صورت عورت آتی تھی، انداز سے بھی انکی  
صورت اور چہرہ بھی۔ وہاں منتالی کو بھی خوب حال  
تھی فرش کی سجائی چھلکی اور مختلف بھی کر چلتے ہوئے  
اپنی محسوس تھا۔ اس کی رہنمائی ٹھیک تھا ہاں بھی  
بڑھتیوں سے اوپر لے گئی۔ اوپر ہی منزل میں ٹھکانا  
کمرے سے ہوتے تھے اور ہر کمرے کے کورڈانے  
لوہر کر رہی تھی اور سچ تھا۔ ان میں سے ہر کمرہ دو تین  
بچہ نہیں۔ روٹھ نہیں کا مطلب وہ چاہتا تھا۔ چھٹی  
کے بغیر روٹھ تھے وہاں کا کتبہ سوچ رہے تھے۔ کمرہ  
کے سامنے چھ کڑو لڑکی نے ساتھ میں کچھ ساٹھیں  
دھڑل میں فوراً ہی اور ہر دھڑل گیا۔ سامنے ایک طرف  
مکئی دروازہ قامت لڑکی جس کے چہرے کے نفوذی چہرے  
کے سے تھے۔ اس کے استقبال کے لیے کھڑی تھی۔  
چہرہ دیکھ کر جاوید علی کا دل ٹپک پڑا۔ آتھی سیڑھی  
کی موجودگی کا اس پر گرا۔ وہ خاصا بڑا ہی تھا لیکن

تو اس سے واسطہ پڑ جائے گا۔  
"میں نے اپنے اندر کچھ لکھا۔" جاوید علی کو کہہ کر  
وہ مسکرائی۔ وہ اسے آئینے میں اسے دیکھتے ہوئے  
سے لے کر اپنے ہاتھ آگے نہ دیا۔ جاوید علی کو بھی ہاتھ  
پونے پر دھڑل پڑا جس نے اسے بہت جلدی سے قہقہہ اور ہر  
پہرے سے اسے بچنے سے روکتے ہوئے اندر نکلی لیا۔  
اندرونی صاحبہ خاتون کی مساج سیکڑ کے کمرے میں ہونا  
چاہتے تھے۔ مہمان میں پڑا خصوصی طرز کا پینڈہ۔ دیکھیں میں دیکھ  
تھیں اور انتہا پر غصے تو لیے بغیر وہ ان چیزوں کے  
ساتھ بٹا تھا۔ دم دھڑل کر بھی سوچو تھا جس کا منظر  
اسے اس وقت غراہی تھا کیا جب اس نے لڑکی کو اس میں  
سے پڑنے کا نال کر دیتے دیکھا۔

"میں نے سوچا کہ پہلے آپ کی تھوڑی سی تواضع کر  
لوں۔" اس نے اپنے کمرہ خود دینے سے ہر کھانے پر موجود  
کڑی پر ہانچی۔ جاوید علی کو پہلے ہی اس نے پینڈہ پر غراہی  
قہقہہ میں لے دیا وہ اس کی جانب دیکھنے لگا۔ کڑی پر وہ  
پینڈہ انداز اور زور سے سے کھتی تھی کہ اس کا طویل گاؤں  
چاہتے سے مل گیا تھا اور اس سے اس کی بھی خوب صورت  
پینڈہ وہاں حالت میں ٹھکانوں کے لہر تک صاف دکھائی  
دے رہی تھیں۔

"فی الحال میں اس کی ضرورت تو محسوس نہیں کر رہا  
تھی کہ میں خوب صورت میرا ہوں، انکار بھی نہیں کیا جا سکتا  
اس لیے تھوڑی سی چھل لیتا ہوں۔" اس نے ایسا ظاہر کیا کہ وہ  
اس سے بے حد متاثر ہو گیا تھا اور کھل کر ہاتھوں سے لگا  
لیا۔ یہ وہ بات تھی کہ وہ صرف پینڈے کی اداسی کر رہا تھا۔ اپنی  
کھلی ہاتھ۔  
"میں تو آیا ہے کہ آدمی والے بڑے شوق سے یہ  
کھلی کرتے ہیں اور آپ محسوس ہی ہڑ کے لیے ٹھٹھک سے کام  
لے رہے ہیں۔" وہ دھڑل کر دیکھتا تھا کہ پینڈے ہوتے ہوتے۔  
"آدمی والے شوق ضرور دیکھتے ہیں لیکن ان کا اپنا  
نیکہ تائی ہوتے ہے اور چاہیں بھی تو اسے کون سے میں خاص  
مکمل نہیں کرتے ہیں۔ میں اس کی اس وقت چھٹے کا ہوا ہی نہیں  
میں صرف تھوڑا دھڑل دیکھنے کے لیے چھڑا ہوں۔ لیکن یہ تو  
تھا کہ نہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں آدمی میں ہوں؟ ابھی تو  
تھوڑا دھڑل میں اندر دیکھتی تھی نہیں؟" اسے جواب دیتے  
دیکھتے اس نے سوال بھی داغ دیا۔  
"نہیں جاؤ۔" وہ ٹھٹھکی اور تھوڑی سی ہنسنے سے  
لگایا۔ اس طرح شاید وہ چہرہ دیکھنے سے بچنا چاہتی تھی۔

جاوید علی نے بھی جواب پر اس کا نہیں کیا۔ اسے معلوم تھا کہ  
کچھ عرصے کے اس دور میں یہ کوئی بڑی بات نہیں تھی کہ اس نے  
اپنی جگہ پر بیٹھے بیٹھے اشتہار کر کے میں ہونے والی ساری  
ٹھٹھکیوں کی ہوں۔ اسے میں وقت پر بیٹھے ۱۵۰ انکار کا بھی یاد  
آتا۔ امکان بھی تھا کہ اس کے کونک جان کر اسے ہادی میں  
میں خصوصی دیکھی محسوس ہوئی ہو اور اس نے خود اسے وہاں  
بلوایا ہو۔

"تھوڑی سی تواضع۔" یہ چاہی گیا لیکن مجھے اپنا کوئی جادو  
نہیں آتا اس لیے نہیں اپنا عرصہ میں خود کو دانا پڑے گا۔"  
"میں عالیہ ہوں۔ اس مساج سیکڑ میں میرا مینہ ہو یا  
کے ساتھ تھیں یہ مساج کا شیڈر ہے اور عام طور پر میں صرف  
جیوں کے انکسار کی گہرائی کرتی ہوں یا اگر کوئی گاہک پینڈہ  
آجائے تو خود سے ہر ہر ذرا ہم کرنے میں حرج نہیں سمجھتی۔"  
اس نے اپنے بارے میں بتایا۔

"تھیں میں ان چند عرصے میں نہیں میں سے ہوں جنہیں  
یہ سچ ہے۔" جاوید علی نے عرصے کا اشتہار کیا تو وہ محسوس دی۔  
"ویسے تھوڑا کام میں کر کچھ تھوڑی سی جرت ہوئی  
ہے۔ تھوڑے عرصے میں میں نہیں پہچانی سمجھا تھا۔" وہ بھی  
ٹھٹھکیوں کو طویل دے کر زیادہ سے زیادہ وقت گزارنے کی  
کوشش کر رہا تھا کہ اس کے آدمی اشارہ ملے کے بعد یہاں  
بچ کر پڑ جائیں مہمان نہیں۔

"تھوڑی سے جاوید علی سمجھتے تھے اور قد دیکھ کر کا سوچا  
تھا؟" اس نے عرصے سے پچھا اور اپنی جگہ سے اٹھ کر دھڑل  
میں کھینک گئی جس میں اس نے دھڑل کا خالی ٹن اٹھا دیا۔  
"اس۔" قد کے سناٹے میں حساب کتاب کچھ گڑبڑ  
ہے۔" جاوید علی نے انھیں کے اٹھارہ کے لیے ایک ہاتھ  
دلوں تک لے جا کر آہستہ سے کھنکایا۔ "عام طور پر جاوید علی  
لو کیوں کا قد لمبا نہیں ۱۵۵ اور ہم خاص میں ہوں۔ لیکن یاد رکھو  
آپ چھل نہیں بھی تو ہوتے ہیں تو میں نے سوچا کہ تم ان میں  
سے ایک ہو۔"

"میں تھوڑی دیکھیں اور کر دیتی ہوں۔ اصل معاملہ یہ  
ہے کہ میری ماں جاوید علی اور باپ پا کستانی ہے اور میں دونوں  
کا پچھر۔" اپنی بات کہہ کر وہ ٹھٹھکی تو جاوید علی نے بھی اس  
کا ساتھ دیا اور ساٹھ پر ڈراما سا بک کر اسے ہاتھ میں تھا ہاتھ  
کاٹن اداس سوچ رہی تھی یہ دیکھ دیا تھیں دیکھ کر وہ سچا ہوا تو  
تھوڑوں کے سامنے گویا بھی کی کوئی تھی۔ اس کے لیے میری  
دھڑل میں ہی چاہیے نے اپنا طویل گاؤں اچھا بچھا تھا اور  
اب ایک تھوڑی کھلی میں اس کے سامنے کھڑی تھی۔



”میرے خیال میں آپ کام شروع کر دیتے ہیں۔“  
 وہ بڑی ہوشیاری کے ساتھ قریب چلی آئی اور اس کی شہرت  
 کے بڑے شوقین تھے اسے انداز کیا کہ قریب آجی اسے پرکھا دیا۔  
 ”آؤ بیڑے اٹارت ہو۔“ انھیں ہاتھ کر دیا اور  
 اس کے نزدیک آئی اور اس کے سر پر ہنس بھری ہاتھ لگائی  
 انھیں بھرتے ہوئے سمجھتی آجی بچے میں بولی۔  
 ”سب خوشی کی زندگی کا نکال ہے۔“ اسے مالہ کا  
 قرب با تو اور کر دیا تھا لیکن جاننا تھا کہ اس کے بغیر اپنے  
 منہ کو کون کون سے گال لیے لے لے اور اثرات کو خوش گوار  
 کیا تھا۔

”یہ تو ہے۔ تم کوئی بڑے ہی نکال کے ہو۔ میرا دم  
 سے پہلے ہی ایک خوشی سے واسطہ پڑ چکا ہے۔ وہ میری  
 طرف سے نہیں تھا بلکہ میری بڑی بہت سے چیز تھی۔ انہوں نے  
 ایک بار کے بعد وہاں پہنچ کر دیکھا کہ وہ آپ چاہتے ہیں  
 مختلف چاروں آپ سے ملنے میں داخل ہوئی تھی اور  
 اسے بہت خوشی سے بہت پریشان کر دیا تھا۔“

”کرل کو جیسا کہ آپ کا حال نے مجھے بہت دکھ  
 اور درد اور آؤ قریب تھا۔ میں اب کہاں ہو گا۔ وہی میں بڑی  
 شہرہ خواہش ہے کہ میں وہاں اس سے مل سکوں۔ تم تو خود  
 آؤ میں ہو۔ لیکن ساتھ ساتھ یہ کام کرنا کہ یہ کام سنبھالنا  
 مالہ آپ کو بہت یاد کرتی ہے۔“

”میں کیسے انھیں یہ پیغام دے سکتا ہوں؟ ایک کرل  
 سے کیسے وہ ایک سے کسی دوسرے کو ایسی بات کرنے کی اجازت  
 نہیں ہوتی۔“ مالہ کی زبان سے کوشش توجہ کا کرل کر دیا  
 چونکہ کیا تھا۔ اس بات پر لیکن کر دیا تو خیر مشکل تھا کہ کرل  
 تو جیسا کہ اس ساتھ ساتھ پر مالہ نام کی اس صورت سے  
 ہوں گے۔ البتہ مالہ کی ذات کچھ اور بھی مختلف اور بھی تھی۔

اس نے اپنے کو اٹھ ٹوٹ کر دے ہوئے اپنے آپ کو قریب  
 توجہ نہانے کے لیے یہ بتایا تھا کہ اس کے والد راجہ  
 برہمچاریہ جرنل تھے اور شاہی محل میں کئی بات مالہ کے  
 لیے قابل توجہ تھی۔ ایک برہمچاریہ جرنل کی بیٹی سے  
 کسی کرل کے مراسم ہونے کا بہت زیادہ امکان تھا اور اس  
 امکان کی بنیاد پر مالہ اس کی مدد سے کرل توجہ کو کھینچ کر  
 کی کوشش کر رہی تھی۔ اسے کرل توجہ پر ہونے والا وہ  
 خود کوشش مل رہی تھی جس میں وہی اپنے لیے کے جھگڑوں  
 کی بھرتی کے باعث بال بال بے ہوش تھے۔ ان پر وہ حملہ آور  
 کی سادہ دہی ان کے ہاتھ لگنے کے بعد ان کی کارروائی  
 کے طور پر کیا گیا تھا اور ان کے ہاتھ میں وہی کارروائی

اچانک حاکم تھی۔ اور اب مالہ اس کے ہونے سے  
 کر رہی تھی جو اس کا مطلب تھا کہ اس کا بھی ان دونوں  
 یا تم کو بھی ایک سے ضرور متعلق ہے۔  
 ”کسی عام بچپن کی نہیں ہو سکتی لیکن ایسا کچھ  
 برہمچاریہ جرنل کا چاہا ہو ایسی جرات کر سکتا ہے۔“  
 وہی بات کہی جو اس کے اپنے دماغ میں تھی۔

”تم کرل صاحب کو ملنے سے باقی نہیں  
 لیے ان کی بات کر رہی ہو۔ وہ بہت غلط مزاج آدمی  
 تھی محضوں میں بھی ان کی کوتاہی نہ پتہ نہیں کرتے۔“  
 مالہ کو اٹھ دیا کہ وہ کرل توجہ سے ملنے والی واقعہ  
 میں اس نے مالہ کے پاس سے ہارنی خوشی کی کرل  
 سمجھ لیا۔

”ملک ہے راجہ میں رہتے ہیں۔ یہ تو مجھے  
 اپنے نہیں دے رہا۔ میں نہیں آؤں۔“ اس نے کہا اور اسے  
 اپنے طرف کرل صاحب مالہ کے سامنے کچھ موم بچے  
 اس نے ان کی مالہ اس کا ہاتھ دیکھ کر خود بھی ان کی  
 دیکھی اور اسے اٹھ دیا کہ وہ کرل سے ملنے والی واقعہ  
 تھی کہ ایک بے خوف بچہ تھا۔ ”کیا ہے اور اس نے  
 آجی سے کرل کے بارے میں معلومات حاصل کر لیں۔“

”اسے آزاداں اعتماد ہے۔ میرا توجہ خواہش نہیں  
 چاہتے۔“ مالہ کی کرل تھی انھیں ہے وہی میں  
 سے مجھے میں خود اعتماد ہے۔ یہ جاننا کہ اس نے مالہ  
 متعلقہ بہت مل کر لے کر اپنے موقع مناسب کچھ اور اسے ٹوکا۔  
 ”وہ سواری اور بچے مجھے بہت ہے کہ تم جیسا  
 آؤی انہیں بھی یہ توجہ دینے کی کوشش کر رہا ہے۔“ اس  
 فوراً ہی ضرورت کرنے کے ساتھ حرکت کا بھی اظہار کیا۔

”میری ماں اچھا ہے کہ کرل مالہ کی ذرا  
 خیالات کی صورت ہے اور اس کا خیال ہے کہ جب تک  
 توجہ اپنے گھر میں پڑا رہوں گا۔ بڑا اور مصیبت سے  
 رہوں گا۔“ اس نے بتایا۔

”چلو مجھ دیکھتے ہیں کہ تمہاری ماں کا یہ توجہ آج  
 مجھ بھی خوب صورت ہے کہ کیسے نکالتا ہے؟“ اس نے  
 سے کہتے ہوئے ایک کرل پر چھان جانے کی کوشش کی  
 لیکن ایک ساتھ وہاں توڑ پھڑ ہو گئی۔ ایک مالہ  
 کرل کے قریب پہنچا ہونے والا ارتقا اور دوسرے  
 کرل سے میں سوچ رہی تھی ان کے سے ابھر نے والی  
 کرل اس وقت پر دل تھا۔ خود ہی اس کی آواز میں باہر جا  
 اور نہ ہی باہر کی آواز میں انہوں نے اس کی توجہ سے اس















اور نفی آمیز ہجے میں ہوا۔

”اوقات پر دوری سرا میں ابھی دونوں بیڑ میں پہنچے تھے ہوں۔ آئی دوپہر کے ان کی حالت سنبھل چائے کی۔“ تھوڑی دیر بعد وہ کافی لی بیوی اور چچن مگر سہست واپس آ گیا۔ اس بار سسکی کر اچھا بگھڑا دو پٹنہ ہو چکی تھیں۔ چور سے لے اسے پانی کے ساتھ بعد رومی سے وہ کوئی تھوڑی اور سہارا دے کر وہ بارہ بجے پر نکلے۔

”اور کوئی کام نہ ہو۔“ سسکیوں نے کے بعد وہ شہر یار کے سامنے دو ہاتھ کھڑا ہو کر بچے لگا۔

”نہیں تم جاؤ۔ کوئی ضرورت ہوئی تو بتا دیں گے۔“ اس نے جواب دیا تو پھر ابا پر کل گیا لیکن چند دھنٹ بعد ہی شہر یار نے اسے وہ بارہ کال کر لیا۔ اس بار سسکی کھا لیا باقاعدہ وہ بیڑی کی شکل اختیار کر چکی تھیں۔

”میرے خیال میں میرا سامی دبی تک سفر نہیں کر سکے گا۔ ہمیں راستے میں تھک اترنا ہوگا۔“ چور سے پرے بناو پریشانی کے اثرات سما کے شہر یار نے اس سے کہا لیکن خود سسکیوں نے اس میں لگا کر باجو بہتر بن اداکاری کا مظاہرہ کرتے ہوئے درو سے کھٹکے پٹ ہوا جا رہا تھا۔

”تمہارے دو پر والوں کو اطلاع دے کر رہا ہوں۔“ چور سے پرتشیش جواب سے وہاں سے واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ افراد ان کے کوچے میں موجود تھے۔

”فرین کو اگر تمہیں کسی خزانے کی خبر میں اتارا جائے۔“ شہر یار نے ان کے سامنے بھی مطالبہ کیا لیکن پران میں سے ایک نے بڑا سامنے بنا دیا اور بولا۔ ”یہ نانا اسٹاپ فرین ہے۔ اسے درمیان میں روکنا بہت مشکل ہوگا۔“

”ہم کوشش کرتے ہیں کہ مسافروں میں سے کوئی واکٹر مل جائے تو ان کی تکلیف کم کرنے کا بندوبست کیا جا سکے۔“ دوسرے شخص نے بھلے سے کہا لیکن شہر یار اس پر چڑھ دوڑا اور بہت سی باتیں سنیں جن کا سبب لیا یہ تھا کہ فرین کا عمل غفلت کا مرکب ہو رہا ہے جس کے نتیجے میں اس کے سامی کی جان بھی چاہتی ہے۔ اس لیے بھڑو کا کہ فرین میں کسی ڈاکٹر کو تلاش کرنے سے بچائے انہیں فریجی اسٹیشن پر اتار دیا جائے جہاں سے وہ کسی اسپتال جا کر علاج کروا سکیں۔ کافی ریت دھن کے بعد ان کا یہ مطالبہ مان لیا گیا۔ کہ جتنا حال ہوتا سوسہ شہر یار کے سہارے فرین سے نیچے اترے۔ دلی جانے والی فرین پر جو ضروری کارروائی کھانے کے بعد آگے بڑھ گئی جبکہ انہیں اسٹیشن ماسٹر کے کمرے میں پہنچا دیا گیا۔ سسکی اداکاری کا سلسلہ یہاں بھی جاری تھا۔

”اسکی دیوہلیس آئی ہی ہوگی۔“ اسٹیشن سے کسی دے کے راتھوٹھنے کے لیے کرسیاں چھوڑ کر ہٹھکی کر بیٹھا اور ہرا ادا کیا۔ اسٹیشن پر نہ جانا حالت دیکھ کر خائف ہوا جا رہا تھا۔ یہ تو اچھا ہوا کہ دیوہلیس پہنچنے کی اطلاع پہنچی تھی۔ شہر یار سسکیوں کے کمرے سے باہر لے گیا اور دیوہلیس میں موجود ہوا لگا دیا۔ خود سسکی میں بھی پہنچی تھی پر چند تھک گیا۔ اس کے گاڑی بھٹکے سے آگے بڑھی اور اسٹیشن سے باہر نکلے راستوں پر دوڑنے لگی۔

”بس دوست گاڑی روک دو۔ اس سے آگے ہم خود کریں گے۔“ گاڑی نے تھوڑی سی فاصلہ طے کیا تو شہر یار نے پل ٹال کر ڈرائیور کے سر پر رکھ دیا۔ ”چو آپ کیا کر رہے ہیں سر؟ پیشکش کو اسپتال ہے۔“ ڈرائیور اس بات پر بے چارہ ہو گیا لیکن فوراً ہی اسے بات کا احساس ہو گیا کہ سر کی کرسیاں سٹانی نہیں رہیں اور وہ آرام سے اس پر بیٹھ ہی نہیں رہا ہے۔

”کون بد قسم لوگ؟“ ڈرائیور نے خوف زدہ ہو کر کہا۔ ”جسکے جیہانے کی کوئی ضرورت نہیں ہے گاڑی روک دو اور جیسے نام کہتے ہیں کرو۔“ سسکی نے اسے دھمکا دیا۔ ”گاڑی رکنی نہیں چاہیے اور نہ۔“ یہ کون تھا اس سے یہ ہم خود مصمم کر لیں گے۔ ”پہاٹھ ہی کوئی چھوٹا سسکی کے اسٹرکچر کے نیچے سے بڑھ ہوا اور اپنی ٹوٹا کٹ سے ایک وقت ان دونوں کو ٹانے پر بیٹھا ہوا بولا۔ ”ابھی دیکھ کر وہ دونوں تنگ ہو گئے۔ یہ تو ہی ہے اچھا لگاؤ اور گاڑی سے فرین میں ان کی خدمات انجام دتا رہا تھا۔ ”کوئی اتنی سیدی حرکت کرنے کا خیال میں نہیں ہے۔ اسے نکال دو۔“ اگر تم دونوں نے کسی طرح اپنے قابو کر لیگا تو ان لوگوں سے نہیں بیٹھ سکو گے جو ساتھ والی گاڑی کے تھک رہے لیے ہی موجود ہیں۔“ وہ دوسری حرکت کے بھٹکے لگے بھی نہیں تھے کہ اس نے انہیں متنب کیا۔ یہ سامی چھوٹا کی ٹھہر جس دیوہلیس کی عسکری کے بیڑوں سے باہر گیا۔ وہاں واپس ایک ہالی روف لگا گاڑی موجود تھی اور وہاں سوار سب افراد کے ہتھیاروں کی دیکھ بھلی طور پر ان کی طرف آگئی ہوئی تھیں۔

یہ ٹیویج و سسکی حیران اسٹان جاری ہے  
مرد و اوقات آبداد عدا جتنہ فراموشی





Figure 1

47

ہمارے سماج میں قانون نگاہوں میں لکھا ہوا ہے جس اس کی بات تو وہاں سماج کے روایتی نظام تک پہنچتی رہے تو اس کے معنی ہی بدل گئے وہ جہاں ہیں مختلف ملکات ہیں تقسیم اس نظام قانون کے بھی کسی رخ ہیں ۔ بالا تر طبقے کی خوشنودی ہی قانون کی اصل تعریف و تشریح نہیں کرتی ہے و تشریح نگاہوں میں دیکھیں ، روایتوں میں شعور ہو رہی ہے ۔۔۔ ایسی روایتیں جس میں قانون کسی کو اور جیسے اس میں ملکہ سمندر اور جال کا ۔۔۔ اس میں قانون کی پہلی جال کو توڑ کر اور گھوڑے پہ چھلی چو کر نکل جاتی ہے ۔ پھنسا دیا ہے جو درمیان طبقہ سے ہو ۔ محبت نہ تو روایتوں کو مانتی ہے نہ طبقوں میں تقسیم معاشرے کا تصور نہ کر کے محبوب کا انتہا کرتی ہے ۔ یہ تو جس کو جانتی ہے ۔ دل حقیقوں کی پروا کرنا ہے اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ رکھ سکتی ہے البتہ اسے آزمانا شروع ہے ۔ ضرور گزرتا ہے ۔ زندگی کی پیمائش اور وقت کے تقاضے ۔۔۔ عین محبت کی باتیں اور نظریاتی جائز ہیں ۔۔۔ تبھی باری پیمائش ہو جاتی ہے ۔ مذاق و تہذیب میں شکاک مگر مقدر سنا دیتا ہے ۔۔۔ اس وقت تک پہنچ کر سچے سچے معاشرے کی گز جکا ہوا ہے ۔۔۔ جس میں افسر شاہی ، جاگیر داری اور پیاو کے حوالے کے گرو گھو مظاہر زمانہ تو کا ایک ایسا ہی اختلافی مسئلہ









”میں جگہ سمجھنے تک اگر تم لوگوں نے دعا مانگا ہی نہ کیا۔ پھر ان تو میں انجام کا سوچے بغیر اس کا بیچھا اڑا دوں گا۔“ وہ مکمل دھچکے کے ساتھ یہی کہتا تھا۔ وہ آواز سن کر ہنسنے لگا۔ ہائی رول، ایئر کونڈیشنر سے آتی قرب چل رہی تھی کہ چھینا اس میں سوار ہو کر ملوثی کھینچ کر گئے۔

”بچے ہٹ جاؤ۔ میں ابھی زندہ رہتا چاہتا ہوں۔“

کپٹن سے جی کُن کے جیسے دہانے کے ساتھ وہ صرف چھٹک مٹتی برداشت کر سکا اور جی کر اپنے ساتھیوں سے بولا۔ اس کی جی کا غمناک خواہش اتر جی اور اپنی روف کی دکان کو ہٹے گی۔ اس کے ساتھ ہی پوئیس جیسے نے بھی اپنی دکان گھما دی۔ چند منوں میں ایک ہی کسٹروائی آگے بڑھ چکی گی کہ دونوں گاڑیاں ان کی کسٹروں سے اکٹلی ہوئیں۔ اس طرف سے تھوڑا اطمینان ہوا تو شہید بچے سے کوڑا لگی سہ پہر چلا گیا۔ ڈراما رچ رہ چکے گی خوف زندہ ہوا، اس نے اسے اپنے برابر میں بٹلوا دیکھا تو خوف سے اس کی کٹی گئی۔

”میں خریبہ اور تاجروں صاحبِ امیر اُنکی سے کوئی  
لہجہ دینا نہیں ہے۔ آپ کو جہاں جانا ہے جاؤ، مجھے سبک دانا  
ہو۔“ اس نے تقریباً ہاتھ سے ہر شہریار سے انکار کیا تو اسے  
اس پر دم آ گیا۔ وہ طبعی حقیقت اور بے قصور آدمی تھا اور غلامانہ  
اس مسئلے میں پھنس گیا تھا۔ انہوں نے وقتی طور پر تو یہ شک  
پچس والوں سے بچنا پھرا تھا تاہن کچھ عرصہ سوچا تھا کہ  
شہر سے نکلنے کی کوشش میں وہ کس نائے پر دھر لے جائے۔  
نکلے بھی تو خاص مار مار کر کے بھڑا اور اسی پھر کر اُسگر وہ ہے  
پادہ اور تاجروں میں جا تا تو جانے کیجیے اس کے گھر والوں پر  
کچھ گزرتی۔ دین اور مذہب کی تقریبی سے قطع نظر وہ ایک  
انسان تھا۔ وہ بھی بے قصور ہے خود انسان جو جانے کتنے  
ہزاروں کے لیے کی کائنات کا اسے دار تھا۔ اسے اس شخص کو اس  
جنگ سے بچانے کے لیے کوئی خاص سبب معلوم ہوا اور وہ طبعی سے  
ہوئے بچنے میں ہوا۔ ”گامزدہ کو۔“ ذرا تاجر نے فوراً اسی  
کے عمر کی بھیلی کی۔

”مجھے اترنا پڑا۔“ اس نے دوسرا حکم صادر کیا جس کی  
 امانتدار نے پہلے سے بھی زیادہ جھرتی سے قبول کی۔ اس کے  
 اتر کر وہ دائرہ کار کے نیک شہر یا اس کی تیز سنبھال چکا تھا۔  
 گاڑی ایک بار باہر چل پڑی۔ یہ خبر سُن کر وہ نے کی وجہ سے  
 اسے بہت اچھے حال میں رکھا گیا تھا اور زیادہ تر بچہ بھی اس  
 جڑی سبک دہی سے تھک رہی تھی۔

”تم اپنے ساتھ اچھا نہیں کر رہے ہو۔ ہم تمہیں صرف معمول کی بوجھ بکھڑے کے لیے لے جا رہے تھے لیکن تم نے اپنی

دروگوں سے ہمت کر دیا ہے کہ تم غلط روک جھڑک کر اس سے روک دو۔  
میرے ساتھی تم سے سختی کے ساتھ نہیں ملے۔ اس کی کوئی گنجائش  
نہیں ہے۔ اس کے لئے اس کی ہمت کر دینی۔

”ہمارے ساتھ جو بھی ہو لیکن اس سے پہلے ہم نے  
فرک میں پہنچا کر چھوڑ دیں گے۔“ اس کی دھمکی سے خوف نہ  
ہوئے بلکہ ملنے آئے اس کے انہام سے ڈھب کر گئے۔

”اے مجھ کو جو غیب کے لیے دعا کرتا ہے وہ تو مجھ سے سادہ۔  
معمول کی دعا پڑھ کر کے یہ دعا کھراگ کوئی چیز نہ ہے۔۔۔  
اور تم تو مجھ سے زیادہ غریب کرو رہے ہو۔ تم تو جس پر غنا کر  
اسی پر غصہ لائی اعدا نے غیب کے لیے تمہیں دعا سے بھیج  
نکالا ہے اور خود ہی تمہاری دعا کی اس سے ہے“۔ اس پر  
دعا میں شک نہ ہو۔ یہ دعا انشاء اللہ ہر دعا کی مشق میں مستعمل  
اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں ملے۔

”میں تمہیں بڑے بھائی نے قحط سے کھانا پہنچا ہے۔“  
سلو نے اس کی گتھی پر زور دیا اور ہاتھ مارا۔ ”جوتے اس سے  
کہا۔“

”تم اپنی آسپلی سے مجھ سے کہہ معلوم نہیں کر سکتے۔“  
 اسی نے حرکت کر کے مجھ سے کہیں جراسپ دی۔  
 ”کوئی بات نہیں، ہمیں مشکل کام کرنے میں مدد  
 ہے۔“ اسلئے اسے ایک اور دھوکہ دے مارا۔

”اور ایشیائی سے کام لے کر۔ ابھی اس کی صورت  
 ہے۔“ شہر دار نے اسے ٹوکا۔ اسی جھوٹے کوسا کو روک کر وہ  
 جس لحاظ سے یہاں سے نکل جائے گا تو وہاں پہلے منہ کرے  
 غور کر لی اور حجاز اور یمن پر ایک بار غور کیا۔ وہی جہاں  
 متعدد لکھنؤ اور کافر حجاز کی قبیل کی پادشاہی پر سرور مہم تھا  
 تھا۔ یہی جہاں کہ پکا گنڈا دورانیے کے لئے نہ صرف غور کیا  
 کہ کبھی نہ کسی طرح سے یہاں سے نکل جائے۔ ابھی تھکے  
 رکاوٹ سامنے آئی ابھی کسی بھی۔ وہ شہر کے قلعے سے  
 تھے لیکن اور اندر کوسا نے اسے کسی اس سے فاصلہ رکھے  
 تھے کہ شہر سے باہر جانے والے راستے پر چلے اور اندر

اتارنے کے لئے ہونگی وہ اسی سے جس کا زور ہوتا ہے۔  
 جسکی سے یہ ایک ایسی سڑک تھی جو بالکل یہی تھی یہ بھی  
 جاری تھی اور اسی تک اس پر اپنا کوئی اور نہیں آیا تھا۔  
 اسے خوب کاغذ ہوتا تھا سڑک کے طرف سے شاخیں  
 بھی نکلتی تھیں جنکی گھنٹی گھنٹی جھرنے کی طرح تھیں  
 جسے دھندلے اور تھنڈے پانی سے بھی جھرنے کی طرح  
 سڑک کے ہوتے اچانک ہی ایسے جھرنے کی طرح  
 اور غلط کام ہوتا دھندلے پانی کے سے تھنڈے پانی کے

کے لئے جیسا کہ سیکڑ میں ہی دوسرا سا کھانسی سانی دے  
 اور پھر تیس بڑی طرح کھانے تھی۔ سونکی کھانسی سے  
 جانتی تھی۔ اپنی نے سوچ کر پھر وہ فائدہ والا تھا اور  
 کھانسی اور سے تھکی کر کھانسی کے تھکے سے اٹھ گئی۔  
 کھانسی کے تھکے میں اپنے فائدہ میں ہوا لیکن کسی کو بھی  
 کھانسی کے تھکے کوئی اور کھانسی کی پاڑی میں ہی کھانسی  
 کھانسی۔ کھانسی کے تھکے میں کھانسی کے تھکے سے کام لیتے  
 کھانسی کے تھکے اور کھانسی کے تھکے سے کام لیتے۔

”یہی اب جہاد اٹھیں۔“ نال کوہاں کے پہلے ہی  
 ہوئے تھے وہ نئی طرح فرمایا۔ اسی موقع پر قمریہ، سلو  
 روک کر گپ چتا کئی پہلے تو وہ بے حد بے چہنہ، دانہ  
 جانتا تھا کہ وہ سے ان کا کئی اسی شخص کو سنبھالنے میں اٹھ گیا  
 یہ سب اسے وہ کئی کئی سالوں پہلے ہی یاد ہے کہ قریب  
 ان لوگوں سے کھل کر کھڑک پر اڑ آئے۔ وہ اس سے کہے  
 جاتے تھے کہ اسے اور انہوں نے نہی جہاد میں اٹھیں گے کہ  
 انہیں جس کے لئے تھا۔

[illegible][illegible]

تکڑے تھے۔ جن مسک افراہ میں سے کئی کے ہمسوں نے  
پولیس کی وجہ کارم میں چھوڑ دی تھی جس کی وجہ سے مسک افراہ کی کچھ بھی  
کوئی تھے جن سے انہوں نے کچھ دیر پہلے جان چھڑائی تھی۔  
ملاقات جس پر نے کئی وجہ سے انہوں نے کچھ آسانی سے کی  
دوسرے دن کے لئے سے سامنے سے آکر انہیں بھرنے لگا۔ وہ بھی  
ان کی کامیابی کے کہ ان دونوں کو اچھا ہونے لگا۔ کامیابی  
نہیں ملا تھا۔

[illegible]

”یہ کیا ہڈی پڑی ہے؟“ کوئن جو تم اور اس طرح مجھے  
 یہاں لانے کا مقصد ہے؟“ عالیہ کو بھئی آئی تو اس نے  
 اپنے سامنے بیٹھے جادوئی کونکرہ سے سوسے اس سے پوچھا۔  
 ”کیا تمہاری فو تو بھی پہلے ہی کروا چکا ہوگا۔ یہاں  
 لانے کا مقصد یہ ہے کہ وہ ہم کبھی نہ کھنڈ تو مہرے کے ذریعہ  
 آئے ہیں۔ تم بہت سے جگہں میں مان کے لیے... جو مجھے  
 تمہاری اس بے قراری پر رحم آسکیں۔“ جادوئی نے سلاک  
 منکراہٹ کے ساتھ اس کے سہل کا جواب دیا۔

”نیکو اس مت کرو۔ مجھے قہاری بہت چاہیے۔“

”نیت کی عزائی سے اگر قہار مطلب ہے کہ میں قہار سے بظاہر شکم سے چھریں ہوں تو اس خوش فہمی کو دل سے نکال دو۔ قہار سے بے شمار بار استعمال شدہ شکم میں مجھے کوئی چھری نہیں ہے۔“ اس نے مایوسہ طور پر صبر سے حال واضح کی۔

”تم نہیں دالے بھی نہیں کہتے... ہر کوئی دالے“







پھر یہی مجھ میں نہیں آ رہا کہ یہ سب کیا ہو رہا ہے۔

[illegible]

میں خود پریشان ہوں۔ دونوں پر مہم کے بارے میں  
 غائب ہوں ہیں۔ یہی باتوں کی کاغذ پر لکھی  
 ہے کہ چاہیں ہیں۔ اس بارے میں چاہئے کہ اسے  
 چاہئے ہے کہ گرفتاری کے بعد چاہیں ہیں۔  
 اس بارے میں کہ وہاں سے اپنی جان  
 کی تحریک کر اس کے بعد اسے تحریک چاہئے  
 اسے میں کوئی نہیں... جبکہ نالی کی گرفتاری کی  
 سے کہی کر ماری نہیں ہے۔ اس بارے میں  
 کی گرفتاری کی گرفتاری کی گرفتاری

میں غالب کا نام شامل نہیں ہے۔ میں نے کئی ذرائع  
میں جانچ کر دیکھا ہے لیکن ان میں سے کوئی بھی غالب

اسے بھی کچھ جانتے ہو یا لکھا ہے کہ وہ کس وقت وہ  
کونسی کھن کی تھیں۔ لیکن میری نظر اس کے مطابق اس  
کھن کی اور شاید وہ کس کے وقت کی طرح وہاں سے  
میں اسے پہچان رہی تھی۔  
میں اس صورت میں اسے کسی سے رابطہ کر رہا ہے تو  
میں اسے اپنا دوست بھی نہیں سمجھتی۔ میں نے اسے خبر لے  
لیا کہ کیا ہے۔  
میں نے اسے اس بات پر جواب بھی ہے۔ "پانڈے سے کیا ہے  
میں اسے نہیں جانتا رہا ہے۔"

میں نے اپنے لئے ایک بڑی سیڑھی بنوائی تھی۔ اس سے اسی طرح چڑھ کر وہاں پہنچ گیا تھا جہاں سے میں نے اپنی زندگی کا سفر شروع کیا تھا۔

[illegible]

”وہ مسافر سیکڑ میں میری شراکت کی ایک ٹوکس کا  
فیصلہ تھا۔ میں دوا دینی عورت ہے۔ اپنے مسافر سیکڑ سے  
وہ پہلی دفعہ کسی کے ذمے کام لے رہی تھی۔ میری شراکت  
سے یہ کام فورا ہر دو اعجاز ہونے لگا لیکن یہ جھگڑے نہ کر  
بلکہ مسافر کے اصرار سے کے ملا اور مجھ سے یہ خوشی سے  
واقعہ نہیں تھی یہ میرے ذریعے مختلف پارٹس کو میری شراکت  
سہارا کا تو اسے کھلی طرح نہیں لگتا لیکن میری حالت وہ کسی شریف  
عورت نہیں ہے اور اس کی وجہ سے کئی گنا اس وقت کی زندگی  
گزارنا نہ یہ مجھ پر ہونے لگی تھی۔ تم مجھ سے بڑی کم کی جو بھی  
ملاؤ، مجھے اس پر اعتراض نہیں ہوگا لیکن سامعہ میں تم  
سے یہ بھی کہیں کی کہیں تم کو ایسا ہی صورت مسافر نہیں  
ملتی ہے۔“ وہ مسافر کو خوشامدنی اختیار کر لی۔

”بھیکو ان لوگوں کے سامنے نکھوڑا جو ان کے گھبراہٹ میں اس وحشت سے بے ہوش ہو چکے تھے۔ اس کے بعد وہ ان کے بارے میں بھی دعاؤں نہیں تم فیہ انکوائی لکھیں اور میرا نام چلائی کرتی رہی ہو۔“ اس کی داستان حیات پر کوئی تبصرہ کیے بغیر جاوید علی نے تنبیہ کی سے بچ چکا۔ جواب میں اس نے ایک طویل تقریر سنکھوڑائی۔ تقریر میں کئی نام ایسے تھے جو مسلمانوں پر شرمناک شمار ہوتے تھے اور جن کے بارے میں کمان میٹھی کہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ ایک دھن مرکوز میں میں ملوث ہوں تھے۔

”تم نے مجھ سے کرنا تو مجھ کے بار سے جس جانتی کی  
کوشش کیوں کی تھی؟“ ظہیر ست محل ہوئی تو جاوید علی نے اس  
سے ایک ساہم سوال کیا۔

”مجھے پورے سہ ماہی کا کراہی لپکا ہوا کھانا ملے گا۔“  
 میرے اٹھانے کے مطابق آری میں مضبوطی سے دھڑکا ہوا  
 میں اس کے بارے میں کوئی توجہ کے بارے میں کھینچا گئے  
 کی کوشش کروں۔“  
 ”یہ تو بڑے عجیب اداکارانہ کام کرنے والی بات ہے۔“  
 میرے جواب ہے تو اس بات کا ایک لمحہ سے بھی غم اداکارانہ  
 تھا کہ نہیں ایسا کوئی کسٹمر تھا۔ جانتا۔ اس کا جواب میں کہ وہ



















طرح کے ایک آدمی ہمارے نام جاری کر رہا ہے۔  
 میرے سوا باقی فوج سے ہونے والی ہر کال کا رپاڑا یہ لوگ  
 جیت کر رہے ہیں اور میں کسی سے اپنے من کی بات نہیں کر  
 سکتا۔ مجھے تو دوسرے کی دکان سے لوگ میرے من کی طرح  
 شہر بھر کی جگہ جانتے رہے ہیں۔ اس لیے میں خود بھی جان کر  
 اس سے دور رہتا ہوں۔ کوشش کرتی ہوں لیکن وہ میری سنائی  
 نہیں ہے۔ وہ وہ بھی ہوتی آواز میں انہیں ایک عجیب سی  
 داستان بتاتی رہتی تھی۔

”تجربوں کیسے معلوم کر رہے ہو؟ میں تو ان لوگوں نے  
 قتل کیا ہے؟“ شہر یا کراچی جو خود کو حق اس کے لیے نرم چ  
 گیا۔

”مجھ سے اپنے مطلب کے کام لینے سے پہلے مجھ پر  
 زور دیا جا رہا تھا کہ میں جوتیس مجھے نہیں دے گا کہوں اور صرف  
 ایک اپنے پر اپنے جوتیس سے ملنے کے لیے چاہا کہوں۔ میں  
 اپنے جوتیس کی طرف اشارہ کرتی ہوں اس لیے انہیں اور مجھے  
 دونوں کو ہی یہ بات نظر نہیں تھی۔ میرے انکار پر پشیمان  
 رہتے وہ دھڑا دھڑا گیا لیکن جب میں نے جاب چھوڑنے کی  
 دیکھ دی تو سب خاموش ہو گئے۔ مگر ایک ایک پہنچے وہ  
 میرے جوتیس ایک روز انکیت نہ میں ہانک ہو گئے۔ ان  
 کے سامنے کے ہوتے شہر کوئی طور پر مجھ سے شادی کرنا چاہتا  
 تھا لیکن مجھے جوتی کی طرف سے ہاتھ لگ کر انکیت کے  
 مطابق میں پانچ سال تک تو یہ جاب چھوڑ سکتی ہوں اور وہ  
 ہی شادی کر سکتی ہوں۔ مجھے نہیں پتا کہ یہ میری سب اور کیسے  
 انکیت کے سامنے میں مثال کی میں لیکن چونکہ اس پر میرے اختلاف  
 موجود تھے۔ اس لیے میں اس سے انکار نہیں کر سکتی تھی۔ ورنہ  
 دوسری صورت میں مجھے پانچ سال جیل میں کمانے پڑتے۔  
 میں مجبور ہو کر جوتیس مجھے کے لیے یہاں رہنے پر راضی ہو گئی  
 اور اب ان کے انکاروں پر تیار رہی ہوں۔ یہاں میرا انکیت  
 ہے۔ میں صرف کھانے کے وقت میں یہاں رہتی ہوں ورنہ  
 میرے کام کا کمر دوسرا ہے جہاں میں ان کی مرضی کے کام  
 کرتی ہوں۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ان حالات میں میرا یہ سوچنا  
 تھا تو انکیت ہے کہ انکی انکیت نے میرے جوتیس کو جان بوجھ کر  
 مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ اس کو  
 ہوا تھا۔

شہر یا کراچی کی داستان میں گرد لی دکھ ہوا۔ آج تک تو  
 وہ اپنے ہی ملک میں رہ کر ریفر وائیو سے غارتھا تھا  
 لیکن یہاں تو انہوں نے انکو کوئی نہیں چھوڑا تھا۔ بہر حال  
 اس وقت اسے اس کی زندگی کے حالات یہ کہنے کی فرصت نہیں

تھی۔ اس وقت تو وہ لوگ خود مصیبت میں پھنسے ہوئے تھے  
 اور انکی کسی بھی طرح یہاں سے انکیت چھوڑنا ہی نہیں  
 طرف ہٹا رہی تھی اور سلو سے صاحب ہو کر ہوا۔  
 ”میرے خیال میں تم جاب چھوڑنے کے فاقہ میں  
 دانا اور کھانا آ رہے ہو۔“

”بالکل۔“ سہو نے جواب دیا۔ اور راضی کر کے  
 ہر گز نہیں کیا۔ شہر یا کراچی، انکیت کی پرکھ کر کے  
 پہلے ٹوک کر تین کر کے کے دروازے پر کھانا اور سہو  
 نہایت آگے سے کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ اندر سہو کو  
 کوئی طرح اس کی آمد کا حساس نہیں ہوا۔ جب وہ  
 مصیبت اس کے سر پر پہنچی تھی تھی۔ اس نے سہو کو  
 سے اٹھنے اور دروازہ کھول کر شاید کوئی چھوڑا لگانے کی ہانک  
 وقت کوشش کی لیکن وہ اس کی مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکا  
 اور سہو نے اسے جواب دیا۔ سہو کو اندر آنے سے پہلے  
 آدمی تھا جس نے انکیت کی بات کی جانتا تھا۔ اس نے سہو کو  
 چھوڑ دیا۔ اس نے سہو کی بات کو قبول کیا اور وہ گردن کی ہانک  
 فوج کے ہاتھ پر کھڑے میں ہی اپنی زندگی سے محروم  
 کیا۔

اس شخص کو اپنے انکیت کے پہنچنے کے بعد سہو نے  
 دوسرے کمرے کا رخ کیا۔ وہ چونکہ انکیت پر دیکھ کر انکیت  
 کی کویشیں انکی طرح کچھ جانتا تھا اس لیے حرکت کرتے ہی  
 کوئی دشواری محسوس نہیں کر رہا تھا۔ اور شہر یا کراچی  
 کی گلی کے ساتھ موجود اس کی گلی پر نہایت کوئی کی گلی  
 رہا۔ انکیت کی طرف سے مجبور دیا تھا کہ وہ یہ سب فوج  
 کے۔ ان کے کھانے پر موجود ہونے کے باوجود اسے وہ لوگ  
 غاصب اور ہانک کی تھی اس لیے یہ اشتیاق ضروری تھی کہ انکیت  
 کوئی اعتدیل نہ مقرر دیکھ کر اشتیاقی طور پر چلے جائے  
 پڑے۔ کوئی کی گردن سے ان کی بات کا کہانی سونگھتی  
 احساس دلاتے ہوئے وہ انکیت پر بھی توجہ کے ہوتے  
 تھا۔ دوسرے کمرے میں داخل ہونے والے سلو کو اس وقت  
 کچھ دشواری کا سامہ کر رہا تھا۔ کمرے کا دروازہ کھولتے ہی  
 وہاں موجود شخص نے اسے دیکھ لیا اور بھڑکی سے اپنے داخل  
 کال کیا۔ اس موقع پر سہو نے جب نہایت مدتی کا مظاہرہ کیا  
 اور اپنے ہاتھ میں موجود انکیت کے داخل والے ہاتھ پر  
 دے ماری۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا تھا۔ اس آدمی کے اپنے  
 سے داخل کھل گیا اور انکیت سمیت فاسٹ پر جا کر سہو نے  
 اسے سمجھنے کا موقع دے لیا اپنی جوت میں اس کی دھڑکی  
 میں کال کر ان کا رخ آدنی کی طرف کر دیا تو شہر یا کراچی



کے آداب سے محنت دے مارنے کی وجہ سمجھائی۔ اس کے پاس اپنی دہائی گھنٹے کے علاوہ اندوہ کے سانچے سے چھٹی کی گھنٹہ بھی موجود تھی جس کی وجہ سے اس نے نہایت فائزات اور بھرتی سے کام لیتے ہوئے صورت حال کو اپنے حق میں کر لیا تھا۔

شعبہ دار اس کی آواز نہیں سن سکا تھا لیکن دیکھنے سے اسے سمجھ آ رہا تھا کہ اس نے اس درمیان ہی مرنے کی بجائے آئی کو ہاتھ اوپر اٹھا کر میز کے چبھے سے نکلے گا ٹھنڈ دیا ہے۔ اس غم پر وہ آئی جگہ پر بلا ضرورت لیکن سلو کے ٹوٹا کن کنچہ چھوڑ دینے ہوئے اسے انکار کی حالت میں چھوڑ گئی اور وہ میز کے چبھے سے نکل کر دیوار کی طرف بھاگ گیا اور اپنا رخ اس طرف کر کے کھڑا ہو گیا۔

اسطرح واقعہ میں سے اس کی جانب بڑھتا اور اپنے گھر میں اٹھتا اور اپنا رخ پشت پر سے اسے غریب لگنے کی چاہی لیکن وہ شخص اس کی توقع سے زیادہ خوشحال ثابت ہوا اور یکدم عیاں ثابت کر اس پر حیرت اور حیرت۔ اچانک کھدے والے چھٹے کی وجہ سے سلو کے ہاتھ سے گرنے والی گڑبڑ جاگزی۔ مگر بے کے فرش پر درجہ کا کسین بچھا ہوا تھا اس لیے گھر کے گرنے کی آواز پیدا ہونے کا سوال ہی نہیں تھا۔ اور دوسری صورت میں دوسرے در کمرہ میں موجود افراد شاید اب تک اس طرف متوجہ ہو چکے ہوتے۔

گروہوں کو اپنے ارد گرد کی ہرک کچھیں پر عمل کرنا  
اپنی ضروریات میں مشغول تھے۔  
سلطان اور اس کے حوٹاں آپس میں بدستور  
تھے۔ انہیں دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ حوٹاں بھی  
میں باہر سببہ سلوک کو اس پر یہ برتری حاصل کر  
کے مقام پر تھے جو ان کے دربار یا دروازہ میں کئی  
اس کی اس برتری کے مقام پر فیصلہ کر دیا۔ سلطان  
یہ اپنے حوٹاں کے درباروں کو مشغول کر کے  
اور اس کا سرخوئی قوت سے دھڑکے کے ساتھ  
اپنی ضرورتوں کی اس کے حوٹاں کی باتوں سے  
کچھ کر رہی اور وہ کسی سرور و جلال کی طرف  
حالت میں تھیں۔ یہ سب لکھنے کے لئے اس کے  
دراغوں کی تھی۔ یہ تھیں کہ ان کے اقبال اس کی حالت  
نماز سلطان امین خان سے اسے چھوڑ کر گئے۔ ان  
طرف توجہ نہ دیا۔ ان کی درباروں کو کئی  
تھے جس کے لئے اس کے دربار اور ان کی چل چل  
پاس دیکھ کر آئیں۔

[illegible]

دار۔ دو مضبوط ڈاکڑی کی بنی ہوئی پھل چکی بھر بھی گولیوں نے اس میں جھکی نہیں کر ڈالے۔ ساتھ ہی ایک زوردار سسکاری بھی سنا دی گئی جو پچھلے بار وہاں سے کسی ایک کے گولی ہونے کی نشانی تھی۔ درست بارے کے بعد ضرور ایک گولہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھا تھا اور گولہ راقی پر پڑنے والی تھی۔ یہ جی اس کے لیے سراسیمہ ثابت ہوئی اور وہ ایک بار پھر اس فائر سے حق کھانا پڑا انگ بھل کے پیچھے سے یہ گولہ راقی سے کھینچا تھا۔ اس فائر نے اسے دو اہم ٹھٹھکی سے آگاہ کیا۔ اول یہ کہ ان دونوں میں سے صرف ایک ٹھٹھکا سچ تھا۔ دوسرے اس کے پاس بھی ٹھٹھکا رہا اور یہی تھا۔ تاہم یہ سچے ٹھٹھکاؤں کو اپنے ایک ٹھٹھکاؤں سے بڑے پچھلے پر ٹھٹھکا نے سے لطف اندوز ہو رہے تھے۔ اس لیے اس کو ساتھ رکھنا غیر ضروری سمجھا ہوا تھا۔ کسی ایک ٹھٹھکے کے پاس سے یہ گولہ راقی میں اٹکنا کافی سوجھ ہو گا۔ اس کے سوا کسی سے ایسی برتری گولہوں کر کے اس نے فرض پر چڑے جن سے ہی اتحاد و اتحاد فائرنگ شروع کر دی۔ دونوں ٹھٹھکاؤں کو گولہ کے دھالوں سے ٹھٹھکا دی اور پچھلے انگاروں جیسی گولیوں نے پچھلے دنوں میں لپٹنا مارا اور اس نے اپنی راقی گولہوں کر کے گولیوں کو انگ بھل کے پیچھے بھاگتا تو اسے دو گولوں اپنے ہی ٹھٹھکاؤں میں لٹ پٹ آگئی سامنے کھینچے دکھائی دے۔ ایک ٹھٹھکا میں اس جگہ کے چھوٹے گولہ کا ٹھٹھکا کر لینے کے بعد وہ اپنی طرف لپٹا تو اسے سٹوٹ کرنے اور کے آخری سرے پر سوجھ دیکھیں سے بچے اترا دکھائی دیا۔ اپنے ٹھٹھکاؤں سے ٹھٹھکا ہونے اس نے باہر سے بھی فائرنگ کی آواز میں ہی سمجھا تھا جو جب سٹوٹ کے ساتھ ہی سے پچھلے چرے کو دکھاتا تو یہ سمجھنے میں دے نہیں گی کہ وہ اپنے ٹھٹھکاؤں سے ٹھٹھکا کے بعد ٹھٹھکا پر چلا گیا ہو گا۔ میں کھٹ سے مرکز کی علامت ادا کرنا سٹوٹ پر چکی چاہتا تھا جب گولہ نے فائرنگ کی آواز میں کر اندر کار کیا ہو گا تو آگسٹ جلد وقت کا ہو گا۔ اتنی ہلکتی چپٹے کی ہی گہرائی رکھنے والے سٹوٹ کے لیے کافی تھی۔ اس نے ٹھٹھکا پر سے ہی لان دونوں ٹھٹھکاؤں پر کر ان کا کامیابی نہ کر دیا ہو گا۔



سب سے پہلے سے مرنے والے شخص کی مانی چڑی تھی۔ اپنی خون آلود کپڑوں کی جگہ اس کی کپڑیں مٹھ کر دو اس کمرے کی طرف بڑھ گئے۔ یہاں وہ ڈوکی بے ہوش پڑی تھی۔ اسے کندھے پر اٹھ کر وہاں آیا تو شیریا درگاہ کی کپڑیں دیا۔ اس کی قبر میں چلا ہونے کے بجائے وہ بھڑکتا ہوا پھر نکل گیا۔ باہر تین ہزار گزایں نکلی گئیں۔ اس نے یہاں بیٹھوں والی سرنگ گاڑی کا انتخاب کیا اور ڈوکی کو اس کی پگھلی سیٹ پر ڈال کر خود دارائیک سیٹ پر بیٹھا۔ اس کی کارنگی نے چند لمحوں کے اندر پانچ چالی کے گاڑی کا انجن اسٹارٹ کر دیا۔ وہ اسے چلاتا ہوا عمارت کے مین گیٹ تک پہنچا۔ ڈس سے گیت گاڑی دروازہ کھلا ہوا تھا جو بیٹھنا پیر سوچا گاڑی گاڑنے کی آواز سن کر پھر کھات میں نکلا پھر آگے گئے۔ اس نے انجن کو اسٹارٹ کر دیا تو خود دارائیک سیٹ سے اتر کر گیت کو چھ پٹ کھول دیا۔ اسی وقت اسے شیریا درگاہ سے دو ڈاکڑا ہوا کھائی دیا۔ اس کے پیچھے سے بھی دو ایک ہار پیر دارائیک سیٹ سنبھال چکا تھا۔ شیریا درگاہ نے پگھلی سیٹ پر بیٹھ کر وہ بھی دروازہ بند بھی نہیں کیا تو کچھ کسوٹوں کی طرح نکالی کر باہر سے گیا اور اسی رفتار سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر بھی اسے عقب نما آگئے تھے۔ اس سے بدھ ہوئے تھے غمگین تھے۔

”یہ کیا ہوا ہے؟“ اس نے جیس آئینہ بچے میں دریافت کیا۔

”شمارت سرگت۔“ شیریا درگاہ نے سر ہلکے میں جواب دیا۔ وہاں اس نے اس کی طرف کی چٹائی میں بہت گہری گھس۔ انہوں نے اسے بھی اور قوی دونوں انتہاء سے شہرہ کشان پکڑا تھا۔ وہ تو مصروف شہر کی دریاگ موت بھری سا تھا اور تھی اپنے دو سترن جیسے بھائی ساوارا کا لگن۔ دھن کے خلاف کی جانے والی سازشیں اور کافی ساقی جرائم اپنی جگہ تھے اسی لیے مرنے والے یہ ان کی ایک بڑی افرادی قوت کو گھسٹ دیا ہو کر گئے کے علاوہ اس نے انہیں زیر دست مالی نقصان پہنچانے کا موقع بھی ضائع نہیں کیا تھا۔ اس عمارت میں موجود دھرمی انتظامات دیکھتے ہوئے یہ اندازہ قائم کرنا مشکل نہیں تھا کہ وہاں کوئی اہم حکام بھی اور ایک دو لوگ اس مقام سے گزرم ہو گئے تھے۔

”ہم گاڑی میں دروازہ پر تک سفر نہیں کر سکتے۔ یہ گاڑی خراب نہیں ہو جائے گی۔“ اس کی کیفیت کا مٹھن کرتے ہوئے سلو نے کوئی غیر ضروری بات کرنے کے بجائے خود بھی بے حد تھک چکی تھی۔ ایک اہم شخص کی طرف اس کی توجہ منہ دل

کر دالی۔

”ہوں... جھک ہے... ابھی تو چلتے رہے۔ ہم گاڑی پر چڑھ کر بیٹھیں گے۔“ شیریا درگاہ نے اسے جواب دیا۔ وہ اس سے ہوش پڑی لڑکی کو ہوش میں لانے کے لیے کہنے لگا۔ وہاں سے فرار ہوتے ہوئے وہاں پہنچا یہاں اس لیے تھا کہ ڈوکی کو کوئی بندہ دست کر سکتا۔ وہی کو قتل کے بعد وہاں ہونے لگی۔

”تم مجھے کہاں لے جا رہے ہو؟“ ہوش میں آنے لگا تو وہ گاڑی میں دیکھ کر اس نے خوف زدہ ہو کر پگھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

”ہم نہیں کہیں نہیں لے جا رہے۔ ہمیں یہاں سے تھوڑی سی دیر کی ضرورت ہے۔“ وہ اس کے بے ہوش جسم کو دیکھ کر اس سے غصے سے کہنے لگا۔ ”تم کبھی یہاں سے نہیں جاتے۔“ اس نے بات سے بچنے کیلئے لڑکی کے جواب دیا اور پھر اس سے کہنے لگا۔ ”گاڑی میں بیٹھ کر دوک سوٹنے اس کے جسم کی تھابی کی اور سوکھ کر آگے والے میں اسٹاپ کے قریب گاڑی کی روک دی۔

”تھوڑا اور اپنے کمر جا کر خود ڈسٹھانے کی کر۔“ شیریا درگاہ نے قوی سے کہا تو وہ بھی قہر سے کھلی کر بیٹھ کر آگے ایک بیٹھنے کی بھی دیر ہو گئی تو وہ اپنے قبیلہ چل گیا۔ اس کی بے ہوشی کا اندازہ اس سے بھی لگا جاسکتا تھا کہ اس نے پہلے اترنے کے بجائے پیچھے گاڑی کا دروازہ کھلنے کے لیے زہمت نہیں کیا۔

بھانسنے میں اسٹاپ پر گئے کے لوگ جا کر کے گاڑی کی دوسری طرف پہنچے۔ شیریا درگاہ نے خود ہی ہاتھ پر دروازہ بند کیا اور سلاویک پارکنگ گاڑی کو گھسٹ میں لپکھ لپکھ لپکھ چلی گئی۔ وہاں ایک ایک ٹیپ دیا۔ شیریا درگاہ نے بے ساختہ ہی گردن سوز کر پیچھے کی دیکھا۔ ان کے پیچھے ٹریک دیکھ کر گاڑی کو گھسٹ میں لپکھ لپکھ لپکھ چلا رہا ہے۔

”اوہ سرگت۔“ یہی دھک نے اسے دیکھ لیا۔ ایک دھرمی میں پہلی ہی غری کو دیکھ کر ہاتھ اس لیے دھک پڑے ہوئے اسے سمرجہ حال سے آگاہ کیا۔ اس کی کپڑیوں کو وہ مشہور دیکھا۔ انکی چڑ بیکڑی تو کبھی بہت اس نے لڑکی کو اس کی جہان کھلی کا مڑوہ نہ تھا۔ جو کاتب فکر یہ تھا اس نے اس کے پیچھے بے ہوشی سے انسان کی پہلی دیکھ کر ہاتھ پر ہاتھ کر دیا تھا۔ ”تم مجھے کہہ سکتے ہو کہ وہ سرگت ہے۔“ وہ اس کی

سورج کا رخ ہوا ہو؟“ وہ جیسے یقین کرنے پر تیار نہیں تھا۔ ”میں نے خود اسے حرکت کے لیے آتے دیکھا ہے۔“ شیریا درگاہ نے کہہ سنا ہوں کہ کوئی کپڑا ہوا ہو تو وہ غور سے اسے دیکھتا ہے۔ یہی کی ہوگی یا کہ تم انکی اپنی شہرہ دھن کی ہوگی۔ یہ سب کے لیے سطر تو ضرور ہو گئی ہوگی۔“ سلو نے شیریا درگاہ تک چاڑی دیکھتے ہوئے اسے جواب دیا۔ وہ دھک سے گاڑی چلا رہا تھا کہ انہوں میں ہی جاتے جاتے اتنی دور چل گئے تھے اور اب اس کی کپڑیوں میں کمر اسٹارٹ ہو کر کم ٹریک والے راستوں کا رخ کر رہا تھا۔ انکی انکی اس گاڑی سے بھی تھوڑا سا حائل کر لی

”بہت بد نصیب تھی یہ ہماری۔ میں نے تو اس کی ضرورت سے حذر ہو کر اسے زخمی چھوڑ دینے کا فیصلہ کیا تھا۔“ شیریا درگاہ نے سر ہلکے میں کہہ کر کہہ دیا۔

”اگر اسے علاوہ اس کے اس میں بہت سی چیزیں تھیں۔“ تم کیا کہتے ہو کہ گاڑی میں کپڑیوں کے درمیان وہ کتنی جگہ سے اس سے کہا تھا تو کیا وہ لوگ بھی کر لیتے؟“ وہ حیرت سے اس کے لیے اسے اچھڑ کر کہہ دیتے اور غائب ہو جاتے۔ وہ اس کے دونوں کے لیے نہ ہوا اس لیے کہ جو کہ ہوا۔ انچھا ہوا۔ میں تو اس میں اسے زخمی چھوڑنے کے حق میں نہیں تھا لیکن تم پاس میں اس لیے اس میں نہیں کیا۔“ سلو نے بے اختیار اس کے لیے میں ہونا چاہا کہ اس کے لیے کی گئی کے دھرمی شیریا درگاہ نے اپنے دل میں اعتراض کیا کہ وہ نکل گیا اور رہا تھا۔ وہ کوہ ڈوکی کے راکے کھینچنے کے سامنے زخمی ہو کر نہیں گھر گئی تھی اور شہر میں وہاں کے بیسیوں سیٹ اس سے بڑھ کر مملو ہوتے ہوئے تھے۔

”میں گاڑی اس شاہد سیکڑی پارکنگ میں روک دیتا ہوں۔ وہاں سے پھر ہم کی اور طرف چل جائیں گے۔“ ہاتھ پر دھک سے وہ دھک کے بعد سلو نے گاڑی کی رفتار بدل کر اپنی اور مشکل اور گڑبگڑ والے ہاتھ ایک ضروری شاہد سیکڑی پر آئے یہ اس نے شیریا درگاہ سے کہا تھا۔ اس نے ہر جگہ سے ملوٹی دے دی۔ پارکنگ میں گاڑی کوئی کرنے کے بعد انہوں نے کوہ کو اپنے لباس میں پھپھایا اور اس طرح باہر نکلے جیسے وہ دست قوت کو گارہ میں کر رہی تھی کے لیے وہاں آئے ہوں لیکن پارکنگ سے چل کر انہوں نے شاہد سیکڑی عمارت کی طرف رخ کرنے کی راستہ میں کی اور ملنے ہوئے وہاں روک پڑا گئے۔ چند قدم چلنے کے بعد انہیں ایک آؤ رکھنا کی۔ دھک والے کو ایک

فرقی ملانے کا پتا نہ کر وہ اس میں بیٹھ گئے۔ وہاں سے وہ کوئی دوسری پھر اسے غیرتی سواری لینے اب کبھی جا کر کبھی کھانا کھانے تک محدود طریقے سے کچھ نہیں کا سکا۔

۵۵

وہ چاندی میز پر ایک دوسرے کے مقابل بیٹھے تھے۔ ان کے درمیان آئینہ کی حضور بندی سے حقیقت ایک اہم بیٹھ اپنے انتظامی مراحل میں تھی اور دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کی پہلی کردہ تھوڑے میں سے چھوڑا کبھی حقیقی سے چھوڑ کر لیا تھا۔ ان دو گروہوں میں سے ایک سوسا کے آئینے انکس ایڈ اور ایڈا پر حقیقت کا چکر دوسرے گروپ میں اٹھا اور چھ کھانے والے بے ہوش کے وہ بھی اتھوڑی چھ پارٹی شامل تھے جو سوسا کے وقت اسراکلی کے مقاصد کو سامنے رکھتے ہوئے اپنا کاروبار چاڑی دے گئے ہوئے تھے۔

”قوی کی بات یہ ہے کہ گاڑی یہ اتحاد بہت سوادہ ثابت ہوا ہے اور ہم چند مصلحت کے باوجود اپنے کام کو کامیابی سے چاڑی دے گئے۔“ مجھے پوری امید ہے کہ باقی کی طرح آئینہ بھی ہم اپنے حضور میں یہ کامیابی سے مل کر رہے دھک گئے۔“ چھانے میز پر دھک پر اپنی اور دھرمی کی پہلی کی طرف ہاتھ دھرتے ہوئے غرض کو دیکھنے میں کہا تو باقی افراد کے ہوشوں پر بھی سمرجہ کھینچ گئی۔ اس بیٹھ میں ایڈ اور ایڈا کی حیثیت سہاروں کی تھی اور چھانے میز پر ان کے کھانے کا حق انہوں نے اپنے لیے خود اپنے ہاتھوں سے حقیقی ہونے کی وجہ سے بیٹھ کا انتظام کیا تھا کہ وہاں کسی خدمت کار کو بھی آنے کی اجازت نہیں تھی اور شراب کے علاوہ کسی اور شے بھی زہمت نہیں کی گئی تھی۔

”میں آپ سے اتفاق کرتی ہوں سمر چا اور مجھے یہاں سے ہونے والی ہر بات سے ملنے لگتی ہے لیکن اس وقت میں ایک ایسی بات کو بھی آپ سے دھکس کر رہی ہوں جو عمارتی بیٹھ کے آئینے سے میں شامل نہیں تھی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس پر آج ہی بات کر لی جائے۔“ انہوں نے اس کے ہاتھ سے جام لینے ہوئے اپنی اس سمرجہ سے زور دیا جس کے سامنے بڑے بڑے جاتے تھے۔ انہوں نے اختلاف کی بہت کھو دیتے تھے۔

”کیوں نہیں میں اس اہم اثر اپنا بھی جو تو ضرور بات کر۔“ چھانے فراغ دلی سے اسے اجازت دی۔ اس







تو سب کا غلہ ہونے والی لڑکی کو چھری کی خدمت میں  
 بھی لکھا تھا اور جی طور پر وہ اسی کے ہتھوڑ کا ہار کر اپنی  
 جان سے لگی۔ لیکن یہی مسئلہ ہے کہ چھری نے تاجپا  
 کے ساتھ سازگار کر لی اور اس کے کس کو دیا گیا۔ میں نے  
 کافی کوشش کر کے یہ معلوم کر لیا ہے کہ مرے والی طوائف کا  
 ایک چور بھائی بھی ہے جو مجھے یہ غلط خیالات انہما دیتا  
 ہے۔ اگر کسی طرف اس لڑکے کو اس بات پر راضی کر لیا جائے  
 کہ وہ اپنی سچائی کے قائل کے خلاف رجوع نہ کرے تو اسے  
 اور اس کی فکر کشائی کر کے بہت مال دینی اور خواہش کرے تو  
 ہمارے لیے چھری پر ہذا ڈالنا آسان ہو جائے گا۔ میرا  
 مسئلہ یہ ہے کہ میں خود اس معاملے میں سامنے نہیں آتا چاہتا  
 اور خود چھری سے دوستانہ تعلقات رکھتا چاہتا ہوں اس لیے  
 اس لڑکے تک۔ مافی حاصل کرنے کے لیے کسی ایسے شخص کی  
 مدد و کار ہے جسے میرے سامنے سے غائب نہ کیا جا  
 سکے۔ اور وہ اتنا ہی دور ہو کہ خطرہ محسوس کرنے کے باوجود  
 کوئی نہ پھانسنے کی تیاری ہو جائے۔ مجھ کو بچان کے  
 مطابق ہم اس کام کے لیے ایک موزوں آدمی ہو۔ وہ ان کا نام  
 تک لکھا گیا تو تمہارا کام ختم ہو جائے گا اور ہم ایک اپنی ہی او  
 کی مدد سے اپنی کارساز کام کرنا بھی سکے۔" خیر نے اسے  
 ساری تفصیلات سے آگاہ کیا۔

"اگر یہاں ہے تو میں یہ سب سیدھا حال لڑکے کو خود کر دے  
 لیتا ہوں۔ میں کہوں گا تو میرے آدمی اسے وہاں پہنچانے میں  
 کوئی سے اٹھا کر لے آئیں گے۔" لڑکے نے سوچ بھ کی  
 دیتے ہوئے دھوکا دیا۔  
 "نہیں، ایسا نہیں کرتا ہے۔ اگر یہاں خود وہ پہنچ نہ  
 سکا تو اسے لے کر آئے گا اور میں بھی یہ جان ہو جائے گا کیونکہ وہ لوگ  
 بھی نہیں لے کر لڑکے کو بردستی یہ سب کرنے پر مجبور کیا جا رہا  
 ہے۔ تمہیں کچھ ایسا کرنا ہو گا کہ وہ لڑکا راضی ہو کر تمہارا  
 ساتھ آنے کے لیے تیار ہو جائے۔ اس کے لیے تمہیں اس شہر  
 جانا پڑے گا جہاں اس عوائف کو کھاتے۔ تم کو مجھے یہ دو تین  
 بار چکر لگائیں میں شریعت کرو اور کوشش کرو کہ لڑکا تمہاری  
 صورت سے آشنا ہو جائے۔ اس کے بعد کوئی کی گمراہی  
 کروا دے اور اس کے کسی کام سے باہر نکلنے کی صورت میں اس  
 سے اچانک کسی فیصلہ کن دھمکی دو مناسب وقت ہو گا جب تم  
 اسے ٹوٹی ہوئی سکو گے اور اپنے ساتھ راضی ہو کر چلے پڑاؤ  
 کر لو گے۔" لڑکے کی تجویز وہ کرتے ہوئے اس نے اسے  
 منہ بہ منے آگاہ کیا۔  
 "فیک ہے برا میں کچھ نہیں۔ آپ مجھے کوئی کام دے گا تو

کر کے کاٹنا نہیں دے دے گی۔ باقی کام میں خود کچھ نہیں کرے گی  
 اور اس کی بات سمجھ گیا تو وہ اسے ہنسی بھارت سے آگاہ  
 کرنے لگا جو اس کام کے لیے اسے دے گا۔ جسے چاہے  
 اور وہ لڑکے کو دیکھتے ہوئے یہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ اس  
 کام کو ہی انہما دے ڈالے گا۔

\*\*\*

وہ تین چار گھنٹے میں میں بیٹھ رہے اور چار گھنٹے  
 نزدیک سے بہت کرکھاس کے ایک قصبے پر اس طرح لپکتے  
 ہوئے تھے جیسے چار گھنٹے کر کے قصبے پہنچے ہوں اور یہی  
 عجیبی چیز کہہ سکتے ہوئے گپ شپ لگا رہے ہوں۔ لیکن  
 حقیقت اس کے بالکل برعکس تھی۔ اس وقت وہ چار گھنٹے ایک  
 نہایت اہم معاملے پر غور کرنے کے لیے بیٹھ رہے تھے کہ  
 بھنگ کے لیے پارک کے اس سٹیشن کو کتنے آگاہ کیا  
 ہے کیا کیا تھا کہ کسی ہوش کے بڑھ کر سے میں نے اسے  
 کے ایک آلات دیا ہے کہ اسٹیشن پر وہ آسان رہا ہے۔

اس میں فراہم کر کے خوش پارک اور اسے چھوڑ کر  
 مقامی ایجنٹ کام تھا۔ جسے اسے اس کے لیے گزشتہ روز کے  
 بتائے میں خاصے غور کر رہے تھے اور اس تجویز کے لیے اسے  
 کتنی ہوش میں کر رہا تھا کہ اسے پہلے خاص غور کر  
 چڑی تھی۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے اس نے شہر کی  
 میں غور کر رہا تھا۔ اس کام کا تھا۔ ان کے طریقوں میں  
 باہوں کی رکت اور اس کی تبدیلی کے ساتھ وہ جیسے ہوئے  
 شہر کو لڑکی کے میں تبدیلی کر دیتے تھے خاص فرق چار گھنٹے  
 اس کے ساتھ انہوں نے ایک تہہ کے ساتھ ایسے فرق کر دیا  
 بھی آگاہوں میں لگا لپکے تھے اور اس مشکل تھا کہ کوئی بھی  
 میں انہیں اس حیثیت سے شناخت کر پاتا کہ وہ وہی تھا جہاں  
 کے ایک گھنٹے پر قبضہ تھے۔ طریقوں کی تبدیلی کے ساتھ  
 انہوں نے ایک فی دھم میں۔ کے ہوئے تھے اس کے  
 کاغذات بھی حاصل کر لیے تھے اور اپنے لیے لکھا تھا  
 جوتے تھے۔ اس سلسلے میں دہلی میں ملے والے ہوں کے  
 ہر کاروں کے فراہم کر دے کر فیڈ کا راز نے بہت مدد کی تھی  
 اور وہ آرام سے طرح کرتے چلے گئے تھے۔ ہر طرف سے  
 مطمئن ہونے کے بعد انہوں نے ایک ہوش کار کا کھانا  
 وہاں راحت آرام سے گزارنے کے ساتھ اس بات کا بھی  
 بددست کر لیا تھا کہ کام سے ایک ملاقات ہو جائے۔

"آپ لوگ کہاں تھیں؟ میں انکسار کر رہا تھا  
 کہ آپ لوگ مجھ سے رخصت کر رہے تھے لیکن آپ کی کوئی بھی  
 ہی نہیں تھی۔ آپ نے مجھے یہ بھی نہیں بتایا تھا کہ آپ لوگ



اس جگہ پر سے ہونے ہیں اس لیے میں اپنے طور پر بھی آپ کی کوئی چیز نہیں لے سکا اور آج انتہائی غراب حالات کے باوجود آپ سے ملنے کے لیے تیار ہو گیا۔

”ہم ایک ناگہانی مصیبت میں پھنس گئے تھے دوست... لیکن تم بتاؤ کہ تم نے حالات کی قربانی کا ذکر کیا کیا ہے؟ ہم سب کچھ ہول سے انہد دیکھ کر گھٹے تھے اور انہد میں ایک کوئی چیز بھی جس سے یہ اعزاز ہو سکے کہ شہر کے حالات غراب ہیں۔“ اسے جواب دینے کی دے داری شہر نے بھائی جگہ سلوچہ سے گھر سے پینا کا ساہو کر کے لیے گھاس پر ہم دروازہ ہو گیا۔

”حالات عام لوگوں کے لیے فیک ہیں لیکن ہم جیسے لوگوں کے لیے تھوٹیل ڈاک۔ آپ نے انہد میں ساڈھ کے علاقے میں ایک سرکاری عمارت کے بیٹے کی خیر ضرور چھی ہوگی؟“

”ہاں چھی گی۔ خیر کے مطابق آگ عمارت حرکت کی وجہ سے گی گی جس کے نتیجے میں دفتر کا سارا عملہ اور سامان جل کر راکھ ہو گئے۔“ کام کی بات نے اسے تھوڑا سا چٹکا ضرور لیکن اس نے اپنے خدشات سے بیکو ظاہر نہیں ہونے دیا۔

”یہ صرف مینڈا کوئی جانے والی بریڈنگ ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ عمارت کی عام سرکاری دفتر کی گھن بکدیا کی حکایت کی اور کل وہاں سے ڈانگ کی خاصی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہاں جتنی بڑا گھن ہوئی تھی، کوئی بھی آگ میں جھلنے کی وجہ سے گھن ہو گیا وہ سارے کے سارے پھیلے ہی گئی تھی طور ہلاک کر دے گئے تھے پھر میں ان کی لاشیں مل کر خاک ہو گئیں۔“ مجھے حاصل ہونے والی معلومات کے مطابق اس وقت عمارت میں موجود افراد میں سے صرف ایک چٹائی کی بڑی وہاں جس مری بکدیا ہو رہا ایک، وہ ایک بچہ تھا جس ماری تھی۔ اس حادثے کے ملکی شاہدین کے مطابق جتنی کو حادثے سے بکدیا پر پہلے ایک سرنگ گاڑی سے اس اسٹاپ پر اتارنے دیکھا گیا تھا اور اس بات پر ہے کہ وہ سرنگ گاڑی ماری کی حکایت تھی جسے ڈانگ کے بعد آگ پہلے سے کوئی نہ ہو مگر اس عمارت سے نکلے دیکھا گیا تھا۔ کار کے شیشے ہاتھ اس لیے دیکھنے والوں کو یہ اندازہ نہیں ہو سکا کہ اس میں کون کون سے لوگ سو رہے۔ وہ گاڑی بھی بعد میں ایک شاہد بکدیا گاڑی کی پارکنگ میں کھڑی مل گئی تھی لیکن وہاں غصہ بیکروں نے بھی صرف اٹھا دکھایا کہ اس

میں وہ افراد سو رہے تھے۔ کھیلنے کی وجہ سے میں انہد تصور نہیں آگئی۔ ہلکے جھٹک ڈالنے ڈالنے کوئی بکدیا ہے کہ پھلنے والے راکے اس ٹھکانے پر بکدیا تھی تھی وہ سارا اچھی کا کھرا ہے۔ اب آپ کو یہ اعزاز کر سکتے ہیں کہ راکے اس وقت کی ہلکے ہلکے ہوئے ہوں گے۔ ایک طرف ہیں کے پھر سارے دوسری طرف اور اپنی بڑی اطراف تو سب سارے ایک ایک ٹھکانے سے بھی غروم ہو گئے۔ انہد عمارت کی روشنی تھی، میں گھن سے کہہ سکتا ہوں کہ مجھے سارے شہر میں ان دونوں افراد کی بکدیا ہو گئی ہوں گے اور ساتھ ہی اپنے لوگوں کو بھی ٹھکانا ہوا ہو گا کہ خیال میں ان کے درمیان ہو سکتے تھے۔ میری دیکھتے تھے بکدیا ہر گھن سے پاک رہی ہے لیکن بکدیا کی کہیں کب ان کی گھر میں میں آیا ہوں۔ اس نے اپنے کے پیش نظر آج تھوڑا دھکا جاتا تھا لیکن آپ سے ملنے سے انہد لیکن نہیں جانتا تھا کہ آپ نے اپنے خیر کو کی پر اس چٹا آیا۔“ اس نے پوری صورت حال بیان کی کہ گھر کی جو خوراک سورت حال کھائے سورت حال گھر کی ذہنی کو کام لگے تھوڑی دیر ہی ہے کہ اسے غصہ وقت میں انکی ساری معلومات حاصل ہو گئی۔“ صورت حال پر کوئی تبصرہ کرنے کے لیے میں نے اس کی کارکردگی کو سراہا۔

”ہم یہاں تھے ہی اس لیے۔“ اس نے اپنے اپنے سے جواب دیا تو شہر کا سارا سارا پھر مری لگے شہر انہد سے خیال میں ان حالات سے بھی بکدیا انہد کرنا کیا ہے؟“

”میرے حساب سے تو یہ وقت بالکل مناسب ہے۔ وہ چاروں بکدیا فارم دلی کریں گے تو بکدیا ہونے لے اور اجاب دیا۔

”کیسا قضا ہے۔ اور سارے لگے۔ میں رات ٹون کی ہوئی تھی، ہے تھی، یہاں کامیاب خیرین دیا ہے کہ کرنا کی اور لاہور میں کیا ہے؟“ اس نے لیکن خود اپنے شہر میں جب اس کا کہنا تھا تھا لیکن تو یہ ہلکا اٹھے ہیں۔“ شہر ہلے اٹھا رہا تھا۔

”یہ قضا ہمارے انہد کی کریم فرما رہی ہے۔ ہمارے لوگوں میں آج سے لوگ کہہ رہے ہیں۔“ جس لوگوں کی تھوڑا تو آئے میں ٹھک کے

یہ ہے۔ میں سرت میں ملک کا یہ حال تو ہو ہی تھا۔“ اس نے بھی تہہ سرت سے لکھ میں شہر ہار کے دھوکے میں سارے لوگوں کی نفس اور دھوکا لگنا تھا۔ میں سے دور، انہد میں نے انہد کے وطن کی خدمت کے لیے جانی پہلی جانی کرنا ہے۔ اسے خیر بکدیا حاصل تھا کہ وہ

”ہاں اور یہ ایٹانوں کو جانے دو کام... مجھے بھی ہے۔ ہم یہ شخص لوگ کی کبھی دھن دھن کے وقت میں کرتے رہیں گے اور انہد انکی ہی شہر میں آگے رہیں گے مگر انہد نے سکی ہے۔“

”مطلب؟ کیا آپ جانتے ہیں کہ راکے اس نے اس نے چٹا کیا ہے؟“ اس کی کئی کئی کر کام چھی طور پر تھا۔

”ہاں... اور اسی کار نامہ تھا۔“ اس نے دیکھی کی سزاوت سے ساتھ بتایا۔

”کافی کار۔“ کام نے لکھا قمر نام لیا۔“ میں سوچا بھی نہیں سنا تھا کہ آپ دونوں ایٹانوں کا کار نامہ ہونے لے ہوا۔“ انہد کو جوتے پھر رہے ہیں۔

”خیر، سے پاس اس واقعے کے بارے میں اتنی معلومات تھیں تو جیتے ان اور انہد کے لیے بھی قہار سے طر میں آئے ہیں۔“ گھنیں اس کا کہ وہ گھبرا ہوا ہوا ہے۔“ میں نے بکدیا، ہر دونوں میں سے کوئی اس جگہ پر پھرتا تھا گھر آتا تھا۔

”کیسے، واقعی آپ کو کچھ نہ پھر وہاں باہر بھی آپ کی طرف نہیں گیا تھا لیکن اس کی ایک وجہ بھی ہے کہ اس میں آپ دونوں کو کوئی بارود کچھ وہاں۔“ اگر پہلے سے کچھ نہ ہوتا تو شاید انہد وہاں نہ جاتا۔ یہ حال ابھر مشہور ہے کہ انہد آپ دونوں کو سخت اچھا کرنا چاہے۔“ اس نے سوال کا جواب دینے کے ساتھ ہی اس نے مشورے سے گئی تھی۔

”میرے خرافاتوں اور اپنی جان خطرے میں نہیں ڈالنے لیکن ایک سے غیب ہی ملتا رہتے ہیں۔ ہمارے جیسے کام کرنے والے لوگوں کو نہ اندلی مشہور کرنا ہی چاہیے۔“

”خیر، سب بیکاری سے جواب دیتے ہوئے ایک ٹھک سلوچہ جانی۔ ہم دور دورہ پہلے ہی تھا۔ اب انہد بھی بند کرنا ہیں اور ظاہری طور پر انہد سے بالکل بے نیاز ہوں اور باقی۔

”آپ فیک ہی کہہ رہے ہیں لیکن مجھے یہ بتا بھی کہ

آپ نے سب بتو کیسے کیا؟“ اس سے اتفاق کرتے ہوئے کام نے جس اور انتہائی سے چچھا۔ جواب میں اس نے اسے اچھن سے بکدیا بار اندر سے واسطہ پڑنے سے لے کر اپنی گرفتاری اور پھر گھر میں کی ساری داستانیں بتا دی۔

”بھیک... آپ دونوں نے تو کمال ہی کر دیا۔ صرف وہ خرافات اسے سارے سارے لکھتا ہو سکتا دلی کے سارے انکلمات تو ذکر بکدیا لکھائی کوئی مصلی کار نہ تھی ہے۔ راکے تو جیتا ہوا کر رہ گئے ہیں۔“ اس نے پڑھتا لیکن میں اپنے خیال کا اظہار کیا۔

”لیکن تو انکی ہم سے اور بھی بہت چھی کمالی ہیں لیکن مجھے اصل سکون اس وقت لے گا جب ہم ڈاکٹر فرما دیں لیکن کوہن کے بچنے سے نکال کر لے گا میں گے۔“

”یہ بھی انتہا دھم دھم جانے گا۔ میں اور اب ہم ہاتھ آجائے تو اس سے انکی معلومات حاصل ہو جائیں گی جو ڈاکٹر صاحب تک پہنچنے کے لیے ہمیں روک رہا ہے۔“ کام نے اسے قہقہہ دلی۔

”تم یہ بکدیا کہ پھانی ہی ہو شاہک صاحب کا کیا پکد ہے؟“ اس نے اپنی اپنی ایک طرف تو شاہک کے ٹیکٹ کا حصہ ہی ہوئی تھی تو دوسری طرف بکدیا ہی کے بارے میں جاسوسی کرتی پھر رہی تھی۔

”یہ دونوں بھی کسی کو بڑے خطرے ہیں۔ شاہک کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک جدا انتہا پکد ہے جو مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کا کوئی موقع اٹھ سے نہیں جانے دیتا۔ یہاں تک کہ یہاں کی ہندو انتہا پکد مذہبی بناتھیں ڈاکٹر صاحب چہ اس کی خدمت حاصل کرتی ہیں اور اس کے ٹیکٹ کے لوگ چھ ٹھکانوں میں ہی... مسلمانوں کو ہلا دیتے ہیں۔“ نقیابہ، اصل، ہم فرشتی، ہانت ہمیں، جوئے کے اسے سارے دھن سے کرتا ہے وہ اور اس کے راکے اصرار سے مرام کی بھی سن گئی ہے۔ اس کے خٹاپے میں بھائی کی مسلمان ہونے کے آتے یہاں کی مسلمانوں کی سے ہمدردی دکھتا ہے اور ان پر کوئی برا وقت پڑنے کی صورت میں اس کے آدمی مسلمانوں کی مدد کے لیے میدان میں اتر آتے ہیں۔ وہ لیکن بار شاہک اور بھائی کے آدمیوں کے اور لیکن انہما خاصا خطرہ بکدیا قصاص ہو چکا ہے لیکن پھر اسکی طاقت ہی ہر بار دونوں کے درمیان سب مٹاتی کر دیتی ہے۔

”دھن سے وہ بھی سارے شاہک والے کرتا ہے لیکن اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ ایک تو بھروانی کے



حصہ سے میں نہیں جانتا، دوسرے ان کے لیے کام کرنے والی فریڈا میں سے کسی کو بھی خبر اس وقت سے میں نہیں لایا جاتا۔ میری اس بات سے بھی براہ راست واقعات نہیں ہوئی لیکن میرے ایک ساتھی کے اس سے حرام ہیں جس کی وجہ سے میں یہ جانتا ہوں کہ ہندوستان میں پیدا ہونے کے باوجود وہ پاکستان کے لیے اپنے دل میں خلا نام کو شہر رکھتا ہے۔ شاید اس کی انی ہوائی وجہ سے اندوختی، راکٹ ایجنٹ اس کے بارے میں میں کوئی پتہ نہیں چل رہی تھی۔ اس مقصد کے لیے اس نے اشوک کے ٹینک میں شمولیت اس لیے اختیار کی ہوگی کہ اگر بھائی جی کے خاص آدمی سے حرام جو سامان مطلوب حاصل کرنے کی کوشش میں... بھی اپنی اہمیت قند کی زد میں آجھی جائے خود کوک زیادہ سے زیادہ اسے اشوک گروپ کی جاسوس سمجھیں اور اس کی اصلیت چھپ جائے۔ "اسلام کا تجویز پر دلیل تھا اس لیے اسے اس سے احتاط کرتا تھا۔

”و اعلیٰ وہ بڑی عیار رخصی اور بہت غریبی سے اپنا کام انجام دے رہی تھی۔“

”لیکن آپ کے سامنے تو اس کی ساری عبادتیں دھری ہو گئی اور ناپاے جاتے جاتے وہ اپنے کی ساتھیوں کی جان گیا بھی ساتھ لے گئی۔“ کلام نے ہر قسم سے تھرا دیا تو وہ کھلا مسکرا کر رہ گیا۔

”اچھا تو مجھے اجازت دیجیے۔ معمول کے مطابق میں پریم ناتھ پر نظر رکھوں گا اور اس کے خواہی کارروائی کسی طرف کی جائے گی جسے ہم پہلے سے کر چکے ہیں۔ جس شخص کو سزا کا کٹہر ہم اجازت کو دیکھنے سے بھر کر رہا گئے۔“ اس نے ان لوگوں سے نصیحت چاہی۔

”دعا ایک نظر اس مجھ پر بھی ڈال لینا جو تمہارے ساتھ گن گریں گا۔“ چہرے پر مسکراتے ہوئے اس نے کہا۔

”کون... کون میرے چچا و چچا“  
”دو بھائی اور چچا، چچا میرے بھائی ہیں“

ہے بلکہ اصل میں ہماری گمراہی کر رہا ہے۔" سونے اسی طرف لپٹے لپٹے ہو گئے سے غصیل سا اندازہ کیا تو کام لے چورنگروں سے اس شخص کی طرف دیکھا، اسے ۱۱ چورنگروں کا محسوس ہوا اور پھر فریاد ہی، آگیا کہ آج صبح ہی اس نے اس شخص کو اس دیکھ کر ہی دیکھا تھا جہاں سے وہ اپنے لیے قتل ہوئی، اس سے ۱۲ شخص وغیرہ مرے تھے۔ اس کی آنکھوں

۱۰۔ اپنی کاذبی کا کنگھول کر اس میں دھڑ رہا تھا  
 وہ نہیں جانتے کہ یہ دنیا اس طرح کنگھول رہا تھا جیسے اس  
 کی کوشش کے باوجود کنگھولے اسٹار نہ ہو کر دے رہی  
 ہیں۔ وہ اپنے آپ میں غمخیزوں کا تھلن کیا ہو اس کی  
 طرف مڑ گئے۔

یہ بات ہے کہ ہمالیہ ایک خرابہ ہو گئی ہے کہ اس کے  
 قریب کے لوگ جو کہ اس کے قریب رہتے ہیں ان کے  
 پاس سے اس کے قریب رہتے ہیں۔

ہاں، میں کچھ گڑبڑ کر رہی ہے۔ "ایک توڑ پھوڑ  
 ہوئے دکان میں گھوم رہے تھے، اس پر سے عمارت راست  
 پر۔ "توڑ پھوڑ" اس لیے کہ گھر کا گھر۔

تو ہمیں کہیں اسے نہیں چھوڑیں۔ ہم آپ کو اپنا  
آزادی میں منت دے دیتے ہیں۔ ”شہر پارک کی گلیوں میں  
کے سہارے پر کھانا کھا رہے تھے۔“

نہیں جبکہ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں

میں بھی تو میری اس ضرورت ہے کہ اس کے لیے اب ہم  
 وطن پر کے جہاں ہم کھینچا ہے چاہیں گے۔ اس پر سلو  
 اس نے غصہ ہوا۔ اس کے لیے یہ کاٹ کے ساتھ موچل  
 نے اپنے ہاتھ میں لے کر لی لیکن بھی محسوس کی اور سخت  
 عار ہوئی۔

یہ آپ لوگ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں تو آپ لوگوں کو  
ہدایتا بھی رہی۔"

جہاں بیکان بھی ہو گیا۔ ہم ہم سے ابھی میرا  
اپنا تعلق نہ کر دیا تھا۔ تم بھی ہمارے ساتھ چلو۔ ملو  
مے اپنے اس کے گلے میں جھونکا جسے وہ اس کا کوئی  
دور نہ دے سکتا تھا اور اچانک ہی اس سے طاقت ہو گئی تھی۔

نہیں، میں تمہارے ساتھ نہیں جاؤں گا۔" وہ بڑے  
فرحت ہوا۔

ان کے بیٹوں پر مال کا دیا، ان کے لئے بڑا حاکم ہوئے اس سے  
بڑے عسکرانہ لہجے میں اعلان کیا جسے سن کر موچیل کا چہرہ  
الٹاں نہ کیا۔

”آپ کو دور سے مت کر۔ میرا یہ ساجی کر کے چلا۔  
گوئی چلتے میں زیادہ دیر نہیں کھائے گا۔“ اس باوجود میرا بار  
میں سے یہ گفت کی۔ کوئی زور نہ پڑی دھکت کے ساتھ  
میں ہانک سے بچے اتار آیا۔ ان کے دھارے سے ان  
طرف سے آگ کی لہریں، اور طرف سے آگ کی لہریں

لے لے جا جا رہا ہے۔ کلام گا کر ہی اشارت کیے ان کا شعر تھا۔ اس شعر کو ان کے ساتھ آقا کی گزراں نے بھرتی سے پیچھے کے دونوں دروازے کھول دیے۔ وہ دونوں اسے

”نہی جی بھائی! آج تم لوگ میرے ساتھ آنا۔  
کھانا کھو رہے ہو؟ ایک ٹرے دے دوں گا۔“

[illegible][illegible]

”اسے کہاں لے کر چلا ہے مرزا“ کام نے گاڑی پارکنگ سے نکال کر وہ پڑاؤں کی گلی میں اور اب شہر پار سے باہر ہوا تھا اس کے اٹارنے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ اس مہارتی صورت کے حامل ہے تو اسے اسراروں سے۔

”جیسی ایسی جگہ جہاں ہم اس سے قعودی سی ہو جائیں گے۔“ اور خاترہ نے ایسی جگہ تم ہی میں پہنچا سکے۔“ شہزاد نے یکسو دیکھ کر اس سے اس کے سولہ کا جواب دیا تو وہ گردن مٹھ کر کے چارے اٹھا کر سے ڈرائیونگ کرنے لگا۔

کافی عرصے پہلے سے ہونے لگی تھی۔ اس کے بعد گازی نے اپنے دوستوں کے ساتھ مل کر ایک نئی پارٹی بنائی۔ اس پارٹی کے نام "گازی پارٹی" رکھا گیا۔ اس پارٹی کے مقصد یہ تھا کہ گازی کے خیالات کو عام کرنے اور ان کے پیروکاروں کو مل جل کر کام کرنے پر آمادہ کرنا۔ گازی پارٹی نے اپنے پہلے دنوں میں کافی کام کیا اور گازی کے خیالات کو عام کرنے میں مددگار بن گیا۔

”یہ جوتو کچھ نہ سب کچھ ہے۔ یہاں تو ہم کی لوگوں کی نظروں میں آ جائیں گے۔“ ضمیر یا رکودہاں کا ماحول دیکھ کر تشویش ہوئی۔

"اسی بندے کو کہہ دو جس میں نے تمہیں - ہوا ہے جو اس  
پر چل کر مکان میں داخل ہو گا تو کئی توجہ دیکھو گے۔ یہ  
آپ کے اطمینان کے لیے ہیں۔ یہاں تک کہ ان علاقے میں  
رہنے والے پیشوا ہمارا کسی نہ کی طرح کو فانی کام میں غوث  
رہتے ہیں۔ جب کہ وہ خطبہ فرمائیں، پھر انور سب  
آپ کو ان علاقے میں پیش کے لیکن یہ سب چھوٹے مجرم







”نہیں یہاں میرے پاس ایسا انتظام نہیں ہے کہ  
 اس کو پہنچا کر لے جا سکیں۔ اس کے لیے مجھے مارکیٹ سے  
 کوئی بڑا سونٹ لینا پڑے گا۔“  
 ”چلیک ہے۔ تم سوٹ کیس لے آؤ۔ ہم بیٹیں دک  
 کر جہاز اٹھا کر لے جیں۔“ شمر یاد نے اس کو بہت دلی  
 اور بے چارہ دکھو کا سا نظیر لگے راج اور سے گل کرنے کا  
 کام سوا لیا۔ مگر وہ نہ گیا۔ سارا پتھر لگا کر راج اور کو کام نے فراہم کر  
 دیا اور خود فوراً سونٹ کیس کی لڑائی کے لیے روانہ ہو گیا۔  
 ”اکی موت جانے کہ ہمارا مقدر کتنے جانے کے  
 منہم نہیں ہے۔“ خود کو کین دل کے مقام پر کوئی مارکر بیٹھ  
 کی خند مٹانے کے بعد سونے تھرا دکھا تو شمر یاد اس سے  
 اختلاف نہیں کر سکا۔

”خیر میں ان باتوں سے ذرا بے والا نہیں ہوں۔ ان  
 سالے بھارتیوں نے اپنی ٹریننگ ہی ایسی کی ہے کہ مرنے اور  
 مارنا دونوں مشکل نہیں لگتا۔ تمہارے ساتھ رکنہ وطن پرستی  
 وغیرہ کا بھی تصور اساتذتی پر نہ چلا ہے۔ پھر یہ بھی اطمینان ہے  
 کہ اگر میں مر جاؤں تو آخر تم لوگ میرے ماں باپ کا کیا  
 رکھو گے۔ اس وجہ سے یہ ہے کہ جی بھتیجہ غور ہو جائے گی۔ بڑا  
 چار کرتی ہے مجھ سے سخت پیار کا تھا ہے۔ کوئی اور مجھ سے بڑا  
 مل گیا تو اس کے بھی کرنے لگے گی۔“ وہ اپنے غصوں اور  
 میں بول رہا تھا لیکن شمر یاد کچھ نہ کیا کہ ایک انسانی جان لینے کا  
 آپ بھائی اس کے عواصوں پر چھا رہا ہے۔ گزشتہ روز اس کے  
 ایک ٹھکانے پر بھی انہوں نے کئی لوگوں کو ہت سے قتل کیا تھا  
 لیکن اس وقت وہ اپنی جان بچا کر بھاگنے کے چکر میں تھے  
 اس لیے وہ کل دو گارت لگا رہی تھی۔ اس وقت میں گھسی تو  
 ہانک گیا تھا۔ وہ ایک چھوٹا جرم تھا۔ شاید اسی لیے اسے مار کر  
 دو گارت جرم محسوس نہ رہا تھا۔

”اکی بیٹھنی مت لو۔ اگر ہم اس شخص کو چھوڑ دیتے تو  
 کل یہ ہمارے لیے موت کا پروانہ بنا جاتا۔ یہ کام سے بھی  
 طرح واقف تھا اور ظاہر ہے کام کے بارے میں ہمارا کھوئی لگا  
 زیادہ مشکل نہیں ہوتا۔ اس لیے اسے قتل کرنا ہماری مجبوری  
 تھی۔“ شمر یاد نے اس کا شانہ چھپا کر اسے قتل دلی۔

”میں بیٹھنی دیکھنے لینے والا آدمی نہیں ہوں۔ میں  
 ایسے ہی ایک بات بول دی تھی۔“ وہ خود راجی طرح دے گیا  
 اور اپنی جگہ سے کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ ”یہ اپنے کام  
 بھیا کی چھان بھی اچھی ہے۔ اسے پورے گانے لگا کر کہا  
 ہے۔ میں دیکھتا ہوں کوئی اچھے گانے والوں کا کیکشن بھی  
 ہے یا نہیں اس کے پاس۔“ وہ راج اور کچھ ایک میں رکھا

کیکشن چیک کر لے گا۔ پھر شاید اپنے مطلب پر  
 راج اور کوئی کیا تو اس پر راج اور کے اسے تھرا کر  
 خاموشی کے اس گھیل سے دھتے میں انہوں نے  
 کاڑیوں کے ساڑن سے۔ دونوں ہی پر ہی طرف  
 گئے۔ آواز میں زیادہ دور سے نہیں آ رہی تھی۔  
 تھا کہ کاڑیوں کا رخ ہی طرف ہے۔ وہ اس سوا سے  
 آوازوں کو سننے کے جو چند لمحوں میں ہی اچھی قریب  
 نہیں کر سکتے تھے۔ ان سناٹے میں انہوں نے  
 ان دونوں ہی نے ایک دوسرے کی طرف سوا کر  
 پست دیکھا۔ دونوں ہی کے چہروں پر کئی سوال تھے  
 کئی کو انہوں نے بارے میں کوئی سن کئی کئی تھی؟ کیا  
 نے وہو کو کئی ہوتے دیکھ لیا تھا؟ کیا وہو نے ان سے  
 بیانی کی تھی اور ان کی گرفت میں آئے سے کئی؟ کیا  
 کے بارے میں آگاہ کر چکا تھا؟ ظام جو حالت  
 خیر سے کیا تھا۔ اب تک انہوں میں نہیں بچا تھا؟

فی الحال ان کے انہوں میں جو راج اور سوا  
 رہا ہے۔ وہ انہوں میں قوت پر اس سوا سوا  
 تھے کہ پتے پتے جا رہے تھے۔ اب تو وہ سچے سے  
 سننے تھے کہ گاڑیاں ان کی میں پاس کے کھڑے  
 ہیں۔ شمر یاد نے گلی میں گھٹنے دانی کوئی کے قریب  
 آہستہ سے اس کے ہت کو ہاتھ لگا کر اس کی  
 چاہے۔ اس بھری سے اس نے جو پہلا چہرہ دیکھا  
 سکا پتھیں اٹھا کر قرا۔ اس کے بعد اسے چہرہ  
 اٹھواں بھائی دے گئے۔

”دونوں باتوں کو سمجھ لیا جاتا ہے کہ ہاتھ اٹھا کر  
 مکان سے باہر آ جاؤ۔ نہ پتھیں مکان کا دروازہ توڑ کر  
 آجائے گی۔“ شمر کے کونے پر کھڑی پتھیں دیکھ  
 دیکھ ان کے ذرا بے ایمان نہ کیا تو ان دونوں کا  
 رتوں میں اچھل پڑا اور بے ساختہ ہی ان کی کھڑی  
 آتش کی طرف گئیں۔ منہ میں کچھ اڑنا مارنے کی  
 اس کے منہ سے اپنی زندگی کی آخری قہقہہ نکلی  
 تھی تو لیکن موت کی دہشت اس کے چہرے پر  
 رہی تھی۔ اس کی خوف زدہ ہے تو انہیں چوری  
 نکلی ہوئی تھیں اور ایسا لگ رہا تھا کہ وہ  
 گل کر کے تم غور کیسے جی سکے۔“

یہ نوجوان کسی حیرت انگیز انسان جا رہی ہے  
 مزید واقعات آئندہ ماحول حلقہ فرمائیں





100

[illegible]



أبى بنده واللعن ملاحظه فهاه

4/13/2020

جامعہ اسلامیہ اسلامیہ اسلامیہ

[illegible]

پیشوایان مسلمین کا یہ رویہ

”چاہر کر کے جی توڑا اور انہوں کو سنبھال کر اس لیٹ والوں کو گھر لے کر گیا۔ چاہے اسے اس حادثہ کا غم نہ گزرتی نہ اسے لگتی تھی اس کی پرہیزگار میں عیال سے لگتا ہوگا۔ کسی کو یہ قابل بنا سکتے تھے اور بھی ایسا ہوگا۔“ وہ جانتا تھا کہ اس ایشیائی کا کوئی بھی تہجد قبول کر سکتا ہے لیکن اس کے لیے باہر بھی گزرا وہ نہیں تھا۔ ان کے گھر پرانے طے ہو کر اس وقت تک کھتی تھیں کہ ان کا رشتہ کچھ

18



— **THE**



مردودہ کی طرف سے اس کے لئے کوئی حلقہ نہیں تھا۔ اس نے محو  
ی سارا منصوبہ پر توجہ دے دیا۔ ان کے لئے اس منصوبے پر  
عمل کرنے کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا۔ اگر وہ اس سے تعاون  
نہیں کرتے اور وہ کرتا رہتا تو لازماً ایک میں بھی دھش  
کی لگائی ہوئی کر دیتا۔ دوسری صورت یہ تھی کہ وہ اسے ملوث  
کے پاس پہنچا دیتے۔ لیکن یہ وہ اضافی غم سے ہاتھ  
رکھنے کی بھی کوئی نکتہ نہیں تھی جس کی وجہ سے ان کے اس تعاون  
کے بدلے میں وہ اس شخص کی بددی حاصل کر لیتے اور وہ  
بھی نہ ہی ان کے کام آجاتا۔ دینے بھی بھائی جی کے  
بارے میں انہیں جو معلومات حاصل ہوئی تھیں، ان کے  
مطابق وہ مسلمانوں اور پاکستانیوں کا بددعا تھا۔

”تمہارا کیا نام ہے؟“ شہزاد نے اس سے دریافت  
کیا۔ اس شخص نے دھش کے دوران وہ فزیک کی آواز دینے  
میں توجہ دے دی تھی۔ فزیک کی شدت میں کمی آگئی تھی  
اور واضح طور پر محسوس ہوا تھا کہ کوئی ایک گروپ پہنچی  
اختیار کرنے پر مجبور ہو گیا ہے۔

”مہرازمیں... پر اصرار مارا لوگ اپنی کچھل چلی  
ہو ہے۔“ اس نے اطمینان سے بتایا۔  
”فہمک ہے مہرازمیں... ہم تمہارے ساتھ تعاون  
کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر پولیس نے تمہارے ساتھ جانی  
شرام کی اور اس مکان تک پہنچی تو ہم دی کرہ جو سوچ رکھا  
ہے۔ آگے قسمت کی بات ہوگی کہ ہم اور ہم جی جاتے ہیں یا  
نہیں۔“ آخر کار شہزاد نے اسے تعاون کی جگہ دہانی  
کرادی تھی۔

”قسمت کی تم قدر کر رہے ہو؟“ اس نے دہانی سے۔ پہلے  
بھی کسی بار موت کے منہ میں سے نکلا ہے۔ اب بھی اضافی  
نکل جائے گا۔“ اس نے یقین سے کہا اور ہر حکم کی موضوع  
تک پہل والا۔  
”سارا لوگ تو بتاؤ کہ تم کون سے آہن کو تو اس ہستی کا  
ہے۔“ انہیں لگا۔ ”اس کی چھوٹی چھوٹی دھن آگئیں بہت  
غور سے ان دونوں کا ہاتھ لے رہی تھیں۔  
”ہم جو بھی ہیں، تمہارے لئے ہمارا حشروری نہیں۔  
ابھی ہم اپنی شہروری کی وجہ سے ایک دوسرے سے کا پیریت  
کرنے پر مجبور ہیں، لیکن ایک دوسرے سے ایسا کوئی حلقہ نہیں  
ہے کہ ان میں اسے بارے میں شکوک کریں۔ ہاں تم اپنی  
حکومت کے لئے نہیں لڑنا اور کرنا کہہ سکتے ہو۔“ شہزاد نے  
اسے ڈرا سے مروی سے جواب دیا اور خود اصرار اس عکس  
تک کیا جیسا سے باہر کی میں بھاتا ہاں سکا تھا۔ کوئی کے

قریب ہی اس سے پہنچے تھے کی طرف سے اس کے  
کوئی کے پتہ میں چھری پائی اور باہر کا ماحول  
فزیک کا سلسلہ اپنی گریڈنگ کا چارہ لوگ میں  
والے دوتے ہوئے ٹھہرا رہے تھے۔  
”مجھے یہ خیال میں آپ نہیں چھٹکے میں  
ہا ہے۔ پولیس نے اپنی انتہائی کارروائی عمل کر رہی ہے۔  
شہزاد لوگ کسی بھی وقت اور کر کے گھر میں کی جاتی  
کر سکتے ہیں۔“ چھوٹے باہر کا چارہ لینے کے بعد اس  
مہرازمیں طرف مہل کی طرف پھرتے ہوئے۔  
”تمہارے لئے ایک ایک کا حاصل اس وقت تک کہ

جب تک پولیس کے لئے اور دھش میں اس کے  
پوری طرح ہوشیار نہیں گا۔“ اس نے اپنی گریڈنگ  
تک جاتی تھی۔ ان کے لئے دھش اور وہ خاصا ہوشیار  
اور اس مکان میں وارد ہونے سے پہلے ایک بار بھی  
ان دونوں نے کوئی نہ دھش کیا تھا۔  
دوسری طرف فزیک کا گروپ تھا۔

”کونسی اسادہ گھنسا ہے۔“ شہزاد نے یہ کہہ کر  
اس کی بات کا جواب دیا۔ اس کا جواب نہیں کہ مہل  
تک سے حرکت کی اور حالت رہی سے ان کے حشروری  
اپنے چھٹے میں تھیں۔ یہ تھا کہ وہ ملوث کی لاش کو  
لگانے کے لئے سرے میں ایک باب ڈال کر پھرتے  
تھے۔ مہل کی تمام تر کھوپڑی کے پادروان کے ہاتھ  
مکھال میں اس کے ہاتھوں میں شہزاد نے اپنی لاش  
کا موش ڈال لیا۔ لیکن اس دھش کی کے فزیک موش  
موش کے ہاتھوں میں تھیں۔ اس دھش کی کے فزیک موش  
کے لئے شہزاد نے اپنی لاش کو موش کے ہاتھوں میں  
غول سے لٹکا دیا۔

اور ہر مکان انتہائی ڈر کا تھا۔ اسے فزیک کے سرے سے  
کے بعد اس نے خودی کن لکھ دیا۔ فزیک کا  
اور اندر داخل ہو گیا۔ فزیک کا دھش اس کے چھٹے  
کی ضرورت نہیں تھی اور اپنی جگہ پر موجودہ گروپ  
جائزہ لینے لگے۔ فزیک کو ہین دل کے حشروری کوئی لاش  
اور فزیک موت واضح ہوجانے کی وجہ سے بہت ڈر کا  
نہیں بھاتا تھا۔ جو ملوث تھا۔ اس کو بھی انہوں نے  
پہلے یہ سوچا کہ اگر وہ اصرار دھش سے روک دیا گیا  
تو اصرار کا صاف تھا۔ اس چھٹے میں ہی ان کے  
پہلے ٹھہرا رہے تھے۔ ان فزیک کو شہزاد نے خود

چھٹے میں کر دیا۔ اس کے بعد وہ دونوں جی سے فزیک  
چھٹے میں۔ پولیس چھٹے کے لئے اس مکان کی لاش  
دھش میں بھی باہر نہیں لے سکتے تھے۔ اگر لٹکے تو فزیک  
وہاں تک نہیں آجاتے۔ شہزاد نے انتہاء کے ہاں  
خات کے لئے اسے ایک باہر موش لکھ لکھ کر  
کی۔ یہ بھی تھیں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی فزیک سے لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ

مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ  
مہل کی لاش کو گروپ میں لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ لکھ



جہاں ہی کا غاص آدمی ہے۔ اگر تم کو کبھی حدیٰ ضرورت  
پڑے تو سب سے اچکن کے پاس آ جانا۔ اچکن تمہارا آج کا  
احسان ضرور تیار سے گا۔ اس نے شاندار انداز میں کہا اور  
ان کے تمہارا زور لاسلے سے دھڑکے کے ساتھ ذرا کمر اٹھے



52



”آداب۔“ اس کے تجویزوں سے بے خبر چاندنی نے دھمکے لہجے میں مانتے ٹھکراتے جواب دیے۔

”خبر پھیل گئی۔ میں آپ کا بے حد محترم ہوں  
کہ طبیعت کی طرف سے آپ میری خواہش کے احترام  
میں یہاں تک پہنچے ہیں۔“ انگوٹے کی زنجیر سے اس کا  
استقبال کیا۔ اس بار اچھا اور گوارہ روئے دیکھنے کے لیے  
اسے بڑی محنت سے کام لینا پڑا تھا کیونکہ وہ عادی و گزار  
ہوا تھا، اس میں تو ان کی زبان میں شکوک ہوئی تھی۔

”خبر ہے کہ ضرورت نہیں۔ آپ کی جیب میں اتنی طاقت تھی کہ میں ہر مرگ پر بھی ہوتی تو آپ کے سامنے حاضر ہو جاتی۔“ اس کی دھمکی اور سر پئی آواز میں حالات کی کئی گونہ گہرائی دکھائی دیتی تھی۔

آپ کو ناراضی معلوم ہوتی ہے لیکن اہل بیت کے آپ کو مجھ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔" اس کی کئی کھوس کر نے کے باوجود مجھ نے نرمی سے کہا، جواب میں اس نے ہاتھ پائی سے اس کی طرف دیکھا۔ اس سے قبل کہ مجھ اسے دیکھ کر کسی قسم کی شبیہ دہانی کر داتا، دو دن سے یہ دیکھ کر دانا ابھری۔ وہ کچھ کچھ کر جاتی، دو دن سے تنگ بیٹھی اور دو دن سے کچھ تھوڑا سا کھاتا۔ اس کے باوجود مجھ پر اس کے کسی کی جھلک دیکھنے میں کاشاب ہو گیا تھے چند اپنی نے اسے کہہ کر پکارا تھا۔

”تو کیوں یہیں آیا ہے؟“ ہمارے دل نے دہلی آواز میں پوچھا۔

”وہ یسعی جان بوجھ کر ایسا کرتی ہے۔ لایہ مجھے دے  
خود کسی کو نہ میں چھپ کر کچھ چاہتا ہوں، اچھے ایسے ہی تنگ  
تی رہے گی۔“ چاندنی نے جڑ جڑاتے ہوئے سمجھے سے کہا  
”اتھ جو حاکر شاہدہ کی لائی ہوئی سوغات وصول  
کی۔“ تنگ نے دیکھا کہ وہ دھیرے دھیرے شرب کی بوتل ہے۔ اس  
بوتل پر منظر بہت دلورنگی۔ چاندنی کی ایک دست کے  
لے اس نے چند اپلی کی جو بوتلی دھم بھجوائی تھی اس کے بعد  
اس کاغذ پر ادات کاغذ دہا۔

”معاذی چاہتی ہوں، ہمارے یہاں آئے ہوئے  
انہوں کو اس طرح اس طرح کرنے کا رواج تو نہیں ہے لیکن

چاہتیں تھیں باقی ہی اس کو میرے ساتھ انہی ہول  
 تھی۔ "وہ وہ نہ دیکھ کر کے وہ انہی چلی اور ایک چٹائی پر  
 پہلے ہی طور پر جامہ کر کے ہوئے تھے، ہاتھ دھرتے  
 ہوئی۔

”کوئی بات نہیں، مجھے برا نہیں لگتا کہ میں ایسا کروں۔  
 قہار سے اور پانی کی کھدائی کے درمیان کچھ جھگڑا چلی  
 ہے۔“ مگر نے ہوشیاری سے اسے غور سے دیکھ کر کہا۔  
 ”قہار! جھگڑا تو بڑھ چکا ہے۔ میں گھر سے سوچ کر  
 تھی کہ قہار کو دیکھ کر اس کی لکچر لگے گی اس بات کے  
 خلاف۔ اس نے کہا کہ میں نے اسے دیکھا ہے۔“

اب تم عیادت کرو کہ میں اپنی بی بی کے ساتھ اس سے نفرت کر  
تے کروں تو کیا کروں؟ میں نے اس کی نظریں دیکھتے ہوئے کہا کہ  
پہری کوئی سنا ہے؟ اس نے کہا: وہی لڑکیوں کی، مگر یہ کہانی  
نظر کی پرچوں کو دیکھ کر ان میں سے ان جاننے کی خواہش میں  
پاپ کے کمرے کے صفحہ ۱۰۰ میں ہے۔ اس کی کوئی چیز  
نظر آنے والے دیکھوں کے چہرے میں آتی ہوتی ہے  
عراقی کی چہرے کے چہرے کے چہرے کے چہرے کے چہرے  
کی کہانی میں آیا کہ وہی نہیں تھا وہ اس سے  
جاننے کی خواہش کرتا۔ اگر یہ چاہتوں ہوتی ہیں  
شاد سے کاغذ پر اس نے شاد سے کی خواہش میں  
نظر کے دیکھنے کی خواہش میں اس کی کوئی چیز پر ہوتی ہے  
ان دونوں کی گفتگو میں اس کی خواہش میں اس کی خواہش  
دونوں کے چہرے کے چہرے کے چہرے کے چہرے کے چہرے

”تمہاری لکھی جان کر انہوں نے وہاں بھی جاکر  
 ہاں ہاپ کی بات کی پر وہاں بھی گھر کی چیزیں نہ تھیں  
 وہاں کے ساتھ ہی رہا ہے۔ تو وہاں بھی خوش قسمت ہو  
 کہ یہاں انہیں ہاں میں نہیں تھا کہ وہاں رہا تھا  
 تو یہاں سے لے کر وہاں بھی لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے  
 تو یہاں سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے  
 کی جانے والی ہوتی تھی کہ انہوں نے جاکر پوری طرح  
 محسوس کیا۔ وہ جو جام تیار کرنے کے لیے وہاں سے لے کر وہاں سے  
 سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے  
 لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے لے کر وہاں سے

”آپ کو کچھ معلوم کہ یہاں شاہ میر احمد ہے۔“  
 ”یہ مجھے کس لیے کسی خاص موت کی طرف اشارہ ہے؟“  
 ”میں نے اس کی خبروں میں اس سے بے خبری کی۔“  
 ”وہ ظاہر ہے کہ اس نے کسی کو قتل کیا۔“  
 ”اس نے ایک لاکھ لپٹ کے ساتھ جو یہ پیش کیا۔“

”میں نے ایک اعزاز کا نام ”دورِ مگر بیکر مار کے  
 سے روٹ کر چھائی تک آگئی اور ہمارے سے ہام تار  
 (میں نے) کوئی بے ہوشی والی تربیت میں لیتا ہے یہ کام

[illegible][illegible]

ان کی بھی وہی ہے جو ہر ایک کے پاس ہے۔ ان کے پاس بھی وہی ہے جو ہر ایک کے پاس ہے۔ ان کے پاس بھی وہی ہے جو ہر ایک کے پاس ہے۔

[illegible]

"وہ اپنی بہن کی موت پر بہت دکھی ہے اور وہ اس  
 وقت تک کہ اس کا نام ہو چکے ہیں ایک طاقتور اور اور طاقتور  
 اور اس کے ساتھ اس کی محبت ہی کیا ہے؟ وہ اس  
 کو اپنے پاس لے جاتا ہے اور یہاں سے باہر کی دنیا کو بہت  
 جانتا ہے۔ خانے چھری تک اس ہے ہمارے کی صفحہ  
 کے ساتھ اس کے ساتھ حاصل کرنے کے لیے بیکار کر سکے  
 اور اس کے ساتھ اس کے ساتھ جاتا ہے تو اس کے  
 کوئی اور نہیں ہے۔"

اور اس کے ار سے زبان کو لے کر چلا گیا  
 کر کے۔ "پاکستانی نے اسے اس طرح سے آگاہ کیا جس  
 سے وہ خوشی اور اطمینان سے

”کافور بھی یہی کہی کہ حاضر کو حق دینے کے لیے تیار  
 نہیں ہوئی؟“ وہ بھی نہیں اٹا نہ کہ نہ جانتا ہے کہ جہاد سے لیے  
 آنے والے لوگوں سے غارتہ محسوس کرتا ہے۔ جواب میں کہ تم  
 اس کے لیے کچھ نہیں کر سکتی ہو کیا؟“ مجھ نے اس سے فوراً  
 کاٹ مار کر کچھ سے سوال کیا۔

”میں ایسا کر کے خود کہاں جاؤں گی؟ میرے پاس  
بھی تو اس کوٹھے کے سوا کوئی مکان نہیں ہے۔“ اس نے دھکے  
لگے میں اپنی مجبور دہائی جان کی۔

ہیں؟ ” وہ اس کی بات سن کر ہنسا۔

”ہاں بلکہ سمجھو کہ اس کے پیچھے اس لوگ کوئی اور  
 تھا۔ میں تو صرف ان کے لیے کام کر رہا ہوں۔“ جیگ نے  
 اعتراف کرنے میں تردد نہ کیا۔

”کیا وہ پھر میری کے خلاف دلیہ سے تھا؟“ اس نے اٹھ اڑوٹا گیا۔

”فہمیں، دو قانون کے محافظ ہیں اور تمہیں اور شاہد کو  
قانون اپنے کی عوامی اہمیت رکھتے ہیں۔“

”آف میرے ابا آپ کا ابا بھی کر رہا تھا؟“  
 ”کچھ نہیں، ابا۔“ کانوں کی چوڑی جسے لوگوں کے خلاف  
 کارروائی کرتا ہے۔“ وہ بے گنی کا نظارہ دیتی۔

”جنگ چھو اچھے اور ایمان دار لوگ بھی ہوتے  
 تھے۔ میں نہیں اور شاید کو ایسے ہی لوگوں سے ملنا چاہتا  
 ہوں۔“ جنگو نے اسے سمجھایا۔ ”مجھے امید ہے کہ اس کیس  
 میں میری مدد حاصل کرنے کے علاوہ وہ لوگ تم دونوں  
 کے مسئلے کے لیے بھی کوئی اچھا انتظام کر دیں گے۔ کہ  
 جس میں اچھا نہیں لگے گا کہ تم دونوں اس کو دے دو کہ کوئی

شاہد ان باتوں کو سن کر غرض ہوگئی۔ اس کی دلی تمنا ہے کہ کون  
طرف یہاں سے نکل سکے۔ چاہے اس کے ہونے کے لئے کچھ بھی  
کے مشعل اس غرض میں اس کا اختیار کر رہا ہے۔ کچھ سے کچھ  
کے بعد جس میں کچھ چاہا جائے یہاں سے اس کا کوئی رستہ  
بھی تو نہیں تھا۔ ابھی تو وہ خاصا مہم ہے۔ آپ کا حکوم ہے  
وہ مہم جس سے ایک سو سال پہلے ہی سے لگن میں ہیں اور



کون ہو تو لوگ؟ اگر وہ چلا اور زور دیا ہے تو وہ سب لے جاؤ لیکن ہم لوگوں کو کھو مت کہنا۔ اپنی کھوپڑی حالت دیکھ کر وہ گھبرا گیا۔ دس مہر تو وہ پہلے ہی کہا تھا اس لیے صرف

تو بھیک ہے۔ آپ اس شخص پر مائل ہو کر رہیں گے۔  
اس شخص کو دیکھ کر کہ ہم کچھ نہیں جانتے تھے  
کہ وہ یہی ہے جس نے کسی ایسے خادم کے لئے میں ہی اس سے  
پیشکش کی تھی۔

یہ تو تم نے جسے کام کی بات کہی ہے۔ اچھا  
 کہ وہاں نہیں چھپا ہوا ہے۔ ابھی اس کی تفتیش کو مضمون میں  
 کہاں ہے۔ ہم اس سے انکار نہیں کریں گے۔ "ماہی کی لڑائی  
 مضمون پر وہ مکمل تھا اور اس سلسلے میں اس کی تمام تر  
 لیے اس سے سوالات کر کے حیرت انگیز حقائق حاصل کرے  
 کام کی تمام باتیں مضمون کو لینے کے بعد اس نے اپنے  
 سامنے کے ساتھ ہی کرنا لگا۔ اس نے کہا اور یہ سب اس سے

”نہیں اس سے یہ تو قصہ ہی ہو جاتی ہے کہ تم نے  
 میں جو نام، سہا دے دے وہ مجھے اہم ہے۔ مجھے نہیں  
 کہ میرے پراسرار اطوار پر غائب ہو جانے کی وجہ سے ان  
 کو کافر و کرماء قرار دیا گیا ہوگا اس لیے کہ انہیں ذرا ہوگا  
 میں کسی سے بے تکلفی تو اس اور ذرا سے قصہ دے اور  
 نہ رونق کے نتیجے میں اب اہل حق ہوں۔“ حالیہ نے بڑا



”ایسا کرو کہ ان خاتونوں کے بھی ہاتھوں پر جامعہ کراچی  
دوسرے کمرے میں بیٹھا اور کچھ اس بات پر غور کر رہا تھا۔



پڑا تو کہہ رہا تھا۔ اگر کوئی میرے ساتھ ملے گا تو اس کا حشر  
 ہوگا۔ چاہے جس طرح بھی تو اس طرح توپ توپ کر رہا ہوں  
 اور کسی کو کانوں پر نہیں دیتی۔ اس نے دھت بھرے  
 انداز میں اس طرح دھمکی دی کہ رانا کی رہی کسی صحت منعم  
 ہوئی اور وہ سرگرمیوں حرکت دینے لگا جیسے کچھ نہ پتا چلتا ہو۔  
 جاوے میں نے ایک لمحے کو اس کا چہرہ محو سے دیکھا۔ پہلے  
 پڑ جانے والے دشمنوں کی تکلیف کی خدمت سے بہرہ مننے  
 والے آنسوؤں نے ترکہ رہا تھا۔ وہ کہیں سے وہ کہیں نہیں  
 لگتا تھا جیسے سڑک بولائی ہوئی اس طرح پر ہوتے دیکھ کر لوگ  
 سمجھ رہے تھے۔ اس نے فیصل کو اس کے منہ سے ہاتھ  
 پٹانے کا اشارہ کیا۔

”بھئی۔۔۔ پانی، مجھے تھوڑا سا پانی چاہیو۔“ اس نے  
 ہلکے ہلکے دھڑکنے کی طرح مانگتی رہی۔ درخواست کی۔ اس  
 کی درخواست پر جاوے میں خود کے بڑے حصار پر ہی سارا نہیں  
 پر دیکھے ہنگ سے گلاس میں پانی اڑا دیا کہ اس کے قریب  
 آیا۔ یہ صرف ایک گھونٹ پانی تھا جسے پانی کرنا کسی کتے کی  
 طرح پانچنے کا اور نہایت چاہت سے حریف پانی پانے کی  
 درخواست کی۔

”حریف پانی تمہیں اس وقت ملے گا جب تم مجھے پانی  
 کے بارے میں معلومات فراہم کرو گے۔“ جاوے میں نے اس  
 لہجے میں شرط مانگی۔

”اس کا پتا واقعی مجھے نہیں معلوم ہے لیکن ایک فون  
 نمبر ہے جس پر میں اس سے رابطہ کر سکتا ہوں۔ رابطہ  
 ہونے پر وہ لوگ کے بارے میں جو ہدایات دیتے ہیں  
 میں ان پر عمل کرتا ہوں۔“

”فون نمبر بتاؤ۔“ جاوے میں نے سر دھکے میں کہا۔

”وہ میرے موبائل میں پائیٹا کے نام سے محفوظ  
 ہے۔“ اس نے شرافت سے بتایا تو جاوے میں نے فیصل کو  
 اشارہ کیا کہ رانا اور شاہین دونوں کے کسی موبائل فون اس کے  
 چلتے میں تھے۔ فیصل نے فوراً رانا کا موبائل چیک کرنا شروع  
 کر دیا۔

”اس میں پائیٹا کے نام سے فون اور نوکر کے دو نمبر  
 محفوظ ہیں۔“ فون کا ایک نمبر چیک کر کے فیصل نے فوراً  
 بتایا۔

”پائیٹا، فون نمبر اس کے استعمال میں ہے۔ پائیٹا  
 دن ایک بی بی کی سی نمبر ہے جو کہ اس کی بیوی اور وہیں ہوتے  
 تھا جس کی آڑ میں وہ اپنی زندگیوں سے متعلق کر دیتی تھی۔ بعد  
 میں وہ بیوی اور وہ نہ کر کے مقرر سے داخل نام ہوئی تھی۔“

تمہیں یہ سہاگنی کے اندھیرے بھی بھٹکانہ سکے اور وہ روشن  
 ستارہ میں گر چکے تھے۔ ہمیں اپنے فن کا لوہا منوایا اور شہرت کی  
 پھر وہ چھٹی گشت کی کہ بہت کمرے انسان تو کیا ہونہیں  
 سکتے۔ آپ کی حوصلے با حوصلہ انسانوں کا زندگی نامہ  
 چھاپ گئے۔ اندھیرے بھی جذبہ بیدار کر دے گا۔

# نمبر بینا بننا

بہت جلد یہ نام شہر  
 پاکستان و بیرون پاکستان کے  
 ہر ایک اسٹال پر موجود ہوگا

ایک نامور باب خلیفہ کی داستان جو اپنی مثال آپ ہے۔  
 ایک ایسی نامور نمبر ہے آپ بخیر بخیر  
 دوستوں کو بخیر بخیر دیتے ہو۔ فرمیں کریں گے

بس شرط ہے آپ ایک بار پڑھیں پھر خود ہی گرویدہ ہو جائیں گے



جس کا ہر ایک کلمہ ہر ایک لفظ میں آتا ہے۔ اس لیے اس کا ہر ایک کلمہ ہر ایک لفظ میں آتا ہے۔ اس لیے اس کا ہر ایک کلمہ ہر ایک لفظ میں آتا ہے۔

☆☆☆

”کیا اور یہ ہے ہاں۔ اپنے چہرے پر تو دم کو رکھ چکے جاتے گا۔“ سنوئے شہزادہ سے غلو کیا۔ شہزادہ نے ہلکی ہلکی آواز میں کہا کہ میں نے تو اس کی بات کو سمجھ لیا تھا۔ اس لیے وہ غلو کیا تھا۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔

”اس کی بات کو سمجھ لیا تھا۔ اس لیے وہ غلو کیا تھا۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔

”اس کی بات کو سمجھ لیا تھا۔ اس لیے وہ غلو کیا تھا۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔

”اس کی بات کو سمجھ لیا تھا۔ اس لیے وہ غلو کیا تھا۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔ یہ بات دوسرے چہرے تھی۔ کوئی مصروفیت تھی تو نہیں یہ کہیں جاگتے تھے تو نہیں جاگتے تھے۔







کہہ رہے تھے۔ چنانچہ ایک بار جو کہ کوئی  
 فیصلہ نہ ہوا اور کوئی طرح پر حرکت نہ آئی۔  
 سے اہلکار کہ اس کام میں وقت ضائع نہیں  
 ہوئی طور پر لے گئے گا اور اہل حد ہے لیکن ضمیر پر  
 بچتے ہوئے اسے کچھ کہنے کی قیادت نہیں ہوئی اور  
 وطن کا ہاتھ دینے لگا۔ اب ایک یاد رہے کہ  
 موت میں میں غصے ہو چکا تھا اور وہ لوگ اللہ کے  
 سے پہلے لے جا رہے تھے۔ سوچ میں کوئی چیز  
 دو گاڑی میں بیٹھے تھے۔ انہیں کوئی مشکل  
 کی یا پھر موت لڈکے کا پر پر دیکھتے چاہوے کی  
 دوا دے گا۔ انہیں قہار پر مائل اور انہیں غمراہ کے  
 کو لوگوں کے سے بھی حاد گرفتار کوئی جہاں ان کی  
 لڑائی کے اور غم میں آئے گا۔ انہیں سوچ تھا  
 زنی گت سے پرانی تھی کہ انہیں پرانی  
 اہل وطن کے خلاف معمول نہیں لے گا۔ تو  
 نے کے ساتھ ساتھ لڑائی سے پہلے آئے تھے۔  
 ٹیٹ سے لے گئے دیکھ کر انہیں دہشت سے  
 لیکن ظاہر ہے ان کے لیے انہیں نہیں تھا۔ کام  
 خطر پر ہوا۔ چنانچہ انہیں چاہیے اور ان کی گاڑی  
 کی سے آگے پہنچتی تھی کہ وہی وہی گت کے  
 کی گاڑی کی ان کے پیچھے آئی۔ اب سے حال  
 کام کی تھی کہ انہیں اپنے نائب میں آئے  
 میں جب سے پہلے چلا گیا۔ لیکن یہاں وہ لڑائی  
 چھوڑنے کے لیے تیار نہیں تھے۔  
 انہیں کوئی بہانہ نہ تھا کہ انہیں دے  
 سے گت دے۔ انہیں سے کام سے نہ رہا۔ انہیں  
 کر دیا۔ انہیں سے کہہ دیا کہ انہیں سے کام سے نہ رہا۔  
 رہا کہ انہیں سے کہہ دیا کہ انہیں سے کام سے نہ رہا۔  
 پر انہیں جب وہاں رہا۔ انہیں سے کہہ دیا کہ انہیں سے کام سے نہ رہا۔  
 بڑا حادی۔ اس کی اس حرکت نے گاڑی اور جس  
 کی فاصلہ پر گت کر دیا اور سڑک کے لیے جب کے  
 تھانہ بنانے اور بھی آسان ہو گیا۔ آگے گاڑی کو  
 میں زور دیا اور آواز نکلتی اور تیز رہا۔ پر انہیں جب  
 رہا کہ انہیں کے (اگر) کے لیے اس پر قابو پانا  
 کام سے فوراً ہی گاڑی کی رفتار بڑھا دی۔ اس  
 انہیں سڑک سے گزر رہے تھے جس کے

”مجھے ہر حال میں اس سے بچنا پڑتا ہے۔ چاہے اس کے لیے مجھے اس کا ہر جسم ہی کیوں نہ چھیننا پڑ جائے۔ یہ وہ شخص ہے جس نے انڈیا کا صاحب کو اپنے ذرا سے لالچ کے پیچھے بہت بڑی مصیبت میں مبتلا کر دیا ہے۔ وہ بے پارسہ نہ جانے اسے عمر سے سچی مصیبتوں سے گزر رہے ہیں اور اس حال میں انھیں اس شخص کے لیے میرے پاس سحافی کی کوئی تنخواہ نہیں موجود نہیں ہے۔“ یہی شہر پار تھا جو ہر گھاس کے قطرے رکھنے کے باوجود پلے پلے کے عقلم و مجبور افراد کی بھانپتاں بہت بھر دیتی ہے۔ سننا تو یہ کہ ایک ملک انھیں کے لیے اس کے لیے جس میں ایسی سلاخی تھی کہ گھاس کی اتر سے گزر کر سلاخوں سے تار بن گیا تھا۔ جس کی ہر اس کی تربیت ہوئی تھی اس کی ہر ہر کوئی ان کی بات نہیں تھی۔ وہ سب سے اعلیٰ لوگوں کے ساتھ میں اس نے انھیں طریقہ سمجھایا تھا کہ ملک و مملکتوں کی ہر شہر پار کتنا سخت اور بے چارہ آدمی ہے۔

اس نے کلام کو آگاہ کیا۔

”اے۔۔۔“ کلام تیزی سے بگن کی طرف گیا اور جب کان سے لگائے جانے لگا تو پھر سے کے کا اثرات کو پہلو دینا شروع ہوئے۔

”ہمیں یہاں سے فوری طور پر روانہ ہونا ہوگا۔  
 ہے ایک آدمی کی کال آئی ہے۔ اسے معلوم ہے کہ اس  
 میں کہاں ہوں۔ اسے اطلاع ملی ہے کہ جس ہفتہ تک  
 رہاؤں گا۔ اس پر یہ فیصلہ کرنے کے لیے ایک پریس پارٹی  
 ہو چکی ہے۔ ابتدائی معلومات کے مطابق پریس کو یہاں  
 آخر پچھلے روز کی موجودگی کی خبر ملی ہے اس لیے ہم  
 سے پہلی ہفتہ کی گئی ہیں۔ انتہائی اچھا ہوگا۔“ ہیلڈی  
 انہیں سوسائٹے عالی سے آگاہ کرنا خود غرضی کا اظہار  
 فرماتا۔ تاہم یہ وہ اس وقت پر نہیں کے ایک مطوی  
 کے ساتھ یہاں موجود تھے اور پکارے جاتے کی صورت  
 میں مجھے یہاں سے وہاں جا سکتے تھے۔ اس لیے وہاں

(۱) وہ تو اس کے لئے بہت سے لوگوں کے لئے ہے۔  
 (۲) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۳) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۴) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۵) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۶) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۷) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۸) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۹) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔  
 (۱۰) یہ لوگ اس کے لئے ہیں اور ان کے لئے ہے۔

تو انہوں نے وارنٹس پر وارنٹ کر کے بتائی دو کے لیے اپنے  
 جیسے شخص کو لایا ہے۔ کیا تم کو بھی پتہ ہے کہ جس شخص سے  
 انہوں نے وارنٹ لیا ہے وہ کون سا شخص ہے؟

یہ کتاب کا مقصد یہ ہے کہ ہر شخص کو اپنی زندگی میں جو کچھ کرنا چاہیے اس کے بارے میں جان سیکھ سکے اور اس کے لیے جو کچھ کرنا پڑے اس کے بارے میں جان سیکھ سکے۔

[illegible]

فردوس اور ریاضتوں کے باوجود اس نے بہت سے گامی رویے اور وہ تجویز مہارتی سے باہر نکل کر ہر طرف کے چھڑی کی طرف جاکر کھڑے ہوئے۔ یہاں تک کہ پانچس والوں نے بھی انہیں چھڑی میں محسوس دیکھ کر ہلکا ہوا ہو کر خود بھی ان کے خدائے میں وہاں چلا گیا۔

کے لیے مطہر یعنی خالص طور پر ہے۔ لیکن اہل اللہ کے

”جیسے یہاں سے شمال کی طرف جہاں ہے۔ وہاں  
 ایک دلیہ ہے اس کی طرف ہے۔ اگر قسمت نے ساتھ دیا  
 تو ہم وہاں سے گزرنے والی کسی گاڑی میں سوار ہونے میں  
 کامیاب ہو جائیں گے۔“ جانتے جانتے کام نے انہیں  
 آگاہ کر دیا تو انہیں کھڑا کر اس نے خصوصیت سے انہیں  
 طرف سے گھڑی میں گھنٹہ کا مشورہ کیا۔ وہاں تھا کہ  
 جاگ رہے تھے اس لیے سارے جہاز میں وحشی جانوروں کی  
 طرح ہی پھرتے تھے۔ ان کے تھوڑے تھوڑے کے ساتھ انہیں  
 نے پہلے گاڑیوں کے بریک لگھئی کہ گاڑی میں اور پھر ان

”مہلدی کر رہی ہو، کوئی گاڑی بھٹکنے کو چھوڑ کر اس طرف آنے والی ہے۔ اس وقت اس کی رفتار تیز نہیں ہو سکی اس لیے ہم اس پر چڑھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔“ کلام نے فحش کرنا نہیں آگاہ کیا اور اپنی رفتار کو کچھ اور بڑھا دیا۔ ان دونوں نے بھی یہی کیا اور میں اس وقت تک ریل سے لٹکی تھک چکے تھے میں کامیاب ہو گئے جبکہ گاڑی دھیمی رفتار میں دھن سے گزر رہی تھی۔ ان کے اندازوں کے پر عکس وہ کوئی مسافر ریل گاڑی نہیں تھی بلکہ ریل گاڑی تھی۔ یہاں وہ ایک دوسرے کی کوئی بات نہیں کر سکتے تھے اور اپنی اپنی مہمات اور بھرتی سے کام لے کر اپنے طور پر اس ریل گاڑی میں چڑھنا تھا۔ تینوں نے اٹھ کا نام لیا اور پھونک لگادی۔ تینوں ہی فریٹ یافتہ تھے اس لیے ادراہی شکل سے ہی تھی، اپنے مقصد میں کامیاب رہے۔ ریل گاڑی پر چڑھنے کے لیے انہوں نے دو دھکیوں کے درمیان چھوڑی جانے والی وسیع جگہ کا انتخاب کیا تھا اس لیے فوراً ہی فریٹ سے چپک کر لپٹ گئے۔ پھینکے یا کھوے رہنے کی صورت میں دور سے انہیں دیکھ لیے جانے کا امکان تھا۔ ان تینوں کے افسانے سے بے نیاز ریل گاڑی اپنے سفر پر کاروائی رہی۔ اپنی تہہ پہلے لینے لگی وہ دیکھ سکتے تھے کہ جہنم میں کئی چاروں ہی روٹھیاں بچوڑوں کی طرح جھگڑ رہی تھیں پر جتو اب انہیں حائل نہیں کر سکتے تھے۔ وہ تو کسبہ رات رات رات ریل گاڑی کے ساتھ ہی کی بچتی ہے اور وہ تے جارہے تھے لیکن وہاں سے تھے کہ پر چڑھا دیا غرضی ہے اور اب نہ پانے انہیں کسبہ کسبہ دور لکھا جا سکتا ہے۔

”میں نے قہاری فراہم کردہ معلومات کے مطابق



[illegible][illegible]



۱۱۔ ایک ہفتہ پہلے سال کا مضبوط جسم سمجھنے والا مرد  
جو جو چیز تھی تو جس سے نہ بچ کر تھا۔ اس کے گئے  
میں کافی بھاری ہونے کی وجہ سے تھی اور جو بھاری کالی

آپ آگے اپنے کام لٹا کیجئے گا۔ دوسرے کے کھانے پر ہم  
دو بھال اگے اٹھا لیں گے۔" چودھری نے کہا

”نہیں! اشوک صاحب! یہ دوسرا قصہ ہے۔“ پرچہ  
 نے اس کے اظہار سے کی تردید کرتے ہوئے دوا پر  
 اصرار سے اس کے ساتھ بیٹھ کر دوسری طرف دیکھا۔

اے جہاں کی کے چند سائیں کی سوچو فی افکار کا پا کر دیا  
کر دیا۔ وہ لوگ جو سمیت افراتفری میں جاکے لیکن پائیس  
ان کے پیچھے گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ گاڑی میں طرار  
جھلک رہا تھا۔ تب کہ گاڑی روک کر درختوں کے چھتہ میں







ہوئے۔ ان کی حالت کو دیکھ کر آپ نے کہا کہ یہ تو بڑا عجیب سا حال ہے۔  
"میں آپ کی ساری باتوں سے متفق ہوں۔۔۔ اگر  
چاندنی کو اجازت نہ دیتوں تو میں کبھی فرصت میں اس سے ملنے  
کے لئے راضی ہوں۔" شاہ نے کھلی بار اس کے سامنے لب  
کھلائی گئی۔

"میں راضی ہوں سر۔" چاندنی کی طرف سے دیکھی  
آواز میں فوراً جواب آیا۔ عرض شاہ سے ایک دو چار سال  
بڑی ہونے کے باوجود اس وقت وہ کسی عام خیریت لڑکی کی  
طرح شرمیلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام تو کبھی تمہارے پاس نہیں آسکتا  
جانے سے پہلے انہیں پتا چاہئے گا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم کبھی  
وہاں سے گھر کر آؤ گے۔ اس کیس سے بھاگ تو نہیں جاؤ  
گے؟" سمیر نے کچھ بڑبڑایا۔

"سوالی ہی نہیں پیدا ہوتا سر۔ کئی دن کاٹھوں پر  
مگر اس کے بعد مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں اپنی بہن کے  
چال کو ابھار کر بتانے کے لئے کچھ کر سکوں۔ اس لئے یہ  
مکمل ہی نہیں ہے کہ میں خود وہاں نہیں سے بھاگ کر نکلتا ہوں۔"  
شاہ نے بے غلام سے جواب دیا۔

"مجھے ہر قدم پر آپ شاہد کے ساتھ ہی کھڑا رہیں  
گے۔" سمیر کی سوائے نظر پر اس نے میرے ہاتھ پر محسوس کر کے  
چاندنی سے بھی تھیں ہائی کر دئی۔

"گف۔۔۔ دیکھی کہ بہت باقی رہی تو چھوٹی اپنے انہماک  
تک ضرور پہنچ جائیگی۔ ان کا حال سن کر ہے کہ چھوٹی پاکستان  
میں موجود نہیں ہے اور یہ وساحت کے بڑے پر ہمارے کیا  
ہو ہے۔ ہم کارروائی تو کبھی ہی سے شروع کر دی تھے لیکن  
خارجہ سے اصل میں اس کیس میں گمارگی اس وقت آئے گی  
جب چھوٹی واپس پاکستان پہنچے گا۔ میری کوشش ہوگی کہ یہ  
بات لگ آؤ گی تو ہونے پانے کے بعد اس پر جانے کے لئے  
نہیں جانے کی تیاری ہو چکی ہے۔ میرے بھروسہ پر اسے

بھروسہ کرنے کے لئے میں چھوٹی کی بھارت سے مدد مانگتی کی گھر  
مل سکتی ہے۔ غرض مگر تو ہم اسے اڑ پھرت پر ہی کرنا  
کر دیا ہے۔ پھر اس کے لئے چھوٹی کو یہ خانے کی مسالوں  
کے پیچھے چھپ کر اس کیس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چھوٹی کی  
واپس آنے تک تم لوگ تقریباً قادیان ہی رہو گے۔ سو اس طرح میں  
ایک سال سے ایک دوسرے کا ساتھ اٹھائے کرنا۔" اس نے  
جان بوجھ کر آخر میں ایک شرع ہلکے پل کر احوال پر چھانے  
تھا کہ کوئی نہ کی کوشش کی اور ان دونوں کے ہونٹوں پر نمودار

ہوئے۔ ان کی حالت کو دیکھ کر آپ نے کہا کہ یہ تو بڑا عجیب سا حال ہے۔  
"میں آپ کی ساری باتوں سے متفق ہوں۔۔۔ اگر  
چاندنی کو اجازت نہ دیتوں تو میں کبھی فرصت میں اس سے ملنے  
کے لئے راضی ہوں۔" شاہ نے کھلی بار اس کے سامنے لب  
کھلائی گئی۔

"میں راضی ہوں سر۔" چاندنی کی طرف سے دیکھی  
آواز میں فوراً جواب آیا۔ عرض شاہ سے ایک دو چار سال  
بڑی ہونے کے باوجود اس وقت وہ کسی عام خیریت لڑکی کی  
طرح شرمیلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام تو کبھی تمہارے پاس نہیں آسکتا  
جانے سے پہلے انہیں پتا چاہئے گا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم کبھی  
وہاں سے گھر کر آؤ گے۔ اس کیس سے بھاگ تو نہیں جاؤ  
گے؟" سمیر نے کچھ بڑبڑایا۔

"سوالی ہی نہیں پیدا ہوتا سر۔ کئی دن کاٹھوں پر  
مگر اس کے بعد مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں اپنی بہن کے  
چال کو ابھار کر بتانے کے لئے کچھ کر سکوں۔ اس لئے یہ  
مکمل ہی نہیں ہے کہ میں خود وہاں نہیں سے بھاگ کر نکلتا ہوں۔"  
شاہ نے بے غلام سے جواب دیا۔

"مجھے ہر قدم پر آپ شاہد کے ساتھ ہی کھڑا رہیں  
گے۔" سمیر کی سوائے نظر پر اس نے میرے ہاتھ پر محسوس کر کے  
چاندنی سے بھی تھیں ہائی کر دئی۔

"گف۔۔۔ دیکھی کہ بہت باقی رہی تو چھوٹی اپنے انہماک  
تک ضرور پہنچ جائیگی۔ ان کا حال سن کر ہے کہ چھوٹی پاکستان  
میں موجود نہیں ہے اور یہ وساحت کے بڑے پر ہمارے کیا  
ہو ہے۔ ہم کارروائی تو کبھی ہی سے شروع کر دی تھے لیکن  
خارجہ سے اصل میں اس کیس میں گمارگی اس وقت آئے گی  
جب چھوٹی واپس پاکستان پہنچے گا۔ میری کوشش ہوگی کہ یہ  
بات لگ آؤ گی تو ہونے پانے کے بعد اس پر جانے کے لئے  
نہیں جانے کی تیاری ہو چکی ہے۔ میرے بھروسہ پر اسے

بھروسہ کرنے کے لئے میں چھوٹی کی بھارت سے مدد مانگتی کی گھر  
مل سکتی ہے۔ غرض مگر تو ہم اسے اڑ پھرت پر ہی کرنا  
کر دیا ہے۔ پھر اس کے لئے چھوٹی کو یہ خانے کی مسالوں  
کے پیچھے چھپ کر اس کیس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چھوٹی کی  
واپس آنے تک تم لوگ تقریباً قادیان ہی رہو گے۔ سو اس طرح میں  
ایک سال سے ایک دوسرے کا ساتھ اٹھائے کرنا۔" اس نے  
جان بوجھ کر آخر میں ایک شرع ہلکے پل کر احوال پر چھانے  
تھا کہ کوئی نہ کی کوشش کی اور ان دونوں کے ہونٹوں پر نمودار

ہوئے۔ ان کی حالت کو دیکھ کر آپ نے کہا کہ یہ تو بڑا عجیب سا حال ہے۔  
"میں آپ کی ساری باتوں سے متفق ہوں۔۔۔ اگر  
چاندنی کو اجازت نہ دیتوں تو میں کبھی فرصت میں اس سے ملنے  
کے لئے راضی ہوں۔" شاہ نے کھلی بار اس کے سامنے لب  
کھلائی گئی۔

"میں راضی ہوں سر۔" چاندنی کی طرف سے دیکھی  
آواز میں فوراً جواب آیا۔ عرض شاہ سے ایک دو چار سال  
بڑی ہونے کے باوجود اس وقت وہ کسی عام خیریت لڑکی کی  
طرح شرمیلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام تو کبھی تمہارے پاس نہیں آسکتا  
جانے سے پہلے انہیں پتا چاہئے گا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم کبھی  
وہاں سے گھر کر آؤ گے۔ اس کیس سے بھاگ تو نہیں جاؤ  
گے؟" سمیر نے کچھ بڑبڑایا۔

"سوالی ہی نہیں پیدا ہوتا سر۔ کئی دن کاٹھوں پر  
مگر اس کے بعد مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں اپنی بہن کے  
چال کو ابھار کر بتانے کے لئے کچھ کر سکوں۔ اس لئے یہ  
مکمل ہی نہیں ہے کہ میں خود وہاں نہیں سے بھاگ کر نکلتا ہوں۔"  
شاہ نے بے غلام سے جواب دیا۔

"مجھے ہر قدم پر آپ شاہد کے ساتھ ہی کھڑا رہیں  
گے۔" سمیر کی سوائے نظر پر اس نے میرے ہاتھ پر محسوس کر کے  
چاندنی سے بھی تھیں ہائی کر دئی۔

"گف۔۔۔ دیکھی کہ بہت باقی رہی تو چھوٹی اپنے انہماک  
تک ضرور پہنچ جائیگی۔ ان کا حال سن کر ہے کہ چھوٹی پاکستان  
میں موجود نہیں ہے اور یہ وساحت کے بڑے پر ہمارے کیا  
ہو ہے۔ ہم کارروائی تو کبھی ہی سے شروع کر دی تھے لیکن  
خارجہ سے اصل میں اس کیس میں گمارگی اس وقت آئے گی  
جب چھوٹی واپس پاکستان پہنچے گا۔ میری کوشش ہوگی کہ یہ  
بات لگ آؤ گی تو ہونے پانے کے بعد اس پر جانے کے لئے  
نہیں جانے کی تیاری ہو چکی ہے۔ میرے بھروسہ پر اسے

بھروسہ کرنے کے لئے میں چھوٹی کی بھارت سے مدد مانگتی کی گھر  
مل سکتی ہے۔ غرض مگر تو ہم اسے اڑ پھرت پر ہی کرنا  
کر دیا ہے۔ پھر اس کے لئے چھوٹی کو یہ خانے کی مسالوں  
کے پیچھے چھپ کر اس کیس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چھوٹی کی  
واپس آنے تک تم لوگ تقریباً قادیان ہی رہو گے۔ سو اس طرح میں  
ایک سال سے ایک دوسرے کا ساتھ اٹھائے کرنا۔" اس نے  
جان بوجھ کر آخر میں ایک شرع ہلکے پل کر احوال پر چھانے  
تھا کہ کوئی نہ کی کوشش کی اور ان دونوں کے ہونٹوں پر نمودار

ہوئے۔ ان کی حالت کو دیکھ کر آپ نے کہا کہ یہ تو بڑا عجیب سا حال ہے۔  
"میں آپ کی ساری باتوں سے متفق ہوں۔۔۔ اگر  
چاندنی کو اجازت نہ دیتوں تو میں کبھی فرصت میں اس سے ملنے  
کے لئے راضی ہوں۔" شاہ نے کھلی بار اس کے سامنے لب  
کھلائی گئی۔

"میں راضی ہوں سر۔" چاندنی کی طرف سے دیکھی  
آواز میں فوراً جواب آیا۔ عرض شاہ سے ایک دو چار سال  
بڑی ہونے کے باوجود اس وقت وہ کسی عام خیریت لڑکی کی  
طرح شرمیلی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔

"ٹھیک ہے۔ یہ کام تو کبھی تمہارے پاس نہیں آسکتا  
جانے سے پہلے انہیں پتا چاہئے گا لیکن مجھے یہ بتاؤ کہ تم کبھی  
وہاں سے گھر کر آؤ گے۔ اس کیس سے بھاگ تو نہیں جاؤ  
گے؟" سمیر نے کچھ بڑبڑایا۔

"سوالی ہی نہیں پیدا ہوتا سر۔ کئی دن کاٹھوں پر  
مگر اس کے بعد مجھے یہ موقع ملا ہے کہ میں اپنی بہن کے  
چال کو ابھار کر بتانے کے لئے کچھ کر سکوں۔ اس لئے یہ  
مکمل ہی نہیں ہے کہ میں خود وہاں نہیں سے بھاگ کر نکلتا ہوں۔"  
شاہ نے بے غلام سے جواب دیا۔

"مجھے ہر قدم پر آپ شاہد کے ساتھ ہی کھڑا رہیں  
گے۔" سمیر کی سوائے نظر پر اس نے میرے ہاتھ پر محسوس کر کے  
چاندنی سے بھی تھیں ہائی کر دئی۔

"گف۔۔۔ دیکھی کہ بہت باقی رہی تو چھوٹی اپنے انہماک  
تک ضرور پہنچ جائیگی۔ ان کا حال سن کر ہے کہ چھوٹی پاکستان  
میں موجود نہیں ہے اور یہ وساحت کے بڑے پر ہمارے کیا  
ہو ہے۔ ہم کارروائی تو کبھی ہی سے شروع کر دی تھے لیکن  
خارجہ سے اصل میں اس کیس میں گمارگی اس وقت آئے گی  
جب چھوٹی واپس پاکستان پہنچے گا۔ میری کوشش ہوگی کہ یہ  
بات لگ آؤ گی تو ہونے پانے کے بعد اس پر جانے کے لئے  
نہیں جانے کی تیاری ہو چکی ہے۔ میرے بھروسہ پر اسے

بھروسہ کرنے کے لئے میں چھوٹی کی بھارت سے مدد مانگتی کی گھر  
مل سکتی ہے۔ غرض مگر تو ہم اسے اڑ پھرت پر ہی کرنا  
کر دیا ہے۔ پھر اس کے لئے چھوٹی کو یہ خانے کی مسالوں  
کے پیچھے چھپ کر اس کیس کا سامنا کرنا پڑے گا۔ چھوٹی کی  
واپس آنے تک تم لوگ تقریباً قادیان ہی رہو گے۔ سو اس طرح میں  
ایک سال سے ایک دوسرے کا ساتھ اٹھائے کرنا۔" اس نے  
جان بوجھ کر آخر میں ایک شرع ہلکے پل کر احوال پر چھانے  
تھا کہ کوئی نہ کی کوشش کی اور ان دونوں کے ہونٹوں پر نمودار









اسحاق ڈار

قسط 48

ہمارے سماج میں قانون کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ جس میں اس کی مالک ڈور مائٹرس ہے۔  
 کہ روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو اس کے معنی میں بدل کر وہ جانتے ہیں مختلف  
 طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی کئی رخ ہیں، بالآخر طبقہ کی  
 خوشنودی ہی قانون کی اصل تعریف و تشریح دھرتی ہے یہ تشریح کتابوں میں  
 نہیں، روایتوں میں تحریر ہوئی ہے۔ ایسی روایتیں جس میں قانون سب کے لیے  
 ایک جیسا نہیں بلکہ سمندر اور جال کا سایہ جہاں طاقتور مچھلی جال کو ٹوڑ  
 کر اور کمزور مچھلی بچ کر نکل جاتی ہے۔ یہ سناوی ہے جو یہ مہیاں طبقہ سے  
 ہو سمجھتے تھے روایتوں کو مانتے یہ نہ طبقوں میں تقسیم معاشرہ کا انجریہ کہ  
 کہ محبوب کا افسانہ کہتی ہے، یہ تو سب بوجھتی ہے۔ دل طبقوں کی پروا کرتا ہے  
 اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ روک سکتی، البتہ اس آزمائشوں سے عبور کرے  
 ناپزنا ہے۔ زندگی کی مساطا اور وقت کے دھارے سمجھتے کی باتیں اور مقدر کی  
 چالیں ہیں۔ کوئی بازی چلتے ہی جاتی ہے۔ بیوقوف لوگ تو نہیں سمجھتے اس قدر  
 ساتھ دے جاتا ہے۔ اس وقت تک بلوں کے نیچے سے ہمت سناہانی گزرتا ہوتا  
 ہے۔ جرم، افسر شاہی، جاگیردار اور پیاور کے معرکہ گرو گپیو متا آزمائشوں  
 کا ایک ایسا ہی انقلابی سلسلہ

ہمارے سماج میں قانون کتابوں میں لکھا ہوا ہے۔ جس میں اس کی مالک ڈور مائٹرس ہے۔  
 کہ روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو اس کے معنی میں بدل کر وہ جانتے ہیں مختلف  
 طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی کئی رخ ہیں، بالآخر طبقہ کی  
 خوشنودی ہی قانون کی اصل تعریف و تشریح دھرتی ہے یہ تشریح کتابوں میں  
 نہیں، روایتوں میں تحریر ہوئی ہے۔ ایسی روایتیں جس میں قانون سب کے لیے  
 ایک جیسا نہیں بلکہ سمندر اور جال کا سایہ جہاں طاقتور مچھلی جال کو ٹوڑ  
 کر اور کمزور مچھلی بچ کر نکل جاتی ہے۔ یہ سناوی ہے جو یہ مہیاں طبقہ سے  
 ہو سمجھتے تھے روایتوں کو مانتے یہ نہ طبقوں میں تقسیم معاشرہ کا انجریہ کہ  
 کہ محبوب کا افسانہ کہتی ہے، یہ تو سب بوجھتی ہے۔ دل طبقوں کی پروا کرتا ہے  
 اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ روک سکتی، البتہ اس آزمائشوں سے عبور کرے  
 ناپزنا ہے۔ زندگی کی مساطا اور وقت کے دھارے سمجھتے کی باتیں اور مقدر کی  
 چالیں ہیں۔ کوئی بازی چلتے ہی جاتی ہے۔ بیوقوف لوگ تو نہیں سمجھتے اس قدر  
 ساتھ دے جاتا ہے۔ اس وقت تک بلوں کے نیچے سے ہمت سناہانی گزرتا ہوتا  
 ہے۔ جرم، افسر شاہی، جاگیردار اور پیاور کے معرکہ گرو گپیو متا آزمائشوں  
 کا ایک ایسا ہی انقلابی سلسلہ









ہونگی ہے۔ اس نے خود بہت شہید کرتے ہوئے احتیاطی  
 پر موجود نہیں تھا۔  
 "فطرت کی بات ہی نہیں ہے اس اہم پہلو پر ذمہ  
 داری سے آپ کو یہ اطلاع دی ہے۔" اس شخص نے بے  
 غمازی سے جواب دیا۔  
 "کیا یہ خبر کہ جبری جہاد ہی اس آئی تھی اور یہاں  
 سے وہ انکی کہیں نہیں جاسکتی۔" اس شخص کی بے غمازی پر لو  
 بھر میں اس کا شدید جواب دے گیا۔  
 "یہ کچھ تو ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے کسی آقا کے ساتھ کئی  
 اور جمہور جاکر انکار کر دے، ایک آدمی وہاں نہیں دیکھتا۔" اس  
 کے پیش میں آنے پر وہ شخص بھی بے اثر آگاہی بنا کر  
 پورا نہ کر سکا اور اس کے ایک زوردار دھڑکنے نے اس کے  
 ہونٹوں کو چبانے کے ساتھ وہاں تھک چکی تھی۔  
 "انکار لگتا ہے۔ میری پانچاڑی پر ابھی اطلاع  
 ہے۔" اس نے صرف یہ کہنا نہ پڑا کہ اس کے ایک ایک گروہ  
 سے پتہ چلے گا کہ اس شخص کو کتنے سے گھیر کر قتل کیا گیا  
 ہے وہاں ہر طرف لڑائی ہو رہی ہے۔ یہ سب اس کے ساتھ لڑائی  
 لڑی ہے سچ کر گارڈ کو تو پتا چلا کہ گارڈ کے ساتھ بچہ اور لوگ بھی  
 وہاں آ گئے۔ پھر بھی انہیں چھوڑے ہوئے اسلم کو کواہر میں  
 کرنے میں اتنا وقت لگا کہ وہ ہادو کی شان میں کشتی  
 کر کے اسے گارڈ پر چڑھ کر پھینک دیا تھا۔  
 "چھوڑ دو گئے۔ میں اس شخص کو بچاؤں گا کہ کسی عزت  
 دار صورت پر الزام لگانے کا کیا انجام ہوتا ہے۔" اس نے اطلاع  
 نہ ملنے کے سوا بھڑکنا تھا پھر بھی وہ ہر طرح سے چھوڑا تھا۔  
 اسی انہیں وہاں پولیس بھی لگی۔ پولیس والوں نے آتے ہی  
 سب سے پہلے اسے ہتھکڑی لگا کر دھڑکوں سے دھتے  
 کی تعلیمات پڑھتے گئے۔ مسروپ شخص کو پہلے ہی ملی لدا  
 کے لیے وہاں سے لے جایا تھا تھا۔  
 مسروپ شخص کی سامی ٹوکی نے سب سے پہلے اپنا  
 بیان دیا۔ پولیس کو قتل کرنے والی بھی وہی تھی۔ اپنے بیان  
 میں اس نے کئی بھی قسم کی غلط جانی سے کام لینے کے بھانے  
 واضح الفاظ میں اسلم کی پریشانی اور اپنے سامی کے کہنے  
 سے پولیس والوں کو آگاہ کر دیا جس کے نتیجے میں ایک  
 پاکستانی کو خون خوار غصہ سے سمجھتے ہوئے پولیس والوں  
 کے انداز میں تھوڑی تری آگئی۔  
 "ہم تمہارا مسئلہ سمجھتے ہیں مسئلہ نہیں ہے اسے  
 کھڑے کام لینے کے بھانے پولیس کو اطلاع کرتے۔ اس  
 حالات میں ہم سے زیادہ کوئی تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔

ہر حال ہم یہیں آرام سے بیٹھنا اور چاہو تو اپنے  
 دوسرے دو گارڈ بٹالوں کے مبینہ گروہ کی  
 قہار سے خلاف قانونی کارروائی شروع کر کے گئے۔  
 ہوں کہ قہار ہی جی کی ڈانٹنی کے لیے کیا کیا جانے  
 سار جنت سے اسے نہایت کچھ بھی جانتا ہے۔  
 خود اپنے طرز افشایا ہم دیکھ گئے۔ اسلم بھی کوشش کرتے  
 کسی طرح اپنے دماغ پر قابو پا گئے کہ اس صورت  
 سے نمٹ سکے۔  
 اس کی فحش جہاں پر اسے ایک کھس پانی پر  
 وہ پانی کی گارڈی ہوا تھا کہ اس کے سر پر اس کی  
 آگئی۔ پولیس والوں کی طرف سے اسے کال کر کے  
 اجازت دے دی گئی۔ کال کرنے والا آقا بے غمازی  
 ہادو کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ اس نے  
 میں اسے اب تک کی صورت حال سے آگاہ کیا۔  
 آقا بے غمازی میں جلا اور تھوڑی دیر میں وہاں  
 صاف دیکھتے ہوئے لوٹ کر آیا۔ اس دور میں اس نے  
 نے ہادو کے بارے میں جو حقیقتیں کہیں ان کے  
 حقائق سامنے آئے کہ مسروپ میں اسلم نے کچھ بے غمازی  
 قتل واکر سے اپنا دماغ کچھ اپ کو ہادو کی  
 کہو بھی کہ بھڑکنا ہی ٹھیک سے باہر چلی گئی تھی۔  
 کچھ کے بعد واکر سے چیک اپ کرانے کے لیے  
 زیادہ انکار نہیں کرنا چاہتا اسلم نے اپنے بیان میں  
 کہ چیک اپ کے بعد اسے وہی خبر کہ مسروپ میں  
 انکار کرنا تھا جو اسے چک کرنے کے لیے آگیا تھا۔  
 نہیں لکھی یہاں نہیں ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ  
 مرضی سے وہاں سے چلی گئی تھی۔ ٹھیک میں سب  
 کہرواں نے بھی ملے اس کی جان کی قدرتی ہی تھی  
 اسلم بالکل ذرا حال ہو گیا تھا۔ بہت سچے چہرے  
 کوئی وجہ نہ تھی کہ اسے ہادو کے گروہ کو  
 جانے کا سبب قرار دے سکے۔ وہ زیادہ سے زیادہ  
 ہادو کا کہ ہادو کی ضرورت کے تحت ہادو نے  
 ٹھیک سے باہر چلی ہوئی تھی کسی نہ کہانی جانتے  
 واکر نہیں آئے دیا۔ اس نے سار جنت سے بھی خبر  
 ظاہر کر دیا۔  
 "اوکے ہم چیک کر لیتے ہیں لیکن ہمارے  
 کے مطابق خبریں ٹھیک کا ایسا کوئی حادو نہیں تھا  
 جس میں کسی غلام کے حادو ہونے کی اطلاع تھی  
 وغیرہ کی بھی کوئی واردات نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے

ہر حال ہم یہیں آرام سے بیٹھنا اور چاہو تو اپنے  
 دوسرے دو گارڈ بٹالوں کے مبینہ گروہ کی  
 قہار سے خلاف قانونی کارروائی شروع کر کے گئے۔  
 ہوں کہ قہار ہی جی کی ڈانٹنی کے لیے کیا کیا جانے  
 سار جنت سے اسے نہایت کچھ بھی جانتا ہے۔  
 خود اپنے طرز افشایا ہم دیکھ گئے۔ اسلم بھی کوشش کرتے  
 کسی طرح اپنے دماغ پر قابو پا گئے کہ اس صورت  
 سے نمٹ سکے۔  
 اس کی فحش جہاں پر اسے ایک کھس پانی پر  
 وہ پانی کی گارڈی ہوا تھا کہ اس کے سر پر اس کی  
 آگئی۔ پولیس والوں کی طرف سے اسے کال کر کے  
 اجازت دے دی گئی۔ کال کرنے والا آقا بے غمازی  
 ہادو کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ اس نے  
 میں اسے اب تک کی صورت حال سے آگاہ کیا۔  
 آقا بے غمازی میں جلا اور تھوڑی دیر میں وہاں  
 صاف دیکھتے ہوئے لوٹ کر آیا۔ اس دور میں اس نے  
 نے ہادو کے بارے میں جو حقیقتیں کہیں ان کے  
 حقائق سامنے آئے کہ مسروپ میں اسلم نے کچھ بے غمازی  
 قتل واکر سے اپنا دماغ کچھ اپ کو ہادو کی  
 کہو بھی کہ بھڑکنا ہی ٹھیک سے باہر چلی گئی تھی۔  
 کچھ کے بعد واکر سے چیک اپ کرانے کے لیے  
 زیادہ انکار نہیں کرنا چاہتا اسلم نے اپنے بیان میں  
 کہ چیک اپ کے بعد اسے وہی خبر کہ مسروپ میں  
 انکار کرنا تھا جو اسے چک کرنے کے لیے آگیا تھا۔  
 نہیں لکھی یہاں نہیں ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ  
 مرضی سے وہاں سے چلی گئی تھی۔ ٹھیک میں سب  
 کہرواں نے بھی ملے اس کی جان کی قدرتی ہی تھی  
 اسلم بالکل ذرا حال ہو گیا تھا۔ بہت سچے چہرے  
 کوئی وجہ نہ تھی کہ اسے ہادو کے گروہ کو  
 جانے کا سبب قرار دے سکے۔ وہ زیادہ سے زیادہ  
 ہادو کا کہ ہادو کی ضرورت کے تحت ہادو نے  
 ٹھیک سے باہر چلی ہوئی تھی کسی نہ کہانی جانتے  
 واکر نہیں آئے دیا۔ اس نے سار جنت سے بھی خبر  
 ظاہر کر دیا۔  
 "اوکے ہم چیک کر لیتے ہیں لیکن ہمارے  
 کے مطابق خبریں ٹھیک کا ایسا کوئی حادو نہیں تھا  
 جس میں کسی غلام کے حادو ہونے کی اطلاع تھی  
 وغیرہ کی بھی کوئی واردات نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے

ہر حال ہم یہیں آرام سے بیٹھنا اور چاہو تو اپنے  
 دوسرے دو گارڈ بٹالوں کے مبینہ گروہ کی  
 قہار سے خلاف قانونی کارروائی شروع کر کے گئے۔  
 ہوں کہ قہار ہی جی کی ڈانٹنی کے لیے کیا کیا جانے  
 سار جنت سے اسے نہایت کچھ بھی جانتا ہے۔  
 خود اپنے طرز افشایا ہم دیکھ گئے۔ اسلم بھی کوشش کرتے  
 کسی طرح اپنے دماغ پر قابو پا گئے کہ اس صورت  
 سے نمٹ سکے۔  
 اس کی فحش جہاں پر اسے ایک کھس پانی پر  
 وہ پانی کی گارڈی ہوا تھا کہ اس کے سر پر اس کی  
 آگئی۔ پولیس والوں کی طرف سے اسے کال کر کے  
 اجازت دے دی گئی۔ کال کرنے والا آقا بے غمازی  
 ہادو کے بارے میں دریافت کر رہا تھا۔ اس نے  
 میں اسے اب تک کی صورت حال سے آگاہ کیا۔  
 آقا بے غمازی میں جلا اور تھوڑی دیر میں وہاں  
 صاف دیکھتے ہوئے لوٹ کر آیا۔ اس دور میں اس نے  
 نے ہادو کے بارے میں جو حقیقتیں کہیں ان کے  
 حقائق سامنے آئے کہ مسروپ میں اسلم نے کچھ بے غمازی  
 قتل واکر سے اپنا دماغ کچھ اپ کو ہادو کی  
 کہو بھی کہ بھڑکنا ہی ٹھیک سے باہر چلی گئی تھی۔  
 کچھ کے بعد واکر سے چیک اپ کرانے کے لیے  
 زیادہ انکار نہیں کرنا چاہتا اسلم نے اپنے بیان میں  
 کہ چیک اپ کے بعد اسے وہی خبر کہ مسروپ میں  
 انکار کرنا تھا جو اسے چک کرنے کے لیے آگیا تھا۔  
 نہیں لکھی یہاں نہیں ہوا تھا جس کا مطلب تھا کہ وہ  
 مرضی سے وہاں سے چلی گئی تھی۔ ٹھیک میں سب  
 کہرواں نے بھی ملے اس کی جان کی قدرتی ہی تھی  
 اسلم بالکل ذرا حال ہو گیا تھا۔ بہت سچے چہرے  
 کوئی وجہ نہ تھی کہ اسے ہادو کے گروہ کو  
 جانے کا سبب قرار دے سکے۔ وہ زیادہ سے زیادہ  
 ہادو کا کہ ہادو کی ضرورت کے تحت ہادو نے  
 ٹھیک سے باہر چلی ہوئی تھی کسی نہ کہانی جانتے  
 واکر نہیں آئے دیا۔ اس نے سار جنت سے بھی خبر  
 ظاہر کر دیا۔  
 "اوکے ہم چیک کر لیتے ہیں لیکن ہمارے  
 کے مطابق خبریں ٹھیک کا ایسا کوئی حادو نہیں تھا  
 جس میں کسی غلام کے حادو ہونے کی اطلاع تھی  
 وغیرہ کی بھی کوئی واردات نہیں ہوئی ہے۔ ہمارے



برستے پانی نے اس کا دکھ جاننے کے لیے تھو اور دھوت سے  
برتا شرماء کو روایا اور نظر لیا اور اس سے خبر گیری جانے لگی  
کہ آریلڈ وہیں ایک اور بری عین آئے کو ہے۔

مال گاڑی نے آہستہ آہستہ رفتار بڑھائی تھی اور وہ  
اندھیری رات میں آگے بڑھتے چلے جا رہے تھے۔ انہیں  
آگے نظر نہیں مل رہا تھا۔ وہ جانتے تھے کہ آگے وہ اپنی منزل کا  
بھی نہیں جانتے تھے۔ اس غرضی سفر میں وہ جانتے تھے کہ یہ  
جیسے جیسے جاتے تھے وہی جیسے جیسے آگے بڑھتے تھے۔ لیکن یہ  
سلاخی بھی انہیں پریم تھا جسے پہلی آوی کے ہاتھ سے لگے  
جانے کے بدلے میں حاصل ہو رہی تھی۔

"یہاں سے جیسے کے بعد تمہارے پاس کوئی دوسرا  
فکا ہے؟" شرماء نے سرگرمی میں کلام سے توجہ نہ دیا۔  
"میرا ذہنی تو کوئی فکا نہیں ہے۔ لیکن ایک آدھ جگہ  
رہا کرتے ہیں وہ انعام ہو جائے گا۔" کلام نے بھی دھجے لگے  
میں اس کے سوال کا جواب دیا۔ "لیکن سوانہ سے بے نیاز  
اندھیرے میں یوں گھوم گھوم کر وہ فکا جیسے کسی نادیدہ تھے  
کوناشی کر رہا ہو۔"

"فیک ہے بلکہ جہاں مناسب سمجھو وہیں اتر کر  
اپنے اس گھوڑے فکانے پر چڑھ جانا۔ تمہارا سوا بالکل تمہارے  
پاس ہی ہے؟" شرماء نے دھجے لگے کہ اگر تو جانتا ہے۔  
"میرا بالکل گھوڑا ہے۔" کلام نے ہنسنے جواب دیا۔  
"میرا تو بلکہ تمہاری انہی اپنے لیے بندہ دست شروع کر دو۔  
پریم تھا کہ تمہارے گاڑی سے باز رہتا ہوں۔ نہ کہ گھوڑہ  
لوگ ہاتھ دھو کر تمہارے پیچھے چڑھ جائیں گے۔ ہو سکتا ہے یہ  
خبر بھی معلوم کر لیں اور اس کی مدد سے جیسے جیسے کرنے کی  
کوشش کریں۔" شرماء نے مشورہ دیا۔

"یہ میرے نام پر رجسٹر نہیں ہے اور صرف وہی  
لوگ اس خبر سے واقف ہیں جو میری اصلیت سے بھی واقف  
ہیں۔ میری جان بچانے کے کام لوگوں کے پاس میرے قریب  
میں موجود لیڈر فیک کا نہیں ہی ہوتا ہے۔" اس نے اطمینان سے  
اسے بتایا مگر وہ۔ "آپ مجھے اترنے کا مشورہ دے رہے  
ہیں یعنی خود میرے ساتھ جانے کا ارادہ نہیں رکھتے؟"

"تم فیک جیسے۔ ہم نہیں کہ ایک ساتھ رہنا مناسب  
نہیں ہے۔ ہم اپنا باندھ دیکھ بندہ دست کر لیں گے اور ہمارے  
سے رابطہ کریں گے۔ حالات خراب ہونے کی صورت میں  
بھی تمہارے گھوڑے جیسے سے ہم اڑ کر آتے گا۔ وہ لوگ کہ پیچھے  
داؤں کو تھارے انعام کی خبر ہو جائے گی اور وہ کسی دوسری نام

کو اس شخص کی شکل کے لیے بھیجیں گے۔ اس سے  
سے اس کے سوال کا جواب دیا کہ کام غامض ہو رہا ہے۔  
پچھلے میں ہذا بات کو بھی پشت والا تھا تھا۔ اس وقت  
جو کہ ہاتھ اور اس صاحب قرا۔ جس نے ان کی یہ کوشش  
خون ہوئی۔ اس نے سلوہوں پر ہلکا کر کھڑا ہوا جیسے کسی  
میں خبر سے کسی کو کفر ال دھت نہ ہو رہے تھے۔  
دونوں بھی چوتھ کر اس کی طرف حوجہ ہونے لگے۔ لیکن  
مکو جیسے سے پہلے ان پر ایک حال آ رہا تھا۔ اس نے  
رو گئے۔

"اپنے ہتھیار پیچ کر لائے لیٹ جانا اور نہ  
سے ہونے جانے گے۔" ختم لگے میں دھمکانے والے  
اپنی طاقت کا کلی ثبوت دیا اور ان کے کانوں سے شرم  
پھٹنے کی آواز آئی۔ شرماء نے اس میں کچھ نہ کوشش کی  
جانے چاہی کہ اس انداز میں پہلے کیا تھا کہ وہ اس میں  
لگے تھے۔ سلوہوں کا کام نے بھی شاید اپنے طور پر کوشش  
رہی تھی لیکن انہیں بھی گاڑی کا سامنا کرنا پڑا تھا۔  
"اگر تم لوگوں نے میرے ساتھ نہیں گئے تھے تو  
تھیں نہیں پہلے تمہارے محسوس کو چھو رہا ہوتا ہے۔  
دھمکی کے ساتھ ہی فکا ایک بار گھر گئے کی تو آواز  
کو آگ آگ لگی لیکن اس بار شرماء کی حوصلہ مست سے چاہا  
تھی۔ انہیں اندازہ ہو چکا تھا کہ ان کے مقابل آگے پیچھے  
ایوں کی پگھلاؤ پر موجود وہی جگہ وہ دوسری تھی جو  
ہونے کی وجہ سے کسی طور گھوڑے نہیں تھے۔ ان پر چاہا  
پہلے جاتا تو اس پر نہ لیکن میں کسی صورت اپنا نشان  
بیتے تھے۔

"ہتھیار پیچ کر۔" شرماء نے رگڑی میں  
دونوں سے کہا اور خود سب سے پہلے نکل گیا۔ وہ سوار  
پاس میں اس کی پیروی کرنے کے ساتھ کوئی دوسرا اور نہ  
تھیں نہ گئے کے بعد وہ سب دانت مال گاڑی کے آگے  
پر لائے لیٹ گئے۔ قمرانی آگے پیچھے کے ایوں کی پگھلاؤ  
سے چند لمحوں میں انہیں پیچھے کھینچے اور ان کے پیچھے  
لپٹے میں لے لیا۔ مگر ایک شخص میں ان کے سامنے آ کر  
دوسرے سے ایک بار چست لباس میں پہچان ہوا تھا۔  
آگے ہونے کی جگہ پر سوار تھے۔  
"اگر کچھ جاننا۔" اس نے غم سوار کی توجہ  
نے فوراً ہی منک کیا۔ غرضی پر لپٹے لپٹے رہے۔  
چھٹا زیادہ بڑھ کر۔ قمرانی اس طرف دوا اپنے تئیں  
سکتے تھے۔ جیسے ہی ان کے پیروں پر طاقت

"ہتھیار پیچ کر۔" شرماء نے رگڑی میں  
دونوں سے کہا اور خود سب سے پہلے نکل گیا۔ وہ سوار  
پاس میں اس کی پیروی کرنے کے ساتھ کوئی دوسرا اور نہ  
تھیں نہ گئے کے بعد وہ سب دانت مال گاڑی کے آگے  
پر لائے لیٹ گئے۔ قمرانی آگے پیچھے کے ایوں کی پگھلاؤ  
سے چند لمحوں میں انہیں پیچھے کھینچے اور ان کے پیچھے  
لپٹے میں لے لیا۔ مگر ایک شخص میں ان کے سامنے آ کر  
دوسرے سے ایک بار چست لباس میں پہچان ہوا تھا۔  
آگے ہونے کی جگہ پر سوار تھے۔  
"اگر کچھ جاننا۔" اس نے غم سوار کی توجہ  
نے فوراً ہی منک کیا۔ غرضی پر لپٹے لپٹے رہے۔  
چھٹا زیادہ بڑھ کر۔ قمرانی اس طرف دوا اپنے تئیں  
سکتے تھے۔ جیسے ہی ان کے پیروں پر طاقت

"ہتھیار پیچ کر۔" شرماء نے رگڑی میں  
دونوں سے کہا اور خود سب سے پہلے نکل گیا۔ وہ سوار  
پاس میں اس کی پیروی کرنے کے ساتھ کوئی دوسرا اور نہ  
تھیں نہ گئے کے بعد وہ سب دانت مال گاڑی کے آگے  
پر لائے لیٹ گئے۔ قمرانی آگے پیچھے کے ایوں کی پگھلاؤ  
سے چند لمحوں میں انہیں پیچھے کھینچے اور ان کے پیچھے  
لپٹے میں لے لیا۔ مگر ایک شخص میں ان کے سامنے آ کر  
دوسرے سے ایک بار چست لباس میں پہچان ہوا تھا۔  
آگے ہونے کی جگہ پر سوار تھے۔  
"اگر کچھ جاننا۔" اس نے غم سوار کی توجہ  
نے فوراً ہی منک کیا۔ غرضی پر لپٹے لپٹے رہے۔  
چھٹا زیادہ بڑھ کر۔ قمرانی اس طرف دوا اپنے تئیں  
سکتے تھے۔ جیسے ہی ان کے پیروں پر طاقت

"ہتھیار پیچ کر۔" شرماء نے رگڑی میں  
دونوں سے کہا اور خود سب سے پہلے نکل گیا۔ وہ سوار  
پاس میں اس کی پیروی کرنے کے ساتھ کوئی دوسرا اور نہ  
تھیں نہ گئے کے بعد وہ سب دانت مال گاڑی کے آگے  
پر لائے لیٹ گئے۔ قمرانی آگے پیچھے کے ایوں کی پگھلاؤ  
سے چند لمحوں میں انہیں پیچھے کھینچے اور ان کے پیچھے  
لپٹے میں لے لیا۔ مگر ایک شخص میں ان کے سامنے آ کر  
دوسرے سے ایک بار چست لباس میں پہچان ہوا تھا۔  
آگے ہونے کی جگہ پر سوار تھے۔  
"اگر کچھ جاننا۔" اس نے غم سوار کی توجہ  
نے فوراً ہی منک کیا۔ غرضی پر لپٹے لپٹے رہے۔  
چھٹا زیادہ بڑھ کر۔ قمرانی اس طرف دوا اپنے تئیں  
سکتے تھے۔ جیسے ہی ان کے پیروں پر طاقت

جانے دوں گا۔" قمرانی ہلکا کر گھبرا کر آدی سے اور اس مال  
گاڑی پر کھنچے چڑھا جس میں بھائی کی کال جا رہی ہے۔ وہ  
جھٹکرا کر پھلا اور ایک لادت خبر پر کے کٹانے پر سہہ کر دی۔  
خبر شدہ پر کھنچے لیکن اس کی توجہ اپنی تکلیف سے زیادہ اس  
کے انداز پر تھی۔ بھائی کی سے اس کا تپانہ قمار فیلے بھی  
قد گشتی میں داخل ہونے کے بعد وہ لوگ آواز سے پر مام  
رہے تھے۔ بار بار بھائی کی کے آدھوں سے ان کا کارا ہو  
جاتا تھا۔ ایک بار پھر وہ لوگ ان کے سامنے تھے اور جیتنا  
انہیں ان لوگ کا سامنی بھڑ ہے تھے۔

"مذہ بندے کے گھر گھر کیا دیکھ جا رہا ہے؟" میری بات کا  
جواب دے۔ "اس سے خبر یار کی غامضی پر دھت نہیں  
ہوئی اور اسے ایک اور لادت دے رہی۔"

"ہم کون ہیں اس سوال کا جواب میں عہدائیں کے  
سامنے دینا چاہتا ہوں۔" اس بار شرماء نے اور دھجے میں  
جواب دیا۔ "یہ جین ہوا جانے کے بعد کہ وہ بھائی کی کے گاڑی  
ہیں اس کے لیے اس شخص سے گھٹو کرنا زیادہ آسان ہو گیا  
تھا۔"

"کس عہدائیں کی بات کرتا ہے۔۔۔ اپنے عہد  
بھائی کی؟" اس نے ذرا احتیاط اور بے چینی سے احتیاط  
کیا۔

"ہاں اس کی۔" اب مجھ پر یا میرے ساتھیوں پر ہاتھ  
اٹھانے کی شکل میں کہ اور نہ خود تمہارا نام پر ہو سکتا ہے۔"  
اس نے اپنے لگے کو حوجہ ختم اور سر کر لیا۔ اس کے اس  
روہنے نے مقابل کو حوجہ ذہب کر دیا۔ اپنا فکا تھا کہ وہ اس کی  
بات پر نہیں کرنے کو تیار نہ ہو سکتے تھے نہ کہ کسی بے سلوکی  
کی ہمت میں نہ کر پا رہا ہو۔ چند لمحوں کی کیفیت میں کھڑے  
رہنے کے بعد ڈال کر وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا اور فکا میں مخصوص  
اعزاز میں ہاتھ لایا۔ ایک آدی لہر آواز میں آگے شرماء  
اور اس کے ساتھی میرے پیچھے کاٹھار کرتے رہے۔ اس کے  
ساتھ اس کے پاس کوئی چادر بھی نہیں تھا۔ جال میں خود کی سجا  
افراد کے نرے میں ان کے پاس ہاتھ پڑ جانے کی کوئی  
گھٹا نہیں ہی نہیں تھی۔ انکار کے چند لمحوں پہلے تو انہوں نے  
سوتا پایا یا پاس میں لیٹو اس آدی کے پیچھے موجود ہونے کی  
وجہ اور میں لہائی کے سارے روٹی کا ایک مستقل دیکھا۔ چاہے  
میں کھلے والا دور انداز تھا جس کے اندر روشن مہم باب کی  
روٹی اندر میرے میں بہت لباس پھر آ رہی تھی۔

"تمہیں جال سے آؤ لوگ جا رہا ہے لیکن یاد رکھا کہ  
کسی بھی قسم کی چادری بہت جلدی چڑے گی۔ ہم نہیں جو  
جائیں گے۔"



رعایت دے دے تھا وہ مہول بھائی کے نام کی وجہ سے  
 ہے۔ انہوں نے ہمیں اپنا آدمی بنایا تو ہم لوگوں پر  
 غلامی کے دستور خود اپنا انتظام کرنا چاہتے تھے۔ "اب تک ان  
 سے شکوکے فرماؤں انہیں دیکھنے والے شخص نے جہاں سے  
 آزادی کی توقع نہ کرتے ہوئے دیکھ دیا بھی ضروری تھا۔  
 ان کا فی الحال ایسا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ بھڑی سے چلتی ہاں  
 گاڑی سے چلا کر گئے تھے کی صورت میں اگر کسی طرح ان کی  
 بنیادیں مستحکم ہو سکیں تو وہ لوگوں کی اس برسات سے  
 کسی طرف نہ ہٹتے تھے۔ تاہم ان کے لیے چار کھڑے افراد کی  
 طرف سے کی جاتی۔ ان کے حق میں بھی سب سے زیادہ قہر  
 وہ ان لوگوں سے تھا جن کو نے اور عہد ان کی تک پہنچا ہوا تھا۔  
 ہائیں کے بغیر وہ لوگوں کو کرنے کے بعد کھوسے کے ایک  
 ٹکڑے پر دو لاکھ کی رقم کو چھپا کر پھانسی کی کوشش کر رہے  
 تھے۔ تب عہد ان کی وہاں پہنچ گیا تھا۔ وہ اس بلڈک سے فرار  
 ہوا تھا جہاں پولیس نے رہنے والا تھا اور وہاں سے پولیس کے  
 ساتھ مقابلہ کرنے والے آہستہ آہستہ چھپا ہوتے جا رہے  
 تھے۔ انہوں نے اس موقع پر ہم افراد کو روکنا دیکھا تو انہوں نے کہا  
 تھا اور عہد ان کی رہنے وہاں سے رخصت ہوتے ہوئے ان  
 سے کہا تھا کہ انہیں بھی ضرورت ہے تو وہ بھی فرار کی  
 سب سے بھی مہول کا ٹکڑا چھپائیں۔ "فحاشا معلوم کرنے کی تو  
 اوجہ نہیں آئی تھی لیکن وہ بھائی جی کے ساتھیوں سے  
 آگرا تے تھے۔ وہی بھائی جی کے ساتھیوں سے جس کا  
 عہد ان کی وہاں آجھ مانا جاتا تھا۔ اس کے بھائیوں میں انہیں  
 دودھ سے سے گزرا کر اُسے میں پھینکا دیا گیا۔ اُسے کا بیشتر  
 حصہ فرش سے چھت تک ترقیب دار کے گڑھی کے منہ پر  
 لڑیں سے بھرا ہوا تھا اور وہاں میں میں اتنی جگہ خالی  
 بھڑی کی گئی کہ چار افراد ہوسکتے۔ ان تینوں کو وہاں بھی  
 دبی پر بٹھا دیا گیا۔ اطہر پر دار اب بھی ان کے سر پر ہوا  
 تھے حالانکہ اس نے اس میں داخل کرنے سے ان کے وہاں کی چاند  
 چلائی نہ کہ ہر چوک کر چٹے تھے کہ چٹے ہوئے اس کے سوا  
 ان کے پاس کوئی اور نہیں تو موجود نہیں ہے۔  
 "اپنے نام سے۔ میں ابھی مہول بھائی سے تمہارے  
 بارے میں معلوم کرتا ہوں۔" وہ شخص جو شاید یہاں کا  
 انچارج تھا، غمزدگی کی طرف منہ کر کے بولا۔ اب تک ہونے  
 والی گفتگو سے ظاہر ہے وہ اپنے گھر کا چکا تھا کہ جیسے اپنے  
 ساتھیوں میں سے شکوکے کرنے کے اختیارات اس کے پاس  
 تھا وہی طرح ان تینوں میں سے غمزدگی اس کے ہر سوال کا  
 جواب دے سکتا ہے۔

"میں خوشامیوں اور یہ قہر... اس خبر سے ہر  
 مہول بھائی نہیں جانتا۔ جس کی بھی چاہتے سے انکار کرنا  
 یاد دلاؤ کہ اب ہم وہی ہیں جن کی موجودگی میں اس نے  
 گھر کے بیچ میں چھپ کر پولیس سے اپنی جان بچائی تھی۔  
 غمزدگی نے اسے وہی نام دیا ہے جو کام کے خاتمے پر پہنچا  
 تھا۔  
 "فیک ہے، اپنی بھائی سے بات کرنا ہے۔ میر  
 تک تم دھڑا کر آؤ۔ میں نے غمزدگی کو گھر کا سچا بیٹا نہیں سمجھا۔  
 وہ سب کچھ کوئی بھی دیکھ کر قیامت آجائے گی۔" وہ منہ پر  
 شاپا اس کی بات کی۔  
 "ابھی گھر کا ارادہ نہیں رکھتے۔ وہی کوئی چلتی  
 بات تو مجھے سمجھتا ہے کہ تمہارے آدمی ان کی فحاشی نہیں کرنا  
 گئے۔ انہیں خود بھی معلوم ہو گا کہ بارو کے اس ایجنٹ کی  
 چنگاڑی پیدا کرنے کا کیا انتظام ہو گا۔" غمزدگی ایک آدمی  
 اسے کھانے کی سوجھی تو سگنے والی سکرپٹ کے ساتھ  
 اٹھ کھانے سے بولنا۔  
 "کیا مطلب؟" انہیں کیسے معلوم کہ یہ بارو کی بیٹیاں  
 ہیں؟ وہ فیک کیا۔  
 "بھائی جی کمال ہے۔ ان تینوں میں آؤ اور جانچ  
 ہونے سے رہے۔ علیہ الفاظ وہ دیکھا نہیں ہے تو ان  
 تینوں میں اسطرح بارو کی ہوسکتا ہے۔ یہ تو کاشی کی  
 بات ہے۔" اس نے نہایت سکون سے جواب دیا۔  
 اسے گھبراہٹ ہوا مگر چلا گیا۔ اس کی داہنی ہتھکڑی پاؤں پر  
 ہوسکتی۔  
 "مہول بھائی بولتے ہیں کہ وہ تم لوگوں کو اپنے  
 پر ہر مال گاڑی احمد آباد سے پہلے نہیں رکھنے والی آئے  
 تھیں۔ ہمارے ساتھ وہاں تک پہنچا ہے گا۔ بھائی خود  
 وہاں آئے والے تھے۔ وہ وہی تم سے میں گئے۔ جب کہ  
 آرام سے ہمارے ساتھ رہو۔ کھانا اور اگر کسی بھی  
 ضرورت ہو تو بولو۔" اس پر اس کا دلچسپ اور پتہ پتہ  
 "شکر ہے۔ ہم بس خود دیکھنا چاہتے ہیں۔" ان  
 نے اپنی غماز میں جان کی جو طور پر چھپائی تھی۔ بانی  
 کے بعد وہ تینوں تینوں سے مل گیا کہ وہ اور وہاں میں  
 چلے گئے۔ بھائی دودھ اور دھواں کی گھڑی کے بعد سے  
 خود اس آرام میں بھی بہت اچھا لگا۔ وہاں تینوں میں ایک  
 مال بھی تھا۔ یہ ہم کا تھا جسے انہوں نے بڑی آسانی سے  
 کر لیا تھا۔ اس سے بھی زیادہ آسانی سے انہوں نے اسے  
 تھا وہ یہ بات صاف ظاہر تھی کہ اب وہ اپنی آسانی سے

میں نے اسے دلا ہے۔ دوسری طرف ایک بار بارو بھی  
 سے پہنچنے پر مجبور تھے۔ نہ جانے سے خبر انہیں کتنے کیوں  
 نہیں دے گا؟ اور یہ بھی عجیب اتفاق تھا کہ پہلے ہی وہ  
 میں سے مل کر گھرات کے شہر کا گھر کی طرف سے دور اب  
 کی گھرات کے ہی ایک دوسرے شہر احمد آباد لے جانے  
 پہنچے تھے۔  
 ☆ ☆ ☆  
 "کیسی دہشت؟" چوہر علی دھک دے کر اس  
 کے میں داخل ہوا جس میں آج کل حالیہ غمزدگی ہوئی تھی  
 دھک کر کے پہنچے ہوئے اس سے راز پافت کیا۔  
 "دہشت؟" حالیہ نے ہانسی سے لگی میں سر ہلاتے  
 دھک دیا۔  
 "مستحکم چیتے ہوئے تھے دن تو ہو گئے ہیں۔ انہیں  
 کچھ نہیں کال کر لیتا چاہیے گی۔" چوہر علی نے لڑکھنوی  
 اور کرے میں دے لگاؤں میں کھنکھانے لگی۔ یہ  
 میں غمزدگی سے اس لیے دھکا دیا گیا تھا کہ حالیہ کے  
 میں سے ان کی ریل پر سے آؤ وہاں راستہ کے کسی بھی  
 میں اس کال کر کے پور کرنے سے محروم نہ رہے۔  
 "شاید انہیں شک ہو گیا ہے اور وہاں میں پہنچنے کے  
 پہنچیں گے۔" اس نے اپنے خیال کا اظہار کیا۔  
 "ابھی دن کا کچھ حصہ باقی ہے۔ جو سکا ہے اس  
 میں کچھ اور دیر کر لیں۔" چوہر علی نے اس سے مزے  
 سے کھانچ کر دیکھ کر دیکھا۔ "یہ تو خبر جس لین کا پتہ  
 کتا ہے اس کے ساتھ وہاں فیک بھی ہمارے ایک ساتھی کا  
 ہے۔ وہاں اپنی چلتی کے ساتھ رہتا ہے۔ بلڈک کا کچھ کھانا  
 کھانا بھی بخدہ ہے اس لیے ہم نے ہر طرف غمزدگی ہوئی  
 تک ہونے کی صورت میں بھی وہ لوگ تمہارے  
 اور یہ ایک کھانچے کی کوشش ضرور کرتے لیکن کسی نے وہاں  
 سے کسی بھی سطحات حاصل کرنے کی کوشش نہیں کی۔ اب  
 میری صحت نیکی رہ جاتی ہے کہ وہ دور دور سے غارت کی  
 کئی کسے سے چلتے۔ اس کا تو زام نے نہ نکالا ہے کہ وہ  
 فیک میں میرے ساتھی کی بیوی دن میں بھی چار کھانچے  
 سے کھانچے کا کچھ قسم سے شک ہے لیکن قہر کا وہاں  
 کی کھانچے کی حالت ہے۔ ہمارے دانت کے مطابق وہ کھانچے  
 کے بعد کھانچے کی حالت ہے۔ اور یہ وقت وہاں گزارا  
 ہے۔ انہوں نے یہاں سے گھر کو لے کر دو تین سے بھی  
 دھک دیا تھا۔ یہ چھوٹے گھر آئے۔ مجھے سمجھتا ہے کہ اس  
 کے کھانچے کے ساتھ سے دھک کا کہ وہ تم سے ملے ضرور آگیا

کھرباب  
 کے۔  
 "دیکھتے ہیں کہ ہم دونوں میں سے کس کا اعزاز  
 درست ثابت ہوتا ہے۔" حالیہ نے شانے اچکا کر بولے  
 ہوئے اپنی بے جا کھارہ کر چاہا لیکن غمزدگی کی بچے  
 والی غمزدگی نے اس کی بے جا کوشش کو کام نہ رہے اور وہاں  
 آگھنسا چھڑے لگاؤں میں کھنکھانے لگی تھی کہ میری  
 کو دیکھ لیا اور چوہر علی نے سکرانے ہوئے اسے کال دے کر  
 کرنے کا اشارہ کیا اور خود اپنے سوا کسی پر کوئی غمزدگی  
 آواز میں بات کرنے لگا۔  
 "بھئی۔" اعصاب زدہ حالیہ نے کانپتے ہاتھوں سے  
 ریسپر دھکا کر دیا اور غمزدگی آواز میں کہا۔  
 "حالیہ...؟" دوسری طرف سے سوالیہ اعزاز میں  
 اس کا نام پکارا گیا۔ کال کرنے والا کوئی سرو تھا۔  
 "نہیں۔" اس نے خود کو سنبھالنے کی کوشش کی اور اپنے  
 کچھ میں جھپٹا دیا۔ "کیسے بہت اچھا ہے۔"  
 "کہنا کاشمیر تھا؟" دوسری طرف سے گفتگو اعزاز  
 میں کہا گیا۔ حالیہ نے اپنے گلا دھرا دیا۔  
 "ہو کے۔ اب اس غمزدگی کا کھانا تو ہم غمزدگی ہوئی  
 ہے؟" چوہر علی اسے پہلے اپنے نکتہ سوالوں کے جوابات  
 دینے لگیں کہ وہ اپنے تمام اس لیے اس نے روٹی سے پکارتا دیا۔  
 "فیک ہے۔ اب یہ کھانا تمہارے ساتھ کیا کھانچا  
 اور تم وہیں تک کیسے پہنچیں؟" اس بار اس سے غمزدگی نے  
 کچھ میں سوال کیا گیا۔  
 "مسافر سینٹر پر پہنچے ہوا تو میں گزرتی کے اور سے  
 سینٹر کی دیوار چھان کر سائیکل کی گئی میں کوئی بھی اور وہاں سے  
 ساتھ والے اسکول کی پاؤں کی گئی کہ اس کے اسکول میں  
 چھپ کر گئی۔ بھائی دودھ میں ہر اساتھی بھی نہیں کر گیا تھا  
 اس لیے میں غمزدگی سے اس سے کھانچے بھی نہیں کر سکتی تھی۔  
 میں کئی کھانچے تک وہی کھانچے رہی اور جب یہ غمزدگی ہوا کہ اب  
 پولیس وہاں سے جا چکی ہے تو وہاں سے نکل کر ایک ماہر  
 سے گزارش کر کے اس کے سوا کسی غمزدگی سے ایک دوست کا  
 کال کی۔ میرا وہ دوست فوراً دے کے لیے دھکی ہوا گیا اور  
 میری بھائی ہوئی تھ کہ پہنچ کر مجھے چک کر لیا۔ پولیس کے اور  
 سے میں اپنے اہل کار منت دھکی نہیں جا سکتی تھی اس لیے  
 دوست سے ہی اسے کھانا دیکھنے کے لیے گزرا رہی۔ اس نے  
 کہا میری بیوی بچے رکھنے کی ہوئی ہے تم میرے ساتھ ہی  
 میرے غمزدگی۔ دودھ تک میں اس کے ساتھ اس کے گھر  
 میں رہی اور وہ مجھ سے چار لاکھ کا کھانا ہاگن میں اس کے



ذریعہ اخبار میں اشتہار نہیں بھیج سکتی تھی۔ وہ مجھ سے وہم  
 پر چلتا تو میں اسے کہہ دیتا کہ میں سنی تھی۔ جس سے دن اس کی  
 بجلی کو دھندلا گیا تھا اس لیے اس نے مجھے اپنے ایک اپنے  
 قلم میں لکھ کر دیا جو کرائے پر چلا ہے۔ ہمارا قلم خالی چڑا  
 ہوا ہے۔ قلم پر آنے سے پہلے میں اخبارات میں اشتہار  
 چھپنے کے لیے دے کر آئی تھی۔ اپنے دوست کے گھر سے اس  
 کے قلم تک آنے کے لیے مجھے پیر و کتب میں چھپا چڑا تھا  
 کہ کہیں راستے میں کوئی مجھے پکارت نہ لے۔ اسے بھی میں  
 جانتی ہوں کہ میں کس جگہ میں بھیج دو رہی ہوں۔ لیکن کسی  
 کی نظر نہ چڑھائے اس دور سے باہر لکھنا تو دور کی بات۔  
 کون کون تک جاننے میں بھی ادنیٰ ہوں۔ یہاں اس خالی  
 قلم میں ضرورت کا کوئی سامان نہیں ہے۔ مجھے فرض ہے سونا  
 چڑا ہے۔ اس کا سادہ پانی پتی ہوں اور کھانے کے لیے دوش  
 روٹی، خیم اور بیکنوں کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ سوچتی ہی نہیں  
 یہاں آنے سے پہلے میرے دوست نے ملاوٹی کھانا۔ لیکن  
 اس کا لون یا تھا کہ میں دو تین دنوں میں اس کا قلم خالی کر  
 دوں کیونکہ یہاں سے کرائے دار آنے والے ہیں ہمارے  
 چنٹ وغیرہ کو دانا ہے۔ آپ تو کبھی کی طرف سے اس کا شک نہ  
 کیے جانے پر میں سخت پریشان تھی کہ یہاں سے لکل کر کہاں  
 جاؤں گی۔ باہر کے مہاکات کی بھی مجھے کوئی خبر نہیں ہے۔  
 سوا اس کا تھ سے لکل جانے کی وجہ سے کسی سے کھا کھا کھی  
 نہیں کر سکتی۔ سارے کام کے خیر میرے سوا کسی میں ہی فائدہ  
 تھے۔ اس نے آواز کے ذریعہ دست انداز چھڑا کے ساتھ  
 ایک سر پوٹ کھائی بنا ڈالی۔ ابتداء میں کال ریسیپر کرنے سے  
 پہلے اس پر اپنے آقاؤں کی خود مشقت طاری تھی۔ اس پر بھی  
 اس نے بتدریج قابو پا لیا تھا۔

ہے۔ جسم پر موجود کپڑے غصہ گندے اور بچے جسے  
لوگ کہتے ہیں جڑی ہوئی دوا کے لیے کھینچ رہے ہیں؟  
بڑے کام کا سال ہی پچھلے سال کے قریب بیٹا پیدا ہو گیا  
ماری ٹھکڑی، مرقا، اسی کے کان کے ساتھ ایک بڑا  
خواب چروے کے تاثرات سے ظاہر تھا کہ وہ  
کارکردگی سے متعلق ہے۔

[illegible]

سے کلاک کر باغی اور لہجہ کے لیے مردوں کا ماحول رومانی ہو گیا۔ اس رومانی میں اسے جیت جیت صاف نظر آیا اور قدیموں کی دلفرازیں جڑ ہو گئی۔ کئی جگہ کے مستقل آنے جانے میں وہ اس وسیع و عریض مکر کے ذریعہ مستقل محسوس سے انکاراؤں ہو گیا تھا کہ اندر سے اس میں بھی جین جین کا کلاک کھولنے والی تاب کر پڑ کر آسانی سے چھٹا سکتا تھا۔ لیکن اس بار عجیب بات ہوئی۔ وہ اب بھٹی خیر، لیکن لاک نہ نکلا۔ اس نے ایک بار پھر کوشش کی لیکن توجہ ہی پہلے والا تھا۔ جگہ کر اس نے پتھر اور زور لگا دیا لیکن لاک کی ہی کا سامنا کرنا پڑا۔ اسی جگہ اسے اپنے خود کپکپی کی سوجھ بکھج کا احساس ہوا۔ اس نے پانی کی دستکوبی سے اس کا رخسار دیکھا۔ اس نے غصے سے کہا۔

اس نے فریاد سے اس کی کشتی پر ہاتھ دھک دیا اور پھلا۔



لیا لیجی تھی۔ باغیانی کا اسے خود بہت عشق تھا اس لیے گاہے  
 گاہے اس طرف بھی نظر کرتی تھی۔  
 میں گھٹ سے رہا ہوں جسے تک کا طویل فاصلے کر  
 کے وہ دونوں اندر پہنچے تو ہمیں اور کشور شکر نظروں سے  
 دور اس کے طرف دیکھتی تھیں۔  
 "اسے خراب موسم میں کہاں جا رہے تھے اسلم؟"  
 ہمیں نے فوراً ہی استدلال کیا۔  
 "ماہی کو دھوڑنے۔" اس نے سہات لکھ میں  
 جواب دیا۔  
 "خدا اسلم اچھے بھری ایک ذرا سی عیش کی اتنی بڑی  
 سزا دے۔ اگر تمہیں کچھ ہو گیا تو میرے دل پر سو جو جو ہمیں  
 ہے پتہ افسانہ ہو جائے گا۔ اگلے میں تم سے خبر لیجیں گا  
 پاری۔ تمہیں کچھ ہو گیا تو ہمیں یاد رہے ساتھ ہونے پر  
 اس کے سامنے شرمندہ ہو جاؤں گی۔" وہ بولنے لگے جیسے  
 وہ اکیلی ہو گئی۔  
 "میں نے آپ کو کوئی اذراؤم تو نہیں دیا۔" اسلم اس  
 سے غور کرتے ہوئے وہی آواز میں بولا۔  
 "صرف زبان سے اذراؤم نہیں دیا اور نہ تھوڑی  
 آنکھیں، پیچھے کے ترشہ اور حرکات و سکنات گھمے گی  
 کتنی گھوٹا ہوتی ہے۔ میں تمہاری بکرم ہوں۔"  
 "بلیز ہمیں اپنی اپنی باتیں مت کرنی۔ آپ تو  
 ہمارے قصوں میں سے لیا۔ میں آپ کو کوئی دیکھ دینے کا  
 سوچ بھی نہیں سکتی لیکن ابھی میں اپنے ہوش و حواس میں نہیں  
 ہوں۔ یاد آؤ گا جب سے ہمارے ہوش و حواس میں نہیں  
 چلتا ہوں۔ اگر آپ ناک کھول دیں تو آپ کی بڑی جوانی  
 ہوئی ورنہ مجھے کوئی دوسرا راستہ تلاش کرنا پڑے گا۔" اس کی  
 سولی ایک ہی جگہ تھی۔  
 "بلیز اسلم یاد آؤ گا کہ حواشی کا کام تم پر ہمیں پڑھوڑ  
 دے۔ اپنے دماغ کے ساتھ وہ لوگ کام نہ زیادہ بکھر طور پر کر  
 سکتے ہیں۔" اس بار آفتاب نے منگھو میں داخلیت کی اور  
 اسے بکھانے لگا۔  
 "دماغ کتنے ہی ہوں وہ میری ہمکنی گئی تو نہیں۔ کتنے  
 ہوں گے؟" اس نے دیکھ دی۔  
 "بہت باری مسرت خواہم اگر یہ واقعہ پاکستان میں پیش  
 آیا ہوتا تو تم تشریف میں جلا ہو سکتے تھے کہ جانے پائیں گی  
 طور پر کام کرنے لگی تھیں لیکن یہاں تو ابھی کچھ نہیں ہوتا۔  
 یہ لوگ کتنے ہی بڑے تھے لیکن اپنے فرائض پوری نہ تھی سے  
 انجام دیتے ہیں۔ ان کے مٹانے میں تم اس طرف کافی موسم میں

باہر نکل کر کیا کر سکتے؟ ہمیں تو یہاں کے سارے  
 بھی اچھٹ سے پاؤں میں ہوں گے۔" آفتاب بھی وہی  
 تھیں وہاں لیکن اس کا حالہ نہ بد تھا۔ اس کے ساتھ  
 پہلے اسے یکن سے پہنچے کہاں لوچی۔  
 "میں آپ سب سے بہت مضبوط چاہتا ہوں۔  
 وقت میں کسی کی کوئی بات سامنے کے ساتھ نہیں ہوں۔  
 صورت میں نہا ہی ہو گا۔" اچھا لہلہہ سا کہ اس نے  
 وہ اس کے کی طرف قدم بڑھائے۔ ابھی اس کا ہاتھ  
 وہ اس کے کی تاب پر ہی تھا کہ پیچھے سے اسے ہمیں کی اور  
 ستائی دی۔  
 "تمہیں یاد آؤ گی قسم ہے اسلم اسے خراب موسم میں  
 تم سے باہر نکل کر گئے اور یاد آؤ گے معاملے میں پہلے  
 کی رپورٹ کا اظہار کرو گے۔" یہ الفاظ سن کر وہ لوگ  
 قدم آگے نہ بڑھا سکا۔ لیکن پھر پھر میں ہی اس کے ساتھ  
 قدم حرکت میں آئے اور وہ ایک جگہ سے دور ہوا۔  
 پھر گئی کیا۔ اپنے اس جذباتی اور خواہش جانتے دیکھ کر  
 کرنے والے اعجاز میں ایک صوفے پر بیٹھ گئی بلیز آتے  
 تھوڑی سے دور اس کے کی طرف بڑھ گیا۔ شیشے کے شعلے  
 وہ اس سے سے عام حالات میں میں گیت کا شعلے کے باہر  
 صاف نظر آتا تھا لیکن آج وہ میان میں آسمان سے رہنے  
 پانی کی چادر تھی تھی۔ اس دھندلی چادر میں سے آسمان  
 گھر سے رنگ کے لباس کی وجہ سے ایک جگہ سے  
 میں نظر آ رہا تھا۔ پھر ایک دم ہی بجلی بجی اور گھر کے  
 روشن ہو جانے والے منظر کو دیکھ کر اس کے من سے ایک  
 طعینان بھری سانس خارج ہوئی۔ جذباتی سانس بڑھ گیا  
 دم سے وہی جانے والی قسم کو دیکھ کر کہہ دیا۔ کہ ہم  
 اپنے قدموں کا رخ واپس انہی کی طرف موڑ دیا۔  
 وہاں سے ہٹ گیا۔ اب اسلم کی گردن کی کوئی نہ رہے  
 تھی۔ وہ اپنی یاد آؤ گے نام سے وہی جانے والی قسم کی  
 میں بند ہو گیا تھا۔  
 "بلیز بھائی رہائشیں ہو جائیں۔ اسلم کہیں نہیں  
 انہی ہی میں ہے۔" اس نے خدائی سی دھمکی میں بولی  
 اور پھر کشور سے غائب ہوا۔  
 "آپ بھائی کو کوئی جوس وغیرہ دیا ہے اور چھوٹی  
 دیکھے۔ بلیز کو دیر سے اپنے گھر سے میں آئی۔ وہی  
 اس سے کہا ہے پتے کو پھیرے۔"  
 "کی اچھا۔" کشور نے اس مستعدی سے  
 اظہار کیا کہ اس کے لیے اپنی جگہ چھوڑی ہے۔

میں نے یہ حالانکہ حقیقت یہ تھی کہ اپنی حواشی میں تو  
 میں نے کچھ بھی دیر نہ دیا تھا۔ لیکن صحت کی حالت نے  
 طرے سے مجھ سے بہت کچھ کہا تھا۔ وہ وہاں سے پہلے  
 آؤ گا کہ آپ بھی امید کو بھلا نہ لگاؤ گاں کے پیچھے جانے  
 سے پہلے کل دی گئی۔ بلیز کو بھلا نہ ہو گئی اس کا ذہن  
 پھر اس کے خواب میں ابھی ہوا تھا اور وہ بلیز پر پیچھے دلا  
 تھیں پہلے پہل یاد آؤ گا کہ اسے چاہت اس طرح کو کھنکھنے  
 تھیں اس صورت حال پر وہ سب ہی بڑی طرح پریشان  
 تھے۔  
 \*\*\*  
 "میں کب تک ابھر پڑے رہوں گے؟" ہمیں  
 پھر کچھ کہاں کہتے ہیں لیکن حقیقت میں تیری بنا کر کچھ  
 نہ ہو سکتا تھا۔ وہ بھلی ہے نا بھلیوں میں پڑے لوگوں کے لیے  
 یہ کہیں۔ اس میں وہ رہے ہیں ہم۔ کھانے پینے سے لے  
 کر سیر کی سہولت ہے یہاں لیکن ہم اس چاروں چاروں  
 میں جا سکتے اور گئے۔ باہر اچھا نہیں لگتا رہا۔ وہ  
 کی گاڑی میں بھائی کی سی ساقیوں کے ساتھ ہوا یاد  
 تھے۔ یہاں انہیں ایک سال سفر پر تھیں گھر میں رکھا  
 تھا اور پھر طرے کی آسائش بھی دستہب تھی لیکن اسے  
 نے کچھ نہ یاد آؤ گا کہ وہ ہمارے زمین سے ملاقات ہونے  
 سے پہلے نہیں جا سکتے گے اور ان کے پاس سے میں بھی لپھٹ  
 کر گئے گا چنانچہ انہیں اس کا اظہار کرنا پڑ رہا تھا اور یہ  
 کہیں کچھ نہیں لگتا تھا۔  
 "تم کیا چاہتے ہو؟" اس نے پڑے پر بھائی  
 کے ساتھ کچھ ہونے کے شہر بارے تنبیہ کی سے پھر اچھا۔  
 "میں سے بھاگ بیٹھے ہیں اور وہاں رہے ہم نہ تھے  
 کہیں کی کہیں کر رہے ہیں۔" سلسلے تو راجہ اب دیا۔  
 "میں کے لیے کوئی پلان ہے تمہارے پاس؟"  
 "میں نے کچھ ہی بقیہ کر کوئی پلان بھی بنائیں گے۔ کم سے  
 کچھ بڑا کچھ کر بیٹھے سے تو بھر ہو گا۔" یہ بھائی سے  
 سلسلے کے ہونے اس نے جواب دیا۔  
 "تم فلاں میں رہ رہے ہو لیکن یہ اتنا آسان نہیں  
 ہے کہ تمہارے قریب ہمارے زمین سے ہمیں یہاں تیر کر رکھا ہے  
 کہیں کہیں کہ اس کے آدمی ہماری گردن بھی کر رہے ہوں  
 کہیں کہیں ہمیں سے گھنے کے لیے ان سے لپٹا پڑے گا  
 کہیں کہیں ہمیں دونوں طرف سے کسی کا بھی نقصان ہو سکتا  
 ہے۔ اگر ان کی ہم پھر نقصان کے کچھ بھی جانتے ہیں تو وہاں  
 سے ہمیں چھوڑ دیا۔  
 "بہت خف حواشی کا بندہ ہے۔ میں جہان ہوں کہ  
 اس جگہ کے لیے آپ جیسے شخص نے اس کا انتخاب کیسے کیا؟"  
 اس کے جانے کے بعد گمان نے اپنے قیام کا اظہار کیا۔  
 "میں کی مصاحبتوں کی وجہ سے۔ بہت کام کا بندہ  
 ہے اس لیے اسے فراغت باہر اچھی نہیں تھی۔" شہزاد نے  
 منگھاتے ہوئے سولی طرف داری کی۔ اسی وقت گیت کے  
 باہر کسی گاڑی کا دھن کی بجے کی آواز سنائی دی۔ چہ کہہ رہے  
 اندر کار دا گیا۔  
 "بہت خف حواشی کا بندہ ہے۔ میں جہان ہوں کہ  
 اس جگہ کے لیے آپ جیسے شخص نے اس کا انتخاب کیسے کیا؟"  
 اس کے جانے کے بعد گمان نے اپنے قیام کا اظہار کیا۔  
 "میں کی مصاحبتوں کی وجہ سے۔ بہت کام کا بندہ  
 ہے اس لیے اسے فراغت باہر اچھی نہیں تھی۔" شہزاد نے  
 منگھاتے ہوئے سولی طرف داری کی۔ اسی وقت گیت کے  
 باہر کسی گاڑی کا دھن کی بجے کی آواز سنائی دی۔ چہ کہہ رہے  
 اندر کار دا گیا۔



ہاگ کہ گیت کھلا۔ غور ہی ایک لپٹ کر دھندھتی ہوئی  
اندھائی۔ اس کے سر کے آگے دووں دروازے کے کھٹکتے  
کئے اور ایک طرف سے ڈرا چڑھ اور دوسری طرف سے گئی  
میں پر آہ ہوا۔ ڈرا چڑھ نے کمال مستعدی کا مظاہرہ کرتے  
ہوئے کچھلی طرف کا دروازہ کھلا۔ کئے دروازے سے جو  
دیکھا وہاں کھڑا کھڑا ہوا اس سے بچاے میں نہیں کوئی  
شہزادی تھی نہیں آئی۔ وہ عبد الرحمن تھیں جس سے وہ اس سے  
فصل کام کے کھانے پہ پہلے گئی اتفاقاً مل چکے تھے۔  
عبدالرحمن نے بھی انہیں وہاں بیٹھا ہوا دیکھ لیا تھا چنانچہ  
چرے پر لگی اس گراہت اس کے ساتھ ہی طرف چلا آیا۔  
”صاف گراہت میں کوآئے میں ڈرا چڑھ اور کمر لگ گیا  
اور تم کوئوں کو انکار کر چا۔ لیکن میں نے اپنے آدمیوں  
سے کہہ دیا تھا کہ تم کوئوں کا کبھی طرح خیال نہ رکھیں۔  
جس سے کوئی شکایت نہ ہوئی۔“ قریب پہنچ کر تینوں  
سے حصار کرتے ہوئے اس نے خود ہی کھنگڑا آواز کر دیا۔  
”باہل نہیں، تمہارے آدمیوں نے تمہارا اتفاقاً خیال  
رکھا کہ میں اپنی نظروں کے سامنے سے بھی نہیں بچنے دیا۔ وہ  
دیکھو، ایک پٹا بھی گئی جس نے بہت سے کل دیا ہے کہ میں  
میں خیال سے ہاگ نہ بنا گیا۔“ اس کا خطاب شہزاد تھا  
لیکن جواب سننے پہلے کئے لہجے میں اسے ڈرا چڑھ  
عبدالرحمن نے ایک زوردار قبضہ لگایا مگر نہ ہرانہ لہجے میں

”جو بچہ چارے کو دیتی ہو اسے چارے سے چلنے والی کہہ رہے ہیں۔ اگر تم لوگ مجھ سے ملنے آؤ گے تو ان سے چلنے والے کو ان کی کامیابی سے آجانی۔“ اس دوران میں اس نے ایک کرسی منہال لی اور کہا کہ وہ لوگ بھی وہاں اپنی جگہ پر چلے گئے تھے۔

”آخر تمہیں ہم سے ملنے کی اپنی خواہش کیوں تھی؟ ہم سے تو تمہاری بی بی ہر روز آتی ہے بلکہ آتی ہی نہیں۔ ایک اتھلی طاقتور مگر جس کے ہاتھوں میں اپنے راستے اور ہم اپنے راستے چلے گئے تھے؟“ ضمیر یاد نے بہت حد تک اس سے اس سے سوال کیا۔

”یہ تمہاری لادھی ہے کہ ہم اپنے اپنے راستے پر چل رہے تھے۔ اس ملاقات کے بعد جیسا کہ تمہارے حوالے میں نے میں نے سوچا کہ تم سے ملاقات جیت کر کے معلوم تو کریں کہ کیا کرنا ہے۔ ہوشیار ہے۔ اپنی تمہارے کسی کام آئے۔“ وہ جیسا کہ تمہارے ہوشیار کہی انھوں میں آئیں۔ راستے ہوئے اسے اسے یاد رہا۔

جاننے کے لیے اسی مال کا راز میں چھو گئے جس پر جہاں  
کا مال جاری تھا کچھ دھوکا دیا صرف ایک اتفاق تھا وہ نہ ہوا  
لوگوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے۔ اس کی بات میں کسی  
دعا سے بچنا چاہیے۔ یہ سب کچھ ان کی آنکھوں سے نہیں  
اور بالکل اسی کے اعجاز میں آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا  
کہتا رہا۔

”فلا... بائیں فلا۔ تم بائیں گازی پر تڑپتے ہو۔  
پہلے بھی ہم سے ٹکرائے تھے۔ یہ وہ بات ہے کہ تم کوئی اور  
معلوم شخص ہو گا کہ تم کی کوئی چیز ہو۔“ محمد اظہار نے  
ہو اس کی تردید کی اور وہ جب تک گیا۔  
”کیا مطلب؟“

”کیا تم کو یس مسکدینے کے بارے میں پتا ہے؟“  
 فرار نہیں ہونے تھے۔ اس نے ایک اور چارہ بتایا۔  
 سوال کیا لیکن شہر یار نے خود کو سنبھال کر رکھا اور جسے غور  
 کیے بغیر نہ ہو۔  
 ”تم جانتے ہو کہ یہ ہے اور میں اس سے انکار نہیں کروں  
 گا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ انی معاملات سے تمہارا کیا  
 تعلق ہے؟“

پھر وہ "دوسرا لاکھ" سے پہلے ہی اس مرد کو گرفتار  
 کیا۔ وہ اسے گرفتار کرنے کے لئے اس کے پاس پہنچا۔

اس کے اظہار اور ہیکر کو آؤ گویا میں دیکھ رہے ہیں  
 طور پر ہیکر اذہار سے قہر کر لے جسے میں اس کی زبان پر نہ  
 کو جان بھر سکے۔

"پچھلی اپنی اور میری علی ملاقات تو یاد ہوئی۔ ان  
 روز میں پچھلی کے محلے سے نکل کر اس مکان میں پہنچا  
 جس کو اور صاحب داپہ صاحبی کو ملتا تھا۔ ان کے ساتھی غلام  
 علی سے اشارہ کر کے اور کھٹو کو باری کر رکھنے کو کہتے ہیں۔ ان  
 روز میں ایک بار علی کے مکان سے پر موجود تھا اور غلام  
 میری موجودگی میں ہی وہاں آکر اسی کو گھراؤ سے چمکاتا  
 کہ گویا ہدی کی تھی۔ وہاں شاید ان کو کوئی تیسرا ساتھی بھی  
 موجود تھا جس نے پچھلی کو کھڑی اور پچھلی نے ان کو  
 کہہ دیا۔ لیکن اب میں مجھے قحط سے معلوم ہے۔ تو میں  
 کہہ کر گریزا تو ہوا تھا، پچھلی اصل میں میری بہن تھی  
 وہاں آئی تھی۔ وہ دو بج چکی تھی کہ وہاں ہے ایک  
 کے کون کو کھڑی اور رہا ہے اور وہ ایک اسے قحط سے  
 کے لیے ایک اور شخص کے ساتھ۔ وہ ایک ایک

کہ جس طرح وہ ہے کہ کسی طرح مجھے مراد کر جائی گی کی کر  
 کر کے اس لیے اس نے اپنے کونوں کو میرے پیچھے لگا کر  
 پہنچنے میں سوچا کہ یہ کبھی والوں کو ایک بار سنی سکوا دیا  
 میں نے کچھ بتا تو انہوں نے طرف سے بھی انہیں براہِ رستا ہے  
 کہ ان کے نام کے بچے ایسے ہی جو سب کامیابی کی بھی ساتھ  
 میں ہم میں کافر دیتے ہیں۔ اور اپنی طرف مسلمانوں  
 کو ان کے لئے لانا ہے اس لیے ان کی ہمدردیاں ہمارے  
 لئے ہیں "صاحب" سے لیا "اس نے ان کے کام کام  
 کے صاحب پر خصوصی زور دیا۔

”جیسا آپ فکرتیں، میں نے خود جان بوجھ کر اپنی  
 زندگی کی خبر نہیں تک پہنچائی تھی اور پولیس تیارگی کے  
 لیے اس کا ذکر کر رہا تھا کہ کسی ایک کو بھی زندہ سلامت نہیں  
 رہا۔ ان کو گولیوں کا موت بہن کو گولیوں کی وجہ سے گولا ہو  
 گیا۔ اس سے بھی بڑے بچہ میں تھے اس لیے پولیس سے  
 گئے کے بچہ میں اسے اپنے بچے کا بچہ اور ہماری  
 پولیس بچہ تھی۔“ اس نے اپنی بات مکمل کی اور  
 اس سے منکر اسے ہوئے ہوں۔“ اب جانا تھا ہمارا  
 گھر آئے۔“

عمر یاد نے انہی کے سوال کا جواب نہیں دیا اور کہہ دیا کہ میں نے اس سے کچھ نہ سنا۔ عبدالرحمن کے یہ الفاظ سن کر وہ سب نے ہنسنے لگے۔ ان کے لیے خاصے مسیحا کے لیے یہ الفاظ سن کر اس نے ہنسا دیا۔ گایا کا گزری کی آواز سن کر وہ سب نے ہنسنے لگے۔ عبدالرحمن نے انہی کے لیے خاصے مسیحا کے لیے یہ الفاظ سن کر اس نے ہنسا دیا۔ گایا کا گزری کی آواز سن کر وہ سب نے ہنسنے لگے۔ عبدالرحمن نے انہی کے لیے خاصے مسیحا کے لیے یہ الفاظ سن کر اس نے ہنسا دیا۔ گایا کا گزری کی آواز سن کر وہ سب نے ہنسنے لگے۔

ہم کہتے ہیں کہ تم حادے ہارے میں بہت کچھ جان  
 رکھیں۔ سوال: اب بھی یہی ہے کہ تم ہم سے کیا چاہتے

اس سوال کو سن کر عبدالغنی کھل کر چٹا ہو کر رہا۔  
 "ابن تم سے کیا ہے؟" اپنہ خود کو قہقارہ دے دو کرنا چاہتا ہے۔  
 "ہاں، اس چکر میں اگر تھوڑا بہت قائم رہیں بھی سچا بہانو  
 دیر نہیں ہوگا۔"

”تم بھی جی جی کی فطرت اپنی ذمہ داری پر تو نہیں کر سکتے“ شہر یار نے اسے کہہ دیا۔

”تم ٹھیک کیجئے۔ اپنی نے بھائی جی سے دوسکس کرنے کے بعد ہی ختم کیا۔“ اس نے کہا۔

لیکن کیا؟ ہے شک تم لوگ مسلمان ہو گئے ہو  
 بھارتی شہری اور میں ایسے کئی مسلمانوں کو جانتا ہوں جو  
 بھارت کو اپنا وطن مانتے کی حیثیت سے پاکستان سے نکلے  
 اچھوت رہتے ہیں اور اس سے محبت کرتے ہیں۔ اس لیے یہ  
 چین گناہ کا دارا مشکل ہے کہ تم لوگ صرف مسلمان ہونے کی  
 حیثیت سے ہماری مدد کرنا چاہتے ہو، مگر انکی ایک ایسے مسائل  
 ہیں جو وہ کوئی کدو مہمان سائنسی اور طاقت کے تو انہیں جیسے  
 معاملات سے محفل رکھتے ہیں۔" وہ مہمانزمن سے بحث کر کے  
 اپنے سامنے ٹھوک دھبیاں اور کمر بچاتا تھا۔ سلوہو کو کام  
 نے اس دورانی میں شکوک میں دلی دھن دیا تھا لیکن ان  
 دونوں کے درمیان جو نے والے مکالمے کا ایک ایک خطہ بغور  
 سمجھ رہے تھے۔

”تھہرے سوال وصولی طور پر درست کی گئی تھی اس  
حقیقت کو نظر انداز کر رہے ہو کہ یہاں مسلمانوں کا ایک بہت  
بڑا طبقہ ایسا بھی ہے جو ہجرت میں رہتے ہوئے بھی پاکستان  
سے محبت کرتا ہے اور تھیلوں سے لے کر جنگ جگہ کے میدان  
میں لڑنے کا پاکستان کی سہت پر غرض اور فکرت پر اداس ہوتا  
رہا ہے۔ بھائی بی۔ بی۔ اور ام جیجے کی ایسا طبقے سے تعلق  
رکھتے ہیں۔ البتہ بھائی بی کی پاکستان سے محبت کی چند اہم  
وجہات بھی ہیں۔ پہلی وجہ دورانِ تعلیم پیش آنے والا ایک  
مؤثر فراموشی واقعہ ہے، بھائی بی ایک لڑکھانہ اسٹوڈنٹ  
تھے جس لیے انھیں چڑی آسانی سے سڑے تیل کا پیسہ دیا اور  
مل گیا۔ جب ہندو استاد پڑھنے کے ان کی ذہانت کو دیکھ کر مجلس  
ہوئے گئے۔ اور سے بھائی بی تھے بھی بہت سچے دھاک۔  
انہوں نے بھی مصمت پسندی سے کام نہیں لیا اور بھی موقع  
پر بحث چھیڑ جانے پر خاموشی اختیار کرنے سے بچا ہے یہ بات  
کرنے کی کوئی گنجش کرتے رہے کہ اسلام ہی اصل میں دین حق  
ہے۔ اس صاف گوئی اور سچے دھاک کا نتیجہ نکل سکتا تو دوسری  
فکر اور ایک روز معاملہ زبانی بحث سے نکل کر باقیانی تک پہنچ



گیا۔ بھائی کی عیادت اور سی وار تھے کبھی اکٹھے اچھے سارے  
لڑکوں کا مقابلہ کیا ہی نہ کرتے۔ نتیجے میں جی طرح زندگی ہو  
کر اچھا لگتی تھی۔ اس پر سے کافی انکسار نے ان سے  
بہرہ ریزی کرنے کے بجائے دانتے کی ذمہ داری ان پر ڈال  
کر انھیں کافی سے فرسخت کر دیا۔ یوں ثابت ہو گیا کہ  
بہرہ رستان کے سیکڑے کوئے کا کتنا ہی دعویٰ کیا جائے۔ یہ اصل  
میں بہرہ رازوں کی سرزمین ہے۔ بھائی کی تو کافی سے کٹانے  
جانے کا بہت کم ہوا۔ وہ بھارت رہے تھے۔ ماں باپ نے ان کی  
یہ حالت دیکھ کر دل بہانے کے لیے انھیں ساتھ لے کر  
پاکستان چلے گئے جہاں ان کے بہت سے رشتے دار بھرت  
کر کے جا چکے تھے۔ پاکستان جا کر بھائی کی کو بہت بھلائی  
خاص طور پر اپنے ماموں کے گھر ان کا بہت دل لگا۔ دل کٹے  
کی دھم ان کی ماموں زاد بھئی۔ علیہ شہار، راجہ، مہذب اور  
غوبہ سورت لڑکی سے محبت نہ ہوئی تو عجیب ہوتا۔ انھوں نے  
محسوس کر لیا کہ وہ بھی ان سے محبت کرتی ہے چنانچہ انھیں محبت  
کرنے کے ساتھ ساتھ شادی کی خواہش بھی کر ڈالی۔ یہ اب  
میں ان کی ماموں زاد نے جو یہ کہہ کر وہ انھیں بھی نہیں بھول  
سکتا اس نے کہا۔ ”بہت غلط بھی میں آپ سے محبت کرنے لگی  
ہوں لیکن آپ سے بڑھ کر اس دلی سے محبت کرتی ہوں۔  
میرے بزرگوں نے بہت غلط کرنا دے کر پاکستان اس  
پے حاصل کیا تھا کہ یہاں ان کے منہ سکوں سے آباد ہو  
سکیں۔ مگر آپ ہی بتائی کہ میں صرف ایک شخص کی محبت  
میں انھوں نے رہاؤں کے نتیجے میں حاصل ہونے والے وطن کو  
چھوڑ کر بہرہ رستان جا کر کیسے میں سستی ہوں؟“ اور بھائی کی  
بجھواری تھی کہ وہ بہرہ رستان چھوڑ کر پاکستان میں نہیں رہ سکتے  
تھے۔ اس صورت میں انھیں اپنے والد ہی سے جدا ہونا پڑا  
اور وہ انکو تے چنے ہونے کی دھم سے ایسا نہیں کر سکتے تھے۔  
چنانچہ محبت کی بہت سی داستانوں کی طرح ان کی داستان بھی  
ادھوری رہ گئی لیکن وہ خود بخود ہی اس دلی سے محبت کرنے  
لگے جس کی خاطر ان کی بچھ پنے انھیں چھوڑنا منظور کر لیا تھا۔  
انھیں ساری زندگی اپنے والدین سے میں ایک ہی ٹکڑو ہا کہ  
وہ بھی اور بہت سے لوگوں کی طرح پاکستان بھرت کر کے  
کے ل گئے۔ چلے گئے۔ اس کے بعد ان کا بھارت میں بھی دل  
میں لگ رہا۔ مگر حالات کی موافق نہیں ہے اور وہ قدم پر  
انسانوں کا سامنا کرنا پڑا۔ ان انسانوں نے انھیں انڈیا  
والہ کا حصہ بنا دیا جہاں وہ اپنی فراغت کی وجہ سے مقام  
پانے ہوئے لیکن کے بادشاہ بن گئے لیکن ان کی یہ  
بادشاہت بہت دور اچھا پندوں کو انکی نہیں تھی اور وہ انھیں

[illegible][illegible]

کرائے پر تو چلا ہے لیکن مالک خود براہ راست کرائے داروں کا انتخاب کرتا ہے۔ اس کے بعد اس نے چاہے علی کے سامنے سلطان سے رابطہ کیا تھا کیونکہ اس کے کم میں بھی تھا کہ اس قبیلہ کا مالک چڑس میں رہے والا سلطان ہے۔ اور بات کہ سلطان کے کرائے دار عوامی طبقہ کی سے ہی تعلق رکھتے والے ایسے افراد ہوتے تھے جنہیں چند ماہ کی ضرورت کے تحت وہاں قیام کرنا چاہتا تھا۔ سلطان نے اس وقت ایک سے سی اہلی آئی پر آئے والا نذر لے لیا کہ وہ خود اس شخص سے بات کرنے لگا۔ ایکٹھ نے فہرہ کی شرط پر وہاں کے سے طرح لیکن ادا کیا جائے۔ سلطان نے لیکن کی رقم ادا کرنے کے ساتھ زنانہ بند کی شرط عائد کر دی لیکن رقم دے کر حاصل کیا جانے والا وہ ہمیشہ کام نہیں آتا تھا اور وہ اس کے ذریعے کسی شخص کی بھی تکلیف تک نہیں تھی۔

”ابھی تو ہمارے سامنے وہ داخل والا ہی سے جو بیاتے والی لڑکی کی بہت پرگھات گائے بیٹا ہے۔ اگر ہم کسی طرح اسے چھاپ لیں تو اسے حضور میں کامیابی حاصل کر سکے گی۔“ سلطان نے حضور کو دیا۔

”بھئی شک ہے کہ وہ کرائے کا کوئی قائل بنے گا لیکن شک ہے۔ اس کو کچھ لینے ہیں۔“ بھوکہ کرنے سے وہ لیکن بھڑک رہا تھا۔ چاہے علی نے حضور قبول کر لیا۔ اس کے بعد وہ آجلیں میں حضور کرنے لگے کہ اس شخص کے خلاف کارروائی کے لیے کیا طریقہ کار بھڑک رہا ہے کہ ایک ایک اور چیز بھی تھا کہ مالک کے ساتھی آکاؤں نے ارد گرد پانچ سو ہزار کراؤں کو محلات میں بٹھا رکھا اور وہ جیسے ہی داخل میں پانچواں لائیں، پیچھے ہٹے دشمن میدان میں اتر آئی۔ مقابلہ کرنا ان کے لیے مشکل نہیں تھا لیکن اس سے اصل مقصد حصول ضرورہ بخور ہو جاتا۔ وہ نیچے کے دو چار یا آٹھ سو بندوں کو کرائے میں بے شک کامیاب ہو جاتے لیکن اصل چروں تک نہ پہنچ پاتے۔

نعرہ زے سے خود بخوش کے بعد وہ غصے کی طرح کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ بے خوف منصوبے کے مطابق سلطان کو اپنی تہ پر ہی رہنے ہوئے دستور گھرنی کا کام انجام دیتے رہتا تھا جبکہ چاہے علی اس میں کوئی کردار رکھتا تھا۔ برادری گھرنی کے لیے حرکت میں آئی۔ فون بند کرنے کے بعد چاہے علی اس مسئلے میں اختلافات کرنے میں مصروف ہو گیا۔ ایک گھنٹے کے نوٹس پر اس نے اس کی خدمت کے وقت کام کرنے والے ایک گھنٹے سے تین گھنٹے تک سمیت کام کرنے کے لیے درخواست دی۔



تھا اور اسی مسئلے میں میرے خدہ خندہ دل کے مطابق حلف  
کیلئے بار بار بات کا اصرار کرتا تھا کہ میں اس کے فرائض میں  
میں تھا۔ لیکن مجھے اس کی طرف سے یہ پریکٹس ہی اٹھا سونامی جاتا  
تھا کہ نہ صرف شریوں کی صحبت و دوستی کا سودا کر کے رقم  
اپنی جیبوں میں بھر لیتے تھے۔ اپنے ساتھ وہ سب پروا مجھے  
کے خادم ایک کھیلنے میں مل جاتی تھی کے ساتھ حاضر رہ گئے تو  
اس میں کمال ادا ہے سے ملنے والے امکانات کا تھا۔

میں نے خدہ و کرام کے مطابق جاوید علی اپنے  
ساتھ جیس کے ساتھ مجھے کی ایک گاڑی میں سوار ہو گیا۔ ایک  
ایک شخص کو بھی اگلت کر دیا گیا جبکہ سی ایف بی کے چند  
نوجوان ایک ٹیبلو گاڑی میں کسی مکانہ تصادم سے ٹھٹھنے کے  
لیے بیٹھ رہے تھے وہ لیے۔ ان نوجوانوں کو بھگن طور پر غور  
کو کسی کی نگاہوں میں آنے سے ٹھٹھ کر رکھا تھا۔

جاوید علی تین گاڑیوں کے کاتھے کے ساتھ اپنے  
مطلوبہ علاقے میں پہنچا تو لوگوں نے دیکھی سے ان گاڑیوں کو  
دیکھا اور یہ جان کر خوش ہوئے کہ شری افکامہ کو بھی اس  
ہات کا خیال آ گیا ہے کہ مختلف علاقوں میں بھگن مارا اور دیگر  
ادبیات کا اصرار کرتا رہا ہے۔ اس علاقے میں بڑی  
تعداد میں رہائی پلازا موجود تھے۔ جاوید علی نے دو گاڑیاں تو  
میں سمیت غیر مصطفیٰ فریڈ میں اصرار سے کے لیے کھج دیا  
جبکہ خود اس گاڑی میں اپنے ساتھیوں سمیت موجود رہا جسے  
اس پلازا میں اصرار سے کام انجام دیا تھا جس کی ہمت پر  
داخلی برادر موجود تھا۔

”وہ آپ کی گاڑی کو دیکھ رہا ہے لیکن اپنی جگہ  
چھوڑنے کی کوشش نہیں کی۔“ پلازا کی میزبانی چمکتے  
ہوئے اس نے دیکھ کر میں ہلکی سی سرگرمی کی۔

”اچھا ہے، ہم آسانی سے اپنا کام کر سکیں گے۔“ اس  
نے قدم کے بغیر جواب دیا۔ وہ اور اس کے ساتھی بھی ملے  
کے دیگر افراد جیسے انہیں پہچانے ہوئے تھے لیکن دیگر افراد کو سمجھا  
دیا گیا تھا کہ ان کے کسی کام میں مداخلت نہ کریں اور وہ جگہ  
کرتے ہیں کہ نہ کریں۔ اس دریافت کے ملنے پر دو لوگ کچھ  
گئے تھے کہ ان کے ساتھ موجود افراد خصوصی اہمیت کے حامل  
تھے اس لیے کسی نے ان سے فری ہوئے یا مداخلت کرنے کی  
کوشش نہیں کی تھی۔ پلازا پر ان کا غیر مشہور تھا اور یہاں اگلت کا  
افکامہ نہیں تھا اس لیے انہیں چارٹر میں سے کر کے ہمت تک  
جانے کے لیے میزبانی کا استعمال کرتا چلا تھا۔ ہمت پر  
جانے والی ان میزبانی کے اختتام پر نوے کا مضبوط چابی  
دار و دروازہ موجود تھا پر یہ ظاہر کرتا تھا کہ پلازا کے کینوں کو

دو

کھیلے عام ہمت پر آنے جانے کی اجازت نہیں ہے  
کے ساتھ لگے تھے اس لیے اس چابی کو حذر یہ تقویت  
کھلا ہوا تھا لیکن اس کے ساتھ کوئی چابی منسلک نہیں  
زیادہ تر یہی خیال کیا جاسکتا تھا کہ اس کے کوئی بلی  
حرف سے کھولا گیا ہوگا۔ ایک ہیڈ کرائے کے قافلے  
ظاہر ہے یہ کوئی بڑا کام نہیں ہو سکتا تھا۔ جاوید علی اور  
ساتھی ایک دوسرے کو گور دیتے ہوئے بھی ہمت پر  
اور چکی ٹکر میں ہی انہوں نے اس شخص کو دیکھ لیا تھا  
عربش ہمت پر پانی کی گچی کے قریب زمین سے چکا  
اور اس بات سے ٹھٹھنے سے یہ یاد تھا کہ ہمت سورتی کی گچی  
حرف ملے ہے۔ اس کی تو جواب بھی جیتنا نہ سنے والی بلکہ  
اس گچی کی طرف منہ دل چلی جہاں اس کے پیش میں  
کو سوار ہونا تھا۔ اصرار سے کرنے والی گاڑیوں کا ٹھٹھ  
نے اس لیے تو نہیں تھا کہ کھج رہا ہو گا وہ لوگ۔ چلی  
تک اصرار سے کر کے انہیں پتہ چلی گئی۔ ان لوگوں  
ہمت پر آنے اور اسے دیکھ لینے کی کوئی تک بھی نہیں  
تھیں وہ نہیں جانتا تھا کہ آنے والوں نے یہ سارا کھج  
پہلے ہی اس تک پہنچنے کے لیے تھا۔ جب تک اسے کھج  
کسی کی سرچھو کی کاغذ اور ہوتا مسودہ حال اس کے  
سے گل بھی گئی اور وہ ایک وقت میں افراد کے ٹھٹھنے  
اسے ہاتھ اٹھاتے ہی بن پڑی۔ ایک خطرناک واقعہ  
ساتھ چکے جانے کے باعث وہ یہ چمکتے کا تو مال ہی  
تھا کہ اسے کس جرم میں جڑا ہوا ہے۔ ساتھ ہی اس نے  
کو کھجے والوں کی حیثیت کے بارے میں بھی کوئی اطلاع  
نہیں کیا تھا۔ جاوید علی اور اس کے ساتھی اس ادارے  
پر نظام پہنچے ہوئے تھے جس کا باقی عملی ادارہ  
کیلئے بار بار بات کا اصرار کرتا رہا تھا لیکن جیسی طور  
ایک گناہ مجرم یہ بات کچھ سنا تھا کہ یہ صرف یہ وہ  
اس تک پہنچنے کے لیے بھرا گیا ہے۔

”اتھم سر پر رکھ لو۔ کوئی اتنی سہمی حرکت کس  
نظمی دست کرنا اور نقصان اٹھاوے۔“ جاوید علی نے فری  
ہوئے اسے دیکھی دی اور اپنے دونوں ساتھیوں کو اشارہ  
وہ دونوں فوراً حرکت میں آ گئے۔ ایک ہاتھ اٹھاتے تھے  
عقب میں پانچ۔ اس کا اندازہ یہ تھا جیسے وہ اس شخص کی  
حاشی لینا چاہتا ہو لیکن عقب میں بھی کسی اس نے ہاتھ اٹھا  
نہ اپنی کین کا نشان کی کھو پڑی پر اسے مارا۔ یا ایک  
دار تھا جس نے اس شخص کو فری حذر کر زمین پر ہی  
بجھ کر رکھ دیا۔ وہ صاحب کی زور کر آواز سے مار کے مل کر



”یہ یار جیسا ہے کہ کرکڑی ہو گیا ہے۔“ بچے نے کہا کہ  
 آپ کسی نے استدعا کیا تو تھیلے کے یہ پتھر جواب دے کر وہ  
 گئے جو دے گئے۔ وہ جو تین چوتھا اس پتھر کے ہی  
 انکس ہے، وہ دے کے لیے ان کے ساتھ قال ہو گئے۔ اس  
 بچے کو پہلے سے پہلے ہی اس پتھر میں وہاں پہنچ چکی تھی اور وہ  
 یہ سانس کے ہو کر آواز دے رہے تھے۔ آئے تھے۔ وہی کو  
 لی سے اس پتھر میں محسوس کیا کہ اس اور وہوں جو انہوں کو  
 نہ کر وہ تھیلوں میں اس میں سوار ہو گئے۔ ذرا تھک کر چل کر  
 تھا اس لیے اس نے فوراً ہی پوری رات سے گاڑی آگے  
 حادہ۔ بچے ان کے ساتھ آئے اور پوری حکومت کا حال  
 یہ جاننے لگا کہ کام کیا رہا۔ وہ پہلی اور اس کے ساتھی  
 لچکا کا بیٹے اپنے کرکڑیوں کو سوا سوا مقب پر پھر دے

”فعال دکان، ہمیں ان میں سے کم از کم ایک  
 اور حالت میں گرفتار کرنا ہے۔“ جاہلی نے اپنے  
 یہودیوں میں سوار ہوا دے علاوہ چھپ کر ڈیڑھ سو  
 قیدیوں کو بھی یہ حکم دیا۔ ابھی اس نے اپنی بات ختم کی  
 کہ فرط غصہ میں ایک زوردار صو کہ کھڑا رہا یہودوں میں  
 اٹلی۔ شراب سے اس کے پچھلے حسیہ کو لگانے سے کیا  
 میں گویا ایک دوسرا صو کہ کھڑا رہا۔ شراب

"خیر! اداواروں کو بھولنا اداواروں کے چاہنے والی مسئلہ ہے۔  
 اداواروں سے بھی رہنے میں تھا۔ ان کی طرف سے ہم سارا  
 ہوتا ہی۔ دونوں طرف سے شہر لاہر گولیاں برسے تھیں۔  
 چاہنے والی کے ساتھ ایک ہی شخص جس سوار اس کے ساتھ بھی بھیجے  
 شہر لاہر پر آئے تھے۔ گھر سے جے تھے۔ خود اداوارانہ کے ساتھ  
 کہہ رہا ہوں کہ لاہر کے ساتھ۔ اس کی کوشش تھی کہ کسی طرح  
 ہلاک کے ساتھ لاہر کو روکے تاکہ وہ لاہر کے ساتھ نہ ہو سکیں لیکن  
 اس کا زانیہ نہیں ہی چاہا تھا۔ ایک وقت پہلے ہی  
 چھوڑنا ہی سے ہی کوئی نہ لہذا کوئی چھوڑنا کہہ دیا تھا۔  
 کسی کو مل نہیں سکی کہ اس پر ایک چرائی گاڑی دے سکتے  
 تھے۔ لاہر کے گاڑیاں بھی کسی نہ کسی طرح اٹھ جانے کی کوشش  
 میں تھیں۔ لاہر کے ساتھ جاری رکھتے ہوئے چاہنے والی نے  
 لاہر کے ساتھ سے ہلاک کے وہاں بھی صورت حال کی خبر دے  
 دی۔ اس دن وہاں بھی ایک ہی شخص کا اداوارانہ ہلاک کے ایک  
 لاہر کے ساتھ رہنے میں کامیاب ہو گیا۔ بے تحاشا ہوئی  
 لاہر کے میں سب کے سب لشکریوں کے اداوارانہ ایک کہ  
 لاہر کے میں بھی تھا کہ نہ رہی۔ تھے لیکن انہیں اداوارانہ تھا  
 کہ ان کا دشمن بھی ان سے بھر پور یعنی میں نہیں ہے۔ وہ  
 تقریباً لاہر کی دنیا پر ایک دوسرے سے اٹھے ہوئے

[illegible]







دینا۔ آپ پاسانی محل کی طرح تیار اور فی الحال میراجوں  
آزادی چاہتا ہے۔ میں آپ کو اپنے ساتھ بھلا نہیں  
چاہتا۔ اس نے مجھ سے ہوائے اعزاز میں انکی تعلیمت کے  
ساتھ جواب دیا کہ آفتاب حیدر ہمراہ نہیں کر سکا اور وہ  
مستطابق قہ منوں سے چلتا ہوا باہر نکل گیا۔ سب سے پہلے اس  
نے انگلیں میں جا کر انکے لباس تہہ میں کیا اور بالی ستارہ کرکھر  
سے روانہ ہو گیا۔ میں اس نے کبھی اپنی محنت کی عمر سے وقت ضائع  
ہوگا۔ لباس کی تہہ میں اور بالی ستارے کا تھل بھی میں ضرور  
تھا تھا کہ ذرا صندھ پہلے میں مسجود بندے کی ہاتھ لوگ نہتا  
نڈا تو جہ سے ہتھے ہیں۔ کھر سے گل کراس نے اس کا تھلے  
کارخ کیا جہاں وہ کلک کلک واقع تھا جس میں باہر ہوا اپنے  
روشن کے چمکے آپ کے لیے تھی۔ کلک کے اندر جا کر  
کچھ معلوم کرنا ہے سو تھا کلک کے گوش وہ اسی دن کر چکا تھا  
جس دن اعلیٰ قہ قاب ہوئی تھی۔

اس روز اس نے فیض و رزق بات نہیں کی ایک لازم کو بھی اس کی پندہانی کا ایک خاکہ مل گیا۔ اس لیے اب اس کا کوئی امکان نہیں تھا کہ وہاں کوئی اس سے تصدیق کرتا۔ اس نے ٹیکٹ کے قرب و جوار میں داخل ہو کر دیکھ کر رخصت سے مطمئن حاصل کرنے کا فیصلہ کیا۔ پچیس مہینے اسے یہ تو بتایا تھا کہ وہ بانو کا ایک اسنوور اور ریٹائرمنٹ میں کئی آدمی کے ساتھ دیکھا گیا تھا لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ کوئی سارنٹورنٹ یا اسنوور تھا۔ اس علاقے میں صرف دور ریٹائرمنٹ تھے بلکہ شاخیں بہت ساری تھیں۔ اس نے پہلے ریٹائرمنٹ سے کام کے آغاز کا فیصلہ کیا۔ بانو کی قصور اس کے پس میں ہمیشہ موجود رہا کرتی تھی۔ یہی قصور دیکھا کہ اس نے پہلے چنے والے ریٹائرمنٹ کے محلے سے وہ بانو کے بارے میں جانتا پایا۔ ان میں سے ہر ایک نے اسے بھگا لئے۔ یہ تصور کرنا بالکل ایک دوسری بات تھی کہ اس سے قبل ایک پچیس سالہ جنت بھی اس لڑکی کی قصور لیے اسے احمد نے وہاں آچکا ہے۔ اسلم بھی کہ سارنٹورنٹ نے قصور ہسپتال کے ریکارڈ سے حاصل کی ہوگی۔ دوسری کے بیان سے اس کی بھی تصدیق ہو گئی کہ پچیس دوسرے نے یہی آکر انھیں کوئی داستانیں سنائیں تھیں بلکہ واقعی وہ بانو کو تلاش کرنے کی کوشش کرتا رہا تھا۔ اس ریٹائرمنٹ سے دایم ہو کر دوسرے میں چلا گیا۔ یہاں اس نے ریٹائرمنٹ سے کام کا آغاز کیا۔

[illegible]

”آپ کے ہاں نصب کیوں نے ان کی لوج تو

مردود تھاری ہوئی۔ کہا آپ مجھے دلوں کا دھماکتے ہیں جا کر  
میں اپنی بیٹی کے ساتھ سو جاؤں گا اس کا خاصہ کر سنوں۔  
اسے میں معلوم تھا کہ وہ مجھے اسے صدمہ سے کام لے رہا تھا  
اور نہ وہ خود تسلیم تھا جس نے ان لوگوں کے گرد میں مشین چلا کر  
ان پر بھی اپنی دھماکا بھاری تھی۔ جس کے ہاتھوں میں بھی  
ہوئے تھے اور جو اس کے بغیر بھی متعلق کے مجھے چھڑا سکتا  
تھا۔ یہ تو ماہو ہوا تھی جس نے اسے جنگ کی زندگی چھوڑ کر  
مہذب انسانوں کی دنیا میں آنے پر مجبور کیا تھا اور جس کی  
خاطر وہ اپنے دین سے اتنی دور ہٹنے پر رضی ہو رہا تھا۔ ماہو ہوا  
کی ایک ہی ٹھکر اس کے دل کو سوز کر دیا کرتی تھی اور وہ اس  
اس کی جدائی میں غامک ہو رہا تھا۔



مشہد عالم اسے بااودا دیکھتا رہ گیا لیکن غورانی اسے  
اساں ہو گیا کہ یہاں حیرت کا حساب نہیں ہے۔ کافہ کا  
پڑوا اپنی بیٹی میں وہاں سے وہ بھڑکیا۔ بکھو اور  
جانے کے بعد اس نے اپنی بیٹی کو بھی اس میں دیکھ کافہ کو  
ٹھونک کر دیکھا۔

"رات دس بجے مجھ سے اس بچہ پر طرہ۔" مختصر سے  
اس نظام کے سچے ایک چارو، چاقو، تھیلی نام لکھ کھا تھا۔ اس  
کو اپنے وجود میں سنا بہت سی دوزخی مسموں ہوئی اور لگا کر  
باد بان کی تلاش میں کوئی بہت اہم چیز دولت ہوئے وہی ہے  
لیکن ابھی اس بچے میں بہت دیر تھی۔ وہ رہاں کے کسی کھٹے دو  
ہاتھ پر ہاتھ رکھ کر کہیں گواہ نہ تھا چنانچہ گواہ نہ کہیں سے  
باد بان کی تصویر دکھا کر مطوعات حاصل کرنے لگا۔ ایک اسنو  
کے مالک نے تصویر کو کھات کر لیا۔ اس کے مطابق باد بان  
نے وہاں سے چلی، انٹریش کر پیر اور آئنگ فورٹ جیسے آخر  
فرید سے ملے اور پھر اپنے سامی مرد کے ساتھ اس حالت  
میں وہاں سے روانہ ہوئی کہ اس نے باد بان کی کریش اپنا  
دایاں بازو ہاتھ کر کھاتھا۔ اس سے بھی اعزاز کیا جا سکتا تھا  
کہ ان دونوں میں کچھ اختلاف ہے۔ اسلم اسنو کے مالک کے  
آخری ریمانڈ کسی پر تو جہ دینے کے سوائے باد بان کی خریدی  
ہوئی افکار کے بارے میں سوچنے لگا۔ فریٹ میں چار کے دیکھا  
ہوا سکرو دو ہاتھ باد بان کے غلاب کے دوسری دیکھ چکا تھا اور جو  
چیزیں اس نے اسنو سے خریدی تھیں۔ وہ سب ابھی میں جو  
سکرو کی سواوت کے لیے استعمال ہوئی تھیں۔ یعنی یہ ملے  
کہ اسے لوٹ کر گھر ہی آنا تھا لیکن جانے وہ کون تھا کہ اس کی  
راہ میں رکاوٹ بن گیا اور وہ ایسے قاتل ہوئی جیسے میں گل  
گئی ہو یا آسمان کھا گیا ہو۔

اسنو سے حاصل ہونے والی مطوعات کے بعد اسے  
شدت سے اس بات کی ضرورت محسوس ہونے لگی کہ وہ اس  
فصل کو دیکھ سکے جسے باد بان کے ساتھ دیکھا تھا لیکن مسئلہ  
یہ تھا کہ وہ نہ تو دولت کی طرح اسنو میں خوب گھرے کی فوج  
میں نہیں ہے اپنی توہل میں لے لی تھی۔ چنانچہ اب اس  
کے پاس بیٹا چارو دیکھا تھا کہ پولیس اسٹیشن جانے اور وہاں  
سار جنت مودس سے لے کر اسے فوج دکھانے پر آمادہ کرے۔  
اس نے غورانی اس بات پر عمل کیا اور پھر وہ صحت میں وہاں  
جا پہنچا۔ راتے میں وہ یہ بات لوٹ کر ہوا گیا تھا کہ طوقان  
کے بعد چلی کا کام بہت بڑی ہے ہوا تھا اور زمین کی دوبارہ  
پہلے کی طرح وہاں رواں ہو گئی تھی۔

"میں آپ کی کھا صحت کر سکتا ہوں؟" اس کی

غورانی جب اسے سار جنت مودس کے پاس پہنچا  
موس نے اسے اپنے ساتے موجود کر دی پر چیلنج  
کرتے ہوئے بات سے لگے میں اس سے اور باقت  
"میں وہ تو کچھ دیکھتا چاہتا ہوں میں میں میں  
اور وہ آدمی ایک ساتھ خراہ رہے ہیں۔ مجھے معلوم  
وہ تو کچھ تھادی توہل میں ہیں۔" اس نے غورانی  
کیا۔

"کیوں؟" سار جنت نے اس سے ایک  
کیا۔  
"اس آدمی کو کھات کرنے کے لیے۔ اس  
اپنی بیٹی کو تلاش کرنے میں مدد ملے گی۔" اس نے  
اس کے سوال کا جواب دیا۔ حقیقت اسے سار جنت  
یہی طرح چھو رہا تھا جو شاید اسے خبر سے دور ہے  
کھتے ہوئے اس طرح اس کے کہیں میں ابھی نہیں  
فراموش اسے ملے چاہیے تھی۔

"تھادی بیٹی کو تلاش کرنا تھادی اسے داری  
اس لیے تمہیں چاہیے کہ آرام سے مگر چوڑا کھات کر  
جیسے ہی سڑی کوئی خبر ملے گی، ہم تم تک پہنچا دیں گے  
وہی تھادی پر آمادہ نہیں تھا۔

"فیک ہے یہ چارہ کام ہے پھر بھی تمہیں  
فوج دکھانی چاہیے۔" میں نے کہہ کر اس کی فوج  
سکوں اور پولیس کو اس تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے  
نے نہایت شہ سے کام لیتے ہوئے اس سے سار جنت  
"میں وہ تو کچھ جان بوجھ کر تمہیں نہیں دکھانا  
میں تم شرقی مردوں کی فطرت کو ابھی طرح جاننا  
نے اگر اس شخص کو کچھ نہ تو سہ میں اس کے کھاتے  
کے اور فیرت کے نام پر کچھ وفادت گری کا کرکٹ  
تے کا پر ہے میں چارہ فطرت میں کر سکتا۔ اس کے لیے  
امید نہ رکھو کہ میں تمہیں وہ تو کچھ دکھانے کی کھلی کر دوں  
اس نے ذرا سا لگے میں اسلم کو یہ جواب دیا اور  
سے اپنے سامنے کھلے باپ کی طرف حوجہ ہو گیا  
اس کا یہ اخلاقت گراں گوارا تھا اور اسے میں  
مجھے اپنی بیٹی کے کردار پر کوئی شک نہیں  
آفیر۔ مجھے تمہیں ہے کہ وہ کسی دشمن کے ہاتھوں میں  
چہ اور میں اسے ہر حال میں وہاں سے نکالنا چاہتا ہوں  
"خدا تو کچھ اور کہتے ہیں۔" وہ ذرا مٹھو  
اور پھر غمیدہ رہتے ہوئے بولا۔ "بہر حال، ہم لوگ  
کر رہے ہیں۔ تھادی بیٹی کی تو تمہیں اطلاع

میں ہے۔ پھر ہے کہ میرا حیرت برادرت کرو۔" اس  
جانے کے بعد اس میں اسے وہاں سے جانے کا اشارہ  
نے کھاتے اس کا دل چاہا کہ اس کے چارہ وفادت تو ضرور ہی توڑ  
وہ میں پھر اس پیمانہ کا خیال آگیا جو روزی نامی دھڑس  
نے اس تک پہنچا۔ فوج میں تھا کہ جس جگہ کھاتی ہوئی جگہ پر  
چاقو کی صدمہ میں اسے باد بان کو کھلی کھال ہاتھ میں اس  
پہلے ہی گروہ اس جادوئی پشیم جانے سے اٹھنے کی  
فوجی کر جنت کو توہل میں نہیں تھا کہ وہ اسے سناؤں کے پیچھے  
پہنچا۔ اس کی عقل نے بہت دیر وقت اس کے ہاتھ کو کھات  
نہا۔ وہاں سے باہر گل گیا۔

باہر گل کر اسے اپنے اس روایت پر آگاہ ہوا آگیا  
جسے وہاں لے جانے کے ساتھ لے کر راضی نہیں ہوا تھا کہ میں وہ  
اس کے ہاتھوں کے راتے میں رکاوٹ نہ بن جانے لیکن اب  
میں کیا سنا ہاتھوں کے ساتھ نہ ہونے کے باوجود خود بھی  
صحت بند کی سے کام لے رہا تھا۔ اپنی اس روش پر اس  
کے ہاتھوں پر کھیر کے لیے وہاں ہی سکرابٹ کھلی تھی اور  
وہی کھل چلے ہوئے اپنا حیرت کرنے لگا۔ وہ دن جو اس  
نے کر میں ہاتھوں کے ساتھ لے گیا کہ وہ اسے تھے اس کے لیے  
بڑے قیمت پر ثابت ہوئے تھے۔ ان دونوں میں اس  
کے اندر سے زندگی کا احساس صدم ہو گیا اور میں بھی دل  
پہنچا تھا کہ یہ کچھ تھادی پر ہوا کہ کھاتے لیکن اب جبکہ  
وہ باد بان کو کھلی طور پر چالی کرنے کی کوشش کر رہا تھا تو یہ کہ  
اسے چارہ اس دور کا تھا کہ سناہت سوچ کچھ کہ کام کرنا  
ہوگا لیکن اگر وہ کوئی صحت کرنا تو مجھے میں سناؤں کے پیچھے  
چلی جا تا اور یہ بھی کرنے سے قاصر ہو جاتا۔

اسے اگر باد بان کو تلاش کرنا تھا تو خود ہی آواز اور زعمہ  
سازت رہتا تھا۔ دل میں زعمہ رہنے کی قضا جا کی تو یہ بھی  
اس میں ہوا کہ وہ دن سے اس نے اسٹک سے کچھ کھانا یا  
فصل ہے جس کے باعث اس کے جسم میں کھانا کھانے کا  
اساں چاہا۔ باپ۔ جسم کی چین کو چلائے رہنے کے لیے  
خدا کے اپنے میں کی ضرورت تھی تاکہ یہ چین اپنی ہر بار  
کا کرکٹ کا مقام پر کر سکے۔ وہ خود کو کھلی آمادہ کر کے ایک  
کھلی شاپ میں جا پہنچا اور کھلی کے ساتھ پیڑو کا آمادہ  
دیکھ بڑی وہ دونوں چیزیں اس کی میز پر کھلی تھیں۔ اس  
نے پیڑو کا ایک کھوکھلا کر اپنے صدم میں ڈالا۔ اس نے  
دل میں یہ خیال آیا کہ جانے ان دونوں میں باد بان نے  
کچھ کھانا کھا بھی ہے یا نہیں۔ پیڑو کا کھانا اس کے صدم  
میں کھانے کا کیا تھ جسے ہمارے کے لیے اس نے کر ہاتھ کی

کھوت ہر کھاتی کی گری اس کی زبان اور صدم کھوٹا  
اور ہے حالت ہی انھوں میں ہی آواز آئی۔ چوٹی کھاتی کی کھلی  
کے باعث میں بھی کھانے کے سبب بھی جو مسلسل اس کے  
چلے کھوٹا رہا تھا۔

☆ ☆ ☆  
لہذا وہ ہے پتہ گوری دھت۔ چنگو بڑا بھینس، سیاہ  
پر غلاب ہوتے چاندی جیسے سفید ہل اور سفید ہوا ہوا جسم پر  
ہے پتہ سناہت رانی کرنا چاہا۔... چوٹی کھاتی کھیر خان  
عرف ہوئی تھی کا جو کچھ ہے میں چھوڑ کر تھی عمر کے باوجود  
بلا جگہ دیکھ اور وہ کمر پر دیا جا سکتا تھا۔ مہارن عرف  
مہول کے ساتھ اس سے ملاقات کے لیے جانے والے وہ  
تھیں کھلی کھیر میں اس سے سناہت ہونے پر حیرت ہو گئے۔  
"تھریف رکھے۔" اس کا لہجہ نہایت کھلی تھا جس  
کی میں نے کسی بد سناہت سے امید نہیں کی جا سکتی تھی۔ کھیری  
فصلیت کی طرح اس کے لگے تھے بھی انھیں سناہت کر لیا۔  
"یہ عاتق شاید بہت پہلے ہو جاتی اگر آپ کے آدمی  
میں میں اپنی ہوئی سے یہاں نے میں کام نہ ہو جاتے۔"  
فیر وارے سکر لے ہوئے اس والے کا کھول دیا جب انھیں  
کھات کر پے سے فوج دیکھنے والی کھلی کرکٹ انہوں کی وجہ سے  
پہلی ہی کے کرکٹوں نے غور کرنے کی کوشش کی تھی۔  
"اچھا یہ ہوا کہ وہ لوگ کام ہو گئے ہوت تھادی  
ملاقات بہت غلبہ رحل میں ہوئی۔" پہلی ہی نے نہایت  
زم لگے میں اس کی بات کا جواب دیا لیکن کچھ تھا جس نے  
فیر وارے کی ریزہ کی بیٹی میں سناہت سی دوزخی اور ایک  
بار پھر پہلی ہی کی فصلیت کے بارے میں سوچے پر مجبور ہو  
گیا۔ اسے چھین تھا کہ نہایت میں دکھائی دینے والے اس  
فصل کی اصل فصلیت کی بڑوں میں پہلی ہوئی ہوئی۔ اس کے  
سادہ ہونے کا سوال پچھان بھی نہیں ہو سکتا تھا کیونکہ کوئی سادہ  
آدمی کھلی کی جرم گری پر کھوسٹ کر بھی نہیں سکتا تھا۔  
"فیک کہا آپ نے۔ اس صورت میں ہم فصلوں کی  
طرح ایک دوسرے کے رد ہوا ہوتے۔" فیر وارے نے بھابھ  
اس سے اتفاق کیا لیکن میں اسنو پر بتانا کہ ملاقات کے ان  
لوات میں دونوں طرف کے لوگ ایک ہی سٹ پر کھوتے ہیں  
اور کسی کو کچھ پر تری حاصل نہیں۔ پہلی ہی کے چنگ کر  
اپنی طرف دیکھنے پر اسے اندازہ ہو گیا کہ اس کا بیٹھام پوری  
طرح ان تک پہنچ گیا ہے۔ پہلی ہی چھ جہانوں کے لیے  
اسے غور سے دیکھنے کے بعد دوسرے سے سکر دیا۔  
"لو جہان... تم مجھے بہت پتہ آئے ہو۔ تم میں وہ



مست اور جرات ہے جو آدمی کو اس کی منزل تک لے جاتی ہے۔ تم بھی اپنے مقصد میں ضرور کامیاب ہو گے اور مجھے کوئی ہوا کی گھسی اس کام میں تمہاری مدد کر سکتی ہے۔

"لیکن کون؟" شہزاد نے اس کی آنکھوں میں جمائے ہوئے سوال کیا۔

"مہل کے نہیں میرے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہو گا پھر یہ سوال کس لیے؟"

"میرے بڑا ایک بھائی کے لیے یہ وجہ کافی ہے کہ ہم ایک ایسے ملک سے تعلق رکھتے ہیں جہاں آپ کی نیچہ رتلی ہے۔" اس نے بلا جھجک کر ڈالا لیکن مہل کی کے چہرے پر ابھرتے درد کے احساس نے تھوڑا سا شرمندہ کر دیا۔

"میرے بڑا ایک تو یہ ایک وجہ بھی بہت اہم ہے لیکن ساتھ ہی ایک دوسری وجہ بھی ہے۔ ہم بھائی مسلمان بنائے ہوئے ہیں اور اس کی زیادتیوں کا نشانہ بننے والے ہیں، انسانی طور پر پاکستان کے انتظام میں غلطی ملاحظی محسوس کرتے ہیں۔ میرے جیسے طاقتور یہاں بہت کم ہیں، اکثریت کوروں کی ہے اور ان کوروں کو آپ آسرا دیتا ہے کہ اگر ان کے ساتھ ظلم ہو گا تو وہ کبھی کبھار اپنی بہت سے رشتوں سے جڑے ہونے کے باعث پاکستانی خواہ اور دوست دنیا کے سامنے ان کے حق میں آواز اٹھائے گی۔ میں اس سوچ کا حامی ہوں اور اپنی طاقتور پوزیشن کے باوجود جان ہوں کہ کسی بین الاقوامی فورم پر مجھے خطے سے کسی ایک سنگین حکومت کی باعث تکی ہونے کی اس لیے پاکستان کو مضبوط دیکھنا چاہتا ہوں۔"

"اگر آپ کی یہ غواہی پوری کرے۔" اس کی بات سن کر شہزاد نے سیدہ سائیکہ والی اور حیرت پر۔ "کی اطلاع تو ہمارا ایک دشمن کی ساتھ اور پڑا ہوا ہے۔ انہوں نے باعث بہت مشکل حالات سے گزرنا ہے اور ہم سب سے چھٹے پچھلے لوگ ہی ہیں جو ان ملاحوں کا تذکرہ کرنے کے لیے ڈرتے ہوئے ہیں۔ آپ بھی شخصیت کا ساتھ مل گیا تو ہمارا کام ذرا آسان ہو جائے گا۔ پیچھے بننے والے تو بہر حال ہم نہیں ہیں۔"

"میں اب تک تمہارا ساتھ ہی دیتا ہوں اور بہت شکریہ ادا کرتا ہوں کہ تم نے اپنی مرضی سے انہوں سے انکار کر دیا۔" اس نے دیکھا کہ اس کی بات سن کر وہ ہنس پڑا۔

"انہوں نے کہا کہ اس وقت تک کہ تم لوگ بھی میں سب سے زیادہ مطلوب افراد ہو اور یہاں تک کہ ان کی طرف سے انہیں دیا دیا ہے۔ تمہارے اس سامنے کی رہائش گاہ کو انہیں نے

ادھر کر رکھ دیا ہے اور اس سے معمولی واقفیت رکھ کر بھی اس وقت تک مشکل میں ہیں۔" یہانی کی کام کی طرف تھا۔

"جس شخصیت میں چھپ کر تم لوگ احمد آباد سے چلے ہو اس کا تعین اگر مجھ سے بھی ہوتا تو تمہارا کام سے دور ہو جی میں داخل ہونے میں کبھی ہوتا۔" انہوں نے تمہاری بات کو سمجھنے پر ہانپنے والے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ایک شخصیت چھپا لیتے۔ یہ جابلو یہ سب بتاتے تھے مقصد یہ نہیں ہے کہ میں تم پر کوئی احسان بگاڑوں۔ میں اپنے غرض کو واضح کرنے کی کوشش کر رہا ہوں اور یہ نہیں ان مشکلات سے بھی آگاہ کرنا چاہتا ہوں جو درحقیقت ہم پر کم ہاتھ نے اپنا جو بیان بچھا کر رکھا ہے اس کے بعد تمہارے لیے کوئی آسانی باقی نہیں رہی اور ان ملاحات میں تمہارے لیے اپنے ہار گن تک پہنچنا ہی ضرور ہوگا۔"

"اس کے باوجود ہم اپنے مقصد سے پیچھے نہیں ہٹے۔" شہزاد نے مضبوطی سے کسی اپنے غم کا اظہار اس کے سامنے کیے تاکہ اس سے اس کے اس غم میں قاب ہونے کا خطرہ نہ کرے۔

"اور اس کام کے آغاز کے لیے تمہارے سامنے ہاتھ کے سوا کچھ نہیں ہے۔" یہانی نے اسے دھوکے دیا کہ تو ان میں سے کوئی فرد بھی نہیں کر سکتا۔

"میری بات تو یہ ہے کہ ہاتھ پر ہاتھ لائے گا حالانکہ یہ مشکل دور۔ وہ ایک ایسا آدمی بنا ہے جسے غرض نہیں چھپانے کے لیے چاہے اسے کس طرح پر استعمال کیا جائے۔ میرا اسے پکار کر نہیں حاصل بھی کیا ہو گا اور وہ اسے زیادہ نہیں کی ایسے فرد کا نام ہے جس کا کارنامہ اس کی وجہ سے دور ڈاکٹر کا جان بیکل کو تھیں ادا ہوئی۔

"یہ کچھ ہاتھ پر ہاتھ ڈالنا ہمارا بھائی ہے۔" اس نے کہا کہ اس کے سامنے اس کا کوئی فرد نہیں ہے جس کے ساتھ ہم اپنے مقصد تک پہنچ سکیں۔" شہزاد نے اپنی ہمت اتراف کیا۔

"ابنا فرد میں نہیں تلاش کر کے دوں گا۔ میرے پاس اسے دیکھنا ہے کہ یہ گناہ سا کام آسانی سے ہو جائے گا۔" یہانی نے اپنے لیے دھوکے سے دھوکے کیا اور بھرا دھوکے کے بعد ہلا۔

"اس کام کے بارے میں میں بھی میرا ایک چھوٹا سا

نہ ہو گا۔" شہزاد نے چپک کر استدعا کیا۔

"میں نے اسے چھپا کر رکھ دیا۔" اس کی قربانی کے ان فیوض کو انہیں میں ڈال دیا۔ یہ خان خان بھائی کی خواہش تھی کہ اس کا کام اس کے آدمی اس کی اس خواہش کو پورا کر کے دے تاکہ اس سے یہ کام لینے کا یہاں جیال یا تھا۔ انہوں نے انہوں میں پیدا ہونے والی اس شخصیت پر اپنے سوال کی صورت اس کے سامنے رکھ دیا۔

"نہیں، اس نے کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ میں اس کا کام پورا کر کے اسے یہ ہلاک کر سکتے ہیں لیکن صرف اس لیے نہیں کرتے کہ اس صورت میں فسادات کی ایک آگ بھڑک اٹھے گی اور دونوں طرف کے لوگ اسلام کے نام میں ایک دوسرے کو کھینچ ڈالیں گے لیکن یہ کام اگر تم کرو تو مجھ کو یقین ہے کہ میں اسے ایک میں اعلان کروں گا کہ ایک بدانتہا کو قتل کرنے والوں سے انتقام لینا جائے گا۔ ظاہر ہے کہ صورت میں اس کا کچھ بڑے جتنی درجہ جاتی ہے اس کے سامنے آئیں گے اور اس کے بعد ہر سب کچھ میں اپنا کوئی طاقتور کر دہاں نہیں دے گا جو میرے مقابلے پر آئے کی جرات کرے۔" یہانی نے تھیلے پر آدھ بھونک اور اس پر دیکھا کہ اس سے پہلے یہانی کی ان کی بد کے لیے جو چاہتی تھی کہ اس کا ہاتھ دھو کر اس کی ہاتھوں میں اس کا تعین شدہ وہی تھا جس نے اسے جان لیا تھا۔

☆ ☆ ☆

"جس میں دیکھ کر کہیں ہوا لیکن ساتھ ہی اس بات کی کوئی بھی ہوتی کہ تم نے گناہت کا سامنا کر کے دھوکے کی چال کا نام بنا دیا۔" انہوں نے اس پر ہاتھ پڑا کر دیکھا کہ اس نے اپنے ہاتھوں میں ہاتھوں میں سب سے پہلے ہاتھ سے سامنا ہوا۔

"تمہارے منہ بات کے لیے کھر پھینکنا یاد رکھا کہ انہوں سے یہی سب کچھ نہیں تھا کہ ان کے دھوکے میں اس کے اصل نیکل ہوتے ہیں۔" اس نے سنا کہ اس نے ہاتھ کی بات کا جواب دیا تو اس کا منہ دھوکے ہو گیا۔ اچھا خاصا خون بہہ جانے کے باعث اس کی رنگت میں بھی یہ زبردی دور آئی تھی لیکن اس کے باوجود انہوں میں وہی چمک تھی جس کی اس کی اہانت اور جرات کی گواہی دیتی تھی۔

"اس غمناک یاد دہی میں تھا خاتون؟" چادری نے اسے دیکھا۔

"یہی ہوں کہ جو لوگ اپنی زندگی کا درست نصب اندیشہ نہیں کر لیتے ہیں، کچھ بہانہ اور کھر سے بھر آتے

تھے۔" اس نے یہ غواہی کے باوجود جواب دیا۔

"اس خرافات نے میرا کئی بھائیوں بڑا حاد کیا ہے اور میرے بے کراؤ کرنے نے مجھے آزار اور طاقت کی جو دوسری اور باعث دی ہیں، اب ان کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑے گی۔" اس نے خرافات میں بات اڑانے کی کوشش کی جس پر حالیہ کھل کر ہنس دی۔ چادری نے انہوں کو یہ بھی اس سے بہت لطف ہے جو ساری چیزیں وہ کچھوں کو بھانسنے کے لیے بیکھر رہی تھی۔ یہ وہ خاص شے تھی جو کسی بھی عام بھری کے ہوتوں پر بھرتی ہے۔

"تم اپنی چادری کر لو۔ آج میں نہیں اس چکر لے چلوں گا جہاں کام سے تم سے وہ دیکھا تھا۔" کھنگو کے سلیکے کو حیران کے بڑھانے کے بعد وہ اسے چادری کے سرخوڑا کے بڑھ گیا۔ اچانک میں اس کے دھوکے کی طرح میں نے اس کے خون اور گھوڑی کی ایک ایک ہل بھی لکھ لی تھی، اس کے باوجود وہ غلیظ سی کھوڑی کی محسوس کر رہا تھا لیکن اس کھوڑی کو خود پر مدد نہیں ہونے والی تھا اور انکوں کے سر پر کے ہاتھ وہ چھٹکوں سے زیادہ اچانک میں دھونے پر مامی نہیں ہوا تھا۔ اسے یہ لگتی تھی کہ یہ بھل میں اسے بھٹکے میں آنے والی کامیابی کا جائزہ لے سکے۔ دیکھتے تو اسے وہاں اپنے ساتھ سوچو دھوکے کے ذریعے یہ انتظامات ملتی تھیں کہ ملاحوں میں سے کسی کو بھی زندہ ہی لٹنے کا موقع نہیں ملتا تھا۔ انہوں کا بڑوں میں ہلا کر لگ آدھ افراد اور تھے جن میں سے پہلے تو سرخ پر ہی ہلاک ہو گئے تھے، جن کو کوئی حالت میں وہاں سے گزر کر کے لے جایا گیا تھا۔ ان میں سے بھی ایک حالت میں ہتھیار ڈالنا چاہتا تھا۔ ان کی حالت میں ان کی گولیوں میں سے اور ان سے گفتگو کی جا رہی تھی۔ اس وقت اس کا سر بھی کھرے کی طرف تھا جہاں ہونا انہوں سے گفتگو کی جاتی تھی۔

"آپ کو کبھی صاحب ہار ہے تھا۔" اس سے مل کر وہ اپنے منظر پر کھر سے تنگ بیٹھا، اسے دیکھتے میں ایک آدمی نے یہ دیکھا کہ وہ جاتا تھا کہ کبھی صاحب سے اس کی مراد دیکھنا ہے جو وہاں نصب ہے یا گات کی وجہ سے اپنی جگہ پر پہنچے بیٹھے ہیں یا انہوں کی آمد وقت سے باخبر رہتا تھا۔ حکم کی تعمیل میں وہ دوری طور پر اس طرف روانہ ہو گیا۔

"اسلام منکر سر۔" اہانت تھے یہ اندر داخل ہو کر اس نے سلام کیا۔

"وہیک اسلام۔۔۔ آؤ ٹھہر۔" دیکھنا لو اس کی طرف حیران۔ "آپ کب تک اس کی رہے ہو؟"

"کچھ عرصہ۔" وہ منکر ہلا۔



... لیکن ڈاکوؤں کا تو کہنا ہے کہ ابھی تمہیں اپنا مال  
میں رو کر تمام کی ضرورت تھی؟" ڈیٹان نے سزاؤں کرنے  
والے انداز میں اسے دیکھا۔  
"میں انوکری دانے سے حق نہیں تھا کہ میری ہادی  
کے بارے میں، میں اس سے بھر جاتا ہوں۔" اس نے بے  
پردہ دلی سے جواب دیا تو ڈیٹان کے ہونٹوں پر مسکراہٹ دوڑ  
گئی۔ اس کو جوں نے ہی ایک فی میں اپنے انتخاب کو برے  
درست ثابت کیا تھا۔ وہ انکا یہ اصطلاح تھا جب ہی تو جب  
شہر یا رستوں والے میں پر کام کرنے کو پڑا تو کیا تھا اس نے  
کرائی بیوت میں موجود ہر شخص کو چھوڑ کر اپنے ساتھ کے لیے  
جلد ہی کو منتخب کیا تھا جس نے شازدہ کی ہمدانی کے بارے میں  
کے بار بار پھر پھر کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔  
"مجھے معلوم ہے کہ تمہیں اس میں کے بارے میں  
جاننے کے لیے بے چینی ہے جس پر تم کام کر رہے ہو۔  
ایک سال دیکھو۔ تم نے جو چند گئے اسپتال میں گزارے ہیں۔  
انہیں ہم نے ضائع نہیں ہوئے دواؤں، روٹیوں، کھانے، دھوئیں  
سے ایک خاک مسطحات حاصل کر لی ہیں۔ ان دواؤں نے  
احتراف کیا ہے کہ وہ مال کے لیے کام کرتے ہیں لیکن وہ  
فائدہ دے دے کے بندے ہیں اور صرف بٹے والی جاپات پر  
عمل کرتے ہیں۔ چانگہ کے شیعے سے ان کا کوئی تعلق نہیں  
ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ بازار کی چھت پر جس رات اگل  
پردہ آؤں گا مال کو گول کر کے بچھین لیا گیا تھا، وہ ایک  
کرانے کا قافلے سے جو بڑے سدا دے پر ایسے کام نہایت  
مستفی سے انجام دیتا ہے۔ تمہارا راستہ روکنے والوں کو اس  
فصل اور گرد و پیش کی گرائی پر چھین لیا گیا تھا۔ خیال تھا کہ  
مالیہ کے کل کی صورت میں نہیں سے بڑا مال کا بھار ہوگا  
اور وہ ایسے اداؤں کو بھرنے کی کوشش کریں گے جو زیادہ سرموں  
تھر آئیں۔" داخل ہوا اپنے مقصد سے قافلا بھگت ہو گیا  
لیکن تم لوگوں کا اسے اسے بھرنے میں ادا ل کر لے جاتے، دیکھ کر  
گرائی کرنے والوں نے دیکھ کر ہی ان کے مطلوبہ افراد  
ہو چنا ہے انہوں نے چھین گھرنے کی کوشش کی۔ لیکن وہ  
نہیں جان سکتے تھے کہ پیچھے ایک گاڑی میں تمہارے حوہ  
ساگی بھی موجود ہیں اس لیے خود چھین گئے۔ دوسرے انہیں  
تم لوگوں کو غور دیکھ کر کہنے کی ہدایت کی گئی تھی اس لیے  
انہوں نے بہت سخت دھڑلے کا بھار نہیں کیا۔ وہ نہ پر اوڑھ لوگوں  
کے پاس تو آؤنگ اس کے علاوہ چڑھ کر بیٹھ کر سوجھ  
تھکے ڈیٹان نے اسے تھکات سے آگاہ کیا۔  
"میں انکار کر کے دو کہان سے جاتے؟" ہادی کی کا

جس اب بگاڑا تھا۔  
"گھر گھر کی ایک کوئی کا پتا تھا تھا انہوں  
ہاں رچ کر نے کا کوئی قاتل نہیں ہوا۔ وہاں سے  
ہمارے چھپنے سے پہلے ہی سزاؤں اور اس پر چڑھ کر  
تھے۔ وہاں سے کوئی جوت بھی نہیں ملا۔ آخر وہی  
لیکن اس سے بچہ ثابت نہیں ہو سکا۔ میں اسے وہاں سے  
ورزش کے آلات دیکھ کر بھی اچھا ہوتا ہے کہ  
لڑنے بھڑنے والے افراد کا فائدہ تھا۔ اس کا  
کڑی میں دے دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ  
قابل کو بھی ایسے کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ اس  
کے پچیس خود ہی معلوم کر لے گی کہ اس نے کہاں  
سکھنے افراد کو لیا گیا ہے۔ اس میں سے نکلنے کے لیے  
بھر ہے۔" ڈیٹان نے اس کے سوال کا بھی جواب  
دیا کہ وہ ہادی کی اس سانس میں دیکھی سے  
میں وہ وقت تھا۔  
"تمہارا نام مطلب یہ ہے کہ اتنا سب بچہ کر کے  
بہر بھی ہم ہی تھک کر رہے ہیں جہاں اس سے پہلے  
جسم پر لڑ کر کرنا تھکا ہوا تھا جتنا انہوں نے  
کو کڑھو نہیں کر کے لگا۔  
"نی احوال... لیکن میں عمل حوہ پر ہادی میں  
چاہیے۔ ابھی ہمارے پاس وہ دواؤں آؤں سو دھو  
مجھے چھین کے کہیں جن سے مزید مسطحات اگلا سکتے  
ڈیٹان نے اسے کی آئی تو وہ دواؤں پر جوش ہو گیا۔  
"میں کوشش کر کے دیکھتا ہوں۔"  
"تمہیک ہے۔" ڈیٹان نے غور سے اسے  
اسے دیکھ کر اس کے اندر بیٹے اداؤں پر پانی ڈالنے کے  
ایسے تاکہ بہت ضروری تھے۔ اچانک سے ہی  
کمرے میں اٹھ کر چھپا ہوا ان دواؤں میں سے ایک  
موجودگی کی اطلاع تھی۔ وہ شخص ایک کڑی پر اس طرح  
ہوا تھا کہ اس کے دواؤں ہاتھ کڑی میں نصب  
ہوئے ہوئے تھے۔ اس کی ایک تاکہ پر کھینچنے سے  
پانی بند ہی ہوئی تھی۔ اسے حاصل شدہ مسطحات کے  
کوئی کا بڑھ تھا۔ کوئی نے اس کی ہڈی کو توڑ دیا تھا لیکن  
نے اسے اسپتال لے جانے کی دست نہیں کی تھی اور  
فی کے ایک ایک ہاتھ نے ہوائی میں مینے بل کے لیے  
وہاں رہا تھا۔ اس کے ہی سے کوئی نکال کر بڑھ کر  
باندھ دی تھی۔ یہ کوئی علاج نہیں تھا۔ اس شخص کو  
آپہ میں کی ضرورت تھی لیکن وہ اس کے ایسے چھپنے

تھے اس لیے اس سے پہلے کہ اس کا قاتل وہی طور پر  
مرنے سے ڈرتے۔ اس کے سوجھنے دواؤں پر سے کوئی کرکٹ  
کی مسطحات کے حصول کے لیے ہی ایک فی کے جوانوں  
نے بھی اس کی ضرورت ہو سکتی تھی۔ اس وقت وہ نیم  
تھوکی کی کیفیت میں تھا ہوشیار کسی بھی ضروری تھی۔  
ہادی نے اس کے منہ پر دواؤں کا تھوڑا سا کچا لٹکا دیا کہ  
کے ساتھ ہی وہ تھوڑا سا تھوڑا سا تھوڑا سا تھوڑا سا  
انہوں میں خوف کی پرچھائیاں ہی آتا گیا۔  
"سوان... میں نام ہے؟ تمہارا؟" بیات لہجے میں  
ہے جس کے سوال کا جواب اس نے سر کی تھوپی پیش سے دیا۔  
"خوف مجھے ایسا کیا تھا مجھے ہوسوں جواب تک تم نے  
میرے ساتھیوں کو نہیں بتایا؟" اس نے اسی سر لہجے میں  
پوچھا کہ تم نے اسے جو میں خوف کی لہر دوڑا دیا ہے۔  
"میں... میں سب بچہ ہوتا تھا ہوں۔ میرے پاس  
جس کے لیے اب بچہ نہیں ہے۔" اس نے بھی غوروں کے  
بجائے اب۔  
"خوف مجھے بہت میرے پاس تم سے کرنے کے لیے  
یہ سبک ہے جواب تک میرے ساتھیوں میں سے کسی نے  
تمہارے ساتھ نہیں کیا ہوگا۔" وہ بیٹے سے بچاؤ اور دیکھ میں  
ہو گیا۔ اس نے پہلے سے وہی وہو وہو میں صرف لڑا۔  
"اس کی بیٹائی کھول دو سلطان۔" سلطان نے غور سے  
اس کی ہدایت پر اس نے کھولنے کی ہوسوں کے چہرے پر  
بجائے غور۔ اسے تعریف کے کلمات پہلے سے ہی کہہ کر  
ہوسوں سے بے ساختہ ہی سدا دے لگے لیکن اس کی ہادی ہادی  
بیٹائی نے اسے کہہ کر ہمارا دیا ہوا تھا۔ وہ بالکل آزاد ہو کر  
ہادی کی ہادی رشتہ سے پہلے کے لیے آزاد ہو گیا اور دھرم سے  
لیکھ کر غور سے نکلا۔  
"تمہارا اپنے وطن کے ساری ہیں اس لیے دھرم تو ہم  
ہادی کی سے میرے میں آئے ہیں لیکن فرق ہادی مشیت کا  
ہے۔ تم سب اور ہدایت ہو اور اپنی سازشوں سے میرے  
اپنے کو توڑ کر اسے کی کوشش کر رہے ہو جبکہ میں تم جیسوں کے  
ساتھ اپنے دھرم کی جنگ لڑ رہا ہوں اس لیے تم سے کوئی بھی  
تھک توڑ دیتا ہے جسے میں حق جواب ہوں۔ ہمارے  
دھرم میں ہادی ہے کہ اس وقت میں ہادی اور تم قیدی ہو  
تھکے تھیں کہ اگر میں تمہارا قیدی ہوتا تو تم مجھ سے  
بڑھ کر ہادی کرتے اس لیے میں بھی بے شمار انسانوں  
سکھ کر ہادی میں سے کوئی بھی سبک کرنے میں لگا ہوا  
فصل نہیں کر سکتا۔" وہ بھی قدم اٹھانے سے پہلے اسے

گھر داب  
تھائی عربوں سے زبرد کرنے کی کوشش کر رہا تھا اور ہوسوں کی  
حالت پھر ہی گئی کہ وہ خوف زدہ ہے۔  
"لیکھ کر ڈاکو سلطان اور اس کے دھرم میں اس چھ  
مسدا وہاں کوئی نہ سوراخ کیا ہے۔ اگر اس پر اس کا بھی  
اثر نہ ہوتا پھر دھرم میں تک اور میں بھر دیتا۔ یہ اسکا  
دیتے ہوئے اس کے چہرے سے زنی کے اثرات بالکل غم  
ہو گئے تھے اور انہیں سے کس لگ رہا تھا کہ وہی تو جہاں  
ہے جو بچہ دیکھ کر مال سے بہت اچھے سوا میں بات کر رہا  
تھا۔ سلطان نے اس کے شکایت پر خاموشی سے عمل کیا اور  
جب وہ سرخ رانگی ہوئی راز کر کے ہوسوں کے قریب پہنچ کر  
ہوسوں کا چہرہ پہنچنے سے تر ہو چکا تھا۔ سلطان نے راز کو اس کے  
دھرم سے پیچھے ہی چھوڑ دیا وہ شکاف آواز میں چلا۔ یہ قاف  
اسی جی کر گئے اسے لگا ادا ہو جائے کہ اب اس میں حوہ  
دھرم نہیں ہے۔ سلطان نے مشکل سے میں بیٹھ کے لیے ہی  
راہ اس کے دھرم پر رگ ہو گئی لیکن یہی بیٹھ گئی اس پر بہت  
بھاری گزرتے تھے۔ دوسرے ہی تک پہنچے بے لڑی طرف  
نہا گیا تھا۔  
"کیا خیال ہے... ابی بار میں کے جہاں میں بیٹھ  
کے لیے راز تھا کہ دھرم پر ہی جانے کی بلکہ پوری طرح  
اور داخل کر دیتی تو زیادہ ہی مناسب ہوگا۔" ہادی نے  
بڑے ہوسوں انداز میں اس کی رائے طلب کی جس پر اس کی  
آنکھوں میں حرکت ہوئی لیکن وہ اس حالت میں نہیں تھا کہ  
اپنی طرح کا اظہار کر سکے اس لیے سا جوا دہی میں بولا۔  
"میں پہلے ہی تمہارے ساتھیوں کو کہت بچہ ہوتا چکا  
ہوں اب حوہ..."  
"میں نے کہا تھا کہ مجھے وہ سنا ہے جو تم نے نہیں  
بتایا۔ اس لیے تمہارے لیے ہمارے کہ مجھے وہ سنا ہے جو تم  
چاہتا ہوں۔" وہ نہ میرے پاس نہ ان کھلانے کے لیے ایک  
سے بڑھ کر ایک طرح سے سوجھ دیتی۔ تم اگر انہیں خود پر  
آزمانے کا شوق رکھتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔"  
ہادی نے غور سے اس کی بات کا تہہ دی اور سلطان کا اشارہ  
کیا۔ غور سے حرکت میں آیا۔  
ابھی راز ہوسوں کے دھرم سے اچھے بھروہی کہ اس کا  
حوصلہ جواب دے گا اور وہ چلا۔ "تمہارا ان کے لیے اسے  
مجھ سے دور دیکھو۔ میں تمہیں ایک بہت کام کی بات بتاتا  
ہوں۔" سلطان نے اپنا ہاتھ روک لیا۔  
"بوتے دور۔" کو تو ہم شروع ہوا میں گئے۔" اس  
کی آواز کے لیے اور اسے دیکھ کر ضروری سمجھا گیا۔ اس



دوستی نے غصا ڈال دیا اور دھیرے دھیرے شروع ہو گیا۔  
 "میں رات کے کھانکے تک میں ٹال ہوں۔ میں اور  
 میرے ساتھی آزاد رہنے پر اس کے مطابق عمل کرتے ہیں۔  
 ہر شخص کا چان میں اپنے اہل خانہ سے مل جاتا ہے اور ہمارا  
 اور والدین سے براہ راست کوئی رابطہ نہیں رہتا اس لیے ہم  
 کسی کو جانتے بھی نہیں ہیں۔ مگر کسی کی جس کو بھی کاچم کو گوں  
 کو بتا گیا ہے۔ اس کے علاوہ کسی فحاشی کا آمیزش میں مل  
 بھی نہیں ہے لیکن میں ان کی سے ایک ایسی جگہ کو جانتا ہوں  
 جس کے بارے میں مجھے شک ہے کہ وہاں ہمارے کچھ  
 بڑے دوست لے کر آئے ہوں۔ میں نے اپنے اہل خانہ  
 کو آگاہ کیا ہے۔ اب تک یہ کام تو گوں کا کام ہے۔"  
 اس نے ایک ایسی بات بتائی جس میں سے انھیں قانع ہو سکی  
 سکا تھا اور کچھ بھی۔ بہر حال اس لیے یہ انھیں کام تو کرنا ہی تھا  
 کہ ان کی لپٹ میں اسکا تھ پر ہی کام کیا جاتا ہے۔ سوچیں  
 سے اس لپٹ کا مضمون کرنے کے بعد وہ اسے جی بھی نہیں  
 رہا لیکن اس کے علاوہ کوئی خاطر خواہ بات معلوم نہ ہوگی۔  
 "اس لپٹ کی عمر پانچ یا آٹھ سال کا ہے۔ اس بار ہم ڈاکٹر  
 دیکھ کر اس کے ساتھ ساتھ دیکھ کر اس کا وہاں کر رہے۔"  
 "لیکھ ہے جو جانے گا لیکن تم اپنا خیال رکھو۔ ابھی  
 جیسوں دیکھ کر ضرورت سے ہمارا تم اپنا خیال سے اٹھ کر رہا  
 آگے ہو۔" سلطان نے اسے ٹوکا۔  
 "میں شک میں ہوں یاد۔۔۔ لیکن تم لوگ اتنا اصرار  
 کر رہے ہو تو دیکھ کر اس کی کیا ہوگا۔ یہاں سے میرا سچے  
 مگر جانے کا ہی پروگرام ہے۔ اسی کی جگہ سے اس کو دیکھ  
 خوش ہو جائیگی۔ میں تم جیسے حالات سے ناخبر ہوں۔"  
 "یہ ضرور ہو۔ میں جیسوں اب دیکھ کر رہوں گا۔"  
 سلطان نے اسے تسلی دی تو وہ اس کا شکر ادا کر دیا اور اس  
 کے کمرے کی طرف چل گیا۔ اس کی عادت کے مطابق وہ  
 اپنا دفتر سامان بیک کر لیتی تھی۔  
 "دیکھ رہی ہو۔۔۔ لیکن؟" اس نے پوچھا تو عالی نے  
 محض سر کی ہنسی سے اسے انکشاف میں جواب دیا اور ایک  
 چادر ڈال کر اسے اپنے گروہ کی طرح لپیٹنے کے بعد اس کے  
 ایک ہل سے قہقہہ کی طرح اپنے ہونٹوں سے کچھ لپٹا جس پر  
 چادر ہل کے چلے گئے۔ ایک ہل چادر کا ڈھانچہ لپٹا لیکن وہاں  
 سے اس نے دیکھ کر کہا۔ "خوشی دیر بعد وہ گاڑی میں سوار  
 وہاں سے چارے تھے۔"  
 "تم نے ابھی تک بتا نہیں کہ ہم کہاں چارے

ہیں؟" کچھ قائل طے ہونے کے بعد عالی نے  
 دریافت کیا۔  
 "جو کہ ہے۔۔۔ لیکن کہ نہیں خودی بتا کر  
 "بڑے بڑے ہو سکتے ہیں۔ لیکن اس کے لیے نہیں ہے۔"  
 "آئی آسانی سے آگے۔" عالی نے کہا۔  
 میں نے گھر میں ہوں۔ اس نے بے ساختگی سے  
 مانہ بھی منکرادی۔ اس کے بعد کچھ غراہوں نے  
 باتوں میں گزار دیا۔ آخر کار وہ ایک چھوٹے  
 مکان کے سامنے کھڑے گئے۔ دونوں اپنی اپنی جگہ  
 کھول کر بیٹھے۔ ہمارے ملنے پہلے وہاں  
 بیٹ سے اٹھا دیکھ کر گاڑی لاکر کے مکان کی  
 نورانی دروازہ کھل گیا اور سر پر دو چٹا لٹری ایک  
 پیر نکھر آیا۔  
 "ہلو ہلو سہائی۔" نورانی اس سے پہلے  
 وہ بھی سلام کا جواب دے کر اس کی ہاتھ  
 باز کا رخ تو نہیں کی شہ آستان میں چھپا ہوا تھا  
 پھر نورانی کی طرف اس کی۔  
 "جس آتا ہے کوئی نہ کوئی پھر تہا ہر جگہ  
 "یہ تو خفہ آتا ہے۔" نورانی سہائی کی بات کو  
 خوش ہونا چاہیے۔ "وہ انھیں ایک بازو کے حصار میں  
 کی طرف رخ مٹا رہی عالی کی طرف بھی توجہ دلائی۔  
 "دیکھیں تو کسی میرے ساتھ کوئی اور بھی آیا  
 "یہ عالی ہے؟" انہوں نے خودی نورانی سے  
 اور پھر براہ راست اس سے خطاب کرتے ہوئے  
 "صاف کرتے ہیں اب میرا کھانا چاہتے اور اسے  
 اپنی کھانہ دکھاتا ہے کہ مجھے اس کے ساتھ کھانے کی  
 "اس نے آئی۔ میں آپ کی کلبیت  
 ہوں۔" عالی نے نورانی کے دونوں ہاتھ قہقہہ  
 وقت وہ خود غاصی بند بانی کلبیت سے گزر رہی  
 اندازہ نہیں تھا کہ چارہ ہی اسے آتی 6 ت وے  
 مگر آئے گا۔  
 "جی ہاں۔۔۔ مجھے جاری نے فون پر بتا دیا  
 دن میں لے کر یہاں آئے گا۔ میں تو تمہارا  
 تھا۔ سوچا تھا اسے آنے سے مجھے بتانی مل جائے  
 میری تمہاری بھی بت جائے گی۔ تم جب تک چارہ  
 آتی ہے یہ تمہاری مرضی ہے۔" انہوں نے اسے  
 مجھے لگا تو اس کی آنکھیں جھپک جھپک۔ برسوں کی  
 کے بعد آج اس کے قدموں نے ایک ایسے شہر کی

سے تین دنوں سے اسے خوش دلی اور غلطی سے خوش  
 ہوا ہے۔ کچھ لوگ اس کا شکر کر رہے ہیں۔  
 "میرا آپ۔۔۔" عجب رات میں پہلے اس نے روزی  
 رات کی کال میں عالی کو نورانی دروازہ کھل گیا اور  
 "آج کا روزی دروازہ سے سے بیٹھ گئی۔ اسلم  
 کے بچے اندر داخل ہو گیا۔ راتوں رات میں اس کی  
 کمرے میں سے آزاد سرور کوئی روزی کے ساتھ بیٹھ گیا  
 اور عالی اس کی شہرت اور روزی کو روزی اور آزاد  
 ہم اور بیٹھ گیا۔ یہ بھی لیکن اسلم کو اس کی غیب سوری  
 کوئی خوش نہیں تھی۔ "تو میں اپنی بھانجی کی خوشی میں اس  
 آتا تھا۔  
 "تم بوجہ ہو؟" اسے اپنا دست کے منظر ڈالنے  
 پہلے میں نے پوچھا کہ روزی نے اس سے دریافت کیا۔  
 "جی۔ میں کسی قسم کی غلطی میں نہیں چڑھا ہوا۔  
 "یہ بھی پوچھا ہوں کہ تم مجھے میری بھائی کے بارے میں جو  
 "اسلم نے نورانی سے ٹوک دیا تو اس نے  
 اپنی آنکھوں سے اسے خود سے دیکھا۔  
 "تہا چاہتے ہو اپنی بھائی کو؟"  
 "اپنی بہن سے بھی زیادہ۔"  
 "خوش قسمت ہے۔۔۔ میں نے اس کے لیے تمہاری  
 بھائی کو بھی بھیج دیا ہے۔ کالینڈر کیا ہے۔ وہ کسی کے  
 "یہ سچا بات آتی تو شاید میری اپنی زندگی کے لیے بھی  
 ضرور ہوتا ہے۔" اس کے الفاظ نے اسلم سے جسم میں تازہ  
 چارہ گرا دیا۔ پوری جان سے بہت خوش ہو گیا کہ روزی  
 سے کال ملی ہے۔  
 "تمہاری بھائی کو میں نے جس شخص کے ساتھ دیکھا  
 "وہ اس کا کوئی پرانا حاشا تو محسوس ہوتا تھا لیکن ابھی  
 دوست پارٹنر بن گئے۔ ان کے درمیان کچھ گئی ہی محسوس  
 نہیں تھی۔ بہر حال یہ کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے۔ اہم بات  
 یہ ہے کہ اب ایک انسانی کی وجہ سے مجھے معلوم ہوئی۔ میرے  
 کو پڑھا گا کہ اس کے ساتھ بہت مکانات میں سے ایک  
 مکان میں رہتے ہیں اور میں بھی کھانا ان سے ملنے چلی جاتی  
 تھی۔ اس روزی میں اپنی جانب سے مدد بھی دیتی تھی  
 "تو تو اس باتوں میں گڑبڑ پانے لگا تھا کہ آج انہوں  
 نے ایک کچھ حشر کیا۔ ان کے مطابق وہ عادت کے  
 مطابق ملنے اس کے آنکھوں سے لگے اور گردن کا جائزہ  
 لے لے کر اس میں سرخ رنگ کی کار میں ایک ایسی جڑا نظر

کھلیا۔  
 آپ گاڑی مرد راج کر رہا تھا جبکہ اس کے برابر میں بھی  
 کوئی سیٹ سے لپک لگا سے سوری تھی۔ ایک دوسرے کے قریب  
 کچھ پھر وہ گاڑی روکی اور بالکل پورے سے دیکھ لیا کہ  
 باہر لگا۔ مگر پڑا کا کاغذ ہے کہ وہ پچھ سو اٹھ فٹ اور اس  
 کے دیکھتے ہی دیکھتے مرد و موہل فون کو دھول میں پھینکنے کے  
 بعد گاڑی میں بیٹھ کر وہاں سے رات نکلی۔ اس وقت تو میں  
 نے اس بات کو زیادہ اہمیت نہیں دی لیکن جب تمہاری بھائی  
 کی خوشی کے سلسلے میں مجھ سے پوچھ بچھ کی تو مجھے اس  
 واقعے کا خیال آیا۔ میں نے نہیں تو کہہ دیتا ہے کہ پہلے  
 گڑبڑ پانے اس جڑے کا حلیہ معلوم کر لیا تو زیادہ کچھ  
 لیکن بہت جلد پھر اس کا یہاں پتا چلے گا کہ کچھ وہ اس میں  
 کو رہا ہوا ہے۔ ہم تو اس کو چاہتے تھے وہ کسی کی اس  
 سلسلے میں کسی سے اس کے سوا کوئی بات نہ کی جائے جو پھر اس  
 کے چارہ کا حصہ ہے۔ میں قانون پر پند شری ہوں لیکن  
 تمہاری حالت دیکھ کر مجھے بہت دکھ ہوا اور میں نے فیصلہ کر لیا  
 کہ میں تمہاری بھائی کے بارے میں ضرور پتا لگائی کیجوں۔  
 گڑبڑ پانے بات کر کے اس بات کی تو میں خود ہی کچھ بھی  
 کہ ان کے دیکھنے والے جڑے کا حلیہ وہی تھا جو ہمارے  
 رہنمورث میں آنے والے جڑے کا تھا۔ "روزی تو شاید  
 چوری بھیجی تھی کہ اس سے ملاقات ہوئے ہی سب کچھ اس  
 کے گوش گزار کر دے گی۔ چنانچہ پانی ہی مل گئی۔  
 "مجھے اس آدمی کا حلیہ بتاؤ۔" اسلم نے ساری بات  
 سن کر اس سے کہا۔ جواب میں اس نے تفصیل سے اسے پورا  
 حلیہ بتا دیا جسے کہ اسلم نے باہری سے ملنے میں گردن ہلائی۔  
 "لیکن، میں اس لیے کسی شخص کو نہیں جانتا۔"  
 "میں کیا کہہ سکتی ہوں۔ میں تمہاری بھائی نہ کر سکتی تھی  
 کر دی۔ حالانکہ مجھ پر سارا جھٹ ہر شہر کی طرف سے تھما  
 دیا تھا۔" اس نے اس کیوں کے مخصوص انداز میں شانے  
 اچکے انداز میں سے کمرے سے باہر نکلتے گئے۔  
 "تھک گیا ہے۔ روزی۔ تم نے میری جو ویلپ کی اس  
 کے لیے میں تمہارا شکر گزار ہوں۔" وہ بھی فوراً وہاں سے  
 روانگی کے لیے کھڑا ہو گیا۔ پہلے کچھ چارہ ہوا تو کے بارے  
 میں کچھ لیکن جس نے پچھانی کو پڑھا تھا۔  
 "مگر پڑا کا خیال ہے کہ وہ گاڑی بھیج کی طرف  
 گئی تھی۔" وہ دروازے سے باہر نکل رہا تھا جب اسے  
 اپنے پیچھے سے روزی کی آواز سنائی دی۔ روزی کے  
 اپنا دست سے لپک کر اس نے مسکرائی اس کے کمرے کی طرف  
 راج کیا۔ ان معلومات کی روشنی میں وہ دروازوں سے چڑھ



کوئی لاکھ ملے کر دے چاہتا تھا۔ مگر پہلے تو اچھا خاصا سا  
 ہمارا چکا تھا۔ اس نے اپنے پاس موجود چابی سے گیٹ کھولا  
 اور میرے انیسویں کی طرف جانے کے بجائے مصطفیٰ خان  
 کے رہائشی حصے کی طرف رخ کیا تاکہ اگر ہمیں چابک دری  
 ہو تو ان سے معلوم کر سکتے کر آیا مصطفیٰ خان واپس آ گیا ہے  
 یا نہیں اور اس نے ماہ دانو کے پار سے میں کیا معلومات  
 حاصل کی ہیں۔ مگر اس دور تک پہنچ کر دھک دینے سے پہلے  
 ہی اسے طوٹی نظر آ گئی۔ اس نے اچھی سے آہستہ سے ٹھٹھا  
 کر اسے اپنی طرف متوجہ کیا تو اس نے فوراً دو واڑہ نکھول  
 دیا۔ اسلم اندر داخل ہو گیا۔

”آپ ابھی تک سوئی نہیں ہو؟“ اس نے طوٹی کے  
 گال کو آہستہ سے جھٹکا کر اس سے پوچھا۔

”نہیں لیکن آپ کی کوسٹ بتائیے گا۔ دو بجے دہشتیں  
 کی۔“ اس نے مصیبت سے جواب دیا۔

”نہیں بتاؤں گا لیکن آپ ہا کر انہیں بتاؤ کہ اسلم  
 اگلے آئے ہیں۔“

”لو، میں نہیں بتا سکتی۔ آپ خود جا کر ان سے مل  
 لیں۔ وہ اسٹری میں چپا پاپا کے ساتھ بیٹھ کر کچھ کام کر رہی  
 ہیں۔“ وہ تمام شرارتی پلان کی طرف بہت ذہین بھی تھی اس  
 لیے یہ قطعی نہیں کی کہ اسلم کے آنے کی اطلاع دینے میں اس  
 کے پاس ہلکا جانتے۔ اسلم نے اسٹری میں مصطفیٰ خان کی  
 موجودگی کا سن کر خود ہاں پہنچے جانے میں کوئی حرج نہیں سمجھا  
 لیکن اسٹری کے دو واڑے پہنچ کر ابھی اس نے دھک کے  
 لیے ہاتھ اٹھایا ہی تھا کہ ہمیں کی زبان سے اپنے نام سن کر  
 ٹھٹکا گیا۔

”اسلم تو پاگل ہو جائے گا۔ ماہ دانو میں اس کی جان  
 اچھی رہتی ہے اور آپ جو حالات بتا رہے ہیں وہ ان کے مطابق  
 تو اسے بازو پاب کر دینا بہت مشکل ہو جائے گا۔“

”یہ تو تم ٹھٹکا کر رہی ہو۔ میرے سامنے جو معلومات  
 آئی ہیں اس کے مطابق بہت اونچے کے درجے کا معاملہ ہے  
 اور سارا جنت سوری کو اس کیس پر کام کرنے سے باقاعدہ روک  
 دیا گیا ہے۔ اپنے تمام تر ذرائع استعمال کر کے مجھے جو  
 معلومات حاصل ہوئی ہیں، ان سے ایک تو اس بات کی  
 تصدیق ہوتی ہے کہ یہ سنگلات میں نہیز میں ایک تجربہ کار  
 کی گئی ہے اور وہیں کسی بہت خفیہ پروڈیجٹ پر کام ہو رہا ہے۔  
 ماہ دانو سے پہلے بھی چند دوسری حالت خواتین کے غائب ہونے  
 کی اطلاعات ہمارے پاس موجود ہیں اور خاص بات یہ ہے  
 کہ ان تمام خواتین کو جنگل کے آس پاس ہی آخری بار دیکھا گیا

ہے۔ اگر ہم فرض کر لیں کہ وہاں تمام تجربہ کار  
 پر کوئی تجربہ کیا جا رہا ہے اور ماہ دانو بھی وہاں ہے  
 کا کام آسان نہیں ہوگا۔ البتہ میں نے اپنے  
 کے ہر محسوس کا انتخاب کیا ہے یہاں میرے  
 کوئی تجربہ کار قائم کی جاسکتی ہے۔ یہ وہی ہے۔  
 کی اسٹری میں پہنچنے کے مختلف محسوس کو دیکھتے  
 ان کی خصوصیات سے آگاہ کر رہا تھا۔ اسلم وہی  
 سترہواں اور پھر خاموشی سے واپس پست گیا۔ انیسویں  
 اس نے ایک بار پھر مصطفیٰ خان کی زبان سے سنی  
 اپنے ذہن میں وزیر لایا اور خود گھیر کر سامنے  
 انگیز طور پر اس نے اپنے آپ کو کیڑ کر لیا تھا اور  
 سے کام کر رہا تھا۔ اپنے طور پر ساری معلومات  
 کے بعد وہ روانہ کی تیاری کرنے لگا۔ رات دیر سے  
 اپنے سرے پر کرنی رہی اور آخر کار مکی کی پہلی چوٹی  
 تیاری عمل کر کے گھر سے نکل پڑا۔ آریینڈو میں انکی  
 طرح نہیں جا سکتی۔ نہ کوئی گاڑی نظر آئی تھی نہ  
 فخرت کے دروازے کو لازم آہستہ آہستہ پر گنا شروع  
 تھے۔ ہوا میں وہی گاڑی کی اور خود بھی جو جگہ کے  
 کسی اور حصے میں محسوس نہیں کی جا سکتی۔ پھر پورے  
 ساتھ آہستہ آہستہ جہوم دے تھے۔ کبھی کبھی یہ  
 نظر آ رہے تھے لیکن۔ اسلم کے مارے حواس  
 چھپا ہوا کسی طرف متوجہ تھے جو جنگل کی طرف  
 تھیں۔ وہ پرندوں کے ان نعشوں میں اپنی ماہ دانو کی  
 من رہا تھا جو اسے پکار رہی تھی، اپنی طرف بڑھ رہی  
 دھند اور اس کی پکار پر لپکا چلا جا رہا تھا۔ آبادی کو چھوڑ کر  
 جنگل میں قدم رکھا تو اس کے پیچھے کا سارا محسوس  
 سے ملہا ہو چکا تھا لیکن اب وہ خود تار کی میں ٹھٹکا  
 گئے جنگل میں سورج کی روشنی کا بھی گڑ نہیں تھا۔  
 قدم اٹھا تا، وہ اپنی زندگی کی روشنی کی تلاش میں آئے  
 جا رہا تھا لیکن یکدم ہی زمین نے اس کے قدم ٹکڑے  
 محسوس ہوا کہ اس کے پیچھے زمین میں دھنسنے جا رہے  
 نے کوشش کی کہ کچھ کرے مگر وہیں کوہا پر نکال نکلتے  
 اور بھی اندر دھنسنے چلے گئے۔ نیچے تاریک جنگل میں  
 کسی کو مدد کے لیے پکار بھی نہیں سکتا تھا، ایک دھندلے  
 کے لیے تیار تھی۔

یہ پیراچہ وسنسی خیر و انسان جانوی  
 مریدو افعات آیتدہا دھلا حلقہ فرما



ہمارے سماج میں قانون بنانے میں لگا ہوا ہے، جس میں کسی ایک طبقے یا اثر رسوخ کے روایتی نظام کو پہنچتی ہے تو اس کے معنی ہیں بدلے کے رجحان ہیں مختلف طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی گہری رخ ہیں، والا تو طبقہ کسی خوشنودی ہے قانون کی اصل خیر و برکت و تشریح نہیں کرتی یہ تشریح کتابیں ہیں نہیں، روایتوں میں تحریف ہوتی ہے۔ ایسی روایتیں جس میں قانون سمجھ کے اسے ایک جیسا نہیں بلکہ سمندر اور حال کا سا ہے جس طرح طاقور مچھلی کے بال گولہ گز اور گھوڑوں مچھلی کے بال گولہ گز جاتی ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ جو ہر مہمان طبقہ سے ہو صحبت نہ تو روایتوں کو مانتے ہیں نہ طبقوں میں تقسیم معاشرہ کا نتیجہ ہے کہ محبوب کا انتخاب کرتی ہے، تو یہیں ہو جاتی ہے۔ یہ طبقوں کی پرانی روایتیں اور انہی طاقت اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ اسے آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔ زندگی کی بساط طویل وقت کے تدارک سے سمجھنے کی باتیں اور مفرد کی چالیں ہیں۔۔۔ گہلی بازی بلاتے ہیں جاتی ہیں، عینا وقت اور خوشنویں سمجھتا مگر مفرد ساندے جاتا ہے۔۔۔ اس وقت کہلے ہوئے میوے سے پختہ پانی گزر چکا ہوتا ہے۔ جرم، افسر شاہی، جاگیر داری اور پیار کے معور کے گرد گھومتے آزمائشوں کا ایک ایسا ہی لامتناہی سلسلہ













کر چکے ہو۔" اس نے اپنی جلی میں پڑا ہوا اصرار نہیں کیا اور جانے کے ارادے سے جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اسے بچا لیتے ہو میرا پرمان؟ اور اس کے بارے میں معلوم کرو کہ یہ اخک کے ساتھ کیوں بکھڑا رہا ہے؟" اسے ہاتھ سے دیکھنے کا اشارہ کر کے شہر بار نے قسم کھانے والی کی لڑائی کو بکھڑے کیا اور اخک کے ساتھ اس کے سامنے جانب کھڑے ایک صحت مند اور اوپر سر آدی کو پادشہ آؤت کرتے ہوئے پایا تھا۔

"نہیں، اپنے کو یہ لڑائی باہر کا آدمی معلوم پڑتا ہے لیکن آپ کہتے ہیں اس کا پاپا یا بایا یا معلوم کر لیتے ہیں۔" مہمل نے پہلے ہی میں گردن ہل کر ساتھ ہی ہلکلی بھی کر ڈالی۔

"تم صرف یہ معلوم کرو کہ اخک کے ساتھ کیوں بکھڑا رہا ہے؟" شہر بار نے بائیں کی اسکرین پر نظر جمائے ہوئے اسے جواب دیا۔ اس کے ساتھ موجود سلطو و کام کے بھی اس قصہ پر گور سے دیکھا تھا لیکن قسم تو کوشش کے باوجود وہ اس شخص کو پہچان نہیں سکے تھے۔

☆ ☆ ☆

"چاہئے۔" جاوہری اپنے ہاتھ پر غم و راز کی کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ سے پردھنگ کی آواز ابھری اور اس کی طرف سے اجازت ملنے پر عالیہ ہاتھ میں ایک پھولی سی ٹرسے قمار سے اندر داخل ہوئی۔ ٹرسے میں چاہئے کے دو کپڑے رکھے ہوئے تھے جن میں ایک اس نے جاوہری کی کپڑیوں کو اور دوسرا کپڑا اپنے لنگر ایک کڑی پر بچھوئی۔

"جھٹک... میرا اس وقت چاہئے پتے کا بہتہ دل چاہو رہا تھا لیکن خود اندر کرنا تے کا موڈ بھی تھا اور ای کو یہ آرام کرنا مناسب نہیں لگا۔" اس نے مسکراتے ہوئے عالیہ سے کہا اور کپڑے لہولہے لگا کر ایک چھوٹا سا گھونٹ بھرا۔

"زیر دست، مجھے انداز میں تھا کہ تم اتنی اونچی چاہئے بنا لیتی ہو۔" پچھلے گھونٹ پر اس نے بے ساختہ خرچ کر لی۔

"شہزادہ کی خاطر سے کی وجہ سے تم نے مجھ سے چاہئے کی فرمائش نہیں کی تھی ورنہ یہ چھوٹا سا کام تو میں بھی کر سکتی تھی۔" عالیہ کے لیے جس ہنگام ساتھ تھا جاوہری نے جھٹک کر اس کی طرف دیکھا۔ آسانی رنگ کے شلوار میں پڑا ہوا اور آسانی رنگ کے اصرار کا وہ چھوڑے ہوئے پہنے کے مقابلے میں بہت گھمڑی ہوئی گھڑی جی اور کھپتے پر بھی اس کے چہرے پر وہ تیزی اور تازگی نظر آنی تھی جی جی دینا سناجی سنتر میں اس سے ملنے کا قاتل کے سرخ پر کھڑکی تھی۔ حقیقت یہی کہ وہ ایسی ایک بی کے لیے گوارہ دہی کری

جدید ہونا شروع ہو گئی لیکن یہیں آ کر تو اس کی کاؤ پر کئی تھی۔ جاوہری نے گل اسے اتنی کے ساتھ قمار پڑنے سے دیکھا تھا۔ وہ بھرہ وادہ و تران کے ساتھ ہی گئی تھی اور اسے دیکھ کر صاف محسوس ہوتا تھا کہ وہ یہیں آ کر بہت خوش ہے۔

"اپنے کیا دیکھ رہے ہو؟" عالیہ نے اسے نوا کر اپنے غماز سے بہرایا۔

"بھگتھی، میں غور کر رہا تھا کہ تم نے اتنی معمولی سی بات کو اس انداز میں لایا۔ میں نے تو صرف اس لیے نہیں چاہئے کے لیے نہیں کہ قمار تم اور میرا ہی کے ساتھ کی جاتی تھی، لیکن شک نہ کی ہو۔" اپنے جی میں خود واقعی بری چاہئے ہوتا ہوں کہ میرے ساتھ بیٹھنے والی کو جو جاوہری کے لڑائی چاہئے لی سکا ہے وہ دنیا میں کسی کے بھی ہاتھ کی چاہئے لی سکا ہے۔" اپنے گل کی وضاحت دیتے ہوئے وہ آخر میں غم مزاجہ کیسے بولا تو وہ جس دی اور سادگی سے استغناء کیا۔

"کہہ دو کہ تم اتنی بھی جانتے رہا ہے۔"

"کہہ دو کہ ان میں سے کبھی ہاتھ لگے گا۔" اس نے ہنسنا جواب دیا جیسے چاہئے کے لیے جھٹک سے گھر باہر کوئی دیکھ رہا ہو۔

"ابا... میں ایسا غلطی مول لینے کے بجائے بہرہ خوردی چاہئے جتنا پھندہ کروں گی۔" وہ غرض گو اور ڈانٹنا چاہئے نہیں کہ جو اسے ہوتا ہے اس کے دائیں رخسار پر ایک پتہ تھا جس نے جاوہری کی شاناز میں کی جاوہری حالانکہ اس لڑکھلے کے ساتھ عالیہ میں کوئی ایک بات تھی شاناز میں والی نہیں تھی۔ شاناز میں تو کسی نوخیز کی کی طرح جاتی تھیں جی کہ نظر اس پر پڑ کر ہاتھ بھول جاتے جبکہ عالیہ اس سے تھیں شے پختہ ہو کر ایک ایک لڑکی کی جی میں نے اپنے آپ کو سنبھال کر کہا تھا اور وہ اتنی خوش صورت تھیں جی۔

"مجھے خوشی ہے کہ تم نے اس امر کو اپنا سہرا کر لیا۔" وہ خود یہاں ایسے انداز سے کھڑا جیسے بیٹھ سے ہی یہاں رہتی آئی ہو۔ اپنے ذہن میں ابھرنے والے خیال کو بھٹکا ہوا وہ اس کی طرف حیرت ہوا۔

"یہ تو بھگتھی ہے۔ تم کو کتنا کہ بہت جلد میں اتنی ہے سب بات چیک لوں گی اور جب تم بھی فرصت ملے گی یہاں آؤ گے تو میں تمہیں بڑائی، خوشی کو سننے، نہاری سب کا کر دکھاؤں گی۔" اس نے جاوہری کی ہانڈ پر دھرتے ہوئے کہا۔

"تمہارے ہرے وہی کیا۔"

"غور رہو، یہ اتنی بات ہے کہ تم ابھی لڑکیوں کی طرف

میں جاوہری کی تربیت حاصل کر دینگی میرا جیسے مشورہ ہے صرف ان کا سون میں ہی کھپ کر نہ رہو جاؤ۔ تم لڑکیوں اور بچوں سے ہو۔ کوشش کرو کہ اپنی صلاحیتوں کو استعمال کر سکو۔" وہ اس سے لڑکی کی جی میں کے گورنر تک میں ہر معاملے میں جاوہری مدد کرنے کو چاہر ہوں۔ میں ایک بار تم میرے ساتھ اپنی تمام اہلی کا اعتبار کر دیتا۔" جاوہری نے غصے سے اسے دیکھا۔

"جھٹک، میرا جی یہاں اس امر کو یاد رکھوں گی لیکن اس میں مجھ کو سنا ہے جی گوارہ نہ پاتا تھا میں۔" وہ ایک میں لڑکی کے لیے ایک عام صورت کی طرف اس وقت گوارہ لے کر صوبہ میں رہیں گے کہ بہت حراہ آ رہا ہے۔" اس کے چہرے پر غصہ تھا۔

"جھٹک، میرا جی یہاں اس امر کی طرف سے اسے ایک بار دیکھو۔" اس کی طرف سے اس کی حالت سے اسے ایک بار دیکھا۔ "چاہئے کہ بہت حراہ لے کر جی اور میں اسے دیکھتا ہوں کہ جب تم کتنا پتہ سیکھو تو وہ بھی یہی بات کہہ رہا ہوگا۔"

"انکا دھن۔" عالیہ نے مسکراتے ہوئے بے ساختہ کہا۔

"جھٹک، تم اتنی کیوں کوڑے میں رکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کر کوئی شے نہ چاہو کہ جو جاوہری میں نے ایک بار بکھڑا ہر معاملہ میں ابھریں لے لی جس پر عالیہ نے اسے ٹوکا۔

"جھٹک، آرام کے لیے چھلواؤ دی کی جی لیکن میں دیکھتی ہوں کہ تم آرام پاؤں گے کہ نہ ہے۔ ات کو بھی دیر نہ لگے کہ اس کی لڑائی آ رہی ہے۔"

"میں پاؤں لڑتے ہوں یاد اور اب مجھے حراہ آرام کی سہی کی نہیں ہے۔" سلطان کی طرف سے اشارہ ملنے ہی

"جھٹک، میرا جی یہاں اس امر کی طرف سے اسے ایک بار دیکھو۔" اس کی طرف سے اس کی حالت سے اسے ایک بار دیکھا۔ "چاہئے کہ بہت حراہ لے کر جی اور میں اسے دیکھتا ہوں کہ جب تم کتنا پتہ سیکھو تو وہ بھی یہی بات کہہ رہا ہوگا۔"

گھر رہا۔

کے پھر وہ لوگ کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہ رہے تھے اور صاحب وقت کے انتظار میں تھے۔

"ہاں جاوہری اب کبھی طبیعت سے تمہاری؟" سلطان کا غصہ ملنے پر اس کی طرف سے غور، اسی کالی رہیہ کر لی گئی اور اس نے بے لگتی سے پوچھا۔

"میں پاؤں لڑتے ہوں۔" تم پتہ لڑاؤ کی کیا خبریں لہو... آتی یاد ان تم نے مجھے کالی ہی نہیں کی؟" اسے اپنی خبر سے آگاہ کرنے کے ساتھ اس نے غصہ بھی کیا۔

"سوری یاد، آج مصروفیت اور زیادہ ہو رہی۔ میں نے سوچا کہ کچھ عمارت کے کامناؤں پر جیوں کی کر کے کوئی اونچی فرمائشوں گا۔" سلطان کے انداز میں وہ باہر جوش تھا جس نے جاوہری کو بچھڑا دیا۔

"کسا مطلب، کوئی خاص بات؟"

"ہاں، بہت خاص بات ہے۔ جیسی معلوم ہے؟" کر میں اس لڑکی کی ورنہ گھرائی کرنے کے ساتھ ساتھ اندر کے حالات جاننے کے لیے بھی کوششوں میں لگے ہوئے تھے لیکن کامیاب نہیں ہو رہا ہے تھے کیونکہ جلی فون پر وہ لوگ کل کر کوئی بات کرتے ہی نہیں تھے اور ہم انہیں گھرائی کا احساس نہ ہونے دینے کے لیے بہت قیاد تھے۔ یہاں تک کہ گھرائی کرنے والے بھی لڑکے سے بہت دور رہ کر بھی اس کو پ کے ذریعے گھرائی کر رہے ہیں۔ ایسے میں کسی ایسی اور اس کو جس کے ذریعے اندر کے حالات معلوم ہو سکیں، لڑکے کے اندر پہنچنا بہت مشکل ہو گیا تھا۔ ہر طریقہ کا ایک ترکیب سوچی۔ اس کے پاس پھولی لڑکی کا ایک بہت خوب صورت کرتا ہے ہر خاصا زین تھی ہے۔ ہم نے اس کتے کے گے میں ڈالنے میں ایک بہت پھولی سی لڑکی اس انچ کر کے اسے لڑکے کی طرف بھیج دیا۔ وہ ان کا خوب صورت ہے کہ سوا لی پیرا نہیں ہوتا کہ کوئی اسے گھسانا پہنچانے کا سہ ہے۔

"لڑکے کے گوارہ لڑنے میں اے اندر چاہئے سے نہیں رہا اور جاوہری غرضی کہ وہاں موجود ہر اور کو وہ کتا چھوڑا آج کی انہوں نے اسے اس کے ماتجنگ پہنچانے کی کوشش کرنے کے بجائے وہی روک لیا۔ اب وہ وہاں لڑکے میں موجود ہے اور ہمیں اندر کے حالات کی سن کر ہالی رہی ہے۔ اگلی تھوڑی دیر پہلے ہی میرے طر میں یہ بات آئی ہے کہ آج رات اس لڑکے میں کوئی اہم ہنگام ہونے والی ہے اور اس ہنگام میں بڑے اہم لوگ شرکت کریں گے۔" سلطان نے



تھیں۔ اس کے ساتھ اسے ساری بات بتائی تو وہ بھی جوش میں  
بھر گیا۔  
”تو تمہیں بڑا گرفتار چاہیے۔ اگر آج رات  
ہم وہاں پہنچ کر رو روئی کر رہی تو بڑی کامیابی حاصل کر سکتے  
ہیں۔ میں تمہارے پاس پہنچتا ہوں مگر ساتھ چوہہ کارروائی  
کے لیے چنگ کرتے ہیں۔ اس دوران میں تم اپنے طور پر  
جو انتظامات کرنا چاہو کرتے رہو۔“  
”لیکن یاد رکھی ہو۔ تمہیں چاہیے کہ آرام کرو۔ ہم  
لوگ اکثر اظہار سب سنبھال لیں گے۔“ سلطان نے اسے  
رہنما کیا۔  
”بھئی، میں ہاتل ٹھیک ہوں۔ ذمہ بھر چکے ہیں اور  
میں کسی بھی کارروائی کے لیے خود کو ہاتل فٹ محسوس کرتا  
ہوں۔“  
”ٹھیک ہے آپ۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہارے حسیا  
عدوی آوی میرے روکتے سے رکے گا تو بڑی۔“ اس کا  
جواب کہ سلطان نے پھر اذالے والے اعلیٰ درجے میں کہا تو وہ  
مسلحہ منتقل کر کے روائی کی تیاری کرنے لگا۔ ٹھیک پندرہ  
منٹ بعد وہ گھر سے روانہ ہو چکا تھا۔ اپنی روانگی کی اطلاع  
دینے کے لیے اس نے ایک گاڑی پر پیغام لکھ کر کھیل کراک  
کے پچھلے رکوا دیا تھا۔ اس کا پیغام کہ معمول تھا کہ جب بھی  
وہ گھر میں روانہ ہوتا تھا وہاں اس کے آرام میں ملنے نہیں  
پاتا اور اس طرح خاموشی سے پیغام لکھ کر روانہ ہوتا تھا۔ یہ  
میں فون پر ان سے پہلے کر کے انہیں مل گیا کہ وہ چاکلر  
پانچھ اپنی منزل پر پہنچ چکا ہے۔ شروع شروع میں تو وہ اس  
کے اس طرح ملنے پر حیران رہی تھیں لیکن اب انہوں نے فہم  
کر لیا تھا کہ یہ کسی شخص کے بیٹے کی طرف سے دولت کا عیبہ آپ  
کا کہو اسے دشمن کی بہت سے نذرہ کی بہت میں جلا نہیں  
ہوئے دے گا اور جب دشمن کو اس کی ضرورت ہوگی تو وہ بھی  
سب کچھ ہلا کر دوڑا جائے گا۔

☆ ☆ ☆  
 ”پتا نہیں ہے چاری ماہ، انوکھاں ہو کی؟“ پھر تو اس  
 محلے میں اعتراض ہی نہیں کر دی اور وہ سارا جنت مہراں  
 اتنا جانت کر نے کی کوشش کر رہا تھا کہ وہ اپنی مرضی سے  
 اپنے کسی آقا کے ساتھ گئے۔ کم از کم میرے لیے تو چاہیے  
 داخل ناقابلِ توجہ بات ہے۔ وہ لکھنؤ کی ہے ہی نہیں اور  
 اب تو ان کی بچی بنے والی ہے۔ دنیا کی ہر انوکھی بچی قدم  
 اٹھانے سے پہلے اپنی اولاد کے بارے میں سوچتی ہے تو ماہ  
 بالوں کی لڑکی جیسے نہیں رہے گی۔ مجھے پورا یچھن ہے کہ وہ

جہاں بھی گئی ہے۔ اپنی مرضی سے نہیں گئی اور کسی مشکل اور  
 ہے۔ "چنگی کی دوست صاحب کو ملنا کھانا مشورہ کرنے اور  
 لچے میں آنکھ کے سامنے اپنے خیالات کا اظہار کر  
 دونوں مہاں یہی حقیقی خان کی دہائی کے بعد اپنے  
 دوست آئے تھے اور کسی نہ کسی طرح اپنے روزگار  
 معمولات کا آغاز کر رہا تھا لیکن دل دودار تھا آئے اور  
 حادثے کے اثر سے جڑا ہے۔

"اس بات پر تو مجھ میں شک تھا کہ دادا باری مراد  
 سے کبھی نہیں گئی ہے لیکن سوال یہ تھا کہ وہ کب سے  
 دم بخودان کے بعد ہم کس سے حد تک توقع رکھیں۔ میں  
 سامنے پرکاشی صوفی چادر تار دار ہوں اور میرے ذہن میں  
 بس ایک ایک طرح کی بات ہے کہ میں نے یاد رکھ کے نہیں اپنی  
 کے لئے کالم لکھ رہا ہوں وہاں کی انتظامیہ سے بات کرنا  
 جب انتظار رکھتا ہوں پتہ نہیں چلے گا کہ وہ کب سے  
 جانے کی ضرورت ہے کہ کب کوئی پر اسات اٹھائے جائیگا  
 میں نے یہ کہہ دیا کہ کرنے پر مجبور ہوجائے گی۔ دوسری امید  
 حقیقی خان سے ہے۔ وہ ایک اداشیت آدمی ہے جس سے  
 تعلقات بھی خاصے ہیں۔ وہ اگر میری طرف سے  
 لکشی کرے تو کوئی نہ کوئی سراغ مل ہی جائے گا۔"

پھر شش تو درمیر کر کریں گے اس سلسلے میں تو میں  
 تجھیں پہلے کا بھی خاصا بار ہوا ہے گا۔ وہ دادا خان کے نائب  
 ہونے پر بہت شرمندہ ہیں اور ہر وقت اس بات پر کھڑے  
 ہیں کہ اس روز وہ اسے کچھ پر مجبور کرنا چکے۔  
 گئی ہی کیوں؟ "اس لئے اس کے لئے میں نے اسے ایک  
 چھوٹا سا کام دیا ہے کہ اسے اختیار کیا۔

"اس کا کچھ تو اپنی نگاہ میں مجھے سب سے زیادہ  
 سلمی ہے۔ اس کی ذاتی حالت بالکل بھی بدل نہیں ہے۔  
 دوسرے دو کوئی کچھ مدد مل سکتا ہے۔"

”آپ بائیں طرف کہہ رہے ہیں۔“ شہزاد نے اسے اٹھانے کہا۔ ”وہ جنوں کی طرح ہے، ہاتھوں سے حرکت کرتا ہے اور اس کے پیچھے کی ٹیکس سٹک۔ میرے دل میں تو بھی ایسی ہی کھال بھی آتا ہے کہ کہیں جنوں میں وہ خود کو کوئی نقصان نہ پہنچا لے۔ اس طرح کے حالات میں تو بہت زیادہ احتیاط کرنا ضروری ہے۔“

”کونسا قانون بھی کوئی بھی نہیں ہے، اور جان لینے اور بچنے کا سہارا ہے۔“

”نہیں، مجھے وہ اس کی کوئی حواشی نہیں کرے گا کیونکہ اس بات پر یقین ہے کہ اس کی جان ہی اس کے ساتھ رہے گی۔“

”وہ تو اس کی جان کے ساتھ ہے۔“

”وہ تو اس کی جان کے ساتھ ہے۔“

تھوڑے سا کر بھرئی ہے دلچسپ کا پلا اسید کی بجلی سے اور  
گرمی۔ اگر وہ ایسا نہ کرتا تو اسید ہاتھ مار کر چلنے کو الٹ  
دیتا۔ اسب اور اسکا ہی چھوٹی سوتلی شرارتیں کرنے لگی تھی جن  
کے باعث مشورہ کے کام میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ اگرچہ مشورہ  
خاموشی سے لیکن وہ اپنے غمخیز و خوشانی سے تمام گھریلو امور  
پر قابض رہتا کہ کسی بھی مگر میرا ہے اس بات کا احساس نہ تھا کہ  
ہر دوں میں جس کی اس کی جاتی کو اس کے ساتھ دیکھتی تھی  
اس کی زبان پر یہی ہے۔

”میں بہت شرمیلی ہوتی جا رہی ہے۔ کھانے پینے میں  
کمی لگ کر رہی ہوں۔ آپ دیکھو کہ میں ناگوار ہو رہی ہوں  
کھانے کی کوشش میں سب سے زیادہ ناگوار ہوتا ہے۔“  
”کمال ہے، یاد رہے میں بھی کبھی بچے ہوئے کشتہ زنی کے آداب  
نہیں جانتا۔ اس کے بعد دونوں میاں بیوی کے درمیان موضوع  
مباح و غیر مباح پر بحث ہو گیا اور وہ اسلم اور باوا کو چھوڑ کر اپنی  
بیوی کی چھوٹی چھوٹی باتیں اور شرارتیں آپس میں دہرائیں  
کرنے لگیں۔ اب اس درمیان میں کشتہ زنی نے اسے دایا کھانے کا  
مسللہ بھی چھوڑ دیا۔ شیشے کے چھوٹے سے باؤل میں موجود  
دایا ختم ہو گیا تو وہ اسے اٹھا کر منہ دھلانے سے لگی۔ منہ  
دھلانے کے بعد وہ بولے: ”میں کاشٹ ٹھیک کر رہی ہوں کہ  
میں ان لوگوں کی کھٹی بیڑی تھی۔ اس نے پلٹ کر کرے کی طرف  
دیکھا تو آداب ٹھیکے میں مصروف ہو چکا تھا۔ اگرچہ وہ عام  
لکھنے والوں کی طرح بڑا بڑا حوالہ نہیں دے سکتا اور لکھنے کے دوران  
چوڑا ہونے والے کسی قلم کی وجہ سے باہر سے دایا کا ٹکڑا نہیں کھا  
تھا اس کے باوجود کشتہ زنی کی کوشش ہوئی تھی کہ کام کے دوران  
وہ اس طرف نہ ہو کیونکہ بہر حال اسے اپنے کام سے بے وفائی  
نکھنی اور کارجمی اور دوسرے ہونے کی صورت میں کام کی  
دائرہ میں فرق پڑتا تھا۔ اس وقت بھی وہ آداب کا خیال کرتی  
تھی جلدی سے تھوڑا دایا دیکھ کر اس پر کھڑکی کو گود میں لیے  
اسے کھانے کی طرف لے گئی اور یہ سچا دایا کھانے سے لگا۔

”کیسی ہو کشور؟“ اپنی ”بیٹی“ کے جواب میں سانی  
 دھڑکھالی آواز نے اس کے چہرے پر ہم کاشی گروہا کر دی اور وہ اس  
 کاشی بھی کھسک رہی کہ زبان نکال کر کہے جانے والے سوال کا  
 جواب دے سکے۔

مکملات سے جو اہم نے اپنے بھائی کی آواز میں  
 کہا تھا، اس کی ہوا، وہ سچا طور پر ادا تھا اور اسے اس  
 کی تعلیم کرنے کے لیے کسی تھوڑی سی محنت کی ضرورت  
 تھی۔ لیکن یہ سچا کہ وہ اپنے فون پر اس کی آواز میں  
 ایک دھڑکن کی تھی۔ یہ بارگ سے آ رہا تھا اور ہوتے

ہوئے اس نے جان بوجھ کر مرادشاہ کو کچھ نہیں بتایا۔ کچھ نہیں  
 وہ خوف لدا تھا۔ اسے نیا دارک کے قہیت میں لے آئی اپنی  
 دھمکی کی وہ رات بھی نہیں بھول سکتی تھی جب اس کے گھر  
 آپ کے پیچھے کرانے کے کانٹوں نے ان کے قہیت میں  
 ڈھیر لی گئیں چھوڑ دی تھی۔ اس رات اگر ان کی چوہن لارا  
 آج بھی اس خطرے سے آگاہ کرنے کے ساتھ ساتھ ان کی مدد  
 نہیں کرتی تو وہ دونوں میاں بی بی جی سمیت اگلے دن کا  
 سورج دیکھنے سے محروم رہ جاتے۔ اس واقعے کے بعد جہاں  
 انہوں نے آ کر لیٹا وہ نکل جانے کا فیصلہ کیا تھا۔ یہاں سے  
 کرنا تھا کہ اپنے لئے نکالے گئے کسی کو آگاہ نہیں کریں گے  
 لیکن ان کی اس استطاعت کے وجود پر مرادشاہ نے ان تکہ سالی  
 حاصل کر لی تھی جو ایک خوش فہم شخص تھا۔

”کیا بات ہے محمود... تمہیں سانپ کیوں گولہ کیا  
 ہے؟ کیا بھری آواز میں کہ تمہیں مارا جا ہے؟“ اس کی مسلسل  
 فاسوفی پر مرادشاہ نے ایک بار پھر اسے پکارا۔ اس بار کشور  
 نے ایک گہرا سانس لیتے ہوئے اس سے بات کرنے کا فیصلہ  
 کر لیا اور چند بات سے شروع کر دی۔

”آپ بھری کلیت کو انگی طرح کچھ سمجھتے ہیں لا!  
 میں بہت مشکوں سے گزر رہا ہوں کچھ سمجھتی ہوں ہر جاتی  
 ہوں کہ مجھے اپنے شوہر اور بیٹی کے ساتھ سکون سے بیٹھنا  
 جائے۔ مجھے روتے فاقہ مندوں کی طرف سے بچہ لٹا دینا سے عادت  
 علی میں آپ کی بے تحاشا جاننا ہر قسم سے اپنا حصہ جاتی  
 ہوں تو پھر آپ لوگ مجھے میرے حال پر کیوں نہیں چھوڑ  
 دیتے ہیں۔ بھول جائیں کہ چھوڑی انکار و عالم شاہ کی حویلی  
 میں بھی کسی شہزادی کی بیٹی نے فتنہ کیا تھا۔ مرد و قصود کر لیں گے  
 اور میرے خیال تک کو کسی قبر میں دفن کر دیں۔“

”تم جذباتی ہو رہی ہو سوشل اور اپنے جذبات میں سے  
 نکل نکلی کچھ پارٹی کے گھبراہٹ سے میرے لیے تکلیف کا  
 باعث بن رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ادا  
 نے بہت زیادتی کی ہے لیکن جیسا کہ میرا ان کے کسی عمل  
 سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ تم مجھے بتانا کہ ان پارٹی کے قاضی  
 اور جج کو مجھے بہت صدمہ ہوا اور میں ہر طرف سے انصاف  
 رہا کہ کسی طرح قائم ہے۔ ایڈور کے قاضی بھی تھیں وہ اسکوں کے  
 میں ہے قصور ہوں۔ سختی شکلی سے میں نے ایک انتہاء کے  
 ججز سے تم کو ان کا فون نمبر حاصل کیا ہے۔ یہ بھی ہی جانتا  
 ہوں اور ایسا میں نے اس لیے نہیں کیا کہ میں سمجھا کوئی  
 نقصان پہنچا رہا تھا ہوں۔ میں صرف اس محبت کی وجہ سے  
 قاضی اور جج کا ناموں پر ایک جہتی کی حیثیت سے میرے



دل میں تہوار سے لے لے ہے۔ تاج اور صحر ہواں سے دور  
 پاکستان میں لہا لگیں خون اور نیت کے ذریعے میرا مستقبل  
 ان سے ابد ہوتا ہے۔ وہ اپنے دکھ کو کھینچتی ہیں۔ میں ان کو  
 اپنے حالات سے آگاہ کرنا ہوں لیکن تم۔ تم یہاں رہ کر بھی  
 مجھ سے دور ہو۔ "مراد شاہ کی آواز میں دکھ تھا۔

"میں مجبور ہوں لالہ احمدت باپ اور بھائی کے  
 رشتوں سے جو حفظ اور چھپانے میں ہوئی ہے۔ میرا دل اس  
 سے خالی ہے اور میں ہر وقت اس خوف سے لرزتی رہتی ہوں  
 کہ نہیں یہ مجھے میری چھٹی کی جنت نہ لیکن میں۔"  
 وہ فون پر ہی سسک پڑی۔ اسے اس طرح دوتے دیکھ کر اس  
 کی گود میں موجود امید نے بے چینی محسوس کی اور اپنے غم  
 تھے ہاتھوں سے اس کے رشتہ پر پکڑنے آندوں کا پھرنے  
 لگی۔ وہ بھی بڑی اچھی طرح اس سے میں نہیں چھپاتی تھی کہ  
 آندوں کی زبان کچھ کہے اور انہیں پھنے کی کوشش کرتی لیکن  
 اس کی مصیبت میں کی جانے والی حرکات نے کشمیر کے دل  
 کو جیسے ہی زحار دی تھی اور اسے لگا تھا کہ اس کا وہ دم  
 ہونے لگا ہے۔

"تم ابھی میری بات سمجھنے کی پوزیشن میں نہیں ہو۔  
 میں ہرگز بھی تم سے رابطہ کروں گا اور مجھے لیکن ہے کہ تہوار سے  
 دل سے میرے لیے کدورت ایک دنیا تک میں اٹھتی جا رہی  
 کی۔ میں تم کو یاد کروں گا کہ چھوٹی اور عاقلانہ اور مراد شاہ  
 میں بہت فرق ہے۔ اپنی کے لیے ولایت سب سے زیادہ  
 اہم ہے۔ میرا میں اسے بہت کم اہمیت دیتا ہوں۔ میرے لیے  
 میرے انہوں کی محبت اور سلامتی ہر شے سے بڑھ کر ہے۔  
 میں اگر اپنی کے حراس کا آدمی ہوتا تو وہ آباد میں رہ کر فوجی  
 سے اپنی کی کوئی سنبھال رہا ہوتا لیکن میں اس سب چیزوں کو  
 طاقت کا پتہ کرتا ہوں جو اپنی کی زندگی کا لازمی حصہ ہے۔  
 ایک بچے کی حیثیت سے میں ان سے کوئی گستاخی نہیں کر سکتا  
 اس لیے بھی مجھ کو سمجھنا کہ خود کو ان کے طرز زندگی سے دور  
 رکھوں۔" اس نے اپنی مسکرائی میں تھوڑی سی وضاحت دی اور  
 اس کے جواب کا اظہار کیے بغیر "اٹھ جاؤ" کہہ کر سلسلہ  
 قطع کر دیا۔

کشمیر نے بھی یہ جان ہاتھوں سے دیکھ رہا تھا کہ وہاں کی فوجیوں  
 پر رکھا اور خود ایک فریق کا قیام کر دیا کہ میرا میں  
 بھانسنے کے بعد اپنا سر دونوں ہاتھوں سے قلم لیا۔ خون کی  
 کشش اس کے دل کو بھائی کی طرف کھینچ رہی تھی تو اپنے  
 حالات کی سختی اور دہشت کا مشورہ سے بدی ہو گئی۔  
 "کیا بات ہے؟" ان کا فون پر غم سے بات کر کے

آپ کی یہ حالت ہو گئی ہے؟" اسے علم بھی نہیں ہوا کہ کب  
 آفتاب اس کے برابر میں آجھلا ہے۔ اس نے اس کے  
 شانے پر ہاتھ رکھ کر فوجی سے دریافت کیا تو وہ اس کی طرف  
 حوجہ ہوا اور ہر کدم میں اس کے پھنے سے لگ کر بے حواس  
 رہنے لگی۔ وہ میرے ساتھ میرے اس کی پشت سمیٹا ہوا اس  
 حوصلہ پر تیار۔ چھت گزرنے کے بعد وہ کی قدر خود پر قابو  
 پانے میں کامیاب ہو گئی۔ آفتاب نے اسے پانی پلایا اور  
 ایک بار پھر اس سے اس کے رونے کی وجہ سے دریافت کی۔  
 جواب میں اس نے آندوں کے لیے میں سے مراد شاہ کی کال کے  
 بارے میں تفصیلات سے آگاہ کر دیا۔ انہیں سن کر وہ ہکا بکا  
 کے لیے قاضی سے سوجھ بوجھ کر رہ گیا۔

"تفصیلات یہ ہے کہ کشمیر نے بھی مراد شاہ کی کال  
 نہیں سمجھ لی تھی۔ وہ اسے حالات سے اپنے لیے کہہ رہی تھی  
 ہر دہائی میں کر سکتے۔ اب بھی اگر دیکھا جائے تو انہوں کے  
 ایک طرح سے اپنے قلمی ہر دہائی کے کائنات دیا ہے  
 وہ وہ چاہتے تو ہم سے رابطہ کرنے کے بجائے انہیں  
 کوئی کارروائی کر سکتے تھے۔ اگر ایسا نہیں ہوتا ہے تو آپ  
 اطمینان نہ کریں کہ آندوں میں نہیں ہوگا۔"

"دل تو میرا ابھی نہیں مانتا کہ لالہ مجھے نشان پہنچا ہے  
 وہ لیکن حالات نے اور دیا ہے۔ زندگی میں چند دن سون  
 کے پھنے ہیں ہر دہائی کے پھنے کے لیے ہاتھ پڑتا ہے۔ جب  
 ہم کی کوئی کھینچا ہے تو وہ دوسرے بھی نہیں مارے جا رہے  
 کہیں نہیں چھوڑ دیتے۔ میں سب کے بغیر میں آپ کے اور  
 اپنی بچی کے ساتھ خوش ہوں۔ کوئی آکر میری اس جنت میں  
 دلی ایجازی نہیں کرتا ہے؟" وہ اب تک چاروں طرف گھوم  
 سکتی تھی اور بولنے ہونے ایک بار پھر آگیا چمک پڑی  
 تھیں۔

"مجھے معلوم ہے کہ آپ میرے ساتھ بہت خوش ہیں  
 لیکن غریبی رشتوں کی کشش سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جن  
 دلوں نے یاد میں ہادی مراد بھائی سے خاقت ہوئی تھی  
 آپ کے چہرے کا رنگ ہی بدل گیا تھا۔ اندرونی غمی نے  
 آپ کو اتنا غریب صورت بنا دیا تھا کہ میری نظر میں آپ کے  
 چہرے پر نہیں تھی تھیں۔ اس لیے میرا آپ کو کشمیر کے لیے اتنا  
 مراد بھائی آپ سے رابطہ کرتے ہیں تو آپ اپنی سے بات کر  
 لیا کریں۔ اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ باقی آپ کی اپنی  
 مرضی ہے۔ میں آپ کے ہر فیصلے میں آپ کا ساتھ دوں گی۔"  
 اس کے سب سے مراد شاہ سے بھانسنے پر کشمیر کے چہرے کا رنگ  
 کم ہونے لگا۔ اس وقت ایک بار پھر فون کی گھنٹی بجی۔ اس بار

آفتاب نے فون پر اپنا ایک کشمیر میں کی طرف حوجہ ہو گئی  
 اور آئے پر خود ہی کا قیام پر سو گئی تھی لیکن وہ اب آرامی  
 میں اس نے بھی کو گود میں اپنا اور مراد شاہ کے دم میں لے  
 کر کشمیر پر سلا اور اس کے کپڑوں سے ہاتھوں پر سلا  
 کر کے باہر نکل آئی۔ آفتاب ابھی کشمیر فون پر معروف تھا اور  
 اس کے چہرے کے حالات غامض سمجھ رہی تھیں۔ وہ ہے

"آپ جلد بھی بھائی ابھی اور کشمیر شام میں آپ  
 کی طرف پھر کا گئی کے۔" اس کے ساتھ سے بھانسنے والے اس  
 کے کشمیر کو بچتا ہوا کہ وہ نہیں سے بات کر رہا تھا لیکن  
 حوجہ سے بات جاننے کے لیے اسے آفتاب کے فون پر  
 گھسنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"بھیس بھائی میں۔" اسلم کمر سے غائب ہے۔ میں کا  
 کا ہے کہ رات کو کسی وقت وہ واپس آئے گا جس کا اعلاہ  
 میں انہیں کی لائٹ پہلے دیکھ کر ہو گیا تھا لیکن یہ سوچ کر  
 میں نہیں چھوڑ کر ابھی آرام کر لے کر کھینچا ہے پھر اس سے  
 بات کرنا چاہتی تھی۔ سچ وہاں تھے کے لیے اسے ہانے  
 میں تو وہ وہیں نہیں تھا۔ مسخ فون نے اپنے طور پر چھپان  
 میں کی تو مطمئن ہوا کہ بہت جگہ سے اسے بھی کی طرف  
 جانے ہوئے دیکھا گیا ہے۔ وہ لوگ سب فون پر بھی اس سے  
 رابطہ کرنے میں کامیاب نہیں ہو رہے۔

"بااٹھ ابھی اسلم کا۔ میں تو نہیں اٹھ گیا۔ بھیس میں  
 ہو گیا ہے کیا ہے؟" آفتاب کی لڑائی حالت چاہن کر کشمیر  
 کے گھر میں سے تھرکا۔

"وہ ہے وہ اس طرف نہیں گیا ہے۔ مسخ مسخ نے  
 مجھے کھانے میں بتایا ہے کہ مسخ فون کو بھی چھپا ہے  
 ہر شے میں جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہاں کو بھیس میں  
 پہنچانے جانے کا امکان ہے لیکن ساتھ ہی ان کا یہ خیال بھی  
 کہ اسلم کا اس طرح اٹھ کر بھیس کی طرف چل پڑا اس کے  
 لیے خطرہ ہے جو سکتا ہے۔ وہ اس کی خبر دیت کی طرف سے  
 مسخ کو کھینچ کر لے گا۔" آفتاب کی باتوں نے اسے حرج  
 مسخ میں چھڑکا دیا۔

"یہ تو بہت برا ہوا۔" وہ فون سے چارے ابھی بھلی  
 دیکھ کر کہہ رہے تھے۔ اب تو ان کے اس خطا مہمان بھی  
 گئے ہوا تھا۔ انکی حالت میں مطمئن نہیں ہے ہادی ماہانو  
 نے کہاں پھنس چکی ہوئی ہے اور کس حالی میں ہے اور ساتھ ہی  
 اس کے بھی خود کو کھنکھ سے میں اٹھ لیا ہے۔ میرا تو دل بیجا  
 ہے کہ جانے دونوں کے ساتھ کیا ہوا ہے؟ ۱۶

کھڑا رہا  
 دلوں کی خفا سے کرے۔" اپنی کشش کا اظہار کرنے کے  
 ساتھ ساتھ اس نے فون پر بولنے سے دھمکی کی۔

"آمین۔" آفتاب نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ "میں  
 اسی طرح دعا کرتی رہی۔ دعا میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔  
 باقی ہم وہیں کے کہ کیا ہے کہ پوچھا گیا تھا کہ۔ میں نے  
 بھیس بھائی سے کہہ دیا ہے کہ کشمیر میں ان کی طرف ابھی  
 کے۔ میں مسخ فون کے ساتھ چھ کر کشمیر میں کہیں کہیں  
 کی کہہ کے لیے ہم کمالی اقدامات اٹھا رہے ہیں۔ مسخ فون پر  
 فون اس طرح کی مسخ فون میں حساب نہیں ہوتی۔"

"فک ہے۔ اس دوران میں کمر کے خروار کی کام پھنا  
 لیتی ہوں۔" اسے سوری ہے، آپ بھی چاہی تو اطمینان سے  
 اپنا کام کر لیں۔" وہ مراد شاہ کا فون آنے کے بعد خود پر  
 جاری ہونے والی کیفیت فراموش کر چکی تھی اور اب ماہانو  
 اور اسلم کے لیے فون میں ان کی سلامتی کے لیے دل میں دل  
 میں مسخ دعا میں مانگے میں صرف تھی۔

☆☆☆  
 ہر گز اس پر اچھا کرنا چھڑا جانے کے لیے نرم دھم  
 علیہ دلوں والا کشمیر کی غریب صورت گنگ رہا تھا۔ وہ انکا  
 جذبہ تھا کہ اس نے لائی میں موجود دھول پر دلوں کو اور ابھی  
 نشان بھانسنے کی کوشش میں کی تھی کہ بھیس بھیس کی پھولوں کو  
 ... ہوسے کے قریب بھی جاتا تو ایک ادا سے پھولوں کو  
 سرگھٹنے کے بعد واپس پھندا تھا اور اپنی اگلی ہاتھوں سے ہادی  
 ہادی اس بڑی ہی لیکن ہاں کو لگے لگے گنگ ہو گئی نے شاہ  
 اس کی اولوں سے حجاز ہو کر ہی اولوں کو جت اسے حجاز کر دئی  
 تھی۔

"کنا تو ابھی پڑا ہوا ہے۔ بھگے والوں نے اسے  
 بھانسنے کے بجائے مسخ اپنے پاس ہی رکھ لیا ہے تو یہ پڑا ہوا  
 تجب کی بات نہیں ہے۔ ویسے بھی ان کا مسخ میں حیثیت قوم  
 سے ہے۔ اسے میں بھی ہادی پر ابھی چھ کر بھیس بھیس کی فوج  
 رہتی ہے۔" اور فون کی دد سے بھگے کے کان کا شہر بھیس  
 چارہ میں نے تھرکا دیا۔ وہ دیکھ رہی تھی بھیس بھیس تھا۔ میں  
 سے ان کے ہر کارڈ پر فوجی کا رہی اپنی کی رچا رہت کی بھی  
 اور ملتان کے ساتھ حالات کے مطابق منصوبہ بندی بھی کر  
 والی تھی۔ اب وہ اور ملتان بھگے سے کالی کاٹنے پر سوجھ  
 ایک پھر ملتان کی فوجی میں عزول پر سوجھ رہے۔

ماہانو میں عزول کے جس کمرے میں انہوں نے آ رہا  
 وال رکھا تھا وہ ایک تاریکی دار سے کے خطر کا حصہ تھا۔ اس  
 قمارت میں زیادہ تر دقتیں تھیں۔ ان میں سے پھر شام







”ساروں کی کھل کو کرنا ہے مگر اس لیے کسی خیر سے کیا ہے۔ ویسے بھی مادہ کا کتنا ہے کہ اس کا تاراج ہر کسی جان کر سوتا ہے اور مشکل سے ایک دو بار جاکتا ہے۔ اگر تاج بھی یہ خلیہ خیر سوتا رہا تو ہمارا جہاد ہو جائے گا۔ کیونکہ جو سے خیال میں انویم مٹی اور مٹی میں جہاں سے کیا ہے۔ اسے بالکل بھی ڈانٹیں اور ہوا کا کر کسی کے ذمے سے کو بیٹھ رہے ہیں۔ یہ بات نہ کہ کام کا نام دے۔“ سلمان کے لیے میں ایک امید کر رہی۔ اسی وقت انہوں نے ایک گاڑی ٹھیک کی طرف آتے دیکھی۔ یہ بالکل نئے مال کی ٹھیک تھی۔

چراغوں نے گاڑی دیکھتے ہی تیزی سے ٹھیکے کا گیت کھول دیا۔ گاڑی اندر چلی گئی۔ ٹھیکے میں موجود افراد میں سے ایک نے اس کا استقبال کیا اور اپنے ساتھ لے کر اندر چلا گیا۔ کچے کے ساؤنڈ پروف بیٹنگ روم میں سوتے ہوئے ہونے کی وجہ سے وہ لوگ ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنے سے محروم رہے۔ ٹھیکے کے بعد چھوٹوں کے کونے سے بھی گاڑی اندر چلے گئے۔ ٹھیکے میں بھی کچھ لوگ سامنے سے اس کے کونے پر آ رہے تھے۔ وہ دونوں جس زمانے سے بیٹھے تھے ان کی گردہ ہے۔ اس سے یہ دیکھ کر ٹھیکے کے بعد ہاتھ کا گاڑیوں چلانے والے کون تھے۔ وہ اس اسی وقت ان کی صورت دیکھتے تھے جب گاڑی سے اترنے کے بعد ٹھیکے میں ان کا استقبال کیا جاتا تھا۔ آخری گاڑی میں ایک اور چکر گارڈس وہاں لگیا۔ چارویں تو اس کا چکر، پھر ساتواں لیکن وہ ٹوٹی طور پر اسے حاضرت میں کر سکا اور چند بیٹنگ می ڈیو کے کے بعد اندر چلی گئی۔

اس کے اندر جانے کے بعد چھوٹے کے لیے وہ بالکل ہار کی جگہ میں چلے گئے کیونکہ اب وہ ٹھیکہ دکھائی دیتا تھا اور نہ ہی سٹی کی کچھ بھگوان سے گئے آئے میں پہلی آواز سنا رہی تھی تو وہ دونوں ہی غوطے ہو گئے۔ اس آواز کے سٹی دینے کا مطلب تھا کہ تاج بیٹنگ روم میں سوتا رہا ہے اور وہاں ہونے والی گفتگو سن سکتے ہیں۔ وہ مدام سے بیٹنگ کے باکاء آواز کا انکار کرنے گئے جس کے لیے انہیں نے وہ زحمت نہیں اٹھانی تھی اور یہی پہلا ہاتھ کے بعد کسی نے سمجھ لکھ میں یہاں شروع کر دیا۔

”آپ سب جانتے ہیں کہ یہ بیٹنگ کیس اور جی کی تھی ہے۔ ہم برسوں سے یہاں کام کر رہے ہیں اور یہی برسوں میں تھی اور ہمیں اتار چڑھاؤ کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن یہی عمر سے تو حالات اب اسے بڑے بہت سی قربان ہو گئے ہیں اور ہمیں لگتی ہے کہ نقصان اٹھانا پڑے ہیں۔“ بھتیجی میں

ہمارا رنگ یکساں تھا۔ ہوا اور اب لوہو کی کوئی کی تھی سے خواجہ سراؤں کی مدد سے بنائے گئے بیٹ اپ کو خاصا نقصان پہنچا۔ مساجد میں بھی کوئی کوڑ ہو چکی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے لیے کام کرنے والی ایک لڑکی مالہ کی وجہ سے ہمیں خاصا نقصان اٹھانا پڑا ہے۔ تجربے میں ہے۔ دشمنوں کے کیمپ سے جاتی ہے اور اس کے دھوکے کی وجہ سے ہمیں اپنے کیمپ ونگ کے اندر کوڑ سے ہاتھ دھونا پڑا ہے۔ حالات کو دیکھتے ہوئے ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ہماری پہلی پکائی شوقی انجینئروں کے علاوہ بھی کوئی فوجی انجینیئر ایسا ہے جو ہمارے خلاف کام کر رہی ہے اور اس مسئلے میں ہمارے سامنے چار تہ ترین نام ہے۔ وہ کرل کرل کر رہا ہے۔ ہم اپنے سوز سے یہ مطمئن کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں کہ آج کل کرل کرل کر رہی ہے۔ اس سے جہاں سے ہمارے پاس اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں رہا ہے کہ کرل کو وہاں سے ہٹا کر لیا جائے اور اسی سے ہماری انٹارکٹین حاصل کی جائے۔

”اٹھائے کے منصوبے میں مستحقین کے چارہ کر لیا ہے۔ یہاں منصوبہ آپ لوگوں کے سامنے دیکھیں کہ آج اس میں کوئی غلطی ہو کر کر ل کر لی جائے۔ پھر مستحقین کو اپنے منصوبے سب کے سامنے جان کر دے۔“ پیچھے ہٹاؤ اور آواز بلند ہوئی تو انہیں ایک زمانہ آواز سنائی دینے لگا۔ ہونے والی کے لیے سے ظاہر تھا کہ وہ خاصی سخت طبیعت کی مالک ہے۔ اس کے لیے کہ یہی طریق اس کا منصوبہ ہی سخت خطرناک تھا۔ چارہ کر ل کر اپنے دو ٹھیکے کھڑے ہوئے تھیں۔ ساتھ ہی اسے یہ بھی یاد آ گیا کہ اس کا منصوبہ ہونے والی صورت اور ماریا کی مال مستحقین ہوتے ہیں۔ یہ صورت بہت ہی وجہ ہوتی ہے کہ انہیں پہلے ہی مطلب ہو گیا تھا کہ ان کی سوجھ بوجھ کا جان کر وہ خاصا بچہ جوش ہو گیا تھا۔ ان کے چارہ کار کے مطابق یہ صورت ذیل اہمیت تھی اور اس کے ساتھ ساتھ سوسائے کے لیے بھی کام کر رہی تھی بلکہ اس کی جتنی وقار دیتی تو سوسائے کے ساتھ ہی تھی لیکن وہ اس کے ساتھ ہی ٹوٹی اس لیے کل رہی تھی کہ متحدہ تو دونوں کا ایک ہی تھا۔ پاکستان کو نقصان پہنچا تاہم یہاں سے حالات کو اس کی بجائے چاہا جہاں بھی کرل کرل کر رہی ہے۔

”ہم کرل کرل کر رہی ہیں تو ہمیں کو مسلسل واقعہ کر رہے ہیں اور میں نے سوچا ہے کہ کرل کو ہمیں روز کو ٹیپ کیا جائے گا، اس روز اسے کچھ پہلے چلا کر پاکستان بھی تھوکر دیا جائے گا۔ اس مسئلے میں بھی سارا ہوم ورک کر لیا گیا ہے۔ اب یہ منصوبہ کہ جو ہر طرف کی غالی سے پاک رکھنے کے لیے

اسے بھی میں آپ کے سامنے رکھ رہی ہوں۔ آپ میں سے ہر کسی کو چاہیے کہ اپنی رائے اسے سنائے۔“ وہ لوگ اپنے ایک منصوبے کو آپس میں دیکھنے لگے۔ ان کی یہ باتیں سن کر چارہ کرل اور دشمن دونوں ہی کے چہرے پر غصہ برپا ہو گیا۔

”مگر ان کے دشمنوں کے ساتھ ساتھ یہاں سے پہچانے کے بعد اب ان سے ایک ایسی یادگار بھی چھین لیا جاتا تھا جس کے لیے میں پاک سرزمین کے ہر بچے کو تھپتھپاتے ہوئے یہ بتایا جاتا تھا کہ یہ جہاد میں اس مقام پر خیر کیا گیا ہے جہاں 23 ستمبر 1940ء کو ہندو اور پاکستان متحور ہوئی تھی۔ دشمن نے یہاں سے خیرات خیرات سے بڑی تیزی چل رہی تھی۔ ایک طرف وہ اپنے اہلکار کی آگ بجھاتا چاہتے تھے تو دوسری طرف تو م کو ایک ایسے منصوبے سے چارہ کرل کے والے تھے جو انہیں کچھ سے بڑھ کر دے۔ ان حالات میں ان کے لیے کرل کرل کر رہی تھی کہ وہ ہمارے ہاتھ میں یہ کرل کر لیا جائے۔

”پھر ایک تجربہ ہے یہاں میں ایسا چاہیے کہ چارہ کرل کے علاوہ بھی دوسری ٹھیکوں پر ریاست کریں۔“ اس کی ٹھیک کر دے۔ ٹھیکیں جہاد کی طرف ہی اہم ہوں لیکن ہولی ٹھیک میں ہی چاہیے تاکہ زیادہ سے زیادہ مل سکیں ہوں اور یہاں تک کر لے آئے۔ ایک تجربہ ہے ہر ایک آواز والے نے یہاں سے جہاد میں جہاد کی ہر سطح کو بہت پسند آئی اور اس لیے اس پر عمل کی ضرورت دیتے ہوئے تجویز دینے والے کو بھی یاد دہانہ دے دیا کہ وہ اپنی عمرانی میں جیت چاہیے۔ کام انجام تک پہنچا دے۔ سازشوں کے اس ٹوٹنے کی بیٹنگ لگتی ہے چند باتوں کے بعد انہیں اس مسئلے میں داخل ہو گئی۔

”مگر انہوں نے بھی یہی سے اپنی جگہ چارہ کرل اور ساتھ ساتھ اپنے ہاتھوں کو ہدایت دینے لگے کہ انہیں کیا کرنا ہے۔ بیٹنگ کے لیے آئے والے چاروں اہم افراد کو ٹھیک سے دور ہاکر پھیرا جاتے تھے کیونکہ ٹھیک میں جو خاصی گفتگو تھی وہ ان کی رائے اور بات کو ٹھیک بن سکتے تھے۔ وہ ٹھیک سے بھی دور رہنے کے ساتھ ہی جگہ پر چڑھائی کر کے کامیابی حاصل کر سکتے تھے لیکن اس میں بھی کسی حد تک خطرناک تھا۔ بلکہ یہاں سے بھی دور رہنے کے لیے انہیں سے کسی کی جان نہ چلی جائے۔

”مگر انہوں نے بھی یہی ہدایت سے زیادہ انہیں فائدہ کر لیا۔ ان کا فیصلہ سونہ ہوتا۔ باقی چھوٹی ٹھیکوں سے تو بعد میں یہاں سے بھی ٹھیکے کے چھ ماہوں کا ہم ٹھیکس ۱۱ سالے سے ٹھیکے میں کے علاوہ اور آواز اور خبری سے کہہ دو کہ ۱۱۱۱۱۱

مکرم داد

مشہور

مشہور اور بھری طرے ایک مرتبہ جس لڑکی سے یہیں کا جڑ گیا۔ گاس لڑکا ہے اس نے دکان اور سے پوچھا۔ ”تم دن بھر کتنے یہیں کا جڑ کر دھت کر لیتے ہو؟“

”قریب ایک مہینوں کا۔“ لڑکا اور نے بتایا۔

”تجربوں ایک مشہور دکان میں جس پر کل کر کے تم تقریباً ۱۲ مہینوں کا دس ۱۲ بجے ہو۔“ بھری نے کہا۔

”وہ کچھ جاب؟“ دکان دار نے جس سے پوچھا۔

”گاس ہمارا برادر کا کرد۔“

(کل کار میں کی کتاب گھٹک لٹا کر سے انہیں اس کا سبب دیکھ رہے۔ میں اپنا دل)

کے گروپ میں باقی دونوں سے نہ لیں۔ ”وہ جس صورت کے ایک دھڑلے ٹھیک کی گرائی کر رہے تھے، اب اس کی یاد ٹھیک میں بھی چلے گئے۔ ہار ٹھیک میں بھی کر اس نے سلمان سے کہا اور ٹھیک کر اپنی ڈیگ پر سوار ہو گیا۔ یوں تو وہ زیادہ تر گاڑی کا استعمال کرنا تھا لیکن یہاں آتے ہوئے گاڑی ہینڈ کو انڈر میں چھوڑ کر پھر غاص یا ٹھیک پر آ جاتا۔ وہ یہیں والی پر سوار ہی تو تھوڑی دیر ٹھیک پر آ گیا لیکن اپنی رفتار اور رنگ سے دس میں آسانی سے جگہ بنا کر کل جانے کے باعث خاصی سہولت بھی تھی۔

”ٹھیک سے ان لوگوں کی رہائی شروع ہو گئی ہے۔ سب سے پہلے ٹھیکس ۱۱ لکھ ہے اور اس کا رگ ملانے سے باہر کی طرف ہی ہے۔“ وہ دونوں اپنی اپنی سواروں کو اشارت کر کے پار ٹھیک سے باہر چل رہے تھے جب گرائی کرنے والوں میں سے کسی نے اطلاع دی۔ ان دونوں ہی نے اپنے اپنے ڈیگس پر باطلات مٹی۔

”جانتے ہو کہ وہ بالکل بھی بھلنے کی ضرورت نہیں ہے۔“ چارہ کرل نے سنی سے گھر جا کر جس پر چارہ کرل میں کیا کیا اور ایک ایک کر کے انہیں چاروں ہی کی رہائی کی اطلاع ملی تھی۔ ان کے لیے ضروری تھی تھا کہ وہ ٹھیک کے گیت سے ہی تھا یہ شروع کر دیا کہ انہیں اس جگہ ملانے سے میں وہاں تک پہنچنے کے لیے ایک ہی راستہ تھا۔ چارہ کرل نے بھی مستحقین کی کر کے سوک کو چارہ کرل دیا لیکن اس سے پھر چارہ کرل







عزیز دوست! یہاں سے تم کو دعا ہے۔

”اچھا سلوک تو تم میرے ساتھ کسی صورت میں کر سکتے ہو۔ اگر میں تمہاری بات مان کر شرافت سے تمہارے ساتھ جانا پر راضی ہوگئی تو میرے ساتھ کچھ بھی ملو، پر محبت بڑا سلوک ہوگا اور اگر کسی سے میں شرمیں، میں لاپرواہ ہو کر بدداشت کرنے کی بات نہیں ہو سکتی اس لیے کہہ رہی ہوں کہ میں وہی کروں جو میں خود سب سے سیکتی ہوں۔“ اس نے انہیں جان سے جواب دیا اور گزنی ایک اور لکائی اور پر چڑھا دی۔ چارہ بھی گزنی کو اسیں ہوا کہ وہ اس کے سامنے بیٹھ رہی ہے۔ جو شخص مرنے سے ڈرتا تھا اس سے ہر گز سے ڈرنا چاہتا تھا۔

”کہا جاتے، بھروسہ دہائی ہی ایک ساتھ لے لیتے ہیں۔ اپنے اس آخری سفر کو ہم عالمِ دانش بھی یاد رکھ گئے۔“ ممبرانِ اسمبلی کے ساتھ کہتے ہوئے اس نے یکدم ہی اسٹریک سٹوڈیو کی گاڑی زوردار دھماکے سے ٹھوکی اور کچے کچے حلقے سے گرائی اور اسے توڑتی ہوئی کچے کی طرف کرنے لگی۔

یہ جاہد علی کی زندگی کا خوشگام لکھی شاہ سے  
خوش قسمت اور خوش گامی ہے جاہد کرنے کے لئے جس  
کی ایک نئی۔ شعلہ نے بہت عرصہ میں ہمارے دل میں چھپا  
ہو کر رہا تھا۔ کوئی نئی ہوئی ہے وہاں ایک کے ہر جان  
جاہد۔ جاہد علی نے اگر اسی وقت بہت کی بہت گاہ کو  
قائم کیا ہوتا تو شاہ اس کا بھی انتہام ہو۔ اب بھی وہ  
خاموش ہے جس وقت کہ جس سے ہوا کی گامی کسی بھی لئے  
ہے کہ جس کی اس لئے شعلہ کی گم ہوا کہ وہ سب سے پہلے  
اپنی جان جاننے کی تہہ کرنے لگا۔

سب سے پہلے اس نے گاڑی کے دروازوں پر قسمت آزمائی کی مگر دروازے ٹاک ہو چکے تھے۔ اب اس کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہ رہا تھا کہ وہ شیشے پر تڑپے لیکن اس کے لیے بھی اسے اپنے ہاتھوں سے ہی کام لینا پڑا۔ اصل تو پہلے ہی ہنگامے سے اس کے ہاتھ سے ٹکڑ چٹکا تھا۔ اس نے فیصلہ کرنے میں دیر نہیں کی اور دایم ہاتھ کا دروازہ کھولا اور کر دیکھ جانے لگا کہ شیشہ تو دیوار ہی وقت اسے اوپر سے جھانکنے والی طرح سے نظر آئے۔ یہ عجیب سا منظر دیکھ کر اسے انہوں نے حیرت ہوئی تھی، دیکھتا تھا اور سب پر قسمت آزمائی کے سواروں کا حال جانتے کے لیے کچھ جھانک رہے تھے۔ راستہ بوری تھی، اس کے باوجود وہی اندھا وقت نہیں گزرا تھا کہ ایک بڑے خوبصورت چٹک کا زارہ بالکل ہی غوطہ جاتے۔ اس کے اوپر اور نیچے سے مسلسل گاڑیاں گزر رہی تھیں۔

”ہمارا دھم بکاد، چھٹی صاحب“۔ جاوید علی کا ہاتھ  
طرف دیکھتا جا رہا تھا کہ اس سے ایک سے اسے کہا۔ جاوید علی  
نے فوراً اس کا ہاتھ بائیں ہاتھ میں لیا۔ وہ ایسے اوپر اٹھنے میں  
معاذ اللہ تھک رہا تھا۔ دوسرے شخص نے اپنے سامنے جاوید علی سے  
قائم رکھا تھا کہ وہ خود وزن کی وجہ سے اٹھ نہ سکیں۔  
ہاں کہے۔ چاروں کی نظر اس کے بعد جاوید علی سے اٹھنے کے  
سے اٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔

[illegible]

\*\*\*  
 رات تقریباً اصل چکی گئی اور سیدہ عمر بھولنے لگا۔  
 اذان کے چرنے پر سمجھ بھول کی جھنجھکاؤ پھیل اسی کے  
 ساتھ سر ہٹا کر بیٹھا تھا۔ اسی کے جسم کے مختلف حصوں  
 پہونے چنے دھم موجود تھے تاہم کبھی بھی دھم نہ ہوا  
 غرض کہ فیض قادریہ معمولی اور یکے کے بعد آچتا ہے  
 ہر گز گرد یا کھنکھانے کے بعد کھنکھانے والی باتوں سے  
 جان چھڑا کر نکلنے کے لیے اسے اپنے ادارے کے سرکار  
 استعمال کراچیا تھا اور وہ اذان کی طرف سے بے خبری سے  
 کی وجہ سے سیدہ عمر کو بھول چکا تھا۔

”تم سے اس طرح کی حرکت کی امید نہیں تھی۔ جرات  
بھری اور محنت میں فرق ہوتا ہے۔ بے فکر ہم اپنے  
فرمان کی انہام دہی کے لیے بروقت جان کی قربانی دینے  
کے لیے تیار رہتے ہیں لیکن عسائی تربیت میں خود غشی کی  
تربیت تو ہمیں بھی شامل نہیں ہے۔ میں نے جیسو تم پر فرمایا  
کہ میں اس دارم نے تم کو نگہ بہت دیا میں کیا ہے جاہلوں  
پیمان کے لیے میں دادا اصرار اور سوس تھا۔“

”ساری سرائیں خود مشرق و ہوں کہ میں سچا کوزہ  
 یہاں لانے میں کامیاب نہیں ہو سکا۔“  
 ”میں اس وجہ سے تم سے ناراض نہیں ہوں۔“ یحیٰی  
 نے خود اسے شک دیا۔ ”مجھے حیرت کے طریقہ کا ہے۔“

ہم نے کسی اہم مقام پر اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔  
 اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔  
 اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

"ہمیں اس وقت پتا نہیں گئیں کہ یہ کون سا شخص ہے۔" اس نے اپنی انگلی اٹھائی اور کہا "اس شخص کو ہم نے قتل کر دیا تھا۔"

”اوسے سر۔“ اس نے فوراً ہی ہر لپٹے میں ہی ہمت  
 لے لی۔

”جاؤ تمہارا گھر۔ یہاں سے کہو۔“ اور اسے لوگ اپنی حفاظت  
 فراہم کریں گے۔“ مخالفیہ تو جرح ایسی ہی نے آسمان سے اس کی  
 پہچان کر لی۔ وہ انور ماضی وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دلوں اور  
 سڑکوں سے چڑھ کر اس کا جسم آرام کا غواہ بن گیا تھا لیکن وہ  
 سب سے پہلے حال جاننے بلبر کی طرح سکون سے جھک کر سوسکا تھا۔  
 یہ بھی سبکھا نہیں تھا، وہم بلبر کے ساتھ جانے کا کہا ہے ہے  
 کہہ رہا تھا۔ وہ لی لی وہاں سے وہ بھی اعتراض کر رہا تھا کہ  
 وہ سب سے پہلے فرحت نے اپنے ایکٹ کو ہونے کا حق ادا کر دیا تھا  
 اور پھر دلوں سے اس طرح وقار کی بجائی تھی کہ جان دے  
 دے لی لی لیکن وہاں سے اسے دیا تھا کہ کوئی اس سے  
 کہہ نہ پائی کہ وہ کہا نہ سکے۔ وہ بہرہ وہاں چل چلا کر برسوں  
 پہلے میں رہی تھی اور خود کو ایک ایسی صورت کے حوالے کر  
 رہا تھا جس نے اس کی فاضل سے کوئی خاص تعلق نہ تھا۔ یہاں تھا۔  
 ”کیسی طبیعت ہے یہاں؟“ اس نے کہا لیکن اس نے یہاں سے  
 کہہ ”وہ ایک گھر ہے کہ وہاں وہ سب کو گھر اور اہل گھر  
 میں نے اسے دیکھ کر کہا۔“

طبیعت تو مجرم صاحب نے بالکل صاف کر دی ہے۔  
 یہ دیکھ کر کیا رہا؟ اس نے بھیجی ہوئی سکرپٹ کے ساتھ  
 دستخط دے دی اور فراموشی اپنے مطلب پر بھی آ گیا۔

”میں نے کچھ کر دیا کیا ہے۔ وہاں ہمدانی اسٹور  
کا کچھ مواد موجود تھا۔ آدمیوں کی بھی انجی خاصہ تعداد  
تھی۔ یہی ایمل بی نے خود وہاں کارروائی کرنے کے  
لئے، شہر کے کنارے آپریشن کیا ہے۔ آپریشن میں وہاں  
کئی کئی ہزار مرد ہلاک ہو گئے ہیں۔ خود مجھے بہت بچے  
میں سے بچ کر بھاگنے کی سہولت ملی تھی اور وہ لوگ خود ان سے  
بچ گئے۔“

تین تینوں کا کیا ہوا جن کا قم، راشد نور خیر ی مہیا  
میں تو اپنی جان کی بازی لگانے کے باوجود

مستحق کو ملے جس کا مطالبہ نہیں ہو سکا۔" اس کے لہجے میں  
 اسی جلی۔

”ہم بھی کوئی جڑا کر نہیں مار سکتے۔ میں جس آدمی کا  
بیچا کر دیا تھا اسے خاقان کا اعزاز دے کر کیا اور وہ کھنگھڑا  
دے کر گئے۔ میں کا سیاب ہو گیا۔ خیر بھی اس وجہ سے کام  
رہا کہ مجھ کو خاقان کا کافر اس ننگے میں جو خود ہے...  
جہاں وہ اس کا خاقان کرتے ہوئے پہنچا تھا میں ہوا یہ کہ وہ  
اور اس کا سامی اس ننگے کی عمرانی کرتے ہوئے اور جب اس  
عظمیٰ کی گرفتاری کے لیے ننگے پر پر کیا گیا تو کھنگھڑا  
کہہ دیا کہ خاقان سے ساتھ والے ننگے سے ہوا تھا اور خیر کی  
فکر وہاں سے نکل کر فرار ہونے میں کا سیاب ہو گیا۔ ہم  
چادریں شرف و اشراف سے میں نے دانے بندے کو  
چھان تک لانے میں کا سیاب ہو گیا ہے لیکن بد قسمتی سے اس  
عظمیٰ کو بھڑپ میں سر پر انکا چوت آئی ہے کہ وہ مسلسل ہے  
ہوش ہے۔ اسے اسپتال میں داخل کروادیا گیا ہے اور ہم  
پھر یہ ہاتھ دھر رہے ہیں اس امید پر بیٹھے ہیں کہ وہ ہوش میں  
آجائے تو اس سے بہت معلوم کیا جاسکے۔“ سلطان کی فراہم  
کردہ معلومات اس کے لیے خاص ہیں کن کہیں۔ اتنی  
جگہ روڑ کے بعد میں لوں گے کہ خاقان کو بہت ہاتھ دیا گیا ہو۔  
سلطان کے سامنے اس نے اپنی اس مادی کا اظہار کر دیا۔

”خیر، ایسی بھی بات نہیں ہے۔ اپنے دوا اہم افراد  
باتھ سے لکل جانے کے باعث زمین کو خالص تصفیانہ اخلاقی چار  
ہے۔ دوا اپنے ایک اہم فلکانے سے محروم ہو گئے ہیں۔ اسلئے  
اور بارش کی سواد کے علاوہ ان کے بے کام کرنے والے کئی  
غول غوار و فاکلز نے بھی اپنی جگہ سے ہاتھ دھنے تھے اور  
سب سے بڑھ کر یہ کہ انہوں نے اپنی جنگ میں جو خطرناک  
سازشیں تیار کی تھیں، ہم ان سے اتفاق ہو گئے ہیں۔ اب  
ان کے لیے ممکن نہیں ہو گا کہ دوا اپنے ناک بارشوں میں  
کا صواب ہو سکیں۔ ہم کرنل صاحب کی سکیم کو فی کے ساتھ  
ساتھ بیٹا پاکستان سمیت دیگر آزاد ممالک کی سکیموں میں  
اضافہ کر کے سازشیں کو ناکامی کا منہ دیکھنے پر مجبور کر دیں  
گے۔ تم جانتے رہاؤں ہر سے وہ سوچ کر ہی خود کو مطمئن  
کر لو کہ ہم نے اپنی جگہ دوا کے نتیجے میں تو کم ایک عظیم  
مدد سے استفادہ ہونے سے بچایا ہے۔ اگر نہ تھا تو  
بیٹا پاکستان کو کوئی تصفیہ پہنچتا تو نہ شاہ بھی کسی خود کو  
صاف نہیں کرتے۔ سازش سامنے آنے کے نتیجے میں ہم کم  
از کم بعض اطلاعات کو حراہ مضبوط کرنے کے قابل ہو گئے  
ہیں۔۔۔۔۔ بس یہ کامابی بھی بہت ہے۔ انسان کے مجھے میں







وہ ہندو میں بھی ہوئی ہو۔

”کالی ایک ہے کہ بچہ جس کے سامنے آگ کو بھی جگا ہے۔ وہ کوئی کرکٹ کے کپتان کی طرح نہیں تھا تو کتنے ہونے لگے ہی ابھی تک وہی نہیں آیا۔“ وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے وہاں سے ہٹ گئے تو شہر بار اپنے ساتھیوں کی طرف ہوا۔

”یہ ہمارا آدمی خطرہ ایک ثابت ہو سکتا ہے۔ بھائی پر ہونے کی وجہ سے یہ دھوکا سے بچا گیا ہے۔“

”یہ تو اچھا ہے، میں اس کے بچانے پر آنے کی وجہ ہے۔“ سلو نے اپنی مائیکسنگ مینل کو چمکا دیا۔ ”اسے چھپا دوں گے ساتھ یہ خطرہ وہ تینوں خصوصیتوں پر اپنے ساتھ رکھ کر لائے تھے کیونکہ ان کی سب سے بڑی خواہش یہ تھی کہ کسی بھی قسم کے خود مشرب اور ہنگامے سے بچا کر اپنے کام کو اپنے مکمل تک پہنچا دیں۔“

”مصورہ حال کالی نازک ہے۔ یہاں سب لوگ وہاں سے ہادی طرح جاننا نہیں ہوتے ہیں۔ اگر ان میں سے کسی کو یہ احساس ہو گیا کہ ان کے ساتھ کوئی گولڈ ہوئی ہے تو وہ پھس کو بھی اندر میں رکھتا ہے۔“ وہ خاموشی میں کھڑا تھا۔

”اب تو جہیز ہمارا کیا جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس سے بھی اور انہیں چاہیے۔“ سلو نے بے چارے سے اس کی بات کا جواب دیا۔

”میں مرنے سے نہیں روتا لیکن اپنے قصور میں کامیاب ہونے پر بھرپور بھی نہیں چاہتا۔“ شہر بار نے غصے کے ساتھ اس کی بات کا جواب دیا۔

”انسان کے چاہنے نہ چاہنے سے کیا ہوتا ہے۔ یہاں ہر شخص یہ سوچ کر قیامت تک جینا چاہتا ہے کہ وہی دکھاں کام کرنا ہے اور وہاں تو خواہش ہوتی ہے۔ لیکن جب صورت کارفرما آجاتا ہے تو ہمارے کسی کو کوئی فکری نہیں ہوتی۔“ سلو نے کھنکھارے میں کہا۔

”اس بحث کو ہمارے وقت کے لیے اٹھا دو۔ ابھی ہمیں ہادی تو رہا ہے ہارٹ پر رہی ہوگی۔“ بحث کے طول پکڑنے سے پہلے کام نے دھڑا دھڑکی تو شہر بار علیحدگی سے انہیں دیا یاد دہانہ کیا۔ ”وہ پچھلے عرصے کا بھی اس موقع پر حرج کچھ جاری رکھنے کا کوئی پروگرام نہیں تھا۔“

”میں میں گینت پر ٹھہر رہا ہوں، تم کام کے ساتھ دوا کر رہے تھے کہ کام میں حصہ لو۔“ اس کی دہا دہا دہا کے ہوا سلو نے اپنا فیصلہ بتایا۔ عام حالات میں شہر بار خود بھی گینت دانوں سے ٹپکنے کا فیصلہ کرنا لیکن سلو سے ہونے

وہ دل چاہو بحث کی روشنی میں اس نے اس کے فیصلے سے اختلاف کرنا مناسب نہیں سمجھا۔ رنگ زیادہ ہونے سے ہادی ہر حال اسے یہ یقین تھا تو قہر کے سوا بے چارہ ملا جیل کا ناک ہے۔ لیٹو بچنے کے بعد سلو اپنے ہارٹ کی طرف بڑھ گیا جب تک کام نہ ہو کر لدا لے گا۔ سلو نے کہا ”اگر اسے دوتے خاندان سے ہمارا تو چنگاری کی جگہ ہوتی لیکن ان دونوں نے توجہ نہیں دی اور کام تک کر دی کی حد سے کی ہندی کی بھڑکی سے ہوا پر چھٹے لگا۔ جب وہ اس حد تک ہوا تو چنگاری کے خاندان سے ہادی تک ہاتھ بچا جائے تو رک گیا اور ہارٹ کے اپنے ہارٹ سے بکھڑے لگے۔ وہ مخصوص مسات کا ایک ٹوکھا جس نے اگلے چند منٹوں میں بھی بڑی تار کات کر رکھ دیا۔ اس نے احتیاط سے ہارٹ کو ہارٹ کر دینے کے لیے رات بٹا اور حرج ہادی پر چڑھ کر دیا اسے بیچ گیا۔ اسی وقت اندر سے ایک ڈاکٹر ہوا اور یہ کام کی طرف توجہ دی کہ اس وقت وہ اپنے ہارٹ پر شہر بار کو ہارٹ لگاتے کر دیا تھا اس لیے اس کی کم ہادی لگنے سے بچا گئی۔ اس نے خود کو بچانے کے لیے فوراً ہی اندر چلا گیا۔ لگاؤ اور ایک ایسی جگہ جا کر گاڑا جہاں سوتے کے بہت سارے ہوتے ایک ساتھ گئے ہونے کی وجہ سے ایک ہادی میں بھی گئی تھی۔ اس نے خود کو ہادی اس ہادی میں چھپایا۔ ایک فائر اس طرف بھی آیا لیکن وہی کام نہ ہوئے۔ فائر بچھو دیا جس میں کسی۔ لگاؤ تو ہر فائر کے مکمل سے ہوا اور کام نہ کسی کے کرنے کی آواز تھی۔ وہ ہماڑی میں سے ہماڑی کر گیا تھا اس سے پہلے ہی کوئی صوب سے اس کے قریب گوا۔

”میں میں ہوں، ذرا خیال رکھا۔“ اسے شہر بار کی لڑکر کوئی سیٹی دی جو پچھلے اس اندیشے میں جھٹکا کہ اسے آواز میں کہ کام اس پر فائر کر دے۔ اس کی آواز میں کہ کام اس سے ٹپکنے آگیا۔ پچھلے کے ہارٹ کے پاس اسے ایک آدمی تھا اور دکھائی دیا۔ اس کا کچھ نہ لگا تھا اس آدمی کو شہر بار نے دیکھا۔ پر اسے اس وقت تک بتایا تھا جب وہ کام پر تیار ہوا تو کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔

”اگر اندر حرج ہوگیا ہوا میں ہونے تو ہارٹ کے بڑی مشکل ہو جائے گی۔“ شہر بار نے خوشی کا اظہار کیا۔ ”میرا خیال ہے کہ کوئی فائر نہیں ہوگا۔“ کام نے اپنی رائے کا اظہار کیا۔ اسی وقت انہیں میں گینت کے کوئی اور انداز سے سلو اندر آگیا دکھائی دی۔

”کیا رہا؟“ اس کے قریب آنے پر کام نے کہا

قراری سے چمکا۔

”ایک تو میرے بچنے سے پہلے غور نہیں ہو کر کر گیا تھا۔ ہمارا اسے ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔ میں نے پیچھے سے ہادی کے مقام پر کوئی مار کر اس کا کام ختم کر دیا۔ لیکن میں بھی ایک بندہ ہوا ہوا تھا۔ اس کی بھی کچھ عمارت اس کے لیے ہونے کا انتظام کرنا ہوا۔“ اس نے بہت عار سے اپنے مکمل کا دست سہلایا۔

”دیری دلی دن، چلو اب اندر کی خبر لیتے ہیں۔“ شہر بار نے اس کی کار کو کی کوسراہا۔ ارچن دلا کی مرکز کی فائیت کے خانے میں اسے رابطہ بہت بڑا تھا۔ میں گینت سے مرکز کی فائیت تک سرخ بھڑکی کی طویل روشنی میں اس کے انہوں اطراف میں گاڑیاں پارک کرنے کے لیے خاصی بڑی جگہ موجود تھی اور ایک وقت وہیں چار بڑی اور تین گاڑیاں کھڑی ہونے کے باوجود خاموشی میں گھر آ رہی تھی۔ مرکزی فائیت کے دونوں جانب لگے گئے بارخاٹے دسویں تھے اور چھینا خوب صورت کی لیکن رات کے وقت گاڑی گاڑی کی وجہ سے وہ ہادی طرح سے اس کی خوب صورتی کو دیکھنے سے غورم تھے۔ ان میں بڑی بڑی فیکٹری میں موجود ہونے کے باوجود انہیں روشنی میں لگا گیا تھا اور بہت معمولی کی روشنی موجود تھی۔ شہر بار نے اس لیے کیا تھا کہ اگر رات کے وقت کوئی چوری چھپے اندر داخل ہونے کی کوشش کرے تو اسے فائر کر دے۔ اسے پکار کر اس فائیت کا رخ چمکایا جاتے۔ ہر حال ان کی رائے میں تو اس ایک کے سوا کوئی نہیں آتا تھا۔

وہ بارخ میں جھوم مار کے اس کا جاکو لیتے تھے کہ ہادی کوئی چمکا ہوا دھوکا ہوش میں ان کے لیے مسئلہ بن جاتے۔ اس کے ہوتے کے اس انہیں وہ افراد کو بھی بے ہوشی کی حالت میں چڑے نظر آتے۔ ان میں سے ایک کی گینتیں کے درمیان ہمارا سکرینٹ کا ٹوکھا بھی دیا ہوا تھا۔ شہر بار نے وہ ٹوکھا نکال کر اسے سکرینٹ تو نکالتا ہوا کہ وہ ٹوکھا سے ہمارا سکرینٹ تھا۔ ان کی طرف سے عاتقی تھی ہادی ہادی کی کہ وہ دونوں بیچ بیچے ہی جا رہے تھے۔ ان کے ہوتے ہوتے ہمارا سکرینٹ بھی پٹنے پڑ گئے۔ وہ آہستہ آہستہ گئے ان کی ہر دہشت کی یہ فحش کر دی اور وہ وہی کر گئے۔ انہوں نے بھی قہر کی گھنٹوں سے پہلے ہر گز بھی ہوش میں نہیں آ سکی گئے۔ ان دونوں کے علاوہ ایک اور آدمی تھا جس کی ہادی پر لگا ہوا تھا۔ وہ بھی آواز دیا کہ اس کے بڑے اور کوئی چمکا ہوا تھا۔ انہوں نے اسے پیچھے لے کر کوشش نہیں

کی اور اندر رہانے کی تدبیر کرنے لگے۔ کوئی کامیاب دوا تو پچھلے لگا تھا اور اندر ہی سے کھانا چمکا تھا۔ انہوں نے قہر میں اسے کے ہوتے کوئی نہیں کو استعمال کرنے کا سوچا۔ کوئی کوشش کی جس لیکن ان میں اندر سے ہوتے کی مضبوط ہادی لگا گئی تھی۔ ہارٹ لیتے ہوئے وہ ایک دھکی کوئی تک پیچھے جس کا فیکٹور ہوا تھا الیٹو نے کی ہادی اپنی جگہ کی۔ کام اور سلو کے چمکے شہر بار وہی رنگ کر اندر کا جاکو لیتے لگا۔ چمکا جاکو لیتا تھا کہ اس کی پیچھے سے اندر اندر ہوا تھا کہ یہ کمر اسٹینڈ ہارٹ کے استعمال میں ہے۔ نور سے دیکھنے پر اسے اندر بچنے کا فٹ پلہ کی روشنی میں ہارٹ پر سے ہر ایک ہارٹ سے کسی دھکی کی موجودگی کا بھی احساس ہو گیا۔ سونے کے انداز سے کھانا تھا کہ وہ بہت گہری فیکٹ میں ہے۔ شہر بار نے فیصلہ کر لیا کہ اسی کوئی کے راستے اندر داخل ہونا پڑے۔ اس نے اپنی پشت پر گئے جگ سے جہرہ مسات کی چھوٹے سارے مکمل ہوا لگاتے والی آدمی لگا لی اور کام شروع کر دیا۔ آدمی بہت ہارٹ تھی۔ اس نے تیزی سے کرل کو کات کر دیا اور اندر چانے کے لیے راستہ بن گیا۔ اس دور ان میں کام اور سلو ہارٹ کے گرد چمکا لگنے کے بعد رات کر دیا بھی آگے تھے۔

”تم بھی رات کو ہم دونوں اندر جاتے تھے۔“ شہر بار نے کام کو ہدایت کی۔ اس کے ذہن میں یہ فحش موجود تھا کہ یہاں فائیت کے چمکے انتظامات موجود تھے۔ اس کے باوجود اندر سے کوئی رات کوئی نہیں ہوا تھا۔ یہاں تک کہ فائرنگ نے بھی کسی پر کوئی اثر نہیں ڈالا تو ایک فیئر فیکٹری ہی ہادی تھی۔ وہ خود کو کسی دے کر بھی مطمئن نہیں ہو سکتا تھا کہ اندر موجود کسی فائر اسے ہوش چڑھے ہوں گے۔ جیسے باہر موجود فیکٹری کی گولڈ میں سے ہر ایک پر بے ہوشی کی ”دیکھاں ہوا۔“ ہادی فائیت میں ہوا ہے تھا۔ اسے بھی معلوم تھا کہ اس کے کرل کات کر اندر داخل ہونے کی کوشش کے پیچھے میں فائیت کے کسی بھی میں اندر اندر ہوا تھا۔ ہارٹ کو ہادی کی تو ہوسکتا تھا۔ ہوسکتا تھا کہ اندر اسے خود انہیں اندر داخل ہونے کی چھوٹ دے دے ہوں تاکہ انہیں چمکے۔ ان میں چمکا جاتے۔ ہر حال بھی تھا۔ اندر داخل ہونے پر بھی نہیں رہ سکتے تھے۔ الیٹو کام کو اپنی فیکٹری چمکایا کہ ہارٹ کا حال کچھ نہ ہونے کی صورت میں وہ بڑھ کر گئے۔

اندروں میں ہونے کے بعد اس نے پہلے ہادی کی طرف







”میں نے آئے ہو؟“

”جی ہاں، جیسا کہ اجاب میں کرنے کو کہتے ہو تو وہ مجھے یہاں سمیت لائی ہے۔ میرے پاس اس کے بھائی جتنی دولت جو نہیں ہے۔“ وہ بھلا اس سے کہنے لگا۔

”اے کہ تم دونوں میرے سے احوال اور دیکھو کہ اس طرف سے کر کے کھڑے ہو جاؤ۔“ اسے ان دونوں سے عرض کیا کہ پچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی اور صحت کے لیے میں غم نہ کروں۔ ”تم ہمیں کوئی تو نہیں یاد دلاؤ گے؟“ بھلا نے اس سے کہا کہ وہ ضرور یاد دلاؤ گی جتنے کی جتنی چیزیں اس سے یاد آجائیں۔

”جی ہاں، مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔“ شہزاد نے اسے جواب دیا اور اصل پر آتے ہوئے اشارہ کیا کہ فوراً اس کے حکم کی تعمیل کی جائے۔ دونوں وہاں پہنچ کر نماز کر کے صعداں اپنی جگہ سے حرکت کر کے دیوار تک پہنچ گئے اور وہ کچھ کرکھڑے ہو گئے۔ شہزاد نے ان کی پشت پر جا کر پہلے مرد کے سر پر دستے سے ضرب لگائی۔ وہ فوراً ہی تھرا کر گر گیا۔ پتا چلنے لگا کہ وہ کون سا شخص تھا۔ اس وقت شہزاد اسے ضرب لگانے کے لیے ہاتھ کو حرکت میں لا چکا تھا چنانچہ دوسرے کے ہاتھ سے یہ ضرب لگی اور اس کی ناک کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ تکلیف کے باعث اس نے ایک ذرہ اور پیچھا مارا لیکن اس اور ان شہزاد کا ہاتھ وہاں وہ حرکت میں آ گیا تھا۔ اس بار ضرب لگنے پر ہی فوراً وہ ہوش ہو کر بیٹھ کر پڑا۔

”تم کہاں ہو؟“ اس نے اس کام سے فارغ ہونے کے بعد سولو کو پکارا۔ مضمین کے دوران ایک دوسرے سے رابطے میں رہنے کے لیے وہ ایک جہاز میں آ کر انتظار کر رہے تھے۔ اتنی سالانہ کی طرف سے یہ ابھی انہیں بھائی کی طرف سے شہزاد کا کہنا تھا۔

”شکراں، دم میں۔ میں نے ارجمند اور اس کی بیوی کے ہاتھ جو دامعہ دے دی ہے اور باقی عمارت بھی چیک کر لی ہے۔ اب یہاں ہمارے لیے کوئی خطرہ نہیں ہے۔“ سولو نے فوراً اسے جواب دیا۔

”تھک ہے، تم وہیں رہو اور ہر طرف نظر کرو۔ میں یہاں ارجمند سے چھ بج کر آ رہا ہوں۔ کلام اتم میرے پاس آ جاؤ اور ہاں دے آتے ہوئے ارجمند کی بیوی کو بھی لے آؤ۔“ اس نے ایک وقت اپنے دونوں ساتھیوں کو جا بجا دین اور غور ارجمند کی طرف سے کیا۔

خواب گواہاں، کسی ہی جگہ کسی کسی دولت میں بیٹھتے

ہوئے آدمی کی بھائی تھی۔ اسے دیکھ کر میں نے اس کے ہاتھ میں سولی ہوئی بیوی بھی ہے۔ وہ صوبہ سمیت لگائی اور کہا کہ تم تمہارے قسمت کی دعویٰ اور جتن پر میرا ہنر دیکھو کہ اس نے زہری کا دل اس پر آ گیا تھا جس نے اس کی ذہنی ہی بدل کر رکھ دی تھی لیکن اب قسمت ایک اور شکل کھینچنے والی تھی جس میں ارجمند کے جسے میں کامیابی آنے کا امکان بہت کم تھا۔ وہ آگے بڑھا تو راز اس کی نظر میں ساڑھے تھیں پر مگر خوب آواز گولیاں کی شبیہ آگئی۔ وہ بھلا گیا کہ ایک سیکرٹ ایجنٹ کی ایسی فطرت تھی کہ وہ اپنے ہاتھ پر ہاتھ دھو کر اس کے کمرے میں آ گیا تھا۔ کیا وہ جانی۔ اس نے اپنے ہاتھ سے تو دھوئے بھی اصل اور لے لی تھی۔ ایک طرف وہ ان بھائیوں کی پتا پر تھا جس میں خواب اور راز لائی ہوئی تھی اور دوسری طرف اس نے اپنے ہاتھوں سے سلیپنگ پیلے یہ گولیاں ضرور کھا کر تھا۔ اس کا کچھ آدمی سے زیادہ خالی ہو جانے والی تھی تھی۔ ارجمند کے کچھ کے چہرے سے ہاتھ لگا ہوا اصل بھی اس کی ضرورت سے اوپر لگ گیا۔ وہ سمجھتا تھا کہ انکشافات کے باوجود اپنے کچھ کے لیے بھلائی کے سونے کی حالت اس کے سیکرٹ ایجنٹ ہونے کا ثبوت تھی۔

شہزاد کے اعزاز کے کے باوجود وہ ایک ایسا آدمی تھا جو کہ اپنے سامنے سے بھی ٹھک جاتا ہوگا۔ اپنے دل سے کہ وہ اس کے ساتھ ساتھ بڑا دل بھی ہوتا ہے۔ اسے اسے بھی کہ وہ جلد ہی ارجمند کی زبان کھولے گا کہ اس کا جواب ہو جائے گا لیکن پہلے تو اسے ہوش میں لانا تھا۔ اس شخص کے لیے اس نے اپنی پڑائی سے بندھا ہوا ہتھیار بھلا اور ارجمند کے رخسار پر ایک جھک لگا دیا۔ جبکہ اس نے ایک سہ ماہی اور آٹھسے کھولنے کی کوشش کرنے لگا۔ اس کی کوشش کو کامیاب بنانے کے لیے شہزاد نے اس کے دوسرے ہتھیار پر ایک زوردار چھوڑ دے مارا۔ میں اسی وقت کامیاب ارجمند کی بیوی کو کھدھے سے پڑا لے کر اسے میں داخل ہوا۔

”تھک... تھک... کون ہو تم؟“ ارجمند نے آٹھسے کھول کر اپنے بیوی دم کا حضور دیکھا اور گفت زور دیا تھا پوچھنے لگا۔

”موت کے فرشتے۔“ شہزاد نے اسے سر دھجے جی اس کے سوال کا جواب دیا کہ کلام کو اس کا سامنا کرنے سے تیار ہو رہی ہے۔ یہ حدی ہڈی میں سنا ہوا ڈون کی محسوس ہوئی۔ ”کہا جاتا ہے کہ“ اب ارجمند نے غور کی حد تک سنبھال لیا تھا اور نظر میں کسی کو نہ کر دیا۔

جسٹس کی طاقت

میرے ہاتھ کی کوشش کر رہا تھا۔ کوشش پر چڑی تو بھلا ہوا آخر آئے گا۔

”سنو کو یہاں کیوں لائے ہو؟“ تھک لگ کر کھٹک

”میں کو تو کرتے ہوئے اس نے پھٹل پھٹا۔

”تا کہ سوئی کے صوف سے لڑائی کو ہمارے صوف کا

”جواب دینے کے لیے زیادہ سوچنا پڑے۔“ اس نے

”جواب دیا ہاتھ میں بھلا، مگر کام کی طرف

”میں گراں سے لگا۔

”یہ پکارو میرے سوال پوچھنے کے بعد اگر ارجمند نے

”اور یہ جواب میں درجہ پانچ سینکڑے ہزار کی ایک ایسی

”کھدھو۔“ ہمارے پاس وقت بہت کم ہے اس لیے میں اس

”یہ زیادہ صحت نہیں دے سکتا۔“

”ہو کے اس۔“ کلام کے لیے ایک بے تیار ہو کر

”یہ تھک کر بہت مشکل تھا لیکن شہزاد جس سوا میں غور کر رہا

”اسے لگا رہی تھی کہ اس کا سنا تھا اور ارجمند بھی بھلا تھا۔

”تم اس ضرورت میں یہی علم نہیں کر سکتے۔“ بندھا

”ہوئے کے باوجود اس نے اپنی جگہ سے اٹھ کر بیٹھنے کی

”تم نہیں جانتے کہ“

”تم نہیں جانتے کہ“

”شہزاد نے اسی سردی سے جواب

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

جسٹس کی طاقت

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

”یہ پکارو کیا پوچھتا ہے؟“

جسٹس کی طاقت



11



جی یہ چھوڑ کر آتی رہت نہ ہوئی کی چٹنا بھول گئی۔  
 "سوئی سزا اگر وہاں ایہ شخص میرے وطن کا دشمن تھا  
 اس لیے میں اسے کسی صورت میں کھنکھانے کا حکم تھا۔ اب یہ  
 آپ ہے کہ میرا ہاتھ اٹھایا تو اسے کہہ دو کہ وہ اپنے بچوں  
 کو بچاتی ہے بچاتا ہے یا کچل کر اپنے لیے مرے  
 کھنکھانے کوئی نہیں۔" پھل جیب میں رکھ کر وہ زمین کی  
 طرف بڑھا اور اسے بندھوں سے آزاد کرنے لگا۔ اب وہ  
 شخص اٹھ کر دوسرے کھنکھانے کے لیے نکلتا تھا۔  
 کام کے ساتھ کمرے سے باہر قدم رکھتے ہوئے  
 اسے سزا دینے کی بجلی سسکی سٹائی دی تھی جس نے اسے دکھائی  
 محسوس ہوا لیکن اس نے اس کیفیت کو خود بخود نہیں سمجھا  
 وہ لوگوں میں صوبہ دہشتے والے ارجمند کی وجہ سے کئی  
 سہاگوں کو بوجھ کر ماتم کر دیا تھا چنانچہ اس کی جی  
 اس کی لاش پر بھیجی گئی تھی تو اسے مکالمہ کل کے  
 ملاوہ کچھ نہیں کھا جاسکتا تھا۔  
 "میں نے یہاں کی لینڈ لائن کاٹ دی ہے۔ ارجمند  
 اور اس کی جی کے سوا ہاں پہلے ہی میرے قبضے میں تھی اس  
 لیے اس کی جی کے لیے فوری طور پر پولیس سے رابطہ کرنا  
 نہیں تھا ہنگامہ۔" وہ منکھولہ دم کے سامنے سے گزرے تو  
 سلطانی ان سے آگے اور اچانک گارڈ سٹاپا جس پر شہر یار کی کچھ  
 میں آیا کہ اسے ارجمند اور اس کی جی کے آس پاس سوا ہاں  
 فون کیسے نظر نہیں آتے تھے وہ دونوں لوگ اپنے بیل ٹون کو  
 سوتے وقت اپنے چتر پہن کر کھڑے ہو چکے تھے۔  
 "آپ لوگ جلدی سے باہر آجائیے۔ مجھے جوں  
 محسوس ہوا ہے کہ کچھ گاڑیاں خاموشی سے ارجمند والا کو  
 گھیرنے کی کوشش کر رہی ہیں۔" انکی وہ پہلی طرح اطمینان  
 کا سامنے لے بھی نہیں سکے تھے کہ بھائی جی کی طرف سے سوا  
 کچھ گئے ڈرائیور نے اطلاع دی۔ اسے وہ اپنے فرار کے  
 لیے باہر ہی بھاڑ کر آتے تھے۔  
 "اوکے ہم آ رہے ہیں۔ تم ریڈی رہو۔" شہر یار  
 نے اسے جواب دیا۔ ساتھ ہی ان تینوں کے قدم بھی تیز  
 ہو گئے۔ وہاں کے لیے انہوں نے اسی راستے کو اختیار کیا  
 جس راستے سے اندر داخل ہوئے تھے۔ ارجمند کی بجلی کے  
 کمرے کی کھڑکی کا ٹواٹھہ چٹینا اس کی اس دھڑکی کی بجلی  
 تھا جو کھینکھنے کی صورت میں اس پر طاری ہو جاتی ہوگی۔  
 اس پہلے سے ہونے والے شیشے کی وجہ سے ہی چٹینا وہاں کا  
 سمجھ کر آئی اور دم کی گام نہیں کر پا تھا اور اس کا کام چڑھا سنا  
 ہو گیا تھا لیکن یہ نہ جانے کون لوگ تھے جو پانچ گھنٹے وہاں

سوا رہا ہو گئے تھے اور کیا ہے اس کے فرار کی راہ بھی نہ  
 والے تھے۔ شاید اسے فائرنگ کا وہل تھا جو اندھے دھت  
 انہیں کرتی چلی گئی تھی یہ کچھ لیت ہو چکا تھا جس کی بجلی  
 توجہ ہو سکتی تھی کہ پاکستان کی طرف بھاڑتی ہو جس کی بجلی  
 فلاحیت کے وہل میں حرکت ہونے میں خاموشی دیتی تھی۔  
 "اس طرف کوئی نظر نہیں آ رہا۔" وہ جس طرف سے  
 غاردار ہوتی جہاں کٹ کر اندر داخل ہوئے تھے وہی جانب  
 دیا اور پھر چھوڑ کر سولے جا کر دیا اور سرگرمی میں اطلاع دی۔  
 "میں نے سولہ گاڑیاں کس طرف نظر آ رہی ہیں۔  
 آخر اس نے ڈرائیور کا ماتم سے صاحب کر کے سوا ہاں کیا۔  
 "وہ لوگ فرحت اور ایک ہیں۔ آپ لوگ اگر رات  
 سے آج بھی تو کچھ سمجھتے ہیں۔ میں گاڑی کچھ قافلے پر لے گیا  
 ہوں تاکہ کسی کی نظروں میں نہ آسکوں۔" اس نے فوراً جواب  
 دیا۔  
 "اوکے ہم آ رہے ہیں۔" اس نے ڈرائیور کو جواب  
 دیا اور اشارے سے سولہ کچھ اترنے کو کہا۔ وہ جس طرف  
 سے پہلے داخل ہوئے تھے وہ دھڑاں اس جگہ کے فلاح  
 سمت میں گئی جہاں ڈرائیور کس کا کھنکھانہ چتر سولے کے لیے  
 اترنے کے بعد انہوں نے دوسری دھڑاں کی طرف چلی تھی  
 کی۔ وہاں موجود ڈار ڈار جہاں کو کٹ کر دوسری طرف  
 کودنے کے میں میں کچھ تاخیر ہوئی تھی جس کی سزا انکی گام  
 کے داغ میں ہی اترنے والی کوئی کی صورت میں چٹینا  
 چڑی کوئی کی وجہ سے کام کے لیے خود بھاگ کر قافلے  
 کر گئے تھے جس تھا رہا تھا اسے اور سولہ کو کام کو سہارا دیتا تھا۔  
 یہ صورت حال انکی تھی کہ ان کے لیے قافلہ آدوں کی نظر میں  
 آئے بغیر بھاگ کھٹکھٹک نہیں تھا۔ گولہ باری کی جی ایک باز  
 ان کے قلاب میں آئی اور ہر ان کی خوش قسمتی تھی کہ وہ چھ  
 اچانک کے قافلے سے ٹکرائے تھے اور گولہ ان کے داغ میں  
 داغ میں سے گھر گئی تھی۔  
 "لیٹ جاؤ۔" شہر یار زور سے چلا اور دونوں کام  
 کو ساتھ لیے ہوئے بچے لیت گئے۔ ایک بار پھر ان کی  
 قسمت نے یاداری کی نور گولہ ان کے اوپر سے گزرنے لگی  
 تھی۔  
 "تم کام کو لے کر آئے تھو۔ میں ان سے  
 لڑتا ہوں۔" قافلہ آدوں کو دوسرے کچھ (ارجمند) میں ہے ان  
 بات کو سمجھ لیے کے بعد شہر یار نے سولہ کو دھڑاں اور خود  
 رک کر اپنی پشت سے بندھے ایک سے اپنے مطلب کی جگہ  
 لگے تھے۔ اس دوران خود کو کچھ قہر کرنے کے لیے اس نے

ایک ہاتھ سے گولہاں چلانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا تھا۔ وہ  
 ہاتھ تھا کہ اس کی چٹائی ہوئی گولہاں دھن تک رسائی نہیں  
 حاصل کر سکتی تھیں کچھ کر رہی تھا۔  
 ابھی اس کے پاس اپنی سہلت نہیں تھی کہ ایک میں  
 سونچو وہ بہ ساخت کی راتوں کے کھنکھوں کو کھال کر جڑا اور  
 دوسرے کو سونچو وہ جواب دے پا جاساں لیے کچھ میں موجود  
 ہو سکے۔ پھر اس طرح اچھا لیا کہ دھن اور اس کے  
 دھن میں دھن کی ایک چادر تھی تھی۔ اس نے فوری طور پر  
 اپنی ہڈی تھلے کی اور راتوں کے کھنکھوں کو کھال کر اسے  
 چلانے کے بعد اٹھانے سے ایک برست بڑا۔ جد  
 راتوں کا یہ برست اس بات کا اعلان تھا کہ غافل انہیں خود  
 سے کھنکھ بک برست مارنے کے بعد دھن کے بغیر آگے کی  
 طرف بھاگ کر فرار ہی اسے سولہ کو کام تھا آگے۔ کام کی ذکی  
 ایک کی وجہ سے ان کے ہاتھ کی دھڑاں بہت کم تھی۔  
 "میں اسے سہارا دیتا ہوں تم اپنی راتوں کو کھال لو۔"  
 اس نے قریب پہنچ کر سولہ کو کام دیا اور راتوں کی دھڑاں  
 دھن سولہوں پر اس کی بھاری دھننے والی ہوئی تھی اور دھن  
 دھن دھن دھن آتے لگا تھا جیسے صوبہ سے گئے تھے۔  
 کرکٹ بھی چھینے کر دھن میں اتر رہا ہو۔ اور شہر یار کچھ  
 انکوش کا کھنکھ تھا۔ اپنے فلاحی ایک کے ملاوہ اس نے وہ  
 دھڑاں اور دونوں سے بھرا ایک بھی اٹھار کھنکھ بھر کام کو  
 سہارا دیتی دھن تھا۔  
 "میری راتوں کی کھال دیں۔ بھاگ نہ سکتا تو کم سے  
 کم دو بار کو تو بار سکاں گا۔" اس صوبہ پر کام نے اس سے  
 فریادیں کی۔ وہ لوگوں کے لیے سوا میں چڑھا اور ہر اس کی  
 فریادیں مان لی۔ اس کے کان ان گاڑیوں کی فریادیں سن  
 رہے تھے جو بھی کھنکھ سے گزر کر ان کی طرف بڑھ رہی  
 تھیں۔ ان گاڑیوں کے مسلسل فائرنگ بھی کی بھاری تھی جس  
 آگاہ سلطانی راتوں سے دھن کے ہاتھ لیکن ایک بات چٹنی  
 تھی کہ کھنکھانہ دونوں طرف سے کی کا نہیں ہو رہا تھا۔  
 "میں نے آپ لوگوں کو کچھ لیا ہے۔ اگر آپ وہاں  
 قدم بھرا آگے چھ آئیں تو میں آپ تک گاڑی لے آؤں  
 گئے۔" سوا بہت ہی راحت میں ڈرائیور کی آواز ان کے اندر  
 لگتی تھی کہ وہ راتوں کی۔ وہ وہاں دھن کی طرف بھاگے۔  
 اس بار سوا انہیں کو دھن سے بھاڑا اور اس سہارا سے قافلہ تک  
 کہ بھاڑا ایک ایک دھن کے برابر محسوس ہو رہا تھا۔ اگر  
 گولہ چلانے کی یہ دھن سوا سے تھیں انہوں نے پاکستان کی  
 کچھ کے لیے جی صحت سے چٹنکھا تھا تو پھر سوا بہت لیے۔

کھنکھاب  
 راتوں کو بے غماض استعمال کرتے ہوئے اس نے اچھا کھی  
 اپنی جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک چتر گریڈ کھال کر دھڑاں  
 سے اس کی پٹ چٹنے کے بعد اس سمت اچھا لیا جس سے  
 دھن کی گاڑیوں کی دھڑاں دھن دھن ہوئی تھی۔ اس نے  
 بڑھتی چلی آ رہی تھی۔ چتر گریڈ کرکٹ کو یا دھن کی صحت ی  
 بڑھاتی تھی۔ سب سے آگے آنے والی گاڑی بڑھ رہا راستہ اس  
 کی زور میں آئی اور دھن کے لیے آگے کا گولہ بھی گئی۔ اس  
 کے پیچھے آنے والی گاڑی کا ڈرائیور بد وقت پر کھنکھ لگانے  
 میں کام رہا اور گاڑی بھی چٹنی ہوئی گاڑی میں محسوس تھی۔  
 آخر آخری کے اس عالم میں کس کو بھٹی رہتا کہ ان کا بچہ  
 کرے۔ وہ لوگ اپنی اور اپنے ساتھیوں کی جانیں بچانے  
 کے لیے بھاگ دھڑاں کرنے لگے۔ سوا کے لیے یہ صوبہ  
 صاحب تھا۔ وہ تیزی سے شہر یار اور کام کے پیچھے بھاگا اور  
 فوراً ہی ان سے جا ملے۔ بھائی جی کا ڈرائیور اپنے کچھ کے  
 مطابق وہاں ان کا کھنکھ تھا۔ کام کو سہارا دے کر گاڑی میں  
 بٹھانے کے بعد وہ دونوں بھی تیزی سے سوا ہو گئے اور  
 ڈرائیور نے برقی راتوں سے گاڑی دھڑا دی۔ سوا ساتھیوں روڑ  
 پر جانے کے بجائے وہ دونوں لوگوں کو گولہ کا آگاہ کر رہا  
 تھا اور ان کے اٹھانے کے مطابق جانے کا دھڑا سے دھڑا لگا  
 چلا گیا۔  
 عرض ملاوہ ہونے کی وجہ سے وہاں گولہاں اور راستے  
 کشادہ تھے اس لیے ڈرائیور کو کسی قسم کی مشکل نہیں آ رہی  
 تھی۔ بڑے بڑے گولہ میں رہتے والے ان چتر سے کے  
 سے کوڑا دلی دیکھنے والوں میں سے کسی کے اندر حوصلہ نہیں تھا  
 کہ باہر لگ کر صورت حال کا جائزہ لیں۔ ان لوگوں سے  
 زیادہ سوا وہاں پر امید کی جاسکتی تھی کہ وہ گاڑیوں کا فائر کرنے  
 والے افراد کے اٹلی جہ سے داران کی جیتوری فون  
 کر کر کے حرام کر دیں اور ان سے ہاتھیں کر اپنے ہاتھ  
 ملائے میں کوئی بٹھا۔ بڑا ہاتھ تو کچھ...؟  
 اور شہر یار اور سلطانی گاڑی میں کام کی دھن کا  
 جانکہ لینے کی کوشش کر رہے تھے۔ گولی اس کی ہڈی کا  
 گوشت بھاڑتی ہوئی ہڈی میں محسوس کی تھی اور وہ شہر یار کھنکھ  
 کے ملاوہ مسلسل فون چتر رہنے کے باعث کوڑا کی گولہوں  
 کر رہا تھا۔ گاڑی میں بٹھے ہلب کی سمجھ رہی تھی میں وہاں کا  
 زور بڑھا ہوا چتر دیکھتے تھے لیکن حقیقی طے انداز ان  
 کے میں میں نہیں تھا۔ اس کے لیے باقاعدہ آگاہ چتر جانی اور  
 مستعد آؤنگ کی ضرورت تھی جو کسی لحاظ سے چٹنے کے بعد ہی  
 میرا سکا تھا۔ فی الحال انہوں نے صرف ان کا کیا کیا ان کے



دھم سے غول کا پھانسا تم سے کم کرنے کے لیے اس کے ہا پر  
مضبوطی سے مٹی اندر دبی۔

"اسے یہ جس کا بھی کمزوری تم ہوگی۔" ڈراما کرنے  
اپنی جگہ چبھ چبھے جس کا ایک ڈبا ان کی طرف بڑھایا جسے  
شمر یار نے قلم لیا۔ یہ سرخ آگ، دوس کا جس تھا۔ شمر یار نے  
اس میں اسطر وال کی کھوکھ کے جھوٹ سے لگا دیا۔ وہ بے چارہ  
ڈھکی ڈھنگ کے ساتھ کالی جھاگ دو ڈکر چکا تھا اور اب اس کی  
ہمت جراب دینے لگی تھی۔ اس پر غول کی جاروی اور وہی تھی۔

"آٹھ گھنٹہ گھولو کام۔ یہ جیس ہے۔" شمر یار نے اس  
کے کان میں چھپاتے ہوئے اسے غاصب کہا۔

"بھری ہمت نکلیں۔۔۔" اس نے نونے کی جیس میں بہت  
دھکی آواز میں جھاب دیا۔

"یہ بری کام۔ ہم مشکل سے گل آئے ہیں۔ اس جیسے  
ہی کسی لٹکانے پر ٹکچے تھی۔ تمہارا لٹکانہ شراب ہو جائے گا لیکن  
اس وقت تک تمہیں خود کا سنبھالنا ہوگا۔ نوے جیس ہو تاکہ  
تمہاری تو اتنی حال ہوئی ہے۔" شمر یار نے اسے بھگاتے  
ہوئے ایک بار پھر زبردستی اس کے جھوٹوں سے لگا دیا۔

اس بار اس نے ایک گھنٹہ بھر لیا۔ پانی کا راستہ بھی  
شمر یار نے اپنی کوشش جاری رکھی۔ سلاطین خاموش بیٹھا تھا  
اور گاہ بے گاہ شمر یار کے پیروں پر ایک نظر ڈال لیتا تھا جو  
نہ جانے کیوں اس کی طرف سے بالکل بے نیاز نظر آتا تھا۔  
ایبے بیس اور بیس کی گاڑیوں کے سائرن تو جانے کب کے  
چکھوہو گئے تھے اور ڈراما کرنے لگی تھیں پھر ڈکر گاڑی میں روا

پر لپکا تھا۔ ہر بڑے شمر کی طرح رات گئے بھی جاتے رہتے  
دائے بھی کی سڑکوں پر کون تھا جو خاص ان کی گاڑی کی طرف  
توجہ سے ڈالتا۔ چنانچہ وہ جیسے ہی اسے لٹکانے پر ٹکچے میں  
کامیاب ہو گئے۔ وہاں جہاد ارمان ان کا شکر تھا۔ اسے کام  
کو کوئی گتے کی خبر نہ اور انہی راستے میں دے چکا تھا چنانچہ جیسے

ہی وہ لوگ وہاں پہنچے اور آدمی اس پر لپک لپک کر گاڑی کی طرف  
لپکا اور کام کو تیزی سے گاڑی سے اس پر لپک لپک کیا گیا۔

"تمہارا بلڈ گروپ کیا ہے؟" سنبھ کوٹ میں بیس  
ایک اور عمر آدمی نے اس پر لپک کے ساتھ ساتھ دوڑتے ہوئے  
کام سے سوال کیا۔

"یہی پانچو۔" اس نے کہا ہے ہوئے جراب دیا۔  
"گھنٹہ۔۔۔ اس گروپ کا بلڈ گروپ کے ٹیکٹیکس میں موجود

ہے۔" جہاد عرض نہیں نے سرخت کا تمہارا کیا لیکن وہا کا وہ  
کسی سے غاصب نہیں تھا اور اس کی توجہ پروری طرف کام پر  
ہی تھی۔ شمر یار دھم سونو بھی خود کا انداز میں اس کے اسطر لپک

کے پیچھے بھاگتا جا رہا ہے۔

"آپ لوگ بھیجیں۔" ڈاکٹر صاحب کام سے  
اور ان کی کسی سوچ کو پہنچ نہیں کرتے۔ "اسٹریجی کوئی کے  
ایک اپنے تھے جس میں پہلے جہاں اس سے کل بھی ان کا جانا نہیں  
ہوا تھا تو اسٹریجی اٹھانے والوں میں سے ایک نے سختی سے  
کہتے ہوئے انہیں روک دیا۔ اس کی بات سن کر ان دونوں  
نے ہی اپنے قدم روک لیے۔ یہ کوئی غیر اصولی بات نہیں تھی  
کہ ڈاکٹر کسی اور طبیعت سے کام کرنے کے لیے غیر حقد  
لوگوں کے دائرے کو پہنچ کر رہا تھا۔ اتنا ڈاکٹر کام کرنے  
والوں کو کھوٹی کے لیے اس کی ضرورت بھی تھی۔ روک دینا  
جانے کے بعد وہ دونوں پلٹ کر واپس اس سر سے میں بھیج  
گئے جہاں اب تک ان کا زیادہ اہمیت بیٹھا رہا۔ جہاد ارمان

پہلے سے وہاں موجود تھا اور اس نے ہی وہی آن کر رہا تھا۔  
"آٹھ گھنٹہ ہم لوگ تو یہ آگیاں دیکھا کرتے ہو۔ سبکی کی  
پولیس لی کر رہی ہے۔ ایک تو ارجن کر وال کے گھر کو بھی  
ہوڑ کر نکالت کر رہی ہوئی ہے۔ دوسری طرف ہر بے خوف بیس  
دائے دائے گئے ہیں۔ ڈھکی بھی بہت ہوتے ہیں۔ پانچویں  
نے ہوسے ملائے گا اسے ٹھیکے میں لے لیا ہے  
اور ٹھیکہ انفرادی کر گاڑی کے لیے کوٹیش ہو رہی ہے۔  
بیس کی کال کو ٹیکو کر لوگ شمر کی کچھ نہیں اٹھا اٹھے کے بعد  
سختی آسانی سے سب سلامت یہاں پہنچ گئے ہیں۔" اس نے  
کلے دل سے ان کی کار کردگی کو سراہا۔

"تمہارا ایک ساتھی شہید ڈھکی ہے۔" نہایت سنجیدگی  
سے کہتے ہوئے شمر یار نے گویا اسے یاد دلایا۔

"اس کی گھر مت کر دو سو۔" وہ دو چار دن میں چنگا  
ہوا ہو جائے گا۔ ڈاکٹر ایک اپنے کام میں بے انداز ہے۔  
آپس اس کو جیسے اپنے بچے دیکھ رہے ہیں۔ ان میں سے ہر  
ایک کی گلی پار ڈھکی ہو کر یہاں پہنچا ہے۔ یہ سالے آئے دن  
کسی نہ کسی غصے میں بڑھ کر یہاں پہنچتے ہیں اور ڈاکٹر ایک  
ان کا کٹھن کرتا ہے۔ اس کے ہاتھ ہم کے ہر حصے سے گولی  
ٹالنے کا جہر جانتے ہیں۔ اس دائے ہمیں اپنے ساتھی کے  
لپے گھر سے ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہم اسے دھکی  
کر داکر ہی جہاد سے حوالے کر رہی گئے۔" جہاد ارمان کا  
اگر ہلا کر چلے جیسوہ تھا لیکن اس نے معلومات ایسی طر اہم کی  
تھیں کہ انہیں مٹی ہو گئی تھی۔

"یہ ہلا کر ملین میں کامیاب ہونے ہو یا نہیں؟" انہی دنوں  
میں تو جہاد ہے ہی کر ارجن کے بیٹے میں گولی ماری تھی ہے وہاں  
اس کی حالت بہت نازک ہے۔" ٹھیکہ جاری رکھتے ہوئے



مہل نے موضوع منتقل کر دیا کہ کسی کو کوشش کی۔

”کوئی... کوئی کی پٹت ابھی تک زندہ ہے۔“ اور بھی کے زندہ ہونے کا نکر اسے افسوس ہوا۔

”تو وہ ہے لیکن جوت میں نہیں ہے۔“ آخر بھی اس

کے بچنے کی زیادہ امید نہیں رہی تھی۔ ”میتا کی تیر

رفتاری کی وجہ سے بھری کوشش کے بھی نتیجہ میں اس تک

پہنچ رہی تھی۔ اسی وقت نیلی ورن پرارجن کی جی کی کاپیوں

دکھایا جانے لگا۔ صدر سے اس کی بری حالت بھی اور وہ

ایک آنکھ کر پتھری تھی کہ ان کے گھر میں چند ڈاکو زبردستی

بٹھائے آئے تھے جنہوں نے ان کی بیٹی کو گھبراہٹ سے بے رحم

ان سے سارے زبردست اور دیرپا ٹوٹ لیا اور حراست

پرارجن کو گولی مار دی۔ اس کے اس مختصر جان کے ساتھ ہی

اس کی بیٹی کا دل بھی ہاتھ اور بدن کو ہسپتال منتقل کیے جانے کے

مذاکرے میں دکھانے چاہے تھے۔ ساتھ ہی تیرہ دیگر کارروا

تجربہ بھی جاری تھا جو اس سہ کارہ عمل کی خدمت کرنے کے

ساتھ ساتھ یہ خیال بھی ظاہر کر رہا تھا کہ بیٹی کی اس واردات

کے پیچھے اصل کوئی کچھ اور ہے۔ یہ تیرہ کام ڈاکوؤں کے لیے

کسی طور پر ممکن نہیں تھا کہ وہ اور بھی وہاں کے حفاظتی سسٹم کو

بھست دے کہ اندر تک رسائی حاصل کر سکیں اور ساتھ ہی

نیکروں کا درجہ بھی غالب کر دیں۔ سڑک کے انہماک وہاں

بگے کاروائی کے سبب وہاں ایک کام اور ہوا تھا۔ پولیس

دلوں کے زبردستی وہاں کھینچنے کی کوشش میں مختلف مقامات پر

نصب نوکرا بھی برس پڑی تھیں اور ان کی پولیس اہلکار گولیوں کا

ٹکڑے بن گئے تھے۔

ایک کے مطابق کسی عام ڈاکو کی اتنی ذہانت نہیں

ہوتی تھی کہ وہ اس عجیبہ سسٹم کو کچھ کر آپریت کر سکے۔

وہ سب ڈاکوؤں کو خبر دیت بھی نہیں تھی کہ پولیس اہلکاروں کو

نشان دیتے۔ اس طرح کی منصوبہ بندی غریب کار یا بدبخت

گروہ کر سکتے تھے۔ اپنے اس کٹھن فکر کو عجیب ثابت کرنے

کے مسلسل پوچھے اور سوالات و قیاس آرائیوں کا سلسلہ

تھا۔ شہر یار نے ایک نظر سڑکی طرف دیکھا اور اس ایک

میں وہ سمجھ گیا کہ اس سے کیا منگلی ہوئی ہے۔ پندرہ گیلہ

استعمال نے ہر ایک کو چکا چودھا یا قہار بن دیا۔ وہ دیر

بات پہلے سے تھے۔ کوئی بھی اس انتہائی تاثر پر حاکم

خاور اس کا استعمال نہیں کیا جائے گا۔

”تم کو کون سے تو خاصی قہر تھی یا کر دکھادی

ایک تو ارجن اگر وہاں کے گھر پر مسلہ کیا اور پڑے اسے

والوں کو کھانا لادیا۔ اوپر سے بچے تک سب ہی کر دے

گئے۔“ عبد الرحمن نے لطف لیتے والے انداز میں انھیں

وئی بھر خیال آنے پر بچھینے لگا۔

”ارجن کے گھر سے کتنا مال ہاتھ لگا؟“ انہوں میں

تار ہے ہیں کہ ڈاکو افسان کا زبرد اور نظر ساتھ لے

تے۔“

”غیروں میں غلط جہ ہے۔“ شہر یار نے تلخی

سے اس کی بات کا جواب دیا تو وہ چپک چپ کہہ

”کیا مطلب؟“ کیا اپنے نے وہاں سے کچھ نہیں لیا؟

”کون ہے لیکن اس کی ذہانت لاکھوں میں نہیں

کر دلوں میں ہوگی۔“ اس نے بھرا ہوا ایک جملہ

ساتھ اٹھ دیا جسے دیکھ کر اس کی آنکھیں پٹ پٹ گئیں۔

زبردست میں سے پندرہ زبردست ایسے تھے جن میں

اقسام کے مختلف پیرے جڑے ہوئے تھے۔ سونا چھوڑ

صرف ان ہیروں کو بھی تھا جانتا تو بہت ہی رقم حاصل

تھی۔ ان کے علاوہ بھی اسی طرح کی دکانیں تھیں۔ ڈاکو

محل میں بھی جنہیں دیکھ کر مہاراجاں کی آنکھیں پٹ پٹ

شہر یار نے سب باتوں میں جہ سے حاصل کیا تھا کہ ان

حرام کی کمالی بھارتی چال بازوں کی چالوں کا جواب

کے لیے استعمال کرے گا لیکن وہ سب باتوں کا جواب

وہ بری طرف کی بات نہیں کی سے بنے لگا۔ بات سن کر اس

نے خاموشی سے دیکھ کر دیکھ دیا اور وہ نے کھن ان

دونوں کی طرف کیا۔

”آخر ایک بات کر رہا تھا۔ اس کے مطابق

تجربہ سے سامنے کی بات سے کوئی کمال کی تھی ہے لیکن کوئی

نے اس کی ذہنی کو اتنی بری طرح متاثر کیا ہے کہ وہ اب

اپنی آخر کار اپنے گھر کی بات چلنے کی طرح نہیں ہو سکے

کی۔“ یہ خبر شہر یار کے لیے کچھ اور حیرت انگیز اور بے

رفتہ اس کی فکر دولت کے اس اخیر پر پڑی تھی کہ اگر وہ

کام کھان کی اصل محنت دے گا۔ ابھی نہیں دوسکا تھا۔

\*\*\*

وہ بہت گہری تیرہ سو فی تھی۔ اتنی گہری تیرہ کہ دیکھنے

والے کو بھی لیکن گروہ سے کہ اس کی سی کی خبر دے کی نہیں

تیرہ ہی اس نے چپک کر آنکھیں کھول دیں اور بچھینے سے

بھر اور دیکھنے لگی۔ اس کی بیٹھنے کے سبب ایک باجی

”ہاں ہاں...“ کسی نے بہت زور سے اسے بھارتی

اور وہ اس باجی کا جواب دینے کے لیے بچھینے کو بھی نہیں

اور اور دیکھتی جب تیرہ کے شمار سے تو اس اس ہوا کہ ان

”شیرلو دیکھو اس کو پارکر کے ڈو کوئی آواز اس تک آ سکتی ہے

اور یہی آواز وہی آواز کوئی تک پہنچ سکتی ہے۔ اس نے ہٹا

اور دیکھا سب ایک غراب تھا۔ تیرہ میں اسے پکارنے والا

انظر تھا جو جس کی محنت اور بچھینے کے لیے ہٹا زور سے

احسن نے گل کھرا اور قہار اور جہات اور اسے پکار رہا تھا۔ وہ

بھی اس کی پکار کا جواب دے گا جانتی تھی لیکن اسے آواز

نہ نہ ہونے سے اس کی حقیقت کے قائلہ لوں میں کھینچنے کی

جہاں اسلم کے نور تک پہنچنے کا کہیں بھی نہیں تھا۔

”جیکو اور وہی ایک سے نہیں جانتی تھی کہ اس

کیاں ہے۔ اسے یہاں پہنچانے کا وہ دیر نہیں لگا۔ وہاں

ان سے نہیں ملا تھا اور وہ انہیں کے سامنے سرخس رہتی تھی

ہوئے والے بچے کی بھی لڑکی تھی۔ چھپک تھا کہ وہ لوگ اس

کا ہر چہرہ خیال رکھ رہے تھے۔ آخر کی طرف سے تیرہ

کر وہ دونوں کے ساتھ ساتھ ٹھنڈے دل کے مطابق بھڑک

خود ایک بھی صوبی جاتی تھی لیکن پھر بھی اس کا دل اچانک

خبروں سے لرزہ جاتا تھا۔ یہاں لائے جانے کے بعد اس

کے مختلف قسم کے خدمت بھی لے گئے تھے اور انظر اس کا بھی

ہوا تھا کہ وہ دیکھتے سے کامیابی کہ یہ کون نہیں تیرہ وہ

بھارت ایک ہائی زندگی سے کمال کر یہاں لے آئے ہیں

اور خود اس کی محنت اور کچھ بھول کے لکھیا رہتے چھپے ہیں۔

یہاں جن چرواہوں سے اس کا سامنا ہوا تھا وہ سب کے سب

اس کے لیے آقا تھے البتہ اسے یہاں تک پہنچانے کا

اسے وہ شخص اس کے لیے ابھی نہیں تھا۔ اس شخص کا نام تھا

ڈاکٹر طارق۔

ڈاکٹر طارق وہ شخص تھا جس سے اس کی کراہی میں

تمام کے دوران ملاقات ہوئی تھی۔ شہر یار نے اسے سرخس

کے ہم سے کراہی کے جس کا کچھ میں داخل ہوا تھا وہاں

اس کی داخلہ ہی ایک لڑکی سے ہوتی ہوئی تھی اور وہ داخلہ

کے سرور پر بھی کھار اس کے گھر لگ جانے لگی۔ وہ اس

کی عادت اس کے بھائی ڈاکٹر طارق سے ہوئی تھی۔ وہ

بہ حالی کے سلسلے میں ان دونوں کی مدد کر رہا تھا اور وہ

دانو کے کڑویک ایک ایسا انسان تھا لیکن اس ایسا انسان نے

اپنی اسلمت کی وقت دکھائی جب اسے ایک اٹھائی کی وجہ

سے اس بات کا علم ہوا کہ وہاں پنجاب کے ایک وزیر سے

سے اپنی جان اور عزت بھائی بھارتی ہے۔ اس موقع پر اس

نے نہایت کھلی کا فحشہ دے دیا وہ کانی کے ہاتھ سے

بارے میں اطلاع دے دی اور وہ کانی کے ہاتھ سے

سوئے میں اٹھائی گئی۔ اس واقعے کے بعد اس کی زندگی کا

دھاریا بدل گیا اور اسے ایک بار پھر حکیم حاصل کر کے کسی

ایسے خاتم تک پہنچنے کے خواب سے دست بردار ہوا۔ اس

کی سرکاری سے اسے اسلم چھپا چاہے وہاں کے ساتھ ہی گیا

اور وہ لوگ شہر یار کے قہاروں سے آریٹہ و شفت چ کر ایک

خاصی مطلق زندگی گزارنے لگے لیکن یہاں بھی بد قسمتی نے

اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

اس روز جب سڑک کے لیے اسے چپک پھوڑ کر

بھیں خود شاپک کے لیے پہلی گئی ۱۰۰ بلکہ قہار ہونے

کے سب کھڑکی اور رنگ اور سڑا میں شامل کیے جانے

والے کچھ سڑا خرچہ کرنے کی نیت سے قریبی اسٹور تک پہنچ

گئی۔ اٹھائی سے اسے وہاں پکارا گیا اور اس سے گل کر وہ

اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

اس روز جب سڑک کے لیے اسے چپک پھوڑ کر

بھیں خود شاپک کے لیے پہلی گئی ۱۰۰ بلکہ قہار ہونے

کے سب کھڑکی اور رنگ اور سڑا میں شامل کیے جانے

والے کچھ سڑا خرچہ کرنے کی نیت سے قریبی اسٹور تک پہنچ

گئی۔ اٹھائی سے اسے وہاں پکارا گیا اور اس سے گل کر وہ

اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔

اس روز جب سڑک کے لیے اسے چپک پھوڑ کر

بھیں خود شاپک کے لیے پہلی گئی ۱۰۰ بلکہ قہار ہونے

کے سب کھڑکی اور رنگ اور سڑا میں شامل کیے جانے

والے کچھ سڑا خرچہ کرنے کی نیت سے قریبی اسٹور تک پہنچ

گئی۔ اٹھائی سے اسے وہاں پکارا گیا اور اس سے گل کر وہ

اس کا ساتھ نہیں چھوڑا۔



پھر اگر کرنی کسی نے اسے قلم لیا۔ حالت سنبھلنے پر اس نے اپنے جھن کو دیکھا تو ڈاکٹر طارق کو دیکھ کر سشدر ہو گئی۔ اس نے خود بھی اسے پہچان لیا اور اس سے کہل کہ وہ اس سے منہ موڑ کر چل پڑتی۔ بڑی لیا جیت سے اپنی صفائی بیان کرنے کا ایک موقع دینے کی درخواست کر کے قریبی ریستورنٹ تک پہنچنے کی فرمائش کی۔ وہ شاید اس کی یہ خواہش پوری نہ کرتی لیکن وہ اتنی عاجزی اور لجا جیت سے بول رہا تھا کہ اس کا دل ٹپک کر اوروں کے ساتھ ریستورنٹ تک جانے کے لیے راضی ہو گئی۔ وہاں انہوں نے کافی پی اور طارق اس سے معافی مانگ کر ہاکر۔۔۔۔۔ اس نے اس کے اندر کو دھکا دیا۔ اس کے بقول اسے اس پر آکر سچا نظر بننے کرنے کا جیون تھا لیکن وہاں کی کسی کے باعث وہ اپنی یہ خواہش پوری کرنے سے قاصر تھا۔ لہذا ایسے میں جب اسے یہ معلوم ہوا کہ چودھری کوادہ کو کا پتا پڑنے کی صورت میں اسے بھاری رقم مل سکتی ہے تو اس کا ایمان اگلا گیا۔ مادہ ہونے اسے خوب ہانپیں مٹا گئیں کہ اپنے مقصد کے حصول کے لیے وہ ایک بے بارود دھماکہ کی زندگی سے پہلے سے بھی نہیں کھایا تو آگے کیا خاک دھکی انسانیت کی خدمت کرے گا۔

طارق نے نہایت خندہ پیشانی سے اس کی ہر بات سنی اور شرمندگی کا اظہار کرتا رہا کہ وقتی طور پر اس پر شیطان غالب آ گیا تھا لیکن اب وہ اپنے اس گم ہل پر بہت بچھا تا ہے اور کھارے کے طور پر تعلیم حاصل کرنے کے بعد وطن واپس ہا کر غریب ہم وطنوں کی خدمت کرنے کا کام رکھتا ہے۔ عورت اور ظلموں سے گھنے مادہ ہونے اس کی صفات کو قبول کر لیا اور اسی سبب ایک بار پھر اس پر احماد کرنے کی لفظی کر تھیں۔ چنانچہ انظر طارق کی کینک تک وارپ کرنے کی آفر دہ کر گئی۔ ریستورنٹ سے ٹپک دھونگی کہاں تھا۔ وہ پیدل بھی آرام سے پہنچتی تھی لیکن پھر اس وار سے بھی اس کی جھنجھٹ قبول کرنی کہ نہیں راستے میں ایک بار پھر چکر نہ آ جا گئی۔ ریستورنٹ سے اگل کر کینک تک کا ٹھکر رات طے بھی نہیں ہوا تھا کہ جانے کیسے اس کی آنکھ لگی گئی اور جب وہ دوبارہ جا گئی تو اس کمرے میں سو ہو گئی۔ اس نے بہت شور مچایا، روٹی پھینکی، پھینکی چٹائی کہ اسے یہاں سے جانے دیا جائے لیکن کسی کے کان پر ہوں تک نہیں دھکی۔ یہاں تک کہ اس کی طارق سے طاقت کی خواہش تک پوری نہیں کی گئی۔ تک ہار کہ اس نے رونا دھنا چھوڑ دیا اور کھانا اور دوا لیا کہ باقاعدگی سے لینے لگی کیونکہ دوسری صورت میں اس کے بچے کے لیے خطرات پیدا ہو جاتے۔

اس موقع پر جانے کیوں اسے ہستان کے پھل میں قائم دہشت گردوں کے ترجیح کیمپ میں ملے وہاں عربین بہت لڑا آیا۔ اس ٹوکے نے ہی اسے یہ سبق سکھایا کہ کبھی بھی زندگی کی محنتوں سے ہارنا نہیں ہے اور ہر گز ہارنے کی کوشش کرنی ہے کیونکہ زندگی کی جنگ ہیشہ جاری ہے۔ اس طرف سے کسی خاص مقصد کے لیے غائب کیا جاتا ہے۔ عمران خود تو ایک ایچ او کی کی زندگی گزار رہی تھی لیکن اس کے اپنے ہونے کو حیلے کے سہارے وہ اپنی جی داروں سے بیک سلامت گل آنے میں کامیاب ہو گئی۔ اسے لگتا تھا کہ وہ پہلی کی طرف اس کی نصیحت سے بھی بچا گیا کیونکہ فی الحال کوئی رات بھر نہیں آ رہا تھا۔ وہ اس کمرے کی قیدی تھی اور قید کرنے والے بھی اس کے قتل کا وعدہ کیا تھا۔ یہ سب سے بد کرنا نہیں سمجھتے تھے چنانچہ اس نے خود کو قتل پانچ چھوڑ دیا تاہن آزادی کی خواہش تو اس سے کون لال نہ تھی۔ کبھی خواہش شاید خواب ہی کہ اس کی آنکھوں میں آنکھیں آ رہی تھیں وہ یہ ارادہ کر رہا تھا کہ وہ کبھی بچ کر رہے گی۔ دیکھا اور اس کا غلبہ خواب تو بڑھ جاتی تھی۔

”اسم۔۔۔۔۔ کس ہو تم؟“ دیکھو میں اور تمہارا بچہ کس شکل میں پہنچے ہیں۔ تم اگر نہیں اس شکل سے ملے کیوں نہیں ہوتا“ کچھ پر سر ہٹے وہ آنکھیں موند کر لیتی تو پھر خود ہی جھوٹوں سے شکوہ اور آنکھوں سے آنسو بہا رہے تھے۔ روتے روتے اس کی آنکھوں میں ایک شبیب اور لہو آئی۔ ”سور آپ۔۔۔۔۔ آپ تو مجھے یہاں بھی کر بالکل سے بھر ہو گئے ہیں۔ کبھی پلٹ کر حالی تک نہیں پڑھا کہ مادہ تو کبھی بھی ہے یا نہیں۔“ شہر بابی شہید سے نوتے سوتے اس نے آنسو بہا اور جی شدت سے رواں ہو گئے تھے اور وہ اور کمرے سے اس حد تک غافل ہو گئی تھی کہ یہ بھی نہ جان سکی کہ کبھی آہستہ سے دروازہ کھول کر وہ قہقہوں کمرے میں داخل ہوا ہے اور پھر اس کے کمرے پر چڑھ گیا ہے۔

آنے والے نے دیر سے دیر سے اس کے کمرے میں سہلا شروع کیا اور ہاتھ کو حرکت دیا ہو اس کے رشتہ دار تک دیا تو وہ بے خوفی کی کیفیت سے نکل اور جاکر کمرے پر پہنچ گئی۔ پشت پر سے آکر جسم سہلانے والا اس کے ساتھ آ گیا اور اسے دیکھ کر حیرت سے یوں اٹھت چنداں لگتی کہ اسے کچھ بول ہی نہیں سکی۔

ہذا کو لہجہ و سنسنی خیز داستان جاری ہے

مزید اقساط آہندہ ماحول حلقہ فراہم کریں











اپنے گھر سے بعد دو گھر والی کی سوتیلی بہن چاہا لی۔  
"اپنی دادھی بیکو کر چھو۔" دل میں ابھرے وہاں  
شک و دو کرنے کے لیے اس نے ایذا کی کھجور دیا جس کی عقل  
میں اس نے داغی کے سحری ہال اپنی کھلی انگلیوں میں  
بیکو کر زور سے جھکا ڈالے لیکن ہار بھی، دادھی اپنی جگہ پر  
سوچ رہی۔ ماہوانے دادھی چھپنے کے نتیجے میں اس کے  
چہرے پر پھیلنے والی تکلیف کی کیفیت کو بخور دیکھا تھا اس  
لئے دادھی کے اصل ہونے میں کسی شک و شبہ میں جہاں  
نہیں رہی تھی لیکن اس حیرت کا کیا کرتی جو کہ لہر لہر  
جاری تھی۔

"اب میں جانوں؟" اس کے انکلمات کی کسی گہرائی  
... شکر گوئی کی طرح عقل کرتے ایذا نے مصیبت سے  
پہ چکر مارے پڑا تھا۔

"نہیں، تم یہاں دو جاؤ۔ میں تم سے بکھور رہا ہوں  
کرنا چاہتی ہوں۔" اس نے اٹھی سے بیڑی کی طرف اشارہ کیا  
تو ایذا نے ایک کمرہاں چھو گیا۔ اسی وقت کمرے کا دروازہ  
کھلا۔ ماہوانی دروازے کی طرف پشت خمی لیکن اس نے  
دروازے کا کھٹک اور ایذا کی کے چہرے پر خوف کا چھا جاتا  
محسوس کر لیا تھا۔

"مارگ؟" وہ دھیمی آواز میں سہجہ ہوئے انداز میں  
پوچھا۔

"ایذا؟" شریرو کے... تم یہاں کیا کر رہے ہو؟  
آنے والے نے نہایت سخت لہجے میں ایذا کی سے دریافت  
کیا۔ اسی دوران میں ماہوانی دروازے کی طرف محسوس  
ہوئی تھی لیکن وہ اس کے سہجے محل طور پر ایذا کی کی طرف  
متوجہ تھا۔

"سوری مارگ! مجھے غیہ نہیں آ رہی تھی اس لیے میں  
نام پاس کرنے میں اس کا۔" مصیبت سے مدد کرتے  
ہو ایذا کی واضح طور پر سہجہ ہوا تھا۔

"مجھ سے مت بولو بد حال۔ میں ابھی طرح جاننا  
ہوں کہ تم کس جگہ میں یہاں آئے ہو۔ تم اس انتظار میں تھے  
کہ میں کس دروازہ سے جہاں آئے ہو کہ لاگ کرنا بھولی جاتا ہوں  
لیکن یاد کو کہ اس بات پر حیرانی حرکت کو بہتر معاف نہیں کرے  
گا اور نہیں سزا دیتی ہو گی۔" مارگ ماہوانی کے قریب سے  
گزر کر پڑا تھا ایذا کی تک پہنچا اور اس کا دایاں کان بیکو کر  
اسے سسر سے جھپکے انداز میں اس کے لیے اور گرفت کی تھی،  
ایذا کی کا چہرہ خوف سے سفید کچھ سے رہی تھی۔

"سوری میڈم! اس بد معاش کی وجہ سے آپ کے

آرام میں خلل پڑا۔" وہ بڑے صبر سے فراموش کر دینے کی  
ی درخواست کرتے لیکن آپ کمرے میں آکر دیکھ کر  
نگ نہیں کر سکتے تھے۔ اب آپ امیدوار سے سوچنا  
ایذا کی کان بیکو کر اسے کمرے سے باہر لے جاتے تھے  
مارگ نے ماہوانی کے قریب دیکھ کر اس سے کہنا اور بھول  
کو لیے باہر نکل گیا۔ اس صورت حال پر حیران پڑنے والی  
بانو کرنے کے انداز میں ایذا پر چڑھی۔ اس کا دایاں کان  
طرح الجھا ہوا تھا اور مارگ کے الفاظ نے اسے حیران کر  
دیا تھا۔ ایذا کی کے متعلق اس کے دیکھار کا خاصے سمجھا  
تھے اور اس کا بیکو کر بھی بڑا عجیب تھا لیکن کون تھا جو اس  
کے سامنے اس شے کا عمل کرتا؟

"تم نے جس آدمی کے بارے میں معلومات  
حاصل کر کے کو کہا تھا، لیکن نے حاصل کر لی ہے  
پاکستان سے آیا ہے۔ اس کا نام بڑا بڑا ہے۔ انکار  
ہے۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اپنے جاتے میں  
بھی لکھا جاتا ہے۔ اس کا صاحب ہے۔ یہ لکھا جاتا ہے  
عاقبت ہے اور یہاں تک اپنا کو جاننا پڑی رہی ہے  
بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ اس کے لیے بھارت آ گیا ہوگا  
اپنے کون کون سی بہت کشتیوں پر وہ اسٹاک سے اسٹاک  
پاکستان جانے والا ہے لیکن اس کی دایاں کان بیکو کر  
پتا نہیں چلی۔ اس شخص کو اس کی طرف سے کیا پتا نہیں  
ہوا ہے اور اس کے کیا جاننے کے حیران آ رہے ہیں۔ اس  
کے بارے میں اس نے اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کوئی جاننا نہیں ہے۔ لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کے بعد وہ اس نے ایک بار پھر اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی اور اب اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اور جن کی فکر اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کو اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کا اسٹاک جیسے بڑا نام جیسے کے ساتھ فکر آتا تھا  
اوقات نہیں ہو سکتا۔ وہ بھارت آیا تھا۔ اسٹاک کے پاس  
غیر بھارتی اس کا مطلب تھا کہ وہاں میں بیکو کر ہے۔  
چودھری کے بیرونی کے کاروبار سے اس کے بارے میں  
کے بہت خواہ پہلے بھی لے تھے لیکن چودھری نے بڑی  
بھاری سے خود کو اس معاملے سے الگ کر لیا تھا اور ان کے  
پاس اسے گرفتار کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں رہا تھا۔ اس

کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
پاکستان سے آیا ہے۔ اس کا نام بڑا بڑا ہے۔ انکار  
ہے۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اپنے جاتے میں  
بھی لکھا جاتا ہے۔ اس کا صاحب ہے۔ یہ لکھا جاتا ہے  
عاقبت ہے اور یہاں تک اپنا کو جاننا پڑی رہی ہے  
بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ اس کے لیے بھارت آ گیا ہوگا  
اپنے کون کون سی بہت کشتیوں پر وہ اسٹاک سے اسٹاک  
پاکستان جانے والا ہے لیکن اس کی دایاں کان بیکو کر  
پتا نہیں چلی۔ اس شخص کو اس کی طرف سے کیا پتا نہیں  
ہوا ہے اور اس کے کیا جاننے کے حیران آ رہے ہیں۔ اس  
کے بارے میں اس نے اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کوئی جاننا نہیں ہے۔ لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کے بعد وہ اس نے ایک بار پھر اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی اور اب اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اور جن کی فکر اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کو اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کا اسٹاک جیسے بڑا نام جیسے کے ساتھ فکر آتا تھا  
اوقات نہیں ہو سکتا۔ وہ بھارت آیا تھا۔ اسٹاک کے پاس  
غیر بھارتی اس کا مطلب تھا کہ وہاں میں بیکو کر ہے۔  
چودھری کے بیرونی کے کاروبار سے اس کے بارے میں  
کے بہت خواہ پہلے بھی لے تھے لیکن چودھری نے بڑی  
بھاری سے خود کو اس معاملے سے الگ کر لیا تھا اور ان کے  
پاس اسے گرفتار کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں رہا تھا۔ اس

کے سامنے اس شے کا عمل کرتا؟  
"تم نے جس آدمی کے بارے میں معلومات  
حاصل کر کے کو کہا تھا، لیکن نے حاصل کر لی ہے  
پاکستان سے آیا ہے۔ اس کا نام بڑا بڑا ہے۔ انکار  
ہے۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اپنے جاتے میں  
بھی لکھا جاتا ہے۔ اس کا صاحب ہے۔ یہ لکھا جاتا ہے  
عاقبت ہے اور یہاں تک اپنا کو جاننا پڑی رہی ہے  
بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ اس کے لیے بھارت آ گیا ہوگا  
اپنے کون کون سی بہت کشتیوں پر وہ اسٹاک سے اسٹاک  
پاکستان جانے والا ہے لیکن اس کی دایاں کان بیکو کر  
پتا نہیں چلی۔ اس شخص کو اس کی طرف سے کیا پتا نہیں  
ہوا ہے اور اس کے کیا جاننے کے حیران آ رہے ہیں۔ اس  
کے بارے میں اس نے اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کوئی جاننا نہیں ہے۔ لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کے بعد وہ اس نے ایک بار پھر اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی اور اب اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اور جن کی فکر اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کو اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کا اسٹاک جیسے بڑا نام جیسے کے ساتھ فکر آتا تھا  
اوقات نہیں ہو سکتا۔ وہ بھارت آیا تھا۔ اسٹاک کے پاس  
غیر بھارتی اس کا مطلب تھا کہ وہاں میں بیکو کر ہے۔  
چودھری کے بیرونی کے کاروبار سے اس کے بارے میں  
کے بہت خواہ پہلے بھی لے تھے لیکن چودھری نے بڑی  
بھاری سے خود کو اس معاملے سے الگ کر لیا تھا اور ان کے  
پاس اسے گرفتار کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں رہا تھا۔ اس

کے سامنے اس شے کا عمل کرتا؟  
"تم نے جس آدمی کے بارے میں معلومات  
حاصل کر کے کو کہا تھا، لیکن نے حاصل کر لی ہے  
پاکستان سے آیا ہے۔ اس کا نام بڑا بڑا ہے۔ انکار  
ہے۔ بہت بڑا جاگیردار ہے۔ اپنے جاتے میں  
بھی لکھا جاتا ہے۔ اس کا صاحب ہے۔ یہ لکھا جاتا ہے  
عاقبت ہے اور یہاں تک اپنا کو جاننا پڑی رہی ہے  
بہت بڑا آدمی تھا۔ وہ اس کے لیے بھارت آ گیا ہوگا  
اپنے کون کون سی بہت کشتیوں پر وہ اسٹاک سے اسٹاک  
پاکستان جانے والا ہے لیکن اس کی دایاں کان بیکو کر  
پتا نہیں چلی۔ اس شخص کو اس کی طرف سے کیا پتا نہیں  
ہوا ہے اور اس کے کیا جاننے کے حیران آ رہے ہیں۔ اس  
کے بارے میں اس نے اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کوئی جاننا نہیں ہے۔ لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کے بعد وہ اس نے ایک بار پھر اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی اور اب اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اور جن کی فکر اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کو اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
کی تھی لیکن اس کے بارے میں اس کے بارے میں اس کے بارے میں  
چودھری کا اسٹاک جیسے بڑا نام جیسے کے ساتھ فکر آتا تھا  
اوقات نہیں ہو سکتا۔ وہ بھارت آیا تھا۔ اسٹاک کے پاس  
غیر بھارتی اس کا مطلب تھا کہ وہاں میں بیکو کر ہے۔  
چودھری کے بیرونی کے کاروبار سے اس کے بارے میں  
کے بہت خواہ پہلے بھی لے تھے لیکن چودھری نے بڑی  
بھاری سے خود کو اس معاملے سے الگ کر لیا تھا اور ان کے  
پاس اسے گرفتار کرنے کا کوئی قانونی جواز نہیں رہا تھا۔ اس











”نور... آپ میرا ہیں۔“ وہ گویا غول کی باتیں کر رہی تھی۔

میں سمجھا رہی تھی کہ ہاتھ میں ڈال دینا جس جگہ  
 ہے۔ وہاں سے بھی تو ہتھیار ہائی پائمنٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔  
 اگلے لمحے انہی اور دو دھمیری آواز میں اس کی ہات کا  
 غائب ہوا۔ اس کا ہاتھ ابھی تک شہر پار کی مضبوط گرفت میں  
 قید تھا۔ وہ کھینچنے غصے سے گر رہی تھی۔

اس نے جواب کوئی کرشمہ یا راستے ہے سامنے ہی اس  
 کے۔ ایک عارضہ نظر دوڑائی۔ اظہار کھنچ پانچہ میں کے تمام  
 حواس سے محال ہونے لگے۔ اور اس ہات کا کوئی امکان نہیں  
 تھا۔ اسے کوئی کیڑا اڑ کر اندر آئے کے بعد اس کی جیب  
 پر ہاتھ ڈالنے کے لیے اٹھا کھڑا تھا۔ وہاں پر اس کی جیب  
 میں اس کی تو رنج قبولی کر لی اور اس کا ہاتھ لگے میں

”میں نے“ عورت نے منکر کر کے کہتے ہوئے اپنا چہرہ  
 کھڑکی کی طرف کر لیا اور باہر سے گزرتے منظر کو دیکھنے  
 لگی۔ شہر پرانے ٹوٹ گیا تھا کہ اس عورت کی منکر اور بہت  
 پرکشش لیکن بھید بھری ہے۔ وہ اسے دیکھ کر ہنس کر کہتی تھی کہ

ان کا بار چھ ماہ کے واسطے نہ بھی اسی کا جواب قبول کر لیا اور خود سے فرم گئے میں یہ چاہتا ہوں "میں کیوں کہتے تھے؟" "پڑھیں گے۔ لیکن میں آپ کا بغفل چوڑی کا پڑھنے کو کہتا ہوں۔" میں نے بھی فرج سے کہا تھا۔ "اس نے بھی اپنے بچے میں عاجزی سمیٹی کہ چھ ماہ کے واسطے کو ہشت سال دینا کسی صورت میں مناسب نہیں تھا۔"



















مجھے میں اس سے شکستہ کر رہی تھی اور شاید خوش تھی کہ مجھے یہ  
مرطے میں اس پر چڑھتی پرتوی ثابت کرنے میں کامیاب  
رہی ہے۔ ایک ایسا شخص جو میدانِ طور پر داکے کے  
فنانے کو لگاں اسٹاف سمیت دست و پاؤں کر رہے تھا۔  
قہار جس نے پریم چوہیہ سے ہمیں ملے ہوئے انوار کے  
حال تک پہنچا دیا تھا اور ہزاروں انواروں میں سے جتنی  
تیار رہے اسے ایکٹ کے چنے میں کوئی اور کرنا سے  
سیر میں حالت میں اپنی کالی پہنچا دیا تھا، اگر اتنی آسانی سے  
اس کے کاوشیں آگیاں تو اس کے لیے یہ خوشی ہی کی کیا  
تھی اور اس خوشی میں آگئی تھی کہ اسے یہ خیال بھی نہیں آتا  
کہ کسی بھی قسم کی خدمت نہ کرنے والے متعلق کو اس  
چھٹیوں میں سے کوئی کر دے جو بظاہر غیر فحش آدھے ہے۔  
لیکن وہ انجی میں متعلق کو لگا ہوا تھا کہ اسے اسے اسے  
آنے والے شخص عالی شان ہو کر بھی نہیں آسکتا۔ وہ  
جوش میں وہی ہو رہی تھی۔

طرف روٹا گیا اور پھر ایک آتشوں جھرسے سے محفوظ ہو گیا۔  
 پہلے تو وہ اس کے آگے آگے سے آگے گئے اور پھر اس کے  
 کیا تھے وہیں ڈاکٹر نے غور کیا۔ چنانچہ وہ اس کی طرف  
 اس سے آگے بڑھا کہ اس انداز میں اس کی طرف  
 کہ اس کے آگے آگے کی طرف تو اس کی آگے  
 نے اپنا سر ہٹا دیا۔  
 ڈاکٹر صاحب کی ہمت نہ ہو۔ یہ بڑے سیات  
 ہوتے ہیں۔ کہتا ہے کہ اس کے آگے کی طرف  
 کرتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھ ساتھ چلے گئے  
 گئے۔ اس کے آگے آگے کی طرف تو اس کی آگے  
 کیا کہ وہ اس کی طرف بڑھے۔ اس وقت وہ اپنے  
 کامیابی سے پہلے میں اس قدر غور و تدبیر میں مبتلا ہو گیا  
 جو وہ اپنے آدمی تک کو اندر بڑھانے کی دھمکی نہیں دے گا۔  
 اس کا یہ انداز دیکھ کر بھی یاد میں آتا ہے کہ اس کے سر پہ  
 تھے تو وہ اس کے آگے کی طرف بڑھا۔ اس کی آگے  
 اس کے پیچھے تھی۔  
 ڈاکٹر صاحب کی ہمت نہ ہو۔ یہ بڑے سیات

یہاں موجود اپنے ساتھی کو کھڑا کیا۔ جو فوراً ہی دروازہ کھلیا لیکن اس سے پہلے ہی میل شروع ہو چکا تھا۔ لیکن مکان نے شہر یار کی قوت سے بھی زیادہ پھر لی کا مظاہرہ کیا۔

[illegible]

۱۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۲۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۳۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۴۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۵۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۶۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۷۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۸۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۹۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔  
 ۱۰۔ یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ درج ہے۔

قنفی

یہ زحما زبیدیہ اور جوہان کی بات سے مرعوب ہوا اور اسے بتاتے کہ: "چرا کھوپے انکھوں پر اس واسطے ہیں کہ یہ کسی دوسرے تل یا گانے کو دیکھ کے غریب نہ کرے اور چپ چپ کھو (نکھوں) کیجیو تا (چلتا) ہے۔"

جوہان نے اسی بات کو سراہا اور کہا: "اور تھیں..."

”لیکن اگر عقل کوڑے کوڑے ہی اپنے گردن ملا رہے اور عقلی حکم رہے تو ہر تو کوں انھیں چنے گا۔۔۔“ تو ان نے یہ خیال اعجاز میں بڑھے زمیندار کو آگاہ کیا۔

محبوبی یہ تھی کہ شہزاد نے ہوشا کو اپنی اداکار بنا رکھا تھا۔  
 ڈاکٹر فرحان کو اس طرح اپنے پیچھے رکھا تھا کہ وہ ہر اداس  
 کسی کوئی کی زندگی نہ آسکیں۔ چنانچہ بیڑیوں کی طرف  
 سے آنے والی کوئینز ہے اثر علی بیڈیوں کے قریب  
 سے گزرتی ہوئی دیکھ رہی تھیں وہ سب۔  
 ”مگر وہ ظہور پر میں کھڑے کے لیے مونہ  
 ہوں۔“ اس نے بیڑیوں کی طرف سے آنے والے کاغذ  
 جواب دے ہوئے اپنے کانوں میں سلوکی آواز بتائی اور کہا  
 گونا گوں اطمینان محسوس کرتے ہوئے چہرے پر ہنسے  
 ایک سے ایک۔ دلی بہرہ آگیا۔ یہ خاص نصیب کا دلی بہرہ



میں میں جہاں کا جو بہت کم تھا البتہ وہاں دھڑکا رہا  
لگتا تھا۔ ہسپتال میں جہاں بہت سے بے قصہ افراد بھی  
موجود تھے۔ اس قسم کے ہم بہت کا ذکر کرتے تھے کیونکہ یہ بہت  
محدود جگہ پر تھی چلنے پر اور انہیں بچنے بچنے کے مواقع  
فراہم نہ ہوتے۔ ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر اس طرف  
پھر کاٹا ہوا سادھا کاشنی اور دیرینہ میز سے دیر وصال پہنچا  
شروع ہو گیا۔

”آج سے آج“ دو تین گھنٹے میں ڈاکٹر فرمان سے ملنا ہوا  
یہ سب سب وقت کے کھلے دروازے کی طرف دوڑا ساتھ ہی  
سلو سے بھی پہنچ گیا۔ ”ہم وقت سے پہلے آ رہے ہیں۔“  
”میں نے دیکھنا تھا کہ کافر کے پیچھے دو کافر اور  
ایک تیس کو پر لیا بنا رہا ہے۔ یہاں آخر کیا چرکا ہوا  
موجود ہیں۔ یہ دو دو لکھت اور رات پر ہارو میں ڈور کے  
پاس۔ لکھت بھٹتی ہی وہ تھیں چھاپنے کی کوشش کریں گے  
ان سے پہلے ہی تم دونوں طرف ہم چھٹک رہا۔ جس میں  
اسی وقت دروازے کے پاس والوں کو لکھتا ہوا لکھ گیا۔“  
”لوکے“ سے مٹھری دے دی اور فوراً اسی طرف مٹھری مل ہو  
گیا۔ بازو کے سہارے سے بھرتی اور اندر ہی اندر سے  
زیادہ دواؤں میں رکاوٹ مٹھری ہر ہی جگہ اس لیے سب  
سے پہلے ایک گولی اس کے سر میں اتار کر اس نے اس پر جو  
سے لچکا تھا حاصل کی اور پھر دونوں ہاتھوں میں ایک ایک ہم  
تھام لیا۔ اس مقصد کے لیے اسے اپنے پاس موجود کئی ڈاکٹر  
فرمان کو جھمکی پڑی تھی۔ تیز رفتار لکھت تیزی سے انہیں  
گروہ نہ طور پر لے گئی۔ لکھت دیکھ ہی وہ ڈاکٹر فرمان کو  
اٹھا رہا کرتا ہوا تیزی سے پہلے بڑھ گیا۔ لکھت کا خود کار دو دروازہ  
بھٹتی ہی اس کے دونوں ہاتھ برقی رفتار سے سے حرکت میں  
آئے اور انہیں بائیں دونوں ہم ایک وقت اچھال دیے۔  
اس عمل میں اس کی کانٹھک بہت شاندار تھی۔ وہ دونوں کی  
میں گولی کر ایک وقت انہیں دو مختلف سمتوں میں اچھال  
دینا کوئی معمولی کام نہیں تھا۔ دوسرا کاروبار ڈاکٹر فرمان  
نے انجام دیا اور اس کے شانوں سے اوپر سیدھے فائر  
بار شروع کر دیے۔ ان حالات میں اس کے لیے کئی  
بات سب سے خوش گوار تھی کہ ڈاکٹر فرمان بھی بھی مرے  
پر اس کے لیے بوجھ نہیں بن رہے تھے اور جھک خاک قسم کی  
معاذت کر رہے تھے۔ حالانکہ ان سے متعلق ہر پورے  
اس کے پاس تھی اس کے مطابق تو وہ لہجہ اترا حالت  
میں ہونے چاہیے تھے۔ وہ ان کے ہم پر تھکا کے لکھان

میں میں جہاں کا جو بہت کم تھا البتہ وہاں دھڑکا رہا  
لگتا تھا۔ ہسپتال میں جہاں بہت سے بے قصہ افراد بھی  
موجود تھے۔ اس قسم کے ہم بہت کا ذکر کرتے تھے کیونکہ یہ بہت  
محدود جگہ پر تھی چلنے پر اور انہیں بچنے بچنے کے مواقع  
فراہم نہ ہوتے۔ ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر اس طرف  
پھر کاٹا ہوا سادھا کاشنی اور دیرینہ میز سے دیر وصال پہنچا  
شروع ہو گیا۔

میں میں جہاں کا جو بہت کم تھا البتہ وہاں دھڑکا رہا  
لگتا تھا۔ ہسپتال میں جہاں بہت سے بے قصہ افراد بھی  
موجود تھے۔ اس قسم کے ہم بہت کا ذکر کرتے تھے کیونکہ یہ بہت  
محدود جگہ پر تھی چلنے پر اور انہیں بچنے بچنے کے مواقع  
فراہم نہ ہوتے۔ ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر اس طرف  
پھر کاٹا ہوا سادھا کاشنی اور دیرینہ میز سے دیر وصال پہنچا  
شروع ہو گیا۔

میں میں جہاں کا جو بہت کم تھا البتہ وہاں دھڑکا رہا  
لگتا تھا۔ ہسپتال میں جہاں بہت سے بے قصہ افراد بھی  
موجود تھے۔ اس قسم کے ہم بہت کا ذکر کرتے تھے کیونکہ یہ بہت  
محدود جگہ پر تھی چلنے پر اور انہیں بچنے بچنے کے مواقع  
فراہم نہ ہوتے۔ ہم اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر اس طرف  
پھر کاٹا ہوا سادھا کاشنی اور دیرینہ میز سے دیر وصال پہنچا  
شروع ہو گیا۔



















1987ء سے خدمت میں مصروف

LEUCODERMA-VITILIGO

تمام اجلدی بیماریوں کا مشہور و بہترین علاج

پیشہ پوری  
تفصیل علاج مرض ہے

STERIODS FREE MOST PROGRESSIVE TREATMENT

اجمل زیدی



اسلام آباد

پتہ: 82، سروس ٹریڈ سنٹر، گلبرگ-3  
فون: 285-4325 - 2245880  
موبائل: 3300-8061188



AWARD OF  
BEST ACHIEVEMENT

گلف سینٹر  
14-فروری 27، ٹروی  
14-فروری 27، ٹروی  
14-فروری 27، ٹروی

پیشہ پیشہ  
14-فروری 27، ٹروی  
14-فروری 27، ٹروی  
14-فروری 27، ٹروی

میلان  
128-673-673  
28-فروری 27، ٹروی  
28-فروری 27، ٹروی

کراچی  
128-673-673  
28-فروری 27، ٹروی  
28-فروری 27، ٹروی

ہمارے ممالک میں بھی پہنچا دے گا۔ ہمارا تو اس کی زندگی بھی ہمارا اپنی زندگی کی خواہش میں اسے قدم قدم پر مادہ سے اور سو سے جنگ لڑتی پڑ رہی تھی۔ یہاں موڈی جانور بھی تھے۔ خطرناک دلدل میں بھی اور کبھی کسی پناہ گاہ میں پیچھے دوڑتے بھی تھیں۔ اس کی ماہ بانگو اس سے جدا کر دیا تھا۔ اس دشمن سے وہ خود بھی سامان چاہتا تھا لیکن ابھی تک کسی سے مگر انہیں ہوا تھا۔ مگر وہ ہوتا تو وہ اس سے ماہ بانگو کا اپنا معلوم کرنے کی کوشش کرتا لیکن اس بات کا بہر حال اسے احساس تھا کہ یہاں چھاپا ہو دشمن اس سے نہیں بچ رہا تھا۔ اسے پورا پورا چوک و گھڑی تھی اس کی زندگی کا چراغ گل کر سکتی ہے۔ زندگی اسے اپنی چارٹی گن کی گولیوں سے مارنا تو اس کے سامنے ہوا جانی تو سر کر بھی نہیں نہیں آتا۔ ماہ بانگو کے خیال کے ساتھ ساتھ اسے اس بھی ہی کوئل کا بھی خیال آتا تھا جس نے ابھی اس کے بطن میں اپنی موجودگی کا اعلان کیا تھا اور وہ بہت عرصے سے بطن میں ہی تھی جان دینا میں آئے تو وہ اپنی حیات کی اس نشانی کو دیکھ کر اس نے بہت جاہل سے اپنی جان جانوں کے وجود کا حصر بنا دیا تھا۔ حیات کے طاقتور ہے۔ یہی اسے اپنی حیات اور طاقت دہی بھی کر دے وہ اپنی اپنی پڑاؤ سے مگر اپنے چاروں مصلحتی زبان کی گنگھنوں لینے کے بعد اس نے یہ واضح ہو گیا تھا کہ ماہ بانگو کی تمام ہر سبھی شری نے انہیں کھانے کا ہے بلکہ اس کے پیچھے کوئی سر پرستی موجود ہے۔ دہلا پر مارتے کرتے کا خواب دیکھتے والی یہ پھر پورا ایک اپنے ہون میں جتا بھی کہ انسانوں کو کچلے کھڑوں سے زیادہ اہمیت نہیں دیتی تھی۔ اسلام کا خون یہ سوچ سوچ کر کھنکھاتا کہ ان جانوروں نے ماہ بانگو کو اپنی کھربے کے لیے ہاتھ لگائے پکڑ لیا تھا جیسے وہ کوئی چوہا یا یا کئی کچھ ہو۔ اس کی حکومت اور اہم اداروں کے اکابرین خاندان امریکی شہریوں کے علاوہ باقی دنیا کے ملکوں کو سمجھتے بھی جانور ہی تھے بلکہ شاید اس سے بھی کم تر تھے کہ جانوروں کی زندگی کی حفاظت کے لیے تو یہاں بڑے سخت قوانین تھے اور سوال یہ نہیں پیدا ہوا تھا کہ کوئی انہیں ضرر پہنچانے کا سوچ بھی نہ تھے۔ طبی سے بھی کسی سے اگر ایسا جرم ہو جاتا تو اس کا اسے شک یہ کیا وہ جھٹکا پڑتا۔

ذہن میں بہت سے اچھے ہوئے خیالات لیے اس نے اپنے سفر کا آغاز کر دیا۔ کچھ دنوں کے درمیان جاری یہ سفر کچھ مکتوں پر پہنچا تھا۔ اس نے کچھ کی خدمت نہیں کی۔ وہ جب سے یہاں آیا تھا وقت کا حساب کتاب کرنا بھول گیا







کھڑا۔ وہ اسٹیپ پیچے اترتے ہی اسے دیا۔ اس میں ایک  
 لہو نکل آگیا۔ اس نے وہ حرکت دینے پر پھرا ہونے والا تھا  
 بند ہو گیا لیکن اندر جس کا اندھیرے کا نام نشان نہیں تھا۔  
 وہ مسمیٰ بیٹوں روکنی میں محسوس کی جانے والی فضا کی  
 تاریکی اتاری تھی کہ وہاں اپنی لپٹن کا بڑا زبردست ہند  
 با کا ہر نظام ہے۔ وہ چمک چمک کر قدم رکھتا ہوا  
 بیڑیاں اتر گیا۔ پیچھے اترنے سے پہلے ہی اس نے لپٹ  
 راج اور ان کا کہ باہر میں تمام لپٹا لیکن فی الحال کوئی ٹھہری  
 نہیں آ رہا تھا تو راج اور کے استعمال کی کیا ضرورت تھی۔  
 بیڑیاں اترنے کے بعد وہ دائیں طرف جاتے گی لپٹ  
 راستے کی طرف مڑ گیا۔ پتہ اس راستے کے دونوں  
 جانب سیاہ تھا۔ یہاں نہیں اور ابھی تک اسے کوئی ٹھہری  
 دروازہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ آخر کار وہ پتا ہوا کہ وہاں میں تھی  
 گیا تب پتا چلا کہ یہ لپٹ لپٹا ہوا تھا وہیں سے وہ گیا  
 چمک وہ حصوں میں ٹھہر کر رہی تھی۔ وہ دونوں طرف  
 گھوم رہا تھا۔ وہاں میں ٹھہر کر رہی تھی۔ وہ دونوں طرف  
 تھے اور ان کی اولیٰ یہ تھی۔ وہاں سے وہاں سے وہاں سے  
 آ رہے تھے۔ ان کی ہڈی ہڈی پر ہڑکائی تھی۔ وہاں سے وہاں سے  
 ان بند دروازوں کے پیچھے تھے۔ ان دونوں میں سے  
 ایک اس کی یاد ہو گئی تھی لیکن وہ نہیں جانتا تھا کہ وہ  
 دروازے کے پیچھے موجود ہوگی۔ اسے اصرار نہ تھے بلکہ  
 اسے کہیں سے تو کھڑا تھا کہ پتا نہ چلا۔ وہاں طرف کے  
 گدیہ در میں مڑ گیا اور پڑنے والے پہلے ہی دروازے  
 کے پیچھے پڑا۔ آخر کار اسے کھولنے کی کوشش کی لیکن  
 دروازہ لاک تھا پتا نہ چلا۔ وہاں سے وہاں سے وہاں سے  
 اس نے کمرے کے اندر کا دھانک کرنے کے لیے جھک کر  
 لپٹ سے آگے گئی۔ اسی نے اسے اپنے پیچھے حرکت کا  
 احساس ہوا۔ اس نے تپائی سے پھرا ہو کر پیچھے پٹنے کی  
 کوشش کی لیکن اس سے کمرے میں اس کی تپائی میں ایک سوئی  
 کی جگہ سے ہوتی اور اس نے بہت تیزی سے اپنے ہم کو  
 پتا ہوا محسوس کیا۔ یہاں تک کہ اس کی انگلیاں سے پتا چلا  
 کہیں اور اپنے قدموں پر کھڑے رہنے کی کوشش میں کام  
 ہو کر زمین پر آ رہا۔ پیچھے کر رہا تھا ہوجانے والی اس کی  
 آنکھ کی پلکیں پر جو کمرے کے اندر کا دھانک کے منکرات ہوتے  
 ہیٹ چرے کا تھا۔

تھے کہ وہاں میں ایک اندر سے کی صورت ابھی خاصی تیز  
 خالی پڑی ہوئی تھی اور اس چہ بھائیوں وغیرہ کی ٹھہری  
 تھی۔ ان بھائیوں میں سے ہی ایک بھائی کے پاس بھی  
 کر مارک سے لپٹ کی کو پیچھے لپٹا اور خود بھائی کو کسی لہر کی  
 طرح پہلے دائیں اور پھر بائیں جانب حرکت دی۔ اس  
 حرکت کے نتیجے میں بھائی اپنے پیچھے موجود زمین سمیت  
 بائیں جانب ٹھٹھکی گئی اور ایک ایسا خاصا بڑا چرہ نکلا  
 آئے گا۔ مارک نے زمین پر لیٹے لپٹ کی کو ایک بار مڑا  
 کھڑے پر والا اور اس چہ بھائی اتر گیا۔ اسے اندازہ لگا  
 سکا تھا کہ وہاں بیڑیاں موجود ہوں گی جن کی مدد سے وہ  
 پیچھے اتر رہا تھا۔ مارک اور لپٹ کے وجود اس فضا میں ٹھہر  
 آئے بند ہو گئے تو وہ فضا میں بند ہو گیا اور ایک بار پھر لپٹا  
 بھائی کے ساتھ زمین بائیں اس کی ٹھہری آنے کی جیسے وہاں  
 بہت تھی نہیں۔

اسلم نے ارا میں انھوں میں اس طرف کے غلبہ  
 فضا نے اور ان کے کمرے بند کرنے کے جب وغیرہ  
 طریقے بہت دیکھے تھے لیکن اس وقت اپنی آنکھوں سے  
 حقیقت میں یہ سب دیکھنا بہت عجیب محسوس ہوا تھا۔ دل  
 میں ابھرتی اس خواہش پر کہ فوری طور پر خود بھی اس غلبہ  
 فضا کے میں کھ جائے۔ لپٹا پڑتے ہوئے وہ بکھو رہا تھا  
 کھڑا ہوا اور اپنے بالکل ٹھٹھک ہوجانے والے منہ کو اپنے  
 پاس موجود درجوں کے پانی سے تر کرنے کے بعد خود بھی اس  
 بھائی کا رخ کیا۔ کئی منٹ گزر جانے کے باعث اسے  
 نہیں تھا کہ جب وہ یہ غلبہ راستہ کھول کر اندر داخل ہوگا تو کسی  
 سے فوری طور پر نہ بھیجیں گے ہوتی اور مارک بھی لپٹا لپٹ کی کو  
 فسی ادا دیکھانے میں مصروف ہو گا۔ غلبہ راستہ کھولنے کا  
 طریقہ وہ دیکھ ہی چکا تھا پتا نہ چلا کہ بھائی کی طرف بڑھایا  
 اور پٹنے اس کا ایک پتا چلا کر توڑ لیا۔ پتا توڑنے پر اسے  
 احساس ہوا کہ یہ بھائی محسوس ہی ہے نہ کہ پتا توڑنے پر بھی  
 وہ کئی محسوس نہیں ہوتی کی جو قدرتی طور پر چرچہ میں  
 موجود ہوتی ہے۔ حالانکہ دیکھنے اور چھونے میں وہ بھائی  
 بالکل اصلی تھی۔ اس نے انگلیوں کے لپٹا پتا ایک طرف  
 پیچھا اور مارک کی طرف بھائی کو پہلے دائیں اور پھر بائیں  
 جانب حرکت دی۔ نتیجے میں ایک بار پھر وہ فضا میں پھرا  
 بکھو رہا پہلے اس نے دیکھا تھا۔ اس نے اپنی جگہ کھڑے  
 کھڑے فضا میں بھٹک کر دیکھا۔ اسے کامیاب نظر نہ آئے  
 بار بار فضا اور اندر چلتی۔ مسمیٰ روکنی میں وہاں کسی ڈی ٹھہری کا  
 نام نشان نہیں تھا۔ اس نے اندر کا نام لے کر بیڑی پر قدم

ہم کو بیچ و سنسنی خیز داستان جاری ہے  
 مزید واقعات آپ کے ماحول میں





## الأسواق

52: قسطنطين

ہمارے سماج میں قانون کتابوں میں لکھا ہوا ہے جس میں کسی بگڑے ہوئے قانون ساز کے روایتی نظام تک پہنچنے کے لیے کسی کے معنی میں بدلے اور جگہ میں مختلف طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے میں گئی رہیں ، بالآخر طبقہ کی خوشنودی ہی قانون کی اصل معروف و تشریح تھیوری ہے یہ تشریح کتابوں میں نہیں روایتوں میں تحریر ہوئی ہے ۔ ایسی روایتیں جس میں قانون کے لیے ایک جیسے نہیں بلکہ سمندر اور جال کا تصور جال طاقنوں میں چلی جال کو تیز کر اور کمزور سمجھ لی ہو کر نکلا جائے ۔ یہ سننا آہی ہے جو درمیانہ طبقہ میں جوحت نہ تو روایتوں کو مانتی ہے نہ طبقوں میں تقسیم معاشرہ کا تجربہ کر کے محسوس کا اشتہار کرتی ہے یہ تو سب بوجھائی بہ دل مشفق کی ہے و اگر تالی اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ روکتی ہے البتہ اس کے ماضیوں ۔ ممبروں کو اپنا سہزادہ کی زندگی کی صدا مایہ وقت کے ہمارے مستقبل کے ماضی اور ماضی کی چٹانوں میں ۔ ۔ ۔ کبھی اور پڑھتے ہی جاتی ہے یہ سچا وقت کو تو میں مستعد کر کے منتظر بنا دے گا ۔ ۔ ۔ اس وقت تک طبقہ کے نیچے سے بہت سا پانی گزر چکا ہوتا ہے ۔ جو درمیانہ طبقہ کے لیے گھونٹا ہے اور ہمارے سمندر کے گرد بھوسا اور ماضیوں کا ایک ایسا ہی لا تلخ ہے ۔













# سرکا استھمال

سرور پرانہ گھر کی وفا کی دہلی کی اور وہ ڈاکٹر کے  
ملک کی طرف روز سے جا رہے تھے۔

راستے میں ایک شام نے ان کو بھرپور دلی احوال  
پر ہی کی تو انہیں لے گیا۔ "میں جی اچھا میں زبور  
سے نکل کر گئے کی کوشش کر رہا تھا۔ ایک سال ہی میں دلی  
تھی..."

"میں نہیں... میں تمہارے ذہم کے بارے میں  
بہتر رہا تھا۔"

"میری بات سنو، بھائی۔" وہاں گھر کو وہ قطع  
تھی کہ گھر کو دلی بھر میں نے اپنی بات جاری رکھنے  
ہوئے گئے۔ "تمہاری بھائی آکر بولی کہ زبور سے نکل گیا  
رہے ہو۔ میں اپنی سرکاری استمال کر لیا کرو۔ مجھے خبر  
آگیا۔ زبور کہہ کر نکل پر سر سے نکلی ہی چلت گئی تو یہ  
حال ہو گیا... اس لیے مجھے ہی کہہ دو تو ان کے مشورے  
پر بھی عمل نہیں کرتا چاہے۔ پتا تھا سر سے نکل کیسے  
خبر تھی تھا۔"

(دکائی سے بیوت مزید کا مشورہ)

میں ہونٹ صرف پھٹا کر رہ گئے۔

"آپ کچھ نہیں سنا ہیں آپ کی برصورت کا  
اچھی طرح اندازہ ہے اور ہم اپنے بھوکا اب دو بارہ اس  
جہم میں نہیں جانے دیں گے۔ ایک چاہا گاہ وہ ہے جسے  
میں اپنی آخری سانس تک نبھاؤں گا۔" شہزاد نے ان کے  
دونوں ہاتھ تھام کر اپنی آنکھوں سے لگا لیے جس پر ان کی  
آنکھوں سے دو آنسو بہ گئے۔ یہ آنسو شہزاد کے شہر کے تھے  
کہ ان کی برسوں پر محبت تکلیف ہے مگر جس کی اور وہ اپنے  
لوگوں کے لیے اپنی سب سے بڑی بات تھی۔

☆☆☆

"میں کیا ہوں مجھے یہاں سے باہر نکالو۔" اسلم بہت  
دیر ہوئی اس دن کے آدھے دو بجے پہنچا تھا جس کی حد سے  
بارک نے اسے باطل مطلق کر دیا تھا۔ وہ ان کے زور اثر  
کئی نیک نیک باطل ساکت پڑا تھا اور ہاتھ پلانے تو وہ  
کی بات نہ بیان لانے سے بھی مضور رہا تھا۔ یہ نئی کائی  
مکتوں پر مشتمل یہ عرصہ اس نے ایک سال ان گھر سے کے  
بیک میں گزارا تھا۔ وہاں اس سارا کے بھر گیا آدھویں  
موجود تھے۔ ان کی کوئی کی اچھا تو ہے کی چاروں پہ

کمال کے سحر پر وہ تیار۔  
"میرے ساتھ تھانے چل سالتے۔ میں نے  
طرح نکھاؤں گا کہ یہاں کون سا لہ۔ چتا ہے اور  
نہیں۔" رات ہونے والے واقعے کے بعد شہزاد نے  
پایس ڈپارٹمنٹ کی روز میں گئی ہوئی تھی اور  
قیامے سے ہواؤں میں تھے۔ اپنے میں کمال سے۔ چتا ہے  
پر آگ کا کام کر دیا تھا۔

اندوہ تھیں وہ سارے میں سحر میں تھیں  
کا انکار کر رہے تھے۔ اسی طور پر اس وقت وہ ایک  
دان میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں سے وہ تھیں۔ رات  
تھانے کی آسان نہیں تھا۔  
"جانے وہ میری سر۔ سالتی ہے۔" نے میں  
سورج ابل گیا ہے۔ اسے اپنا ہوش ہوتا تو اس کی  
فرمیں کرتی کہیں؟ "ایک چھوٹے کے بعد میں  
ہاتھ رکھیں تو اور وہ مسلسل کمال پر ہاتھ میں اس  
کر رہا تھا۔ تھکے کے لیے تو کمال کا جسم ان کی۔ کمال  
ان میں تھا چتا چتا چتا چتا چتا چتا چتا چتا چتا  
چوکیا رہا اس کی حالت پر ہم کھا کر ہی پائیں وہ  
اس کی جان بخشی کی درخواست کر رہا تھا۔

"اس کا فخر میں اس دن ہوں گا۔" فرما دے تو  
فرمیں ہے کہ شہزاد میں کئی تھیں ہے۔ پتا چکی کھڑے خان  
روز میں لگ رہی تھا اور یہ ہے کہ اس نے یہاں بھار  
رکھا ہے۔ "پایس والے نے باطل کمال کی بات ہے۔  
اور تاحر سید کی۔

"تھلائی میں تو تم اسرار کے کیسے آفرین ہوں  
جاری جاری کی پناہ میں گئی ہوئی تو کا ہے کو یہ بار بار  
کرے؟ "کوشش پر چہ ہے پڑے کمال نے تھک کر  
والے سے کہا اس جودہ "میری تو..." پورا ہوا ایک بار  
اس کی طرف لڑا تھیں اس بار چوکیا رہا نے اسے وہاں  
بارہاں میں بکڑ کر رکھا تھا۔

"کیا کرتے ہیں میری اس کی حق پرست ہے  
اسے خبر ہوئی کہ کسی پائس والے نے گھر میں گھر میں  
پتی کو بارہا پتہ ہے تو بنگلہ کھرا کر دے گی۔ آپ کو تو  
آج کل یہ پرست تھکے سر پر ہے ہوتے ہیں۔ میں  
نہ ہو کہ آپ ہی مشکل میں پڑ جائے۔"

انسانی ہے چوکیا رہا۔ پائس والے کو کمال کے  
سے محبت کر اس گھر سے کے اور وہ اس کے قریب  
تھانے میں وہ تھیں موجود تھے اس لیے اس کی نہیں

طرف دیکھا تو اس کے ہاتھ میں ایک پناہی میں مضیہ  
رنگ کا سولہ نظر آ رہا تھا۔ ہر کمال میں چنے کے ہر کمال  
نے خرمیں لگائے کمال دوک دیا تھا۔ شہزاد نے بھگ کر۔  
کی پہل میں تیار تھا۔ وہ بکھا بکھا باہر کی طرف جا رہا تھا۔  
فوری طور پر ایک فیصلہ کرتے ہوئے اس نے سولہ کے ہاتھ  
سے پناہی میں اور وہاں کھول کر وہی کھڑے کھڑے اس  
اعزاز میں اچھائی کر وہ سچی سچائی میں کے پاس چا۔  
گئی۔ پناہی میں چھپنے کے بعد اس نے ایک بار بھر مری  
سے وہاں لاک کر لیا۔ کمال کی کھڑکیوں کا جائزہ لیتے ہوئے  
اس نے یہ تو محسوس کیا تھا کہ سولہ کمرے میں کھڑکیاں کرتا بھر  
رہا ہے اور پناہی میں ہانے پر کھڑکیوں کا کھڑکیاں کرتا بھر  
تھانے میں یہ تھا کہ اس پناہی کے کھڑکیوں میں کھڑکیاں  
ہوئی گی اور نہ پچھلی وہاں پناہی کے کھڑکیوں کے کھڑکیاں  
لیجے۔ اب تو گویا سولی پر لٹے ہوئے تھے۔ کمرے کے باہر  
ان کی کھڑکیاں کے پورے کی آواز میں سنا دینے لگا۔  
شہزاد نے ایک بار بھر کی ہول پر آگے بڑھی۔ باہر لڑائی  
میں اسے کمال کے ساتھ چوکیا رہا اور ایک پائس والے  
کھڑکیاں تھانے۔

"تمہارے گھر میں اتنا شہر نہیں ہو رہا تھا؟  
تھانے پناہی میں نے کھڑکی کی ہے کہ شاید گھر میں چہ  
دیکھ رہا تھا۔ آئے ہیں اور وہاں سے توڑنے کی کوشش کر رہے  
تھ۔ "پائس والے کھڑکیاں سے کھڑکیاں سے کھڑکیاں سے  
"میں نے پتا چاہا ہے تاکہ میرے سوا کوئی گھر میں نہیں  
ہے۔ ایک کمرے کا دورہ لاک ہو گیا ہے اور میں اسے  
توڑنے کی کوشش کر رہا ہوں۔" پائس والے کے لیے کو  
خاطر میں لائے بھر کمال نے پھٹا ہوا آہٹ لگے میں اسے  
جواب دیا جس پر پائس والے کے چہرے کے تاثرات جو  
کے اور وہ پچھلے سے زیادہ سخت لگے میں گلا۔  
"میر سے بات کرو مسٹر! میں تمہیں پناہی میں کو  
اضرب کرنے کے جرم میں اسے پست بھی کر سکتا ہوں۔"

☆☆☆  
"تم بھول رہے ہو تمہیں کم لکھن یا امریکا کی  
پائس میں نہیں بلکہ ان پائس میں جا رہے ہو اور  
یہاں اپنا کوئی گھر نہیں چھوڑنا تو وہاں کو وہاں کے  
پر دیکھو اور پست کرلو۔ اپنے میں نے کی کو کوئی نقصان  
نہیں پہنچایا ہے۔ میں جو چاہا کر رہا ہوں اسے گھر میں کر رہا  
ہوں۔" اس کے اسی صاف گوئی سے وہ نے جواب نے  
پائس والے کو مزید مشکل کر دیا اور اس نے گھر کر ایک چھوڑ

کمال کے سحر پر وہ تیار۔  
"میرے ساتھ تھانے چل سالتے۔ میں نے  
طرح نکھاؤں گا کہ یہاں کون سا لہ۔ چتا ہے اور  
نہیں۔" رات ہونے والے واقعے کے بعد شہزاد نے  
پایس ڈپارٹمنٹ کی روز میں گئی ہوئی تھی اور  
قیامے سے ہواؤں میں تھے۔ اپنے میں کمال سے۔ چتا ہے  
پر آگ کا کام کر دیا تھا۔











وہ ہے وہ کئی گھنٹوں تک اسپتال میں رہے ہوئی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ ہوئی میں آنے کے بعد ڈاکٹرز نے اس کا طبیعی معائنہ کیا تھا اور سر کے زخم کے علاوہ اسے کھل فٹ قرار دیا تھا لیکن گودھا کا رویہ عجیب و غریب تھا۔ وہ کسی بھی بات پر کوئی رد عمل ظاہر نہیں کر رہا تھا اور بظاہر یوں لگتا تھا کہ سری چمٹ نے اس کے دماغ کو متاثر کیا ہے۔ ڈاکٹرز اس حوالے سے اس کا معرغہ و تشخیص کر رہے تھے لیکن وہ کسی طور پر توجہ نہ دے رہا تھا۔ اس کے رویے کی وجہ سے ایک سینئر ڈاکٹر نے یہ حد تک ظاہر کیا تھا کہ شاید وہ جان بوجھ کر اس طرح کا رویہ اختیار کیے ہوئے ہے اور اس کا دماغ متاثر نہیں ہوا ہے۔ گودھا کے اس فعل کا پل کھولنے کی ترکیب سلطان کو سمجھی تھی۔ اس کی مختلف جرات پر کام کرتے ہوئے وہ یہ جاننے میں کامیاب ہو چکا تھا کہ گودھا کا گھر کہاں ہے؟ مگر معلوم ہونے کے بعد دیگر معلومات حاصل کرنا بھی مشکل تھا۔ نتیجتاً اب اس کی خوب صورت بیوی اور دونوں بیٹے یہاں موجود تھے۔ بیٹوں کا عمریں بائیس تیرہ اور بارہ سال تھیں اور دونوں ہی ماں کی طرح خوب صورت تھے۔

”گودھا تو کئی گھنٹہ چلی ہوئی ہے۔ ہم زیادہ روپے پیسے دے لوگ نہیں ہیں۔ میرے بچے کا چھوڑنا ہر شخص سے نہیں ہے میں نہیں اتنا بڑا ہوں کہ اسے کہہ سکا ہے ہاں اسٹائل کو میں بھی رکھتے ہوئے بچوں کو اچھے اسکول میں پڑھا رہے ہیں۔ اور سے پاس کوئی خاص پنکٹ نہیں نہیں ہے اور نہ ہی میرے پاس بہت سی چیزیں اور کچھ ہیں۔ اس لیے تم میرے بچے سے ہماری رہائی کے بدلے کوئی بڑا سودا حاصل نہیں کر سکتے۔“ عورت نے اس کے سوال کا جواب دینے کے بجائے خود ہی پانچ سو روپے کا کرکڑہ اخبار اسے اتارنے کی وارادت کا اقرار ہوئی ہے۔ یہاں شروع کر دیا۔

”میں نے تم لوگوں کے نام پوچھے ہیں۔“ جواب میں علی نے خرا کرنا شروع کیا۔

”میرا نام راجی ہے اور یہ میرے بچے یعنی اوریش ہیں۔“

”اے اے یہ ہمارے علی کا گھر (اگر اصرار ہو گا کہ اس نے ایک ہی سانس میں جواب دے گا)۔“

”تمہارا گھر کہاں ہے؟“ یہ پوچھنے کی بات تھی کہ گودھا اس کی مراد سے کبھی تھا لیکن اس کی بجائی پر اس کا کوئی اثر نظر نہیں آ رہا تھا۔ وہ نہ اندازے معمول کے مطابق بن گھن کر بچوں کو اسکول چھوڑنے اور لینے جانی رہی تھی۔

اس کے کسی انداز سے یہ ظاہر نہیں تھا کہ وہ اپنے گھر کے سامنے پڑنے پر کتنی ہی دکھ رہا ہو۔ اسی لیے جاوہر علی نے اس سے یہ سوال کیا تھا۔

”وہ بڑنس کے سلسلے میں ہلاکت کے ہوئے ہیں۔“ اس نے سچے ہونے کے لیے میں جواب دیا۔

”اس کی واپسی کب ہوگی؟“

”دو تین دن تک واپس آجائیں گے۔“ راجی نے جواب سے واضح ہو گیا کہ وہ کیوں کھڑکیا پر پڑی تھی جس پر نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے حساب سے تو اس کا شوہر کا روہاری دور سے پر تھا۔

”گودھا کب سے داکے لیے کام کر رہا ہے؟“ راجی نے ایک ہی سوال کرتے ہوئے جاوہر علی نے اپنی لگائی پھٹی طرح راجی کے چہرے اور آنکھوں پر مرکوز کر لیا۔

”سوال سن کر وہ سخت حیرت میں نظر آئی۔“

”میں آپ کا حال بھی نہیں۔ میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میرے بچے بڑنس میں ہیں اور آپ مجھ سے پوچھ رہے ہیں کہ وہ کب سے داکے لیے کام کر رہا ہے۔“ اس کے جوابات بالکل حقیقی تھے۔

”تمہارے بچے کی بجائی ہو کر نہیں نہیں معلوم کر لیا۔“

”جیسے جیسے تھا اس کی بجائی کو ضرور چھوڑنا چاہیے۔“ راجی کی لاشی چوہر پڑی ہے۔

”بھگوان کی حاکمہ مجھے ہانک نہیں پتا۔ ان کی رہائی پر میں کئی بار چرچی ضرور لی تھی پھر اس وجہ سے چپ رہی کہ میں نے ان کی کئی ایسی نئی فون کاٹ کر پکڑی جو جرمین کی تھیں اور مجھے لگا کہ ان کا ان صورتوں سے سمجھ رہا ہے۔ گودھا پر شک ہونے کے باوجود میں نے بھی ان پر شک ظاہر نہیں ہونے دیا کہ انھی جتنا چوری کا ہے میرے زبان کھولنے کے بعد نہیں کھل کر سامنے آ جائے۔ میری ماں بھی تھی کہ جب تک مراد چوری پکڑی نہ جائے۔ ان کا آگے میں کچھ لاف زبانی رہتی ہے۔ پھر سے ہانپنے پر وہ سخت نہیں ہوتا بلکہ اتنا ہی زور دیتی ہے کہ اترا آ ہے اس لیے ایک گھنٹہ۔“

”فانی کو چاہیے کہ اسے پیچھے رہے پھر ہوشیاری سے اپنی طرف پلانے کی کوشش کرے۔“ اس نے ذرا آہستہ سے اپنے لہجہ میں ہونے کی وضاحت کی۔

”لو کہ میں جہاداری بات مان لیتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ انھیں پاکستان میں رہ کر جہاد سے کچھ فائدہ کرنے والے لوگوں کی بجائی ہونے کا کچھ نہ پتا۔“

”لو کہ میں جہاداری بات مان لیتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ انھیں پاکستان میں رہ کر جہاد سے کچھ فائدہ کرنے والے لوگوں کی بجائی ہونے کا کچھ نہ پتا۔“

”لو کہ میں جہاداری بات مان لیتا ہوں لیکن مجھے افسوس ہے کہ انھیں پاکستان میں رہ کر جہاد سے کچھ فائدہ کرنے والے لوگوں کی بجائی ہونے کا کچھ نہ پتا۔“



[illegible]

انہوں میں کسی قسم کا مسلط نظر نہیں آ رہا تھا۔  
 "ہاں۔۔۔۔۔ پاپا ابھی پاپا کے پاس جاتے ہیں  
 باپ سے ملنے کے لئے ہاتھ پیر پہنچا رہے ہیں۔  
 ایسے گودھانے ہاتھ جوڑ رہے ہیں تو کوئی بڑا  
 لڑکھن اس کی آنکھوں سے چٹکی کرنا تک کیفیت سے  
 گھبرا کر تکیلے ہو رہا ہے۔  
 "میرا خیال ہے کہ آپ تم اپنا زور نہ کرنا کہہ  
 کر چڑھوں میں سے نہ دیکھ لیا ہے۔ اس کے بعد  
 کی کوئی کوشش نہیں رہی ہے کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے  
 کچھ طور پر کام نہیں کر رہے۔ ہاں، اگر تم یہ  
 رکھتے ہو تو ہر وقت ایسا کر کے بھی دیکھ لو۔ تمہاری  
 دھڑکی کا تھماؤ دھڑا سے بچوں کو بھیڑنے سے  
 نہیں خیال کہ جب ہم انہیں کو چھوٹے سے  
 کے ہاتھ جھون پڑے ہوں تو ہم یہ چھوٹے  
 دیکھ سکتے۔" جاوہر نے اس کے سینے سے  
 کہ انہیں بھی آنکھیں دالتے ہوئے اتنی ہانکی  
 ہٹا کر کہہ کر گودا گھر بھرتی ہو گئی اور وہ  
 زبان پر پڑے سے سنا سوئی سے گل گڑھائی نہ  
 "اپنے مطلب کے لیے مصمم ہیں اور خود  
 کو استعمال کرنا چاہتے ہیں۔"  
 "تم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ جہاز  
 سمیت شہر ہجر کے مختلف مقامات پر دھماکے  
 منسوب کیا تھا، وہ تو بہت دیر اور قاتل  
 انکی طرح بیکان سکا ہوں۔" ہم ہی تھے جس  
 جوزف کو مشورہ دیا تھا کہ جہاز پاکستان سے  
 مقامات پر بھی بلاست کیے جائیں۔ یہ  
 ہونے نہیں خیال نہیں آیا تھا کہ اس کے نتیجے میں  
 کتنا لوگ اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے  
 کے لیے مشورہ ہی کا خطاب سنا ہے کہ آگنی  
 گودہ ایسا کر بھی نہ تھے۔ پتہ چلے ہوا  
 آگنی کو زور دینا ہی کی کا خطاب انہیں ہی  
 وضرر اس کا اس نے کاتہ دار لکھے تھے جو  
 کہ جہاں وہ دم بخور ہو گیا وہی انہی نے  
 دیکھ کر زور دیا تھا۔  
 "مجھے خوش نہیں ہے کہ تم اسے  
 ہو۔ ہر دم دھڑکتی ہے پہلے اگر تم اس بات کے بارے  
 سوچ لیتے تو ہرگز ایسے گمراہ کام میں نہیں پڑتے  
 تو ایک لمبی میں میرے مرنے سے اپنے لیے

[illegible]

اس سہ بھی لوں گا۔ ماس حالات میں یہ شخص ہی نہیں تھا کہ  
میں نے اپنی قوت امدادی کے بل بوتے پر اسے ممکن کر  
دکھایا۔ میں یوں سمجھ لو کہ مجھ پر ایک خدو سوار ہو گئی تھی کہ  
چاہے میری جان چلی جائے، میں ایک ایسے دشمن کے  
سامنے اپنی زبان پر کڑی کھیں کھوں گا جو یاد داری سے دشمن  
پر جنگ مسلح کرتا رہا ہے۔ انکار یا دھتکہ سنیے کا نتیجہ یہ ہوا  
کہ میں اپنا اپنی توازن کو بچاؤ اور مجھے مٹی کی غرض سے  
ہسپتال منتقل کر دیا گیا۔

”ہسپتال میں گزارنے والے ایک دن دو سال کے  
بارے میں تو مجھے خبر نہیں کہ یہ مرحلہ کیسے ختم اور میں کس  
حالت میں رہا لیکن پھر آہستہ آہستہ میری ذہنی حالت بہتر  
ہونے لگی۔ ڈاکٹرز نے میری بحال ہوتی ذہنی حالت کے  
تفصیل کو اس بات سے مشروط کر دیا کہ میرے دل میں پرکولی  
وہاؤنڈ ڈالا جائے۔ مجبوراً دواؤں کو مجھ سے دور رہنا پڑا اور  
اس چیز کا نتیجہ پر اچھا اثر پڑا آہستہ آہستہ میری ذہنی حالت  
اس حد تک تسکین کی کہ مجھے خوابوں پر حالات کا احساس ہو گیا  
اور اس حالت میں نے فیصلہ کیا کہ میں اپنی نوکریں پر اپنی عمل  
صحت لانی کو کھانہ نہیں دے دے گا میں نے ان کو یہ خبر کھانہ سے بچنے کا  
میرے پاس لیکھا اور طرہ پتہ تھا۔

”اسی دنوں میں میرا خود بخود اندش سے رابطہ قائم ہو گیا  
اور مجھ کو ہر طرف سے بے پناہ دھمکیاں آ کر اس سے لڑائی کی  
دہی سب سے بڑا کارنامہ بنے۔ جب اس کی عدول ہائے تو  
سادہ سے راستے خود بخود ہی ملتے چلے جاتے ہیں۔ اندھ کے  
دلکے دکھانے کا سلی شاہ پر سلطان کو ہی لڑایا جاتا ہے  
لیکن گیم ہی ہوتی ہے جس میں کو اپنی زندگی کی قربانی میں اپنی  
کرتے ہیں۔ میرا بھی یہی حال تھا۔ میدان میں اور اندھ کی  
فنازی پہنچ کر کہ کھتا تھا کہ اسے سلطان ہو لے گا حق ادا کرنا  
ہوں۔ غصوں سے لطف اندوز ہوتے ہوئے بھی خیال ہی  
نہیں آتا تھا کہ دل کی گہرائی سے اس حقی کا کھرا ادا کیا جائے  
میں نے یہ سب کچھ عطا کیا ہے۔ قید اور مارچ نے مجھے  
احساس دیا کہ ساجد زندگی میں، میں کس کی غصوں کو کھتر  
گزاراں کے احساس کے بغیر بڑھتا چلا جاتا تھا۔ میں پھر اس  
احساس کے بعد دل کی دنیا بانی گئی۔ باہر کی دنیا میں ہوتا  
اسے ہر برکت سے اپنے پرانے ہوئے احساسات کا اعتبار  
کرتا۔ قید بند میں بس اتنا کہ اس کا زیادہ سے زیادہ اندھ سے  
سامنے حاضر رہنے لگا۔ اس حاضری نے دل کو سکون اور  
تقدیرت و خوشی بخش چنانچہ جب دواؤں کو ٹھیک ہوا  
کہ میں ٹھیک ہو گیا ہوں اور دیکھ میں انہوں نے دوبارہ



تھوڑے سا سلسلہ شروع کیا تو میرے لیے تکلیف کو سہا پہلے کے  
مقابلے میں بہت آسان ہو گیا۔ میں ہر روز کوئٹہ اس جگہ  
کے ساتھ سوار ہوا کہ وہ روز کار سارا ہے، ایک دن ایک دن مجھے  
ان حالات سے نہایت شرمندہ ہونے لگا اور میں وہاں جا کر اس  
پاک سرزمین کی خدمت کو رکھوں گا جہاں وہی اللہ کے نام پر کی  
گئی ہے اور جسے اسلام کا جلوہ کیا جاتا ہے میرے اللہ نے  
مجھے جو علم دیا ہے اس کی مدد سے میں اس جگہ کی فصلوں کو  
پھلدار و مضبوط کرنے میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہوں، اور ضرور  
کروں گا۔۔۔۔ اور دیکھو، اللہ نے تمہیں میرا دعا دے دینا کہ مجھے  
دیا تم اللہ کی طرف سے میری مدد کے لیے بھیجے گئے ہو اس  
لئے مجھے کامل تمہیں ہے کہ چاہے مجھے ہی ہمارا مدد  
سے کرنا پڑے، ایک دن اللہ اللہ میں اس جہتی پر قدم  
ضرور رکھوں گا جس کا فرض ادا کرنے کے لیے میں نے اپنی  
زندگی اور دہائی کی بہت دعا مانگی تھی۔۔۔۔

چانی ذال کر کھائی لیکن نور مای دروازہ کھولنے سے کہو  
آہستہ سے دھک دی۔  
”کم ان۔“ شہزاد نے دھک کا جرس بجا دیا۔  
کے اطوار اپنے گھر کے کہ وہ اس کے لیے پندرہ فی فی کھول  
تھا۔ غیر معمولی حالات میں بھی وہ خود بخود کھول دینا  
مافی کی اور مافی کیس بھی کھائی تھی جس سے وہ خود بخود  
دیکھ کر تھکے کے ساتھ ساتھ وہ ”شہزاد“ کے دروازے پر  
دھک ہے۔ روزِ عام لوگ عموماً غیر معمولی سے کسی  
شیعہ پر قابو پا جاتے ہیں۔

[illegible]

کے چنگ میں اسے دیکھا کہ ایک پاکستانی سائنس دان تھا اور اپنی برقی کچھ سے اسے روکے گا چاہے کچھ کرے یہ پاکستان کے لیے کر رہے ہیں اور وہ بھارت کے لیے کر رہا ہے کم از کم پاکستان کے لیے بھارت کے کوشش نہ رہی۔ سب بھی انہیں کم لوگوں سمیت بچھرنے کی پوری کوشش کی جارہی ہے۔ شہر کے اعلیٰ اور ذرا مافیہ راستوں پر سخت چنگ لگا رہی ہے۔ بہت مشکل ہے کہ تم لوگ ان سمیت یہاں سے نکلے میں کامیاب ہو سکو۔

”اگر تم نے چاہا تو راستے کی ہر رکاوٹ دور ہو جائے گی۔ تم یہ سڑک چالی جانتے کہ پھر تو تم ہماری مدد کے لیے تیار ہو جاؤ۔“







[illegible]

میں نے کہا کہ میں اس لیے نہیں آیا تھا کہ میری بیٹی  
کام کے مسئلے میں مجھے آہستہ و پختہ رہی ہے۔ میں چند  
دنوں بعد وہاں جاؤں گا۔ وہاں کا انتظام بھی کوئی کی طرف سے  
کے لئے نہیں میری ذاتی خواہش ہے کہ وہیں آؤں تو ہم  
تو کراچی کے کام کے اپنے مکرہات کے لیے آئے  
ہیں۔

مردانہ کے بڑی امید ہے چوتھے کے سوال پر اس  
انکسپری میں آئو آگئے۔ یہ اس کا بڑا چھائی تھا.....  
یہ ایک عالم شہر کی وسیع مائیکرو کالونی وارٹ سے  
اسی سوالوں کے مطابق قائدانہ کے چرچہ پر اعتبار  
اس کی ایک جگہ جب وہ مگر کی تھیں ہوتا تو سارے سیاہ و سفید  
اور ان کے ساتھ قائدانہ کے کے فرزند اس کے اپنے سے  
میں کے کے فیلوں کو کوئی کرنا پڑتا تھا اس وقت اس کا  
میں سے اس کی اس کی اجازت کا طلب گار تھا کہ وہ  
میں کے کے ساتھ آتا ہے۔

سچا آپ کا انکار کر رہی تھی۔ "جی جی، مخلص ہے  
 جس سے کہیں اسے ریسید کر لیں گی یہ وہ نہیں رکھو یہ دور  
 جس کو کہیں مٹی اور وہاں وہ ایک دور ہے ملک کا کر  
 دیا ہے کہہ کر لے گی۔ غریب رشتوں سے دوری کا نام ہی  
 ادا کرتی ہے جس سبب کہہ دے وہ ہے ابھی دل دور کے  
 ماحول سے ملتا ہے جس بات تھو۔

[illegible]

میں نے اسے گا کر دو سو سنا بھول کر کھیل شروع کیا۔ ہاں میں نے  
دو سو اور الیمپکس سے اسے اس کا کتا کھانے کے لیے لے گیا۔  
وہ بچے سے دو قدم کے فاصلے پر ہی چھٹی کر رہا تھا۔  
میں نے اسے قہر میں دیکھ کر کہا تھا وہاں سے دو سو باز نہ ہو گیا۔  
اس لیے اسے کال ریسیو کر لی۔

”کیسی ہر کشور میں قہار اللہ مراد ہے۔ بات کہو  
ہوں۔“ اس کی پہلو کے جواب میں دوسری طرف سے کہا گیا  
تو اس نے ایک گہری سانس لی۔ حالات یہ تھے اسے کہہ سنے  
کہ کسی اپنے سے بات کرنے کی خوشی پہ اندیشہ غالب  
آجاتے تھے۔

”اسلام ظہورِ عالم سے میں ہاں اٹھ لھیکہ نہ نہ کام  
بتا نہیں کہ بھائی اور بھئی کیسے ہیں؟“ ”خود کو سنبھال کر رہو۔“  
وہ خالق سے بھائی کی بات کا جواب دیا۔

"وہ لوگوں کو اہل ٹیکہ بنائے۔ شاہد کہیں وہ بھی  
 تھی۔ کبھی دولت کے تو اس سے ہاتھ گر جاتا۔ وہ لوگوں کو  
 یہاں روکے کہ ہر عوام محل صعد پر یہاں ایسا بہت کچھ  
 تھا۔ کچھ یہاں سب روکے ہوئے تھے۔ کبھی وہ لوگوں کو  
 چھوٹوں کو پارک کر دیکھ کر ہم سب بھی بہت تفریح  
 کرتے تھے۔ وہ لوگوں کو ایک شوقی شہنشاہ کی مورتی پر  
 عزم دیا کہ وہ لوگوں کو ایک شوقی شہنشاہ کی مورتی پر  
 لگتا۔" ہاتھ کے مراد شاہ کا لہجہ تھوڑا سا بڑا  
 کشور نے پوری شدت سے اس امر کی کوشش کی کہ  
 خود بھی وہ لوگوں کی شہنشاہیت کو جانے کے لئے  
 ان لوگوں کے لئے شوقی شہنشاہ بنے۔

آپ میرے حالات سے واقف ہیں۔ میرے  
 غم سے انہوں نے دور بنے بغیر ہوں کہ اپنے غم  
 اور غمناکی سے تھکے ہوئے چھوٹے آئینے کے  
 سے کیا ناچا کرتی ہوں۔ لیکن آپ کی قوی مجھ پر انہوں  
 آپ اب چاہیں لوٹ کر مہر چاہتے ہیں۔ آپ کا  
 کئے دل سے استغاثہ ہوگا۔ میری طرف سے آپ  
 انہوں کے مجرم قہوڑی ہیں۔ آپ قہوڑی کے دل  
 ہیں جس کا سب کو برسوں سے انتظار ہے۔ آپ  
 کے احسان سے اس کی آنکھوں میں نمی آئی  
 "مجھ پر کی نوعیت غلط ہے۔ وہ مجھ سے  
 ہوں۔ میرا بھی بہت دل چاہتا ہے کہ انہوں سے  
 ہوں۔ جو مجھ کا اصل کیا ہے اس سے اب اس

”دو توجہ انہوں نے بھی کیا ہے۔ چالیس نے ہلاکو کے حوالے سے کون سا جگہ کہا ہے جو اس سے اسلام کے مسئلے سے متعلق ہو۔“ انھوں نے جواب دیا: ”ہو۔“

”وہ بات اپنی جگہ ہے لیکن مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ مسیحی خان جان بوجھ کر چالیس کے حوالے سے حوث کرنے سے گریز کر رہا ہے۔ اس کا یہ تو کچھ مشکوکہ سا ہے۔“

”کیا مطلب ہے؟“ کشور اس کی بات سن کر حیران ہو گیا۔

”میں اپنے اس قلب کی وضاحت نہیں کر سکتا۔ میں میری چھٹی حس ہے جو بتا رہی ہے کہ مصطفیٰ خانی کا کردار عسکرانہ ہے اور وہ جو خطر ۲۲ ہے اس کے علاوہ بھی کچھ ہے۔“ آلاب کا انداز الجھن بھرا تھا۔

”کیا آپ تو کہتے ہیں کہ ماہ پانچواں اور اسلم کے قاتل ہوتے ہیں مصطفیٰ جہاں کا کوئی کردار ہے؟“ عسکرانہ نے بے نیکی سے پوچھا۔

"نہرے نہیں، ایسا کوئی ملک میرے انہیں میں نہیں ہے۔ وہ اور اس کی بھجرا باطل و پستی میں انہوں کے لیے پریشان ہیں جیسے ہم..... جس سے یہ نکلنے کے کہ مصطفیٰ خان کو ان دونوں کی مشقت کی کی بجائے پیسے بیورو کا خرچہ ہوا رہا ہو۔  
وہ دشمن کی کشمکش کو اڑات چکا تھا ہے۔ شاید اسے یہ یقین ہے کہ جس اگر مسلم تحریکی قیام داری باز یا باقی مقلد ہو جائے گی۔ وہ جو نہیں تھے، نہ خیر جانے سے روک کر اسلام کو آزادی سے کام کرنے کا موقع فراہم کر رہا ہے۔" اس نے اس بار کی قدر وضاحت سے مصطفیٰ خان کے سامنے پیش کیا۔

بلکہ کی وضاحت کی۔

”خود را حقی قرار محبب کی یافت ہے۔ بہر حال، اگر کسی بات پر ہے کہ معصیت پرانی کا گرد و پودہ نہیں ہے ورنہ آپ کی عقلی بات میں کثرتیں باوری مکتبی تھی۔“ اس کی وضاحت پر ”شکوہ“ نے سکون کا سانس لیا اور آقا جی کی کوشش میں موجود اسے کے کمال پر پہنچنے لیتے ہوئے بولی۔ ”سوئے کی پیروی کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ تھوڑی دیر دیا کے ساتھ کھینچنے میں قبضہ نہ کھانے کے لیے کچھ نہ کر آتی ہوں۔“ اس پر جو واقعی ان کے درمیان جاری گفتگو کے دوران ان کو سمجھنے کی تھی، اس کی بات پر ان میں تصور اچھے طور کو شرب کیا جا تا تھا نہ تہا۔

اس کی اس ہوا پر منگراتے ہوئے آفتاب اسے  
 پہاڑ کے قوسمور، طعنوں کی چوٹی کی طرف چڑھ گئی۔ اسے  
 معلوم تھا کہ اس کی وہاں تک آفتاب چلی کو پہاڑ کو اس ہوا

گرسنگی

شماره التوری 2013

کی تعلیمات

متاع کاروان

تحریک آزادی کے اولین مجاہد کا تذکرہ جسے لوگ بھول رہے ہیں

## فیسوں پر

فصلی و بیانیہ نیرت تعمیر شخصیت کا تصور

## میرا بھائی

ہمیشہ گونہ گوئی کو ختم لینے کا ایک نیا طریقہ

0153

سراپہ قلمی افسانہ لیل، ترکی نئی دہلی اور بہت سی آپ  
بیٹیاں جگ بیٹیاں سے قلمی نوکھے واقعات

آج ہی نزدیکی بہک اسٹال پر چٹا سرو مختص کرالیں











واللہ کے کسب و کار کو شے میں اللہ کی بھرپور

گھر بیٹھے

رسالے حاصل کیجیے

جاسوسی و ایسٹرنس و انجسٹ

پاکیزہ تابندہ سرگزشت

تو تعجب کی بات ہے کہ وہ اصل گریہ اپنے دروازے پر

المسألة 12: في بيان

(شعبہ معارف و اگتہ)

ہائے انسانی کے کسی بھی شعبہ کا اس کے 700 ہائے

امریکا کی ایک تقریب میں 50 لاکھ کے قریب 8,000

1997

بقیہ ممالک کے لیے 7,000 روپے

آب و هوا در کابل

برائے کفر طرہ میں لکھے ہیں کہ ان کی وجہ سے

اساتذہ کی دعا: تم فوراً آپ کے رب سے کہو۔

جسٹس ڈاکٹر عارفی بھی شریک ہوئے۔

۱۰۰

پہلے پہلے یہاں پر ایک اور عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔

اسی ملک کے ایک عسکر اور ایک عسکر کے بیٹے کے

وہ اپنے دل میں سوچا کہ اگر وہ اپنے دل میں سوچے

**CONCLUSIONS**

0301-2434188

## جاسوسی ڈائجسٹ پہلی کیشنز

۴۳- «بیشتر بخش به یک قدرتی متراکم رسیده اند»

35062551, r35063113

[illegible][illegible]

\*\*\*

[illegible][illegible]

کیا جاننا کہ وہاں کیان میں نے عداوت میں کر کے رکھی تھی۔ وہاں  
 کے لی اہل اس چال کا خود کر لیا ہے۔ اب جو  
 چوہری کے پاکستان واپس آنے کے بعد وہاں  
 اختیار کرتے ہیں۔ ”میر نے انہیں قوم پرست ہونے  
 کیا جنہیں کہ کر دونوں کے چرے پر۔ یہ وہی  
 ہے۔“  
 ”وہی ہی جہادی مفکر ہے۔ جس نے وہاں  
 چوری کیوں کیا ہے۔ اگر پچھلے بھی آئے تو یہی  
 وہاں کے لیے ہے۔“  
 ”میں سے اگر میں اپنا اصل لپکا ہوا حق تو ہے کہ  
 نہتہ چھٹی ہوں اس گرام کے بل پر۔“  
 ”تو چھٹی کی وہی۔“ وہی تھا کہ میں خوش  
 نے چھٹی کی تھی۔ میں اب کھلی کی۔“  
 ”میں اس شخصیت کو بہت ہوں لیکن یہی  
 کہم دونوں کو وہاں کے گراؤ کی قی آ رہی  
 مجھ کرنے کے لیے وہ لوگ ہر چال میں  
 نہیں معلوم کہ تم لوگ اس چالوں کے ساتھ  
 یا نہیں لیکن میں یہاں دوں کہ اس میں  
 رہے۔“ جب تک تم دونوں نے رہے۔“  
 ”میں تو میں کہیں کہیں گا۔ میرے  
 جہت کی وجہ سے رہے ہوں۔“  
 ”میں تو میں کہیں کہیں گا۔ میرے

نے کوئی واضح جواب دے بلکہ انہیں انکار کرنے کا  
دعا اور خود ہار بھگ گیا۔  
دونوں نے اب تک رات کا کھانا بھی نہیں کھا  
لیکن جن حالات سے وہ دو جاہلوں تھے، وہ اس شرم  
مکئی بھی مرعوب پا کر اپنے کے ساتھ بکٹ و کچہ کر دوا رہ  
اٹھی۔ ایک ایک کر کے دونوں نے سارے بکٹ چھ  
ڈالے۔ چائے سے فارغ ہونے کے بعد بھی انہیں کوئی  
کھانا انکار ہی مولیٰ نظر نہ پڑا بلکہ ہر کر کے کا  
کھانا اس کیلئے دروازے سے میسر آگئی کہ انہوں نے داخل  
دیکھ کر وہ دونوں ہی اپنی جگہ سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ ا  
محسن ہیں کے لیے یہ حد لائی احترام قائم کھڑے  
احتمال کرنے کے ساتھ ہی دونوں نے یکے : ان  
سلام بھی کیا۔  
"وکیل اسلام۔۔۔ بخیر۔" اس نے جواب د  
ہوئے انہیں وہیں بیٹھے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک  
مستحیل لی۔

”مجھے افسوس ہے کہ میری اہم سے تم کو کوئی کوئی  
یہاں انتظار کرتا ہے لیکن میں تم دونوں سے ملنا ضروری  
رہا تھا اس لیے میں نے اپنے پیچھے جگ سبیں یہاں روک  
رکھا۔“ پیچھے کے بعد اس نے شعلہ کی گھٹکھٹاکا آواز کیا  
”کوئی بات نہیں۔۔۔۔۔ میں کوئی سارا نہیں  
کوئی پہلا محمود نے تھے۔۔۔۔۔ تو آپ کا جی ہے اور یہ  
کی ضرورت ہے کہ آپ ہم سے ملے یہاں آئے ہیں۔۔۔  
چاہ کر کہ انہیں اب تلخ صبر کے انتظار میں روکا گیا  
ساری کوفتہ دور ہو گئی تھی اس لیے شاید نے بے انتہا  
سے جواب دیا۔  
”میں اس لیے تم سے ملنے آیا ہوں کہ تم دونوں کو  
دے سکیں۔ خود پر ہونے والے مسئلے کے بعد یقیناً  
دونوں گھبراہٹ ہوئے ہو گئے لیکن اطمینان رکھو  
میرے آدمی مسلسل جہاد سے تھرکی گھرائی کر رہے ہیں  
سکی کے لیے بھی آسان ہیں ہوا کر سبیں نقصان پہنچانے  
نقصان پہنچانے کی کوشش کرنے والوں کو آج کی طرف  
کی کھائی پر سے کی۔“  
”اوہ۔۔۔۔۔ تو آپ کے آدمی ہماری گھرائی کر  
تھے؟“  
”ہی۔۔۔۔۔ مجھے پہلے سے ہی اس بات کا اندازہ تھا کہ  
دونوں کا خطرہ اہل کرنے کی کوشش کی جائے گی اس لیے  
نے اپنے آدمیوں کی اونی لگا دی تھی۔ انہی کو کوئی

























53: 1.

[illegible][illegible]











جلد سوم، شمارہ نمبر ۱۱۱























مجموعہ ادبی کاغذات کا تذکرہ الیہ تھا کہ چوٹی قوم کو اس پر ماتمی ضرورت تھی۔

”میں جانتا ہوں کہ جمہوری طبیعت کی بے چینی کو چوٹی چوٹی کا مہاجاں سے سکون نہیں دیتا اس لیے خود بھی جمہار سے لیے ایسے سنگ علاقہ کی طرف جاتا ہوں جن سے جمہاری انقلاب کی تسکین ہو سکے۔“ ڈیٹان نے یہاں شروع کیا تو جاوید علی اہمٹ ہو کر بچ گیا اور اس کی بات غور سے سننے کا کیونکہ اس بات سے ظاہر تھا کہ اس کے لیے کوئی کام نکل رہا ہے۔

”بھکرہ پر پہلے ہی مجھے اطلاع ملی ہے کہ جمہارت سے جہاں اسے سے بھرا ایک کشمیر یا کشان لایا جا رہا ہے۔ جو اسلحہ اتحاد ہے اور بلا کت ٹیڑ سے کہ اس کا مٹھائی میں بچھاننا دہشت گردوں کی چالوں کے درمیان گاہک کا جس کا مستعدی پاکستان میں تباہی و بربادی پہنچا رہا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ تم اس مسئلے کو پاکستان کے خلف شہروں میں پیچھلے سے لکھی سرحد پر رکھ لو۔“

”میں حاضر ہوں سر۔“ ڈیٹان کی دانت میں کڑواہٹ نے کسی فوجی کی ایسی مستعدی اور ذرا زاری سے بھر ادا کیا۔

”بازار پر اس مسئلے میں مصلحتاً جہاد کی تیاری تھی اور وہ لوگ اسے طور پر ہو رہا بھی تھا کہ یہ لکھی یہ بات ہم سب جانتے تھے کہ کسی بھی قسم کی اسلحہ گمراہی والے اپنے دروہوں پر جہاد میں سے واقف ہوتے ہیں لیکن یہ قانون اور فوج کی تحریکیں کوئی۔ میرا کام یہ ہے کہ اس سے بھر اوں کشمیر بھی اپنے ہی کسی راستے سے پاکستان لایا جائے گا اور تمہیں ہر حال میں سے بچنا ہوگا۔“ ڈیٹان نے اسے پتہ نہ دیا۔

”آئی دل نہ لائی مائی بیٹ سر۔“ عجب میں بنا رہی تھی نے اسے عقیدہ دہانی کروائی اور اس معاملے میں اپنی چوٹی و بچیں ظاہر کرتے ہوئے بولا۔ ”کیا اس مسئلے میں آپ کے اس کوئی کیجیے سر؟“

”کچھ خاص نہیں۔ میں اسے معلوم ہوا ہے کہ اسلئے جس  
کسیٹیز سے لایا جا رہا ہے، وہ بھارت کے ایک ایسے فروٹ  
قلم کا ہے جس کا ایک کھیتی کار ایک بہت بڑا فوٹو شوٹنگ پلا  
جاتا ہے۔ اس کسیٹیز میں چھاپہ فروٹ ہی ہوں گے لیکن غریب  
خانوں میں اسلئے پہچان کیا ہوگا۔ اس اسلئے کے لیے بھارت  
جا کر پورے پورے بازار عام نے شوٹنگ سے لائی کی ہے۔ وہ خود  
تو فی الحال کھیتی میں ہی ہے لیکن یہاں ظاہر ہے کہ اس کے  
آسپاس میں سے ہی کوئی اس معاملہ کو دیکھے گا۔ گھر سے  
پس لایا وہ وقت نہیں ہے۔ میں نے ایک بڑے بلی کا پڑکا  
اقتلام کر دیا ہے جو کہیں کے کسی قریبی سرحدی گاؤں تک

[illegible]

”میں کو تو کچھ چاہی کرو۔ آدھ کچھ بھرتی ہو جائی  
 ہے۔“ اس نے گویا جاہلیہ کی گناہات کے انتقام کاٹا دیا  
 تھا۔ جاہلیہ کی اٹھارہ سو سالہ تاریخ تہذیب و تمدن کی ہر  
 بات کو اس نے مٹا دیا۔ اس کی جگہ پر ان کی جگہ پر ان کی جگہ پر  
 اس نے عربی اور اسلامی تہذیب کی صورت پائی۔ اس نے  
 تہذیب و تمدن کے ہر گوشے میں اس کی جگہ پر ان کی جگہ پر  
 لیکن اس نے اپنی تہذیب و تمدن کی جگہ پر ان کی جگہ پر  
 ایک انتہائی خوبصورت اور تہذیب کے بارے میں اس کی تہذیب  
 کی جگہ پر ان کی جگہ پر ان کی جگہ پر ان کی جگہ پر  
 اس نے اس کی جگہ پر ان کی جگہ پر ان کی جگہ پر

اس موقع کے لیے ایک کار اور ضرور جاری کیا  
 گیا۔ پہلی سرحد اور دھنوں سے ثابت ہوا تھا  
 کہ ایک ایسے ادارے سے شکست لیا جہاں  
 کے لیے بہت سے انتظامات اپنے اپنے محلہ  
 کے لیے کیے گئے تھے۔ اس کا استعمال انتہائی حالات میں  
 کیا گیا۔ اس کی ایک ہی بات یہ کہ کوئی نوجوان اسے  
 چھوہ کر مرنے کے لیے استھان نہیں کر سکتا تھا۔  
 اس کا مطلب کرنے میں ہادی کو کوئی مشکل پیش  
 نہیں آئی تھی۔ ایک تو مسلمان ہی تھا۔ باقی دو بھی وہی  
 تھے۔ دوسرے تھے۔ ان پر جوش کبے جاتے تھے۔ ان کی  
 اس طرح اور دیگر سامان پہلے ہی اچانک کے صم کے  
 کارخانہ کیا تھا۔ چاہے میں نے اس ایک نگر میں  
 رہا کہ وہ میرا اور لوگ کر دیا کہ اس میں ان کی  
 میرے سحر ہے۔ ایک آواز مجھے سحر وہاں  
 تھے۔ محل تک پہنچے تب ان چاروں نے  
 دھنوں میں دھنوں کو دیکھتے اور ان پر بحث کرتے  
 تھے۔ ان کا بیان اور بھارت کی سرحد پنی کو واضح  
 تھا۔ ان دھنوں کو دیکھ کر انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ ان  
 کے لیے بہت سے مشین بہت مشکل ثابت ہوئے۔ وہ  
 ان کی سرحد کو دیکھتے تھے۔ ان بہر حال ان کے پاس  
 ان کی کوئی کس بھی نہیں اپنی بہترین مساحین  
 کو دے رہے تھے۔ یہ بات کرنا تھا کہ ان کا ہی ایک  
 اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کے حق دار تھے  
 اس کے ساتھ ہمارے لیے ایک سرحد چلی  
 تھی۔ یہ بات تو یہ محل کے لیے کرنا کا کام تھا  
 اس کے لیے ان کے دل میں یہ چاہ تھا کہ ان کے بہر حال  
 محل کرنا ہے۔ چوکی پر تھوڑے پاک فوج کے  
 کے لیے اس کا استعمال کیا۔

[illegible]

تھا ہے۔" اسی کے لیے میں بگڑا سا تھا۔ شاید اسے یہ بات  
پہنچ نہیں آئی تھی کہ ہمارے اس ملک کے معائنے کو دیکھنے  
کے لیے سرکار سے لوگ بھیجے گئے تھے۔ یہ ایک طرح سے  
انھیں قابل سمجھے جانے کے خلاف تھا۔

"خیر، بدنام اسے چھک کر لیں گے۔ آپ یہ  
تجربہ کیا کہ ہمارا مصلوب پر آدمی یہاں تک گیا ہے؟ انھیں؟" میجر  
اسد کا کافی چہرے پر لگے تھے چکی کے انبار کی کالیہ نگرانہ  
کرتے ہوئے اس نے اپنے مطلب کی بات کی۔

"جی ہاں، وہ موجود ہے۔ نذر محمد... ملک کو لے کر  
آؤ۔" میجر اسد نے اسے جواب دینے کے ساتھ ہی اپنے  
دانش کا نظم دیا۔ فوراً ہی ان کے سامنے تعزیر یا چالیس سال کا  
ایک لپٹا لٹکا لگا اور گھانا آدمی پیش کر دیا گیا۔ یہ ملک، سلطان تھا  
نورانی علی محمدوں اور راجہ کی یاد میں جو صابو جبہ لنگ و  
تھا۔ یہاں تک کہ اس کے شانوں تک آتے ٹھکانے بال بھی  
ان پر بڑے ٹھکانے لگے ہوئے تھے۔ اس نے کلف گئے سفید  
شہزادہ میں پر سرخی رنگ کی چادر خاص اعزاز سے اوڑھ لی تھی  
اور وہاں سے تیز سے کی گئی تھی۔ اس کی آنکھوں میں  
موجود، آنکھوں میں بڑے ٹھکانے کی خاصے سفید قیمت معلوم  
ہوتے تھے۔ گولی طرح پر اوڑھنا اور فحشیت کا مالک تھا اور کسی  
اسکر سے نہ یاد دہیندہ اور ہمارا محسوس ہوتا تھا۔

"اسلام بیگم... فرمائیے کیسے خادم کو یاد کیا؟" میجر  
اسد کے تعارف کروانے پر اس نے چادر ہی سے پرتچاک  
اعزاز میں مصافحہ کرتے ہوئے رد یافت کیا۔

"تم ہیں؟ ان درخواستوں کے بارے میں جاننا چاہتے  
ہیں؟ فیروز قادی طور پر سرحد پار کرنے والوں کے استقبال  
میں رہتے ہیں۔" وہ سیدھا مطلب کی بات پر آگیا تھے سن کر  
ملک سلطان ہنس پڑا۔

"جی جی، بات سے قانون کے کھولنا ملک مجرم

[illegible]



























میں محسوس رہا تھا۔ "خیر یاد نہ لے لی کہ کمرشل عمارت کی طرف اشارہ کیا جو پانچ منزلہ بلند تھی۔ اس عمارتی سڑک پر دونوں اطراف میں زیادہ تر کمرشل بندھنوں میں اور چند سی ایسی عمارتیں تھیں جو کئی فلینس کے طور پر استعمال ہو رہی تھیں۔ ان میں بھی گراؤ کا غور پر مختلف چھوٹے بڑے کاروباری مراکز ہی قائم تھے۔

"میں فوراً کوکال کر کے اس بلڈنگ کو گھیرے میں لیتا چاہیے۔ وہ سکا ہے یہاں اس شخص کے دوسرے ساتھی بھی چھوٹے ہوں۔" ایک پولیس والے نے ان سے گفتگو کر کے اپنے ساتھی کو مطلع کر دیا جو جیتھ اسٹریٹ پر آ گیا اور اس نے وہاں ٹھہر کر ایک ایسی ٹھکانہ کے لیے محلہ پر انکشاف کر دیا تھا۔ شہر پار میں نے پہلے ہی اپنی جیب میں پڑے سائیکسنگ کے اصل کو گرفتہ میں لے رکھا تھا، حرکت میں آ گیا۔ ٹھکانہ کی آواز کے ساتھ اس کے اصل نے ایک تیار پارکنگ ہاؤس انجمن اور دو چاروں سی ایس والے ادا کر دیے۔ گھسنے سے پہلے ان میں سے دو کو تو آواز تک کانٹنے کی محنت نہیں ملی تھی۔ شہر پار نے کوشش کی تھی کہ ان کے پاس کوئی نشانہ نہ ملے۔ اس کی یہ کوشش اس حد تک کامیاب رہی تھی کہ ایک کی پوزیشن پر کوئی سے سوار سڑک پر قیام دہشت گردی کے دور سے کوئی اندازہ کمر کے پچھلے حصے سے چھانک لی تھی اور پھر اس کے گردن میں جیسے دو گھات چڑھا۔ ایڈیٹر قہر رہا تھا تو کوئی اس کے کان کی ٹوکھڑی ہوتی نظر نہ آئی تھی۔ اس نے سب سے پہلے بھاری تھی اور تیزی سے زمین پر گر گیا تھا۔ سوتے اس کے سر کو کھینچ کر لیا اور ایک کر ال کے سر پر جا بیٹھا۔ اس سے قبل کہ پولیس وہاں کوئی حرکت نہ پاتا، اس نے اس کے بالوں کو دونوں منہ میں پکڑا اور دانت ٹوٹ کر پڑاؤ سے دسے مارا۔ پولیس والے کا سر کی توجہ کی طرح پھٹ گیا اور اس سے سر سڑک ٹھون پھٹ گیا۔

"بھڑی کر، وہ ان کی ٹیمیں ابھر کر پکڑ لو۔" شہر پار جو خود بھی حرکت میں آ گیا تھا، زور سے بولا اور پھر دونوں نے سی تیزی سے ان کو گھونپ کر لے لیا۔ ان کی ٹیمیں اس طرح شروع کر دیں جو ان کو دھنسنے والی ٹیمیں شہر پار کے حصے میں ملنی صاف تھیں۔ پولیس آئی ایڈیٹر سوتے کو پکڑ لی، اس کے دائیں کندھے سے پڑا ہوا خون مروج تھا۔ یہ پولیس پہننے کے لیے نہیں اپنے کوٹ اتارنے پڑے تھے لیکن ڈانٹوں نے کوٹ وہیں پھینکنے کے بجائے اپنے ساتھ لے لے لیے تھے اور لوگوں میں اپنے شہر پاری سلامتی سمیت پولیس جیب میں منتقل ہو چکے تھے۔ گاڑی چوری کی تھی اس لیے اس کی ڈانٹیں پڑا نہیں تھیں۔ سڑک پر کپ بھالنے کے بعد وہ اصل پولیس والے ہی گدھے تھے

ایڈیٹر جھپٹنے والے کی مہلت نہیں تھی۔ ان کی سڑک پر کسی کی گھر میں ٹھکانے کی۔ شہر پار نے۔ جو وقت تک تھی۔ وہ کسی حد تک پولیس کو بلاوا سے لے کر پولیس کے لیے وہ زیادہ تر مہلت جیب کی لٹا رہا۔ پھر بھی اس کی سبھی تھی اور وہی طور پر سڑک پر بھی سوار ہو کر گاڑی کے آدھوں میں شامل ہو کر جیب کے لیے سوار ہو کر اپنے لیے "وہ مشر صاحب کو گرفتہ کر کے اپنے جواب میں جیب میں سے کل رہا ہے۔ اس کے ساتھ اس نے پولیس کے علاوہ پولیس والوں کی بھی انجی کے پاس غری جائے دل ہے۔" مٹانے سے آگاہ کیا۔

"گھٹا ایہ تو انجی خبر ہے۔" اس نے اپنی اطلاع پر غور کرتے ہوئے اس نے رابطہ حقیقی۔ اور پولیس کی طرف متوجہ ہوا۔ "تم جانتا ہونا؟"

"میں باس۔" اس نے جواب دیا۔ "اس وقت سے ان کی کوئی جھپٹا لے کر شہر پار میں رونے آئے۔" اس نے اپنی اطلاع پر غور کیا وہاں کوئی اندازہ نہیں کر سکتا تھا کہ سب سے پہلے وہاں تھے تھے اور پھر اس پولیس والے کی۔ اس نے اپنے دوست پولیس کی صورت میں جیب ٹوٹ کر ایک ٹیم پر لے گئے تھے میں پڑے ہوئے تھیں۔ پولیس جیب نے ان کو کامیاب سے دھنسنے کا سہارا دیا۔ وہ آواز سے ان کو کہتے ہوئے ان کی پکڑ چڑھ کر مٹانے پہنچ گئے تھے جہاں سے ان کی پولیس کی دھنسنی گاڑیوں کے جھڑپوں سے وہاں سے وہاں سے تھی۔ شہر پار نے اپنی جیب بھی ان گاڑیوں میں شامل کر لی۔ اس نے گاڑیوں پر منتقل ہو کر قافلہ وہاں سے وہاں سے تھی۔ شہر پار نے اپنی گاڑیوں کے ساتھ ان سے گواہی دی تھی۔ شہر پار نے اپنی گاڑی سے اچھڑ کر گاڑیوں میں اب اس طرح سے اپنے کو دوسری سڑک پر پہنچ چکی تھیں۔ شہر پار نے اپنی گاڑیوں سے اپنی جیب کو اس طرح سے پڑھا کہ ان کی اور ان کی گاڑی کا وہاں سے وہاں سے تھے۔ شہر پار نے اپنی گاڑی سے اپنے کام میں سوار ہو کر تھا۔

"یہ بلڈ پر وہ بلڈ تھا۔ یہ وہاں کا گاڑی ہے۔" اس نے غور کر کے اندر چھپنے ٹوٹ کر ان کی گاڑیوں کے ساتھ جو کل کے لیے تیار تھا وہاں سے گاڑی کا پتہ لے لیا۔ پڑا اس کے انداز میں پڑا تو شہر پار کی پکڑ گیا۔ اس نے سوار تھا پکڑی گاڑی پر پڑا کر دنیا بھر سے تیار کر دی تھی۔ ان کی گاڑی کا وہاں سے وہاں سے تھے۔



میں تو یہ امکان ہی ختم ہو گیا تھا۔ اشوک کی گاڑی کے بارے میں اسے یہ اندازہ تو تھا کہ وہ ہلٹ پروف ہو گی لیکن ہم پروف ہونے کی بات اس کے ذہن میں بھی نہیں آئی تھی۔

"گولی پلٹ نہیں، ہم پھر بھی اپنا کام مکمل کر کے ہی رہیں گے۔ اشوک کو اس کے ٹھکانے پر۔" بہت بارنے کے بھانے اس نے فوراً ہی اپنا گلا گھونٹ لے کر کہا اور سر کو شیوں میں سلوک بٹانے لگا کر آگے کے لیے اس کا کیا پروگرام ہے۔

اللہ اللہ کر کے وہ سرفہم ہوا اور مٹی کے نہایت پتھر ملائے میں کافی تر گاڑیاں ایک ایک جیسے گڑھا گھلنے کے ساتھ ہمارے پاس ہی جھپٹی طور پر اس ملائے کا سب سے شاعرانہ بھگتا۔

"یہ لپٹی گاڑی اندر لے جائے گا اور ہائی گاڑیوں کو چمک کے باہر ہی روک دیا جائے گا۔" سس نے تھوڑی سی بھرپور لپٹی میں اپنی راسے کا اظہار کیا جو درست ہی محسوس ہو رہی تھی۔ شہریار کے ماتھے پر سسٹوں کا جال سا بکھیر گیا لیکن اسی وقت گویا ان کے لیے ٹھیک اند آئی۔ وہ سینہ یا اگلے تھے جو گاڑیوں کے وہاں پہنچنے ہی ٹوٹ چکے تھے اور اشوک کے ڈرائیور کے لیے ٹھیک ٹھیک رہا تھا کہ گاڑی کو گیت سے اندر لے جائے۔ اشوک کی تھوڑی سی شہر سے گزرا وہ سسٹوں پر کر کے حقیقت سے بھی بچا جاتا تھا اس لیے اس پر ہونے والے حملے کے بعد اب سینہ یا کا یہ حق بنا تھا کہ وہ اشوک سے تھوڑی سی بات نہت کر کے اس بارے میں اس کی راسے سے عوام کو آگاہ کر دے۔ اشوک اب اپنی نگل لڑا ہوا کھانے کے بین سامنے تھا اس لیے جتنی طور پر اس کا ٹولف بھی خاصا اور ہو چکا تھا اس لیے اس نے گاڑی۔ گولی اور ایک شیشہ کھول کر اپنا چہرہ باہر نکالا۔ باہر بہر حال وہ پھر بھی نہیں نکلتا تھا اور ابھی اس ٹھکر سہلت سے فائدہ اٹھاتا تھا۔

"ٹوٹ۔" شہریار نے سرسراہٹ ہوئی آواز میں غم دیا۔ اشوک کے گرد سینہ یا والوں کے کھلم کی وجہ سے اس نے وہ گڑھ کے استعمال کا اور وہ ترک کر دیا تھا۔ سسٹوں کے پیچھے کو بھٹک گیا اور فوراً ہی گولی نکال کر نکلتا ہوا سینہ یا کوئی سوچی بھی نہیں سکتا تھا کہ پچیس کی گاڑی میں اشوک کے ٹوٹ کے جیسے موجود ہیں۔ گولی چلی اور سنسنائی ہوئی اور چاروں کے سروں کے درمیان سے گزر کر بین اشوک کی خوشامی میں جا گئی۔ سس نے شاید یہ اپنی زندگی کا سب سے سچا لٹکا لیا تھا اور تھک دیر تک اٹھالی جانے والی ناکامی کے داغ کو دھو دیا تھا۔ پھر کو تو شاید کسی ایک لمحے میں بھی نہیں آیا کہ کیا ہوا ہے لیکن پھر بھی وہ پکار مچی تھی۔ شہریار نے اپنی پیپ کا انجن اسٹارٹ ہی رہنے دیا تھا چنانچہ سسٹوں کے کوئی چلائے ہی اس

نے بہت خطرہ کا طریقہ سے پیپ دیا۔ وہاں کو بھٹک گیا۔ اپنے پیچھے سوچو گاڑی کو دھکا دیا۔ گولی دھکی دھکی گئی۔ وہاں سوچو دوسرے لوگ اس سے بچنے کی کوشش کر رہے تھے۔ تاہم گاڑی کو لپٹا کر پیپ کے ان کے سروں کے درمیان سے سنسنائی ہوئی گزرتی تھی۔ اگر اس نے سینہ یا کو بھٹک لیا تو کھانا کھاتا تو کوئی شکوئی کوئی پیپ میں کسی بھی طرح اس وقت شہریار کے پاس اتنی سہولت ہی نہیں تھی کہ گاڑی کا رخ موڑ سکے۔ وہ اسے وہاں میں ہی رہی اور اسے چھوڑا تھا اور سسٹوں سے بھٹکے بھٹکے کے لیے سسٹوں کا رنگہ رنگہ اٹھانے گاڑیاں بھی دھکے کے لیے تیار نہیں تھیں۔

"وٹھ گڑھ۔" آخر کار شہریار ایسا کر رہا تھا کہ ابھی لب صحتی بہت دور اور پیچھے دھکے تھے اور تھا کہ اس نے آنے والے پچیس والے یا اشوک کے قوی تھے۔ سسٹوں اس کی حمایت پر فوراً ہی ایک گڑھ کر دیا تھا اور اس کی پیپ کھینچ کر آگے کو بھتی گاڑیوں کی طرف اڑھل دیا۔ کان پڑا دھکا ہوا جس نے ان کی پیپ دھکی دھکی کر دیا۔ شہریار نے یہ سسٹوں کا جھکا دیا۔ سسٹوں کو بھٹک دیا۔ اور اگر پیپ چماتے تھے وہاں قاتل کو بھٹا تھا کہ کچھ کو بھٹا کر اسے بہر حال دھکے۔ اس حالت وہ اپنی زندگی کی تھوڑی ذرا بچ گیا۔ پھر گاڑی اور اس کو بھٹل میں قاتل کو بھٹا دیا۔ اس جگہ سے نکل کر اس پیپ سے ٹوٹ حاصل کر کے اس سامنے سے آتی تھی۔ پھر پچیس کو بھٹل کے اندر کر دیا۔ اپنے اور اسے میں کا پیپ میں دھکے۔ اس نے ایک طرف کی طرف دیکھا اور اپنے پیپ پر دھکا دیا۔ پھر دھکا دیا۔ اس کی انتہائی رفتار پر لے گیا۔ پچیس کو بھٹل کا دھکا دیا۔ دھکا دیا کے بارے میں کوئی اندازہ نہیں ہی سکتا تھا اس لیے بری طرح بھٹک گیا اور فیصلہ نہ کر کے کہ تمام سے بچے کے لیے کیا کرے۔ آخری لمحات میں سے صرف ایک بات سوچی اور وہ یہ کہ وہ خوف سے اپنی آنکھیں بند کر لے۔ گاڑی دونوں برقی رفتار گاڑیوں آگے میں گزرائی تو وہاں سے بھٹکے ہوئے والی آنکھوں کے بیچ کے لیے بڑھوٹے کے سوا کچھ چارہ نہیں تھا لیکن اس خطرناک قسم میں صرف وہاں سے بھٹکے گاڑیوں سے بھٹکے گاڑیوں اور گاڑیوں کو بھٹل کوئی نہ کوئی بھٹکے گاڑیوں نے یہ خطرناک فیصلہ کیا تھا۔

پروفیسر ویسٹمنسکی حیوانیات کے استاد تھے  
موجودہ اوقات آہستہ آہستہ







## کرونا

تھا۔ ہر دن ملک سرخ اور آبی دونوں میں قیام کے مواقع بھی اسے زندگی میں ملنے لگی ماری بھی ختم ہو گئی تھی۔ پہلے وہی اور اب یہاں آکر وہ اپنا غم نہیں کر رہا تھا جیسے مسلسل عالم غم و غم میں ہو سکتا تھا۔ یہ بھی حقیقت تھی کہ اسے اس طویل سفر کا مقصد ایک تھا کہ اسے فراموش نہیں ہوا تھا اور وہ ان حقیقتات کو اپنی زندگی سے ہٹاتے ہوئے جس اس بات کے لیے ہے کہ وہ جس طرح سوچنے لگے اور وہ اس شخص پر کا م شروع کر دے جس کے لیے یہاں بھیجا گیا ہے۔ جب یہی تو اس نے نہیں چاہتے تھے یہ سب سے پہلے اپنی ان کی اطلاع دی تھی اور وہ بے تحاشے کے انکار کو بیکاری میں نہ کرانے سے باز رہا۔ وہی شہرت سے اپنے ملاقاتی کا منتظر تھا۔

کھانا کھانے کا کام بھی اس نے دس منٹ میں لٹا دیا۔  
تھوڑے جلد سے کافی پی کر وہ کمرہ کواپنے مہمان کی قدم تھک  
مناظر کو دیا تھا۔ وہ کمرے کے چھوٹے رخت سمیت کر کے جانے  
کے بعد ہی جانے والے چند منٹ اس نے کمرے میں چھپنے  
ہوئے گزرا۔ اسے شور مارتا تھا کہ کچھ تھوڑے منٹ پر ابھرنے  
والی ایک کپڑے آواز کو سن کر کچھ گھبرا کر وہ کچھ چلائی۔

”مجھے مسیحی خان پہنچے تھے۔“ دروازہ کھولنے پر ایک مہذب اور خوش خلق شخص نے اپنا خطاب کر دیا تو مہذب خان چاروی گرم جوش سے اس کا ہاتھ قلم کار مصطفیٰ کو دے کر کہنے لگے: ”آئیے ساتھ آکر اندر بیٹھ جائیے۔“

[illegible]

اس نے خاموشی طبعی کے طور پر آجیت سے مخاطب  
خان کا شان چھوڑ دیا اور پھر اس کے دربار، دروازے پر بارہ راست  
مفتخرو کا آغاز کر دیا۔ کسی تکلیف و مہم سوار پر منتظر کرنے  
سے بھر چا کر وہ اصل مہم سوار پر منتظر کرتے۔

”یہ تو قمر پہلے سے ہی جانتے ہو کہ تمہیں عیادوں جاسنے کا مقصد بادشاہ کوئی حلاف کرنا ہے۔ اس سلسلے میں تمہیں تمام محاذ سہولیات اور معلومات میں فراہم کروں گا۔“

میں نے اپنے سے پہلے وہ دینی سے جڑا ہوا آیا تھا اور  
 میں نے اگرچہ کہ سارے عمر میں بھی وہیں سے اپنے  
 لیے اس کے لیے کچھ نہ کر سکا تھا۔ اگرچہ کچھ کا خیال آتا  
 تھا کہ مقرر ملان سمیت، ابھی لکھنے کے بعد اس نے ایک  
 نئی دینی اور راجد کو اس پر لکھا تھا کہ یہاں اس کے  
 لیے پہلے سے کراچیک تھا۔ وہیں تک کہ بے کمر سے کمر قدم  
 میں اس نے سب سے پہلے کے میں سمجھا، وہاں کوئی  
 کراچیک کو چھائی کا چھوڑا اور اب تک وہ وہاں رہا  
 نہ تھا کہ نہ وہاں۔ دینی سے نہایت حاصل کرنے کے  
 لیے وہاں لکھنے کیا وہ ایک لکھنا نہیں کیا اور "ہینا" کے  
 کراچیک کے طرف ایک مختصر جملہ ہوا۔

[illegible][illegible][illegible]

پہلے وہ اس کے خلاف فریاد کیا۔

شخص نے اور دھمکیاں دیں اور پھر اس کی معمولی بات پر اس کی دھمکیاں کو محکمہ کی جہاں سے اس نے آجک ہونے میں روکنا تو جس شخص پر اس کی قاتلانہ کارروائی ہوئی اس سے ابھر کر آئے دلوں کی مہمان داری اور راجہ کی طرف سے اسے روکے ہوئے تھے اور جس کے بچے کو اس نے اس کے زیر دست ہمارے ماحول کی کچھ باتیں براہ راست فریکوئنسی سے بھیجی اس لیے اب اسے خاصا درد ماحول تھا۔

[illegible]

آریٹھو کے خوب صورت انچارٹ  
والادوہا خفیہ کے اچھارے بہت زیادہ  
وہ لچرہ اور منہجہ جرات کا ناک تھا اور  
وہکتہ برہمنی لچرہ کا جوئی سوت خوب  
آگھوں کی بلیکوں چٹاں برہمنی لچرہ کے  
سے بکھڑی ٹیگ برہمنی لچرہ اور ایک شر  
باشہ ہونے کے باوجود وہ کسی طور پر  
جئے زیادہ بلیک ٹیگ ہاتھ۔ جس  
اس وقت، لچرہ کرکٹ کی ٹیگ کا جاسکا تھا کہ وہ



میرے ایک آدمی کا تعاون بھی حاصل رہے گا لیکن میں خود  
 برادر است تمہارا ساتھ نہیں دے سکوں گا کیونکہ اس معاملے  
 میں افواہ ہو کر میں خود کو خطر پہنچا لانا چاہتا۔ میں اور  
 میرے چند ساتھی یہاں دوسرے نئی اہم کام انجام دے  
 رہے ہیں اور اس معاملے میں افواہی براہ راست مداخلت  
 سے گریز ہو سکتی ہے۔ پہلے ہی مجھے شک ہے کہ وہاں کے  
 افراد اسے دانتے کے بعد میری خبر کرائی کی جارہی ہے۔  
 شاید وہ لوگ دیکھتا چاہتے ہیں کہ میں اس کے لیے کیا کرتا  
 ہوں اسی لیے میں نے بھر سمجھا کہ خود براہ راست ملوث  
 ہونے کے بجائے کسی ایسا آدمی کو جس سے میرا تعلق نہ ہو  
 نہ وہ یہ کام سنبھال دیا جائے۔

”اسی اعتبار کی وجہ سے میں نے تمہیں اپنے گھر کے  
 بجائے ہوئی میں بھرا دیا ہے اور یہاں سے ساتھی گاڑی میں  
 آنے کے بجائے گاڑی ایک ٹانگہ والی کی پارک میں  
 چھوڑ کر خود بخود ہی سے تم تک پہنچا ہوں۔ مجھے یقین ہے کہ اس  
 طریقے سے میں نے خطرائی کرنے والوں کو کام کرنا دیا ہے  
 اور اب یہ چاہتا ہوں کہ چلہ از چلہ تمہیں تعلیمات سے آگاہ  
 کر کے خود وہاں لوٹ جائوں۔“ ”تمہیدی سے شکوک کرتا ہوں  
 مصطفیٰ خان اسے بہت اچھا لگ رہا تھا۔ شاید اس لیے بھی  
 کہ وہ شہر پار کا قریبی دوست تھا۔

اندلی جمہوری حکومت کے بعد مصطفیٰ خان اسے دیگر  
 تعلیمات سے آگاہ کرنے لگا۔ اس نے عثمان کی مدد سے  
 مشاہیر خان کو آگاہ کیا کہ جنگ میں داخل ہونے کے بجائے  
 کوئی کون سے جہاں اور اسے کس مقام پر رہا ہو تو یہ مہم جوئی کا  
 شک ہے۔ مشاہیر خان نہایت توجہ اور سنجیدگی سے ایک  
 ایک بات دیکھ لی لیکن گرجا بارہ آخر میں مصطفیٰ خان نے اسے  
 اپنے ایک ساتھی سے رابطے کے بارے میں بتایا جو اس کا  
 اس شخص میں ساتھ دیتا۔

”میرا اور وہاں اس شخص کے لیے نہیں اسے سیت  
 دیگر ضرورت کی اضافی بھی فراہم کرے گا۔ کئی ہی سچائی ہے  
 وہاں اور اسے بتاتے ہوئے ہنگامہ صحت اور یہ یاد رکھنا کہ  
 شخصیں ہر قیمت پر مہم اور اسلام کو تلاش کرنا ہے۔ دیکھنے ہی  
 بہت تاخیر ہو سکتی ہے اور مجھے ہے کہ گرجا وقت نہیں  
 نقصانات کو بردھانے۔“ مصطفیٰ خان غصا منظر پر  
 غصہ ہو رہا تھا۔ اس کی اپنی بیویاں نہ تھیں خود وہاں  
 کام کے لیے لے لیں کھانا کھاتے تھے۔ یہاں وہ  
 کر رہا ہے۔ وہ بھی کم قیمت کا مال نہیں ہے اس لیے خود پر  
 نہ بے گھر رہا تھا۔

”آپ قتل رہیں سر۔ میں اپنی طاقت  
 مطابق جو کچھ کر سکا بخیر کروں گا۔ اس کام میں  
 جان بھی چلی جائے تو مجھے اس کی ہوا نہیں ہوگی۔  
 خان نے نہایت لگام و لٹوں سے لیکن وہاں کی  
 خان خوش دلی سے اس بات کی سہرا دیا ہو گیا۔

”تم صرف وہ آدمی وہاں جا کر کیا کرے گے۔  
 ہمارے مل کے لیے یہ شک بخان نے اسے یہ  
 ہوتے سوئی کیا جیسے اس کے سر پر ہنگ لگا آئے۔  
 کوئی بالکل ناقابلِ گم ہاتھ کر رہا۔

”یہ نامناسب ہے ملک اہم کیا کر سکتے ہیں  
 نہیں، یہ تو وقت بتائے گا۔ تم صرف اتنا کر کے  
 طرح سے یہ سہرا کے اس پار آخر فریٹ کا یہ  
 ہم اس کام کا نہیں متحمل ہوا ہوں گے اور  
 کام صرف اور سے لے کر وہاں کام صرف  
 لے جاتا اور وہاں لے جاتا ہے۔ وہاں کے لیے  
 فراموش ہونے کی صورت میں خطر سے میں دیکھ کر نہیں  
 آرزو ہی ہوگی کہ اپنی جان خطر سے میں دیکھ کر نہیں  
 حال پر چھوڑ کر وہاں چلاؤ۔ ہم لڑائی کی زبان  
 لوگ نہیں ہیں۔ میں عمل ہو گیا تو وہاں سے  
 گا۔ سوچنا کہ کیا ہے وہ تو ایک دن آتی ہی ہے کہ  
 صورت میں آجائے تو یہ ہمارے لیے خوفی  
 اس نے ملک بھان کے تحت میرے سال سے  
 جو کہہ کیا اس کی تاریخ اس کے ساتھ  
 چے کے ساتھ اسے سے بھی ہو رہی تھی۔ یہ  
 دیکھ کر ملک بھان کے لیے جو سخت گراں  
 ”شک ہے۔“ ”مجھے آغا بھان کا  
 جنہیں اطلاع دیا ہوا ہے۔“ اس نے اپنی  
 دلی تو وہ دونوں بھی آگے کی منصوبہ بندی میں  
 گئے۔ وہاں سے گئے کوئی کام کے لیے۔  
 بھی لیے خطرناک صورت اور خطرناک  
 جان کا جس خطرناک وہاں کی عزت و آواز  
 سر زمین پر کوئی کارروائی کرتے ہوئے  
 پاکستان کے لیے بہت برا ہوتا۔ ہمارے  
 ایسا تھا کہ وہ پاکستان کو بھی لگاؤ ہی  
 لیے آئے دن کوئی نہ کوئی فوراً کرتے  
 ذراں کو کچھ قیمت کرنے کے لیے  
 ثروت بھی فراہم کرتے رہتے تھے۔

اس شخص کے ہاتھ لگ جاتے تو انہیں تو بہت بڑا سمجھا جاتا  
 تھا۔ اس نے اپنی طاقت کے مطابق جو کچھ کر سکا  
 جان بھی چلی جائے تو مجھے اس کی ہوا نہیں ہوگی۔  
 خان نے نہایت لگام و لٹوں سے لیکن وہاں کی  
 خان خوش دلی سے اس بات کی سہرا دیا ہو گیا۔

اس شخص کو بھی بھگت کر رہے ہوئے انہوں نے اتنی  
 ہمارے مل کے لیے یہ شک بخان نے اسے یہ  
 ہوتے سوئی کیا جیسے اس کے سر پر ہنگ لگا آئے۔  
 کوئی بالکل ناقابلِ گم ہاتھ کر رہا۔

”یہ نامناسب ہے ملک اہم کیا کر سکتے ہیں  
 نہیں، یہ تو وقت بتائے گا۔ تم صرف اتنا کر کے  
 طرح سے یہ سہرا کے اس پار آخر فریٹ کا یہ  
 ہم اس کام کا نہیں متحمل ہوا ہوں گے اور  
 کام صرف اور سے لے کر وہاں کام صرف  
 لے جاتا اور وہاں لے جاتا ہے۔ وہاں کے لیے  
 فراموش ہونے کی صورت میں خطر سے میں دیکھ کر نہیں  
 آرزو ہی ہوگی کہ اپنی جان خطر سے میں دیکھ کر نہیں  
 حال پر چھوڑ کر وہاں چلاؤ۔ ہم لڑائی کی زبان  
 لوگ نہیں ہیں۔ میں عمل ہو گیا تو وہاں سے  
 گا۔ سوچنا کہ کیا ہے وہ تو ایک دن آتی ہی ہے کہ  
 صورت میں آجائے تو یہ ہمارے لیے خوفی  
 اس نے ملک بھان کے تحت میرے سال سے  
 جو کہہ کیا اس کی تاریخ اس کے ساتھ  
 چے کے ساتھ اسے سے بھی ہو رہی تھی۔ یہ  
 دیکھ کر ملک بھان کے لیے جو سخت گراں  
 ”شک ہے۔“ ”مجھے آغا بھان کا  
 جنہیں اطلاع دیا ہوا ہے۔“ اس نے اپنی  
 دلی تو وہ دونوں بھی آگے کی منصوبہ بندی میں  
 گئے۔ وہاں سے گئے کوئی کام کے لیے۔  
 بھی لیے خطرناک صورت اور خطرناک  
 جان کا جس خطرناک وہاں کی عزت و آواز  
 سر زمین پر کوئی کارروائی کرتے ہوئے  
 پاکستان کے لیے بہت برا ہوتا۔ ہمارے  
 ایسا تھا کہ وہ پاکستان کو بھی لگاؤ ہی  
 لیے آئے دن کوئی نہ کوئی فوراً کرتے  
 ذراں کو کچھ قیمت کرنے کے لیے  
 ثروت بھی فراہم کرتے رہتے تھے۔

کچھ طالب  
 چنا ملک عرفان دوسری ہانگس کے ساتھ کھڑا تھا۔ ان میں  
 سے ایک ہانگہ بھانے بال کی لیکن انہی حالت میں بھی  
 تھک دوسری بال کی لڑائی تھی۔

”ان میں سے ایک ہانگہ میری اور دوسری میرے  
 بچے کی ہے۔ میرا وہاں خاتون میں مجھ پر کیا ہے اس لیے اس  
 کے شوخی بھی میری طرح کے ہیں اور یہ میری ہر بات کو  
 سمجھ بھی جاتا ہے۔ آپ کا کام ہلکی دانتا ہے اس لیے ہم  
 نے ان ہانگس پر سر کا کھلے کیا ہے۔ ہم اس شخص میں خوراک  
 سے آخر تک آپ کے ساتھ رہیں گے کیونکہ یہ صرف آپ  
 کے نہیں، ہمارے وطن کا بھی معاملہ ہے اور میں چاہتا ہوں  
 کہ ساری زندگی اس وطن میں پیش کرنے کے بعد کم از کم  
 ایک بار اس کا حق ادا کروں۔“ ”مجھے یہ کہنے میں بھی کوئی عار  
 نہیں ہے کہ میرے اندر یہ خواہش آپ لوگوں کے حرم کو  
 دیکھ کر ابھری ہے۔ میں سوچتا رہا ہوں کہ جب  
 پہلی بار اس کا بار جان دیاں لگائی جائیں گی تو ایک بار کسی  
 بڑے شخص کے لیے بھی سنی۔“ ”ہانگس کے پاس رک کر  
 ملک بھان نے اپنے ہاتھ کا ان کے اٹھایا تو وہ دونوں اتنی  
 گرجا سازی پر اٹھتے ہنسنے لگے۔ وہاں ملک بھان  
 کہنے کے کمال دکھاتا ہے کہ ایک آنسو گریں ہر میں ہاتھ کا  
 کر دیا اور گرتے گرتا رہ گیا اور ساتھ ہی اپنے اس بچے کو بھی  
 گا لیا۔ شاید شخص میں اس کے وطن سے کی بات اور  
 سنی ہوگی اور وہ اس شخص کے لیے قریب کے مراہل سے  
 بھی زور ہاتھ۔

”آپ کا ہر قریب قابلِ تامل ہے لیکن میں بہت سی  
 ہمتا نہیں بھی رہتی ہوں۔ سب سے پہلی شرط یہ ہے کہ ہم  
 میں سے کوئی کھلور پاکستانی شہادت نہ کیا جائے۔ اس شخص  
 کے لیے شہادت کا تھکات سمیت ہم پر سوچو وہاں اور مجھوں  
 تک کا جہان دکھاتا ہو گا۔ ہاں، ان ہانگس کے استعمال  
 کے بارے میں بھی سوچنا پڑے گا۔“ اس کے ہاتھ نے کو  
 سراہتے ہوئے جا رہی تھی اپنے تعلقات کا انکشاف کیا۔

”گھر مت کرو۔ میں ان ساری باتوں کو سمجھتا ہوں  
 اس لیے ہر بات کا جواب دیتا ہوں۔ اور یہی ہے ہانگس تو  
 یہ خود اس شخص کا ہی مال ہے جس کی رجسٹریشن بھی نہیں  
 کے نام نہیں ہے۔“ ملک بھان نے ان کی تسلی کر دی۔ اس کا  
 دیا اس دوران میں خاموشی سے کھڑا رہا اور اس کی توجہ بھی  
 اپنی ہانگہ پر ہی مبذول تھی۔ دیکھنے کی انہوں نے اسے اس  
 کے باپ کی نسبت کم امیر ہی پایا تھا۔

”تو ملک ہے ہر ایک کا ہرے کر سفر شروع کرتے



تھا۔ "ہاؤس" نے ہاؤسٹر کے آغاز کی حکمتی دے دی۔ پہلی ٹانگ پر ٹک بھان کے ساتھ دو خود بخود جھکی ہوئی گھڑی کے ساتھ سلطان۔ دونوں آپ بچے نے ٹک وقت بالکس اسٹارٹ کیے اور جب سڑ شروع ہوا تو انہیں اعزاز دیا گیا کہ دونوں میں سے ایک بھی دوسرے سے کم نہیں ہے۔ ٹک بھان کی اصل جانی میں کی طرح بھی جہاں بیٹے سے کم جوش نہیں تھا وہی بیٹا اپنے تجربہ کار آپ سے بات کھا رہا تھا۔ ہاؤس پر غلے والی دیول میں دونوں کو دلا دیتے ہوئے ٹک کے بالکس پر سڑ کے بیٹے گھر آئے۔ ان دونوں نے اسی محل صحتی کی مٹی کے بیڑوں کے صبر سے ہوئے تھیں ابھی ابھی ابھی ٹک کے ساتھ کھانے تھے اسی لیے کسی طرح پر بیڑوں پر نہ پڑے پھنس گئے تھے۔ ان کے سڑ کا پتہ جہر ٹک ۵۰ پر ان اور فیہ ہمارا راستہ پر متعلق تھا۔ فوش مستی سے انہیں کبھی کبھار کا سامنا نہیں کرتا تھا وہ نہ ٹک بھان کے ساتھ کبھی کبھار ان راستوں پر کبھی انہیں سرحدی ماحول کی تخیل پانی کا سامنا کرنا پڑتا تھا۔ وہ ٹک اپنے طور پر انہیں کبھی پانی سے لینے کے لیے ہر لمحہ ... پانی طرح چار تھے لیکن اس کی نوعیت نہیں آتی اور ہر طور پر وہ حالت ہو گیا۔

”آپ ہم آخوند فرشتہ کا دم سے نکل کر دس جنت کے قاصد بنے ہیں۔“ تو یہ ان اور مجرموں کا لینڈ اسکیپ جب دھیرے دھیرے ہر پائی میں بدلتا شروع ہوا تو ملک سہانے آسمان کا گہرا رنگ دینے پر پائی کا اضافہ بھی انھیں ملے جس سے جنت کی روشنی میں نظر آنے والے سماجوں کو کوئی گڑبگڑ ہی لگا نہ ہو۔

اب قاصد صاحب راستہ کا آخر اچھا بنانے لگا تھا۔

”میں تو مجرم کا دم سے نکلا ہوں سے کچھ قاصد بنے ہی نہیں ہوں۔“

”جگہ بڑھ چکا۔“ اب انکس کسی جگہ چھانکر پائی کا قاصد ہم پہل پہل سے گزرتے گئے۔“

اس نے فوراً ہی گھٹ جھانک کر پادریت کی جس کے جواب میں اس نے بغلیں سرکواں اشارت میں پیش دی۔ دو تین منٹ بعد اس نے بائیں گاہک کو کسی چکر دوگ لیا جہاں بہت ہی غور و جھانڈاں موجود تھیں۔ اس کے چہرے نے بھی اس کی تقلید کی۔

”مک پائس ان مہازوں میں چھپا کر آگے جاسکے گا۔ اچھا ہے کہ ہمارے قیادہ کا رول کے دوران اس کے اٹھنے کو بھی غصہ ہونے کا موقع مل جائے گا۔“ ملک بھان نے اپنے بیٹے کا اظہار کیا۔

”خوب ہے تم لوگ یہ کام کرو۔“ چوہدری نے بے

”جب اس کی سرحدوں کو مسلمانوں سے لڑنا،  
وہ اپنے ملک میں ہے کہ یہاں کوئی اسلام تسلیم نہیں ہوگا۔ یہ  
آج کل کا نام آؤں گی جہاں چلوں گی کاشعہ کی چابی ہے اور  
کل جہاں ملے گی اس کی شے کشا ہونے کی ان کی مخالفت کا  
دعا کر رہا تھا کہ جانتے۔ میں بھی یہ نام آؤں گا وہاں سے کافی  
کھانے پر ہے اس لیے یہاں چوری چھادی کا نظرو نہیں  
ہے۔ وہاں یہاں ہادی محمد سرگرم ہیں تو اس کا تو  
ہیں اس آؤں اس آؤں تو کب اندازہ نہیں بھی لگا پاتے ہیں  
کہ اگر کسی کو کلمہ بھی ہوگا تو وہ ان لوگوں سے ڈر کر چھ  
کھڑے ہو کر رہا ہوگا۔“ اس نے سلطان کے ساتھ بیٹھ کر  
کلمہ کرتے ہوئے دہرایا ہے۔

"تو کچھ تک ہے، اندر چلتے ہیں۔"  
 "تو تو ہمارے ہی ہے لیکن پچاس ہری گنہ، عجیب طور سے  
 ہمارے پاس ہے۔ ہمارے چھوڑ دیئے ہیں۔  
 "تو کچھ تک ہے، اندر چلتے ہیں۔"  
 "تو تو ہمارے ہی ہے لیکن پچاس ہری گنہ، عجیب طور سے  
 ہمارے پاس ہے۔ ہمارے چھوڑ دیئے ہیں۔

[illegible]







































ماں کی سزاؤ اور عاری کو بھی اس کے ساتھ ہونا پڑے تھا۔  
 لیکن جبریت کی بات تھی کہ وہ اطراف میں کہیں نظر نہیں آتا  
 تھا۔ اگر وہ کوئی چلتے یا غصہ کو کہیں چھپا لیتے تو کامیاب ہو  
 گیا تو، اب بھی اسے بھڑکی کی حد کے لیے آنا پڑا ہے تھا  
 لیکن وہ کہیں نظر نہیں آتا تھا وہ ماں کو اس بار سے اپنی بین  
 گاہ سے نہیں گل رہی تھی کہ کہیں عاری کو اندر چھپے گا تو یہ سن  
 کر اسے نشانہ بنا لیتے۔ وہ جس جگہ بھی ہوئی تھی، وہاں سے  
 آگے جھلک زیادہ دیکھتا بھی نہیں تھا وہ بھڑکی اور اسٹیم تقریباً  
 کھلے حصے میں لڑ رہے تھے۔ یہ شاید جھگڑا میں آمد و رفت کے  
 لیے بنایا گیا راستہ تھا جو یہاں بڑے بڑے کم تھے جنہیں اس  
 راستے کی دوسری طرف بھر دینا چاہیے تھا۔

اسلم اور بنی ایک دوسرے پر دشمنان بنے کرتے  
 اور ایک دوسرے کو رگھتے ہوئے کھلے صے سے ہت کر  
 جنگ کے کھتے صے کی طرف بڑھتے جا رہے تھے اور ساتھ  
 ساتھ وہاں کو خطر اب گھن بڑھ ا تھا۔ وہ اسلم کی صم پر ولی  
 کر کے شخص اس کی بے دے خیال سے جہاں تک آئی تھی لیکن  
 کچھ کر نہیں پا رہی تھی۔ اسے اچانک شاموشی شامانی والا  
 کردار اچھا نہیں لگے۔ بظاہر اس سے محفل کہ وہ عادی کے ذر  
 کو ذہن سے جھٹک کر خود مدبر ہی صی اترنے کا کھیل کر تھی۔  
 آپس میں برسر چار اسلم اور بنی نے ایک وقت ٹانگ  
 گنگ لگائی اور ایک دوسرے سے ٹکرا کر دوہ جا کر گئے اور  
 ہر ماہ بانوی انکھوں نے یہ حیرت انگیز صفر دیکھا کہ وہ  
 دونوں کرنے کے بعد وہاں اچھے میں کامیاب ہونے کے  
 بجائے زمین میں ڈھستے جا رہے تھے۔

”دلہل۔“ اس کے ذہن میں نورانی یہ خیال ابھرا اور وہ ہر خوف اور اندیشے کو کھول کر دھاندلا دینی سین کا وہ نکل کر اس سبب بھاگی لیکن ابھی وہ اس دلہل سے کافی فاصلے پر تھی کہ اس کے سر پر کوئی شے بہت زور سے آ کر گئی اور زمین و آسمان اس کی آنکھوں کے آگے محو کر دیئے گئے۔ بے ہوش ہونے سے پہلے اس نے جو آخری جملہ دیکھا وہ اس کے دل و دماغ کے دلہل میں کم ہونے کا تھا۔

جانبِ غلیبیت کی کو اسید میں جھکی کر دیا اپنے وطن کی سرزمین پر قدم نہیں گئے تو وہاں ان کا استقبال کرنے کے لیے مسجد اور قبر کی ساتھ ساتھ دیگر اچانک خاموشی ہو گئی۔ وہ چاروں اپنی جدوجہد کے بعد کئی مشکل و جان لیوا مراحل سے گزر کر وہاں پہنچنے میں کامیاب ہوئے تھے کہ ان کی حالت اچتر ہو گئی تھی۔ اچانک نے انھیں کوئی سوال



کی۔ چاہے فی سنی ملوثی کی حد سے پروردگار کو شکر گزار کر دیا  
جسے جتنے ہوتے ہیں ان میں ازبکوں کے پاس کاغذ سے ستر ہوا  
تھا۔ ان کا ہر سے جیسے وہ ان کے اس کاغذ سے ستر ہوا  
ہو لیکن زبان سے اس سے اس کاغذ انہیں کیا اور پوری بات  
ختم ہونے کے بعد تھوکی سے ملا۔

"تم نے ایک بار پھر وہاں رہاؤں کا مظاہرہ کیا  
ہے۔ جو کچھ تم کو گزرے ہو اس کا نتیجہ اب بھی مل سکتا تھا  
وہ اس کے بعد صاف کیا ہوتا ہے۔ یہ بھی کوئی کھجور نہ آئے  
والی بات نہیں ہے۔ میں اس سب کے لیے تمہیں دے دوں  
کہتا ہوں چاہے یہ شک ہے کہ یہ ایسی ہی میں غریبی نہیں  
پائیں ہاں نہیں ہیں اور نہ ہی تم نے اسے دیکھ کر دے لیے  
کوئی شخص مشاہدہ ضرور کر سکا ہے۔ ہم میں سے ہر ایک اس  
بات کے لیے آزاد ہوتا ہے کہ حالات کے مطابق اپنی  
سواہر پر اقدامات کرے لیکن تم یہ اقدامات کرتے  
ہوئے نہ سے آگے نکل جاتے ہو۔ چنانچہ اپنے کی ہمت رکھنا  
اچھی بات ہے لیکن میں بروقت جان سکتا ہوں کہ تم نے کیا  
کرنا۔ میں پہلے بھی بتا چکا ہوں اور اب ایک بار پھر بتا رہا  
ہوں کہ تمہاری جان ہمارے لیے بہت قیمتی ہے۔ آخری  
الفاظ تک آئے تک ازبکوں کا یہ غورم ہو چکا تھا۔ چاہے وہ  
کلی بار اندازہ ہو کہ اب تک وہ اس پر نہیں غور کیا ہے کہ  
رہا ہے۔ اصل میں اس کے پیچھے اس کی محبت بھی ہوتی تھی۔  
وہ آگے نہ لے کر اس کی صلاح کی طرف سے پریشان رہا تھا اس  
لئے وہ کل میں اپنے دوش پر کاغذ لٹکا کر رہا تھا۔

"میں آپ کے اسامات و جذبات کی قدر کرتا ہوں  
مگر وہ مجھے تقسیم ہے کہ میری جان آپ کے لیے قیمتی ہے لیکن  
میں یہ بھی جانتا ہوں کہ میری صرف وہی آدمی ہوتا ہے جو کچھ  
گزر دے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ ورنہ سے میں آدمی کی  
محبت تو دانت سے بھر سے بھی گم تری ہوتی ہے اور کون  
اسے ٹھکرانے میں بھی اپنے وقت کا زمانہ بھٹکتا ہے۔"  
بہت مضبوط لہجے میں اپنے گلے سے حق میں دیکھ دیتا وہ  
زبان کو بہت اچھا لگا۔

"شک ہے جو ان اہم نے ایک طرح سے لپیٹنا  
دیا ہے کہ تم اپنی روش پر قائم رہو گے سو ہم بھی دنا کے سوا  
کچھ نہیں کر سکتے۔" پوری محنت کے دوران ازبکوں کی کلی بار  
منگرایا۔

"شک ہے سو ادا سے زیادہ اور کسی چیز کی ضرورت  
میں نہیں ہے۔" چاہے وہی کے لہجے میں چپکرائی۔  
"اور میں تم سمیت اپنی کم کے ہر گھر کے لیے کرتا

ہوں کہ کچھ ہمارا ہر ماہ کی ہمارے لیے بہت قیمتی ہے۔  
چاہے وہی ہے یہ ہر گھر کے ہونے اور ان کے  
میں شہر بار کا خیال تھا جس سے ان کا رابطہ ہوتا تھا۔  
دور دور سے جانتے تھے کہ وہ انہوں کی سرزمین پر گیا کر رہا  
رہا ہے۔ جس کو اندازہ سے ہی تھے کہ ان کی فیلو پروہ۔  
کامیابی کے لیے وہاں گئے رہتے تھے۔

مجھے نہیں ہے کہ کل ہمارے سے نکلے والے  
اعمال کی شہر میں سے نکلے اور آگے کی ہر سات ہوں۔  
کی اور یہ بات جو گم ہوتی ہے، ہمارے پرانے ہی ہمارے  
ہوتی ہوئی۔" ان کی گفتگو کی طویل مدت ہوئی تھی کہ  
پوری آپ واپس سے نکل آیا تھا۔ ازبکوں نے نکلے  
والے اس صورت کی روشنی کو گھوم کر دے ہوئے تھے۔  
لہجے میں یہ خبر دیا تو چاہے وہ درخان دونوں چپک گئے۔

"کونسا مطلب؟" دونوں نے ایک وقت سانس  
کلی گزری رات کوئی کا ایک چاروہ ان کے  
ہوا ہے۔ وہی ازبک جو اپنے کی اس شہر کو پکارتے تھے  
کرتے میں طوط تھا۔ اس غیبت کے اپنے آپ کو  
کے چچے میں بھی سمجھتا ہر گھر کے لیے غریبوں میں  
آرمی ہو رہی ہے ہمارا اندازہ ہے کہ ہمارے چاہی دنا۔  
کامیاب کر دے گے گا۔" اسی نے بتایا تو ان دونوں کے  
پیرے گل اٹھے۔ ایک طرف سر دی گاؤں میں ہونے  
والی دھڑک آرمی تو دوسری طرف شہر میں کھلی بدلتی بدلتی  
سڑکوں کو آگے بڑھتی تھی۔

"انہوں کو اس ہنگام پر دور پر چڑھ کر  
تھیں چاہے یہ کھڑی ہمارے چاہیوں میں ہی نہیں  
نے اپنا تک میں سوچنا نہ سکتے تھے کہ ان کے ان میں  
کی ان چاہیوں کی طرف ہندول کو اپنی جان میں نہ لے  
کر گم کر جائے گی کی ان میں شہر کی گم گزری میں  
اپنی چاہے سے نکلے اور کچھ ہمارے کا اور وہی ہے  
رہے اپنی گم ہو جائے گی کہ وہی میں ان میں سے کسی  
دل میں اس کے لیے ملال چہ نہ پروہ۔ اس کا اندازہ ان کے  
سے اور ان میں نے ایک وقت لگا تھا۔

\*\*\*  
"اب آپ تھوڑی دیر رست کریں۔ چاہے آپ  
صحت کے لیے اچھا ہو گا چہ دوسری صاحب کے  
میں کوئی ہمارے تو نہیں ہمارے ہوں۔ لیکن آپ کے  
ہوں اور بعد میں بھی آپ جب چاہیں دیکھ سکتے ہیں  
تھیں لیکن اس وقت اگر آپ نے غور تو نہیں کیا تو

میرے ساتھ آنے والی سب کا سورجوں میں دیکھ  
وہ کبھی غم گری سے نکل رہی تھی اور اس کی سب  
سے ہی خصوصیت تھی کہ وہ آج کل کی سب سے ہٹ  
ہوئی کی ہم شکل بھی باقی تھی۔ کچھ دالوں کا کھانا تھا کہ  
اس کی کل سڑ سے اسی نیشہ اس بیرونی سے تھی ہے لیکن  
جس کی خوب صورتی کے معاملے میں وہ میں جسد تھری  
میں بھی کر سکتی اور یہاں یہ حال تھا کہ ہم میں جتنے کا ایک  
ہو اس میں وہی کی کل سے زیادہ ہر سانی خوب صورتی  
ہو گیا تھا۔ اس کی پگ کر کے کل پر دیکھنے والوں کے دل  
کھٹک جاتے تھے اور بچے کا زیروہم سانسوں کو قائم لیتا  
تھے دوسری کے پیلو میں موجود لاکھائی بیرونی کی بدلتی  
کہ وہ اپنی جماعت کو تمام تر کوششوں کے باوجود ملے  
کے مطابق نہیں ہاتھ لگتی تھی۔ اصل میں وہ یہاں پھر  
کچھ کچھ کھانے کو ہوتی تھی کہ ہزار کوششوں کے بعد  
کچھ نہیں کھا سکتی تھی۔ کچھ کچھ کھانے کی تھی اور اس پر ہم  
کچھ کی کہ اس کے اندر اوکھاری کی صلاحیت بھی نہیں  
تھی۔ اپنی اتنی بڑی بیانیہ میں ان کے ساتھ  
کبھی کی غم گری میں موجود تھی تو اس کی مٹکی وہ تو یہی  
تھی۔ وہ بیرونی کی کل سے نہایت نے اس کے دل  
کچھ کچھ کھانے کا کھانے بلکہ بیٹوں پیدا کر دیا تھا اور  
وہی ہے کہ اس کا باپ ازبک کے لنگھ میں تھا۔  
تھیں نے اسے بھجور کیا کہ ازبک کی سلاطین سے  
کچھ غم گری میں پتلا دے اور یہاں ان کا بھی ان میں  
تھیں لیکن غم میں اس کے دل میں اپنی کوئی کچھ نہیں  
کچھ اس کی اب تک کہ وہ نہیں دیکھ سکتی تھیں کہ وہ  
کچھ کی وہی ہی پری طرح لاپ ہو گئی تھیں۔ اس  
کچھ کے بارے میں الکا کا خیال تھا کہ اس کے کو اندازہ  
تھیں کیا تھا۔

\*\*\*  
"اس کو کوشش میں تھی کہ کسی طرح ازبک کی  
سے بھڑکے۔ پھر وہ نام سے تم بھی اسے دیکھ کر یا  
کچھ کچھ کھانے میں ہے تو اس کی قسمت کا کچھ نہ

\*\*\*  
اپنی اس خواہش کی تکمیل کے لیے وہ ازبک کی  
صحت کے گھسنے کی ہر گھر کو کوشش کر رہی تھی اور  
کچھ کچھ کھانے کی طرف سے گاہ میں موجود ہوا بھی اسی  
کچھ کچھ کھانے میں ہے۔ وہ کچھ کھانے والی  
کچھ کچھ کھانے میں ہے۔ وہ کچھ کھانے میں ہے۔ وہ کچھ کھانے میں ہے۔

کام تھا لیکن وہی مشکل کے غوروں نے اسے دل پر بھر  
کرتے پر بھجور کر دیا تھا۔ یہ بھی ایک اتفاق ہی تھا کہ  
چودھری نے جماعت میں اپنے قیام کے آخری ایام میں  
ازبک سے اس مشہور بیرونی کی رفعت کی فرمائش کی تھی اور  
ازبک نے اسے بتایا تھا کہ اس کی پندرہ بیرونی اپنی کم کی  
شہر تک کے سطلے میں آگم بھی پندرہ دن تک ملک سے باہر  
رہے گی لیکن اس سطلے میں وہاں نہیں ہونا چاہیے کیونکہ  
الکا کی صورت میں اس کے پاس چودھری کی پندرہ بیرونی  
کاظم اپیل ہو رہا ہے۔ اس کا چودھری کے ساتھ بھی اور  
بہر حال اسے تکمیل دی تھی۔ اگر کار جب اس کا خط جواب  
اسے کیا تو وہ پندرہ بجے کہ اس سے قافلے پر چلی گئی اور  
اپنے ہر اسے نام اس کو رست کرنے کی کوشش کرنے لگی۔  
"تم نے میرے بارے میں خط اندازہ لگایا ہے  
سو اب بات۔ خود میں اتنا عمر سپرد ہوں جتنا دیکھنے میں  
بیکر ہا ہوں اور یہی ان کا کہہ کر ہتمام گھری ہو۔ میں  
نہیں چاہتی کہ انہوں کے میرے ساتھ کہ اپنی زندگی کے ان  
چ بات سے گزروں جن سے کوئی تو جہان اور تو آرمی بھی  
نہیں آگیا نہیں کر سکتا۔" چودھری کو الکا کے یوں پیلو  
سے دھجے جانے پر افسوس بھی ہوتی تھی اور اس کی سب کچھوں پر  
لگاتار بھی چنانچہ بلکہ دھجے دے کر گئے گا۔

"ہو سکتا ہے تم فیک کر رہے ہو لیکن اب میں تھک  
گئی ہوں اور تھوڑی دیر رہیں گے کہ چلتی ہوں۔" الکا نے  
چہ ارمی سے اسے جواب دیا اور اپنے لیے ایک جام چار  
کرتے کے بعد اس انداز سے اسے ہاتھوں سے لگا لگا کہ اس  
کا جسم آرام دہ کر رہا ہے۔ چاہے اسے انداز میں بھرا ہوا تھا  
پھر اس نے انہیں میز پر کی چودھری کو دیکھ کر وہ دوسری  
تھیں۔ قند سے بدلتی تھی کہ وہ ایک صورت تھی کہ جماعت  
کی اس تھاں میں تھے سے چہ چودھری کو خوب ہی اپنی  
طرف بھاری تھی۔ الکا کی پڑاؤں اور گئی کا اسے خیال ہی  
نہر ہمارہ سمیڑ سے اتر کر ڈال گا ہوا اس کی طرف بڑھا۔  
اسی وقت میز پر چاہے الکا کا کل لٹون بچے لگا۔ اس نے اٹھنے  
وٹھالے انداز میں ٹون اٹھایا اور اس پر کال کرنے  
والے کا نام دیکھ کر مارا بچے ہوئے میں کاٹھن دیا۔

"اور نو۔۔۔" دوسری طرف سے ہانے اسے کیا  
اطلاع دی گئی کہ وہ ایک دم سے پیچھے سے گزری ہو گئی۔ وہ  
قدم کے قافلے پر موجود چودھری کو بھی اس کے تاثرات دیکھ  
کر اپنے قدم روکے چڑھے۔  
"آئی کانت بلو ات پاپا" اس نے جہان بول دیا



کہا، اسے سن کر چہرہ دھری کو پہنچا اور اٹھانے لگا کہ کون کرنے والا اٹکا کا دل ہے جو اسے کوئی ہے نہ غیر صریح اطلاع دے رہا ہے لیکن اصل بات کا اس کے فرتوشی ہو گئی کمان نہ گزرا۔ دو تو جب اٹکا نے بخیری سے آگے بڑھ کر نئی دینا آن کھلا اور اس میں یہ دکھانے جانے والے صریح کے ساتھ ساتھ کہہ رہے تھے بخیر دینے کی آواز پھیلی تو اس پر یہ سچ حقیقت مٹی کی مٹی میں اس کا میزبان، اشوک اب اس دنیا میں نہیں رہا ہے۔ اس خبر کو سن کر وہ حواس باختہ ہو گیا۔ اٹکا کا اس سے بھی زیادہ برا حال تھا۔ وہ آنسوؤں کے ساتھ ہاتھ دھو سکھانے سے گریز کرنے لگا۔ اب جانے یہ اشوک کے مرنے کا تم تھا یا اپنی مٹی دنیا میں جگہ بنانے کے خواب کے پتھر پر ہو جانے کا خیال جو اسے یوں بری طرح دہرا رہا تھا۔ حواس باختہ چہرہ دھری اسے یوں جگہ جگہ کر دیتا کہ آگے بڑھا اور دھڑکی سے اسے گنگا لگا چلا۔

”دوست بھئی۔“ اس نے زور سے چہرہ دھری کو دھکا دیا اور خود اس سے بھی زیادہ زور سے بھینچا۔ اس کے بعد وہ بنگا بنگا چہرہ دھری کو زور سے دھکا دینے کا سوچ دیا۔ بھئی بخیری سے حرکت میں آئی اور کبھی پر بڑا اٹھا گاؤں اٹھا کر پینے کے بعد پھر بڑا اٹھا اٹھا گاؤں اٹھا کر پینے کرتی کرتی سے باہر نکل گئی۔ ظاہر ہے، وہ جس اشوک کی خوشنودی کے لیے چہرہ دھری کی ناگوار حرکت کو برداشت کر رہی تھی، جب وہی شخص رہا تھا تو اسے یہ طاقت اٹھانے کی تھی کہ ضرورت پڑے گی تھی۔ اس جیسا ہی کچھ حال چہرہ دھری کا بھی تھا چرلی مٹی کی مٹی پر نظر میں بنائے سوچ رہا تھا کہ جب اس کا میزبان ہی دنیا سے اٹھ گیا تھا تو مٹی میں حیرانہ اور اڑنے لگنے کا سما جواز رہ گیا تھا۔ بس اب اسے یہ فیصلہ کرنا تھا کہ کہاں کا رہنا کرے کیونکہ پاکستان سے نکلنے والی اطلاعات کے مطابق تو وہاں بھی حالات اس کے لیے سازگار نہیں تھے اور اس کے پیچھے طوائف کے گھر کا مقدمہ اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس قسم کے معاملات سے نمٹنا اس کے لیے زیادہ مشکل نہیں تھا لیکن اسے بچہ شب و روز گزارنے کے بعد انکی نظیوں کا سامنا کرنے کا بھی دل نہیں چاہ رہا تھا۔ ایسے میں یہی مناسب تھا کہ وہ دھنی کا رہنا کرنا چاہتا تھا جیسے ہی وہ دھنی سے ملاقات کے لیے اس کا دل پکارتا رہتا تھا اور دھنی سے تو وہ بڑے دھیمے مگر کر کے آیا تھا کہ جلد ایک بار بھر دھنی کا رہنا کرے گا اور ان ساری خواہشات کو پورا کرے گا جو اپنی اپنا ملک پاکستان کی دھنی سے نکلتا چھوڑے جا رہا ہے۔

\*\*\*

شیر باد سونے کے دروازے سے خواب گاہ میں لیکن ٹوڑی طور پر سونے کا دروازہ کھول کر بیٹھ کر بیٹھ گیا۔ وہاں گہرا گرم خروں کا سلسلہ ابھی تک جاری نہ سب سے زیادہ تر توجہ اشوک کے کھلے ہوا اس کے ہونے والی صورت حال کو ہی جارہی تھی۔ جتنا کہ اشوک کے مطابق اس خبر کے پھیلنے کے بعد بڑے چائے چائے مٹی تھکان ہوا تھا۔ اشوک کے حریف اور حریف کے اصرار اس خبر کو سن کر آپس میں بھڑکے تھے۔ یہ مقامات پر ہونے والے ان جھگڑوں میں بہت کم کے ذمہ داری ہونے کے علاوہ کوئی کی جاسی بھی تھی۔

آج رات شہر میں زندگی اور گھر کے رہنے والے نے اپنے بھی چھے جو کئی بھی گروپ سے منسلک نہیں تھے اشوک کے کھلے کے بعد بھڑکے والی فسادات کی ایک لپٹ میں آ گئے تھے۔ شیر باد کو ان بھڑکے کے لیے نہیں لیکن یہ وہ بھی جانتا تھا کہ یہ پیش کا تصور ہے کہ گہراں میں ساتھ میں بھی نہیں جاتا ہے اور کوئی اسے روک نہیں سکتا خبروں سے اسے یہ بھی اندازہ ہو گیا تھا کہ شہر کے حالات اسے حیرت میں ہیں کہ انتظامیہ کو حالات پر قابو پانے کے لیے دو سے تین دن کا زور دیا جا رہا ہے۔

خبروں سے اسے یہ بھی علم ہو گیا تھا کہ شہر کے رہنے والے آگ صرف مٹی کی جگہ دھڑکیں رہی تھیں بلکہ... نے بھی لپٹ میں آئے تھے لیکن سب سے زیادہ... نے بھی لپٹ میں آئے تھے لیکن سب سے زیادہ... نے بھی لپٹ میں آئے تھے لیکن سب سے زیادہ...



اجازت نہ دی جاتی اور سخت حرامت کا نظام رہتا ہے لیکن اس وقت خود کو بری اللہ سے قرار دینے کے لیے پاپوں کو حلال کی اجازت دے دیتی تھی۔ اس وقت اگر عین جہنم طرہ دکھائے جا رہے تھے، وہاں ہوش کی کٹائی کے بعد پاپوں کی دلوں کی دکان پر پاپوں کی شکلوں کے ساتھ جتنی معجزات ہونے لگے، وہاں ہوش کا شکر اپنے مخصوص انداز میں سننے کو جان دے رہا تھا کہ اگرچہ پاپوں کی طرف سے اللہ پر بہت گستاخانہ انداز کا کیا گیا تھا اور اس طرح پاپوں کو حلال کی اجازت دینا نہ صرف بھائی کی جگہ ان محزونین کی نشان کے خلاف تھا جو صحت ہوش میں قائم نہ رہتے تھے اور انھیں اس بد وقت کے گھٹنے کے نیچے جھکے آرام ہونا پڑا تھا۔ پھر جتنی ان کی طرف سے کوئی حرامت صرف اس لیے نہیں کی تھی کہ کلمات کی نفاذ نہ دیکھتے تھے بھائی کی طرف سے پاپوں کے ساتھ ہرگز تعاون کی وجہ سے ان کی کٹی ہوئی اور انہوں نے ایک قانون پر بند اور محبت و امن جو برقی ہائے کا شہید دے دیا تھا۔

شہر پر آگ بڑھا حال کا جو جس پایا جا سکا تھا اور اس پر  
 بڑی وجہ یہ تھی کہ اس سرحدی گاؤں میں قاضی  
 ریاست کے دوسرے ایسے لوگوں کا کوئی خاص  
 نہیں تھا۔  
 فی دہائی جنگ کے لڑاکوں نے ساتھ ہی  
 انکشاف بھی کیا تھا کہ وہاں کے بہت سے  
 کے دونوں طرف قزاقوں کا تالوار چھڑا تھا اور  
 کی وجہ سے بھارتی فوج کو خاص ہی پریشانی کا سامنا  
 تھا۔ نیز اس کے سامان کے تھاپ میں  
 لڑاکوں نے اپنا ہی خیال پیش کیا تھا کہ وہ  
 دوسری طرف سے کوئی شرارت کی گئی تھی اور  
 قازم پر ہونے والے دھاکے ہی شرارت کا نتیجہ تھے۔  
 محکم کا لڑاکا یہ دانت نہ دیتا تو شرارت  
 ہوتی تھیں بھارتیوں کا جو دیر ہی پر تھا کہ  
 کے ہر دھکے کے پیچھے پاکستان کا ہاتھ چھڑا تھا۔  
 لڑاکوں سے یہ دھکے ہوتے تو اس کے  
 نام نہاد قاضی تجربہ کاروں سے لگتی فوج پر اس کی  
 لگتی تھی۔ شہر پر ان تجربہ کاروں کے ذریعہ  
 پہلے ہی وہ واقعہ اس لیے ہی وی بڑھ گیا اور  
 لڑکے لڑنے کے بعد اسے یاد آیا کہ شہر میں  
 گاؤں کا نام لیا تھا، یہ وہی تھا جہاں سے  
 اور چھوڑی کے دوستان ملے پاتے والے  
 پاکستان چلائی ہوئی تھی اور سچ وہی بار  
 فی موضع تھی کہ قاضی کو ایسی ہی گاؤں  
 کی ایک فی کے جیالوں نے بھارتی  
 سے لگی ہی بھارتی حدود میں ہی جا کر  
 تو یہ جگہ بڑی کامیابی تھی اور بھارتیوں  
 تھا کہ پاکستان اس کی طرف سے  
 اپنے زمین میں اس نے والی اس  
 ہی دل میں "دہراد" کا فخر دکانے پر  
 غرض اور ملتا ہے کہ گورے احساس کے  
 لیں۔ آج کی دانت اگر بھارتی  
 تو اس نے بھی بڑی وجہ کی کہ ادب اس  
 کج کے قریب ہی تھی، بنگلہ دہر کے لیے  
 لے۔ حسن اور ملتا ہے نہ لے کر اسے  
 سدا رہا لیکن مشکل سے آدھا کھائی کر  
 کل گیا۔

[illegible]

لاہی کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ جواب صرف سٹوکی  
 دے سکتا تھا۔ وہ غالب تھا۔

شہرہ اور امین اور پریشانی کے عالم میں وہ سٹوکی خواب  
 گاہ سے نکلا اور اس کمرے کا رخ کیا جہاں لنگھ پر موجود  
 ملازم نے اپنے موجودہ بے کے بارے میں بتایا تھا۔ لیکن  
 کے ہاگل ساتھ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جہاں ملازم انعام پر  
 بیٹھے والے انگنات وصول کر سکتا تھا۔ اس کے لیے یہ کمرہ  
 بلیک باؤس کے مخصوص تھا کیا تھا کہ وہ لنگھ میں شہرہ کے بارے  
 مہمانوں کی کمانے پینے سے متعلق وقت ہے وقت کی  
 فراہمیں کو فوری طور پر ہمارا کر سکتے۔ شہرہ کو اس بات کی  
 امید تھی کہ ملازم سٹو کے بارے میں کوئی علم رکھتا ہو لیکن پھر  
 لگی اسے کسی طور اسے حوالہ کرنے کا آغاز کرنا تھا۔

وہ آہستہ سے ملازم کے کمرے کا دروازہ کھلی کر  
 اندر داخل ہوا لیکن پھر چونکہ معمولی بینکوں کے لیے ہوا کہ  
 کمرے کی کوشش کی لیکن اسے اس کا موقع نہیں ملا۔  
 دروازے کے پیچھے پیچھے لگی تھیں نے لنگھ سے اس کا حوالہ  
 سمجھ کر اپنے لنگھ میں لے لیا اور دوسرے نے اس کی  
 کھ پڑی پر کسی ہتھیار کی نال نکالی۔

”انہ کوئی حرکت کرنے کی کوشش کی تو ہم اپنی جان سے  
 ہار گئے۔“ اسے اپنے ہتھیار کی زد میں لیے کمرے میں  
 غراتے ہوئے دیکھی دی۔ شہرہ انہوں کو سکتا تھا کہ اس کی  
 پشت پر وہ افراد سرجہ وہی لیکن ۱۱۱۱۱۱۱ افراد اسے دکھائی  
 نہیں آ رہے تھے۔ انہو دو ساتے ہتر سے پہلے  
 سرجہ سے لنگھ کے ملازم کو دیکھ سکتا تھا جس کے بارے  
 میں شک ہے کہ یہ مشعل تھا کہ وہ صرف بے ہوش ہے یا جان  
 کی ہائیڈر ہڈ چٹا ہے۔ اس کے اس لگائی جائزے کے  
 دوران اس کے دونوں ہاتھ پشت پر نہ ہا کر کھڑکی میں  
 جکڑ دیے گئے تھے اور اب جیروں میں لپک ڈالا جا رہا تھا۔  
 کھوپڑی سے لگی نال نے اسے اس حرکت کے قابل نہیں  
 چھوڑا تھا اور وہ بے ہوشی سے خود کو پڑے ہاں ۱۱۱۱۱۱۱۱  
 رہا تھا۔ اسے بے ہوش کرنے کے بعد انہوں میں سے ایک پشت  
 سے ہٹ کر اس کے سامنے آ گیا جبکہ دوسرا ہتھوڑ اس کی  
 کھوپڑی کو کھٹکنا جانے پشت پر کھڑا ہوا۔ سامنے آنے والا  
 بھی سر ہٹا یا ہاں لاس میں چھپا ہوا تھا۔ چھ بے ہوش  
 غالب سے صرف اس کی آنکھیں کھلتی ہی تھیں۔

”ملازم کو آف کر دیا ہے اور ایک کارٹ ہمارے  
 قریب میں ہے۔۔۔ دوسرے کو حوالہ کیا جا رہا ہے۔“ سامنے



پر کسی کو اطلاع دینے لگا۔ دوسری طرف سے جانے اسے کیا جواب دیا گیا کہ اس نے "میں سن" کہہ کر پہلے منتقل کر دیا اور اس کی پشت پر کھڑے فکس سے قاطب ہو کر آیا۔

"اسے بے چارہ، سرخوہ اس سے بات کریں گے۔" اگلے ہی لمحے شہزیار ان کی ٹہنی میں ملازم کے کمرے سے نکل کر گویہ در میں چل رہا تھا۔ اس کے دونوں جیوں میں ڈالے گئے کڑے آنکس میں ایک مختصر و نحیر سے خشک تھے اور اس زنجیر کے اختصار کی وجہ سے وہ بہت چوڑے سے قدوں سے تقریباً کھنکھارائی آگے جا رہا تھا۔ ہمارے یا با کاہر پہلے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوا تھا۔

سست و قناری سے آگے بڑھتے ہوئے دو سوچ رہا تھا کہ اس کی خیر باد چھٹس ٹوٹی تھی۔ ان لوگوں کے نگاہ میں داخل ہونے کے دوران میں چھینا کوئی آواز پیدا ہوئی تھی جس نے اس کے شعور تک تو رسائی حاصل نہیں کی تھی لیکن آنکھ مل گئی تھی اور وہ ان لوگوں کے اپنے کمرے تک پہنچے سے نکل ہی رہا تھا۔ اس موقع پر ان لوگوں نے ہوشیاری سے کام لیتے ہوئے اسے پہچاننے کے بجائے دور سے نظر رکھنے پر اکتفا کیا تھا اور شاید جس وقت وہ سلو کے کمرے میں موجود تھا، اسی دوران میں ملازم سے خاموشی سے تسک لیا گیا تھا۔ انہیں اندازہ ہو گا کہ سلو کے کمرے سے نکلنے کے بعد وہ اسی طرف کا رخ کرے گا اس لیے اسے وہیں گھبرانے اور بے بسی کرنے کا انتظام کر لیا گیا۔ سلو کی غیر موجودگی شاید پہلے ہی ان کے طہر میں آچکی تھی اس لیے انہوں نے اس کے کمرے کا رخ نہیں کیا تھا۔

اپنی حرکات و سکنات سے ہی کاغذ و نمونہ ہونے والے سپاہیوں اسے اپنی ٹہنی میں لیے تنگ کے ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے تو اسے وہاں ایک آشی صورتہ کود کچ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی۔ یہ وہی شخص تھا جس نے سون ہوش کی لابی میں دیکھا تھا اور سلو نے اسے پہچان کر فرار ہوا تھا۔ یہی سلو کا اندیشہ تھا کہ وہ اسے نہیں ہوا تھا اور ان کی تمام تر ہوشیاری کے باوجود پہچان کرنے میں ناکام رہا تھا۔

"سلو کہاں ہے؟" اسے پہچان کر کے وہ ہر دو چہرے کیا گیا تو اس نے سر دھچکے میں دریافت کیا۔

"کون سلو؟ میں کی سلو کو نہیں جانتا۔" شہزیار نے

تقصی مامی کا اکتھا رکھا تھا۔ "سے فی تم اس شخص کو کسی اور نام سے جانتے ہو لیکن میں تم سے اس لڑکے کے بارے میں جانکاری چاہتا ہوں جو ہوئی سون سے مہتاب صاحب کی گاڑی میں سوار ہو کر قہار سے

ساتھ یہاں تک پہنچا ہے؟" پہچان کرنے اور شہزیار نے وہاں کی گھروں سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ جواب میں شہزیار میں خاموش رہا جیسے اس کیلئے سے عاجز ہو۔

"تمہارے پاس انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے" میں نے خواہاتہ تمہارے ساتھ دیکھا تھا اور سونے راستے میں قدم دونوں کو پیچھڑنے کے بجائے صرف تمہارے سے ایک طرف تک دو اس انکے کر کے قہار سے اسے چلا گیا تھا۔ اس نگاہ میں قہار سے پہنچنے کے لیے وہ بدھ میرے آدھوں نے اسے گھبرے میں سے اس وقت سے اب تک بلکہ مسلسل ہماری ٹہنی میں ہے۔ تو دوسری طرف پر بھی اندر داخل ہو سکتے تھے لیکن اس کی گھڑی سے نکل کر وہ ان ہونے کا اندازہ نہ کر سکا۔ مناسب سمجھا کہ سب کے سب جانے کا انتظار نہ کریں لیکن ہمیں وہ شخص ہی کے چہرے کی تلاش میں ہم یہاں خفا سے ملازم سے ہم نے معلوم کر لیا ہے کہ یہاں وہ سونے غصے سے تھے اور دوسرے کمرے میں موجود ہیں۔ یہی اندازہ ہوا ہے کہ سونے طرف سلو سب وہاں سے نکلا ہے۔ ہمیں یہی تھا کہ وہ کہاں ہے۔ وہ ان کی

پہچان کر کے باتوں نے کئی چہرے میں کلاہا دیا۔ وہ سمجھ گیا کہ پتہ ہوا کا قاتل ہے۔ بے چارہ ہوا اور ان لوگوں نے یہاں تک رسائی سے پہنچا کہ پولیس والوں کا راستہ میں انہیں روکنا اور ان کی تلاش کے آگے جانے کی اجازت دے دینا نہ تھا۔ انہیں صرف دو ایک شخص گاڑی سے چکانے کی سہولت تھی۔ شاید راستے میں کئی جگہ سلو کی کوشش اس لیے نہیں کی گئی تھی کہ کھنکھارائی کرنے کے مقابلے میں اسے دھوکے سے ہی چلنے کرنا زیادہ آسان ہوتا ہے۔ وہ لوگ۔ یہاں سے کہ یہاں آچکی تھیں اور سونے میں آسانی سے پائیں گے۔۔۔ لیکن ہمیں ان کے پیچھے سے چلنے سے ڈر تھا قہار کہاں؟ یہ تو شہزیار کی نہیں جاننا سوال مسلسل اس کے ذہن میں گردش کر رہا تھا اس موقع پر اسے اتفاق میں کئی نہیں ہو

یہ ٹوہج و سنسنی خیز داستان جلیقہ مزید افادات آہندہ صاحبہ احسن



[illegible]

5544



پاکستان قیام اور ریڈرز کی پیشکش























































— 40 —

”میرے لئے...“ فریڈا اس نے صرختے ہوئے کہا۔  
 ”میرے لیے؟“ فریڈا نے کہا۔ ”میرے لیے؟“  
 ”جی ہاں، میرے لیے۔“ فریڈا نے کہا۔  
 ”میرے لیے؟“ فریڈا نے کہا۔ ”میرے لیے؟“  
 ”جی ہاں، میرے لیے۔“ فریڈا نے کہا۔

”چلے جاتے ہو اگرچہ میں نے تم کو چھوڑ دیا ہے۔“  
 فریاد ہے۔ کہ تم نے اس کی خدمت میں نہ جانے کیا  
 ظلم کیا تو اس نے میرے غم میں نہ اپنے آپ کو مار  
 دیا کہ نہ تم نے اس کی خدمت میں کوئی بڑی خدمت کی تھی  
 نہ کیا۔ چنانچہ میں نے اس کو اس کا بدلہ دے دیا کہ اس کی  
 عمر بیکار ہو گئی اور اس نے اس کو چھوڑ دیا کہ اس کی  
 عمر بیکار ہو گئی اور اس نے اس کو چھوڑ دیا کہ اس کی  
 عمر بیکار ہو گئی اور اس نے اس کو چھوڑ دیا کہ اس کی

”میرا بھی بھارت تھا۔“ سنا، کے گویا نے عرض کیا  
 کے اس میں عرض کیا تو کہہ دی۔ اس کے بعد کہہ دیا۔  
 حضورؐ نے سب سے پہلے عرض کیا کہ وہ اس کی بات نہ کرے۔  
 ”بھارت کا بھی یہی حال تھا۔“ کہہ دیا۔

"میں سڑک پر جا چکا ہوں۔ اس نے کہا  
 ہوئی تو بڑی اچانک۔  
 "کیوں نہیں۔ وہ ہم گھر میں بیٹھ رہے۔"







WWW.READERS.PK

کراچی کے گہرے احساس کے قصبہ جلا قباہہ جندی







WWW.READERS.PK

ہاں۔۔۔ کے لیے جس کا ہونا ہے اس کے لیے اس کی  
 ہوتی نہیں کہ اس کی جگہ کا ہونا ہے اس کی جگہ  
 کے لیے اس کا ہونا ہے اس کے لیے اس کی



اس کا دعویٰ بالکل درست ثابت ہوا تھا۔ واقعی وہ  
دعویٰ اوروں سے سہجے ٹھہر رہے تھے لیکن باہر نکلنے کا راستہ  
حلاش نہیں کر پا رہے تھے۔ یہ قمارت ان کے لیے  
بڑے دامن بنی تھی جہاں وہ پھنس کر رہ گئے تھے۔  
باہر نکلنے کا صرف ایک ہی راستہ تھا، مین گیٹ اور وہ اس  
راستے کو کھولنے والے ہانڈی "فل ہاسم" سے آگاہ  
فہم تھے۔

ہر طرف سر پھونڈنے کے بعد وہ ایک بار پھر سیاہ رنگ  
کے گیٹ کے سامنے جا پہنچے لیکن وہ قسمت کے بدلتے کی  
طرح کھلنے کے لیے تیار نہیں تھا۔ بعد میں اسے کھولنے کی  
امحاصلی سعی کرنے کے بعد وہ پھنس ہی گئے تھے کہ کسی گاڑی  
کے انجن کی آواز نے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ گاڑی گیٹ  
کے سامنے ہی آ کر روکی گی لیکن دروازے سے کسی کوئی دروازہ  
اٹھنے کے سبب وہاں سے دھکے سے کام لے رہے تھے۔ شہر پارک  
سویچ کمر پینٹ آپریشن، وہ مئی کی طرف بھاگ کر کھڑے ہو کر فوجی  
مستقل پوشش کر رہے تھے اس لیے کبھی نہ اسٹریٹ پر اس  
وقت کسی مین گیٹ کا نظریہ نظر آ رہا تھا۔ اس نے کچھ منوں  
کو بلی کی طرح اپنے سر پر اور گیٹ کے باہر جو گاڑی نظر  
آئے تھی۔ جس وقت اس نے گاڑی کو دیکھا اور اس  
پوری مچی پھر مچی اسے ڈراما تک سیٹ پر موجود بھان کرنا پڑا  
نظر آ رہا جس پر اس وقت شدید الجھن اور پریشانی کے  
باؤاٹ تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے گاڑی اسٹریٹ سے قاسب  
ہوئی اور سامنے سائٹ زین ٹھہر آئے تھی۔

"نہا ہوا؟ کون تھا ہوا؟" اس کے پیچھے آپریشن روم میں  
آنے والے سولے نے پوچھا تو وہ آہستہ سے اس کی طرف بھاگ۔

"بھان کر۔" اس ایک انگلی جواب میں سب بکھڑا۔  
وہ دونوں ہی جانتے تھے کہ بھان کر کا یہاں تک آ کر وہاں  
پلٹ جانا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ گیٹ نہ کھلتے پڑے وہ کچھ  
تھکا ہوا گاڑی اندر کوئی ٹکڑا ہو چکی ہے اور غائب ہے یہ اس کی  
تجربگی اس لیے یہاں ہونے والی ٹکڑے سے ٹھنڈے کے لیے وہ  
موٹر اقدامات کرنے کی پوزیشن میں تھا بلکہ وہ دونوں  
انکار کے ہوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اور یہ بالکل عامہ پڑا  
میں غمراہی تھی رجوں کا سا اتھار تھا کہ دیکھیں پڑا غیب  
سے ان کے لیے جنت کے در کھلنے کا اعلان ہوتا ہے یا وہ جہنم  
میں دھکیلے جانے والے ہیں۔

یہ پوریج وسنسی خبردار انسان جاری ہے  
زیادہ اوقات آہندہ ملاحظہ فرمائیں

جی جی تو اتنی بھی اس رنگ سے شرمی کر رہے تھے کہ بعد اس  
کے دماغ پر کڑوئی سے دھنسی چھانے کی مچی اور وہ بھر پور  
کوشش نہیں کر پا رہا تھا۔ سونے اس کی کیفیت کو بھانپ لیا  
اور جیوی سے کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر میں وہ  
واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں ڈس روٹی اور دو دھکے کے ٹکڑا  
پیک تھے۔

"یہ تو جلدی سے یہ کھا لیا کہ کچھ کرنے کے لیے  
تو اتنی بھول ہو گئے۔" اس نے ذیل روٹی کے سلاخوں کے  
ساتھ ٹکڑا ایک اس کی طرف بڑھایا تو اس نے پلاٹکٹ  
دونوں چیزیں تمام کیں۔ کھتہ جھگڑا اس وقت تو اتنی کی انکی  
شدید ضرورت تھی کہ وہ فی الحال دشمن کے اس ٹھکانے سے  
نکلنے کی فکر بھی بھول گیا تھا۔

سلو دونوں چیزیں پھر فوج سے نکال کر لایا تو اس  
لے بے حد غلطی ہو رہی تھی، اس کے باوجود وہ جلدی  
جلدی سلاخوں کو چپاتا اور اس کی حد سے متعلق سے بچے اجڑتا  
چلا گیا۔ دوسری میز پر چڑھ کر بیٹھ سلاخیں اسی عمل میں  
مصروف تھا اور اس کے انداز سے بھی ظاہر تھا کہ اسے بھی  
کافی طویل وقت کے بعد کھانے کو مل رہا ہے۔ ذیلی روٹی  
اور دو دھکے کے ٹکڑوں کو کھانے لگانے کے بعد انہوں نے  
ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور کارڈ سے منہ پھریا۔

"چھوٹا چل کر یہاں سے نکلنے کا کوئی اور راستہ تلاش  
کرتے ہیں۔" یہ تجویز سولے نے پیش کی جس سے اتفاق  
کرتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا۔ اگلے چند منوں  
میں انہوں نے پوری عمارت میں گھوم بھر کر دیکھا۔ کھسپ

تھکرا عمارت کی جس سے باہر نکلنے کا مین گیٹ کے سوا کوئی  
دوسرا راستہ نہیں تھا۔ کھڑکیوں پر لوہے کی انکی مضبوط سلاخیں  
لگی تھیں کہ انہیں توڑنے یا کاٹنے کا سوا ہی ہی پیدا نہیں ہوتا  
تھا۔ ان دونوں نے پھر بھی اپنے طور پر کوشش کر کے دیکھ لی  
لیکن ناکامی کا سہہ دیکھتا پڑا۔ عمارت کی بناءت کچھ اپنے طرز  
کی مچی کہ بہت پر جانے تک کا راستہ نہیں رکھا تھا اور نہ وہ  
وہاں سے ہی نکلنے کی کوشش کرتے۔ اور یہ تو ذکر تھا بھی  
مضمن نہیں تھا کیونکہ ازل تو دیر میں بہت مضبوط تھیں۔

دوسرے ان کے پاس ایسا ساڑا سا ان کی نہیں تھا جس کی  
مد سے انکی کوئی کوشش کی جا سکتی۔ شہر پارک اپنے مقابل  
کے آخری اٹھارہ پاڑے۔ اس نے کہا تھا۔ "میرا دشمن  
کرو۔ یہ جلد تک تمہارے لیے چوتے ان ثابت ہوگی۔ تم  
اس کی دیر اوروں سے سہجے رہ جاؤ گے لیکن اپنی مرضی سے  
باہر نہیں نکل سکو گے۔"





اسما قادری

ہمارے سماج میں قانون کتابوں میں لکھا ہوا ہے جب اس کی باگ ڈور یا اثر سماج کے روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو اس کے معنی ہی بدل کر رہ جاتے ہیں مختلف طبقات میں اس نظام قانون کے بھی کئی رخ ہیں، بالآخر طبقہ کی خوشنودی ہی قانون کی اصل تعریف و تشریح ٹھہرتی ہے یہ نشریہ کتابوں میں نہیں روایتیں میں تحریر ہوتی ہیں۔۔۔ ایسی روایتیں جس میں قانون سب کے لیے ایک جیسا نہیں ملتا سمندر اور حال کا سایہ جہاں طاقتور مچھلی جال کو توڑ کر اور کمزور مچھلی بچ کو نکل جاتی ہے۔ ہنسنا وی ہے حدود میاں طبقہ سے بوجھت نہ تو روایتوں کو مانتی ہے نہ حقوق میں تقسیم عاشرے کا توجہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے، یہ تو میری جانی ہے۔ دل طغیوں کی پروا کرتا ہے اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ اسے آڑ مانٹوں سے سرور گزارتا بیڑا ہے۔ زندگی کی بساط اور وقت کے بھارے سم قسمت کی باتیں اور مقدر کی چالیں ہیں۔۔۔ کبھی بازی پلٹ بھی جاتی ہے۔ بیٹا وقت نوشت تو نہیں سکتا مگر مقدر ساتھ ہے جاتا ہے۔۔۔ اس وقت تک پتوں کے نیچے سے بیٹا ہاتھ پائی گزر چکا ہوتا ہے۔ جرم، انصاف سامی، جاگیر داری اور پھاؤ کے محاذ پر گرد گھومتا آنے والوں کا ایک ایسا ہی لامتناہی سلسلہ

تسلی کی آہوں گویا  
تسلی کی پہلی قریب  
سدا کا مسلسل سہلے اور  
کچھ بے لگے والوں کی کسائی













مخل کر دیا جائے۔ مصطفیٰ خان کی خواہش پر لاؤنگر نے منظر  
 عرصے میں اسے اپنی ادویات استعمال کروادی جس کے وہ  
 یارک تک کے فضائی سفر کے قابل ہو گئی تھی۔ زخموں کو  
 چھپانے کے لیے اسے گاؤں نما ایک لباس لادوہ پہنا دیا گیا تھا  
 اور چہرے کے بکھڑے کو چھوڑ کر اس نے اسٹارک اس  
 طرف لیٹ کر دکھا کر بیٹھ کر دم چھپ گئے تھے۔ تاکہ کے  
 قریب ایک بلی کی غرض نظر آ رہی تھی لیکن وہ اپنی ٹھیں چلی  
 کر کی کو جھٹکانے کا سبب بن جائے۔ اتفاق سے اس کے  
 برابر والی سیٹ خالی تھی اس لیے اسے کسی مسافر کے سوال  
 جواب کا سامنا کرنے کی ذمت کس افغانی پر ڈال دی گئی۔ یوں  
 بھی امر کی آواز لے دینے والے لوگ ہوتے ہیں۔  
 بدوچ کی سے غیر ضروری گفتگو کے اسے پریشان کرنے  
 کی کوشش نہیں کرتے۔

یوں وہ بڑے سکون سے سفر کر رہی تھی اور جو بے  
 سکتی تھی، بس اس کے امدادی تھی۔ اپنے بچے کے بارے  
 میں اس کے ذہن میں بہت سے گھبرات تھیں۔ ایک ہاتھ  
 نہ کارہ ہونے کا تو پہلے ہی علم ہو گیا تھا مگر ڈاکٹر نے یہ  
 غرض کی غائب کیا تھا کہ کس سے بچہ واپس ملے گا۔ اصل صورت  
 نہ ہو۔ ایسے بچے کے لیے تو یہاں ہی پریشان ہو رہی ہے اور  
 اس کی پریشانی اس لیے ہوئی تھی کہ اس کی اپنی زندگی گرواب  
 میں بچتی ہوئی تھی۔ ایسے حالات میں وہ اپنے بچے کی سکون  
 سے اگلے طور پر پرورش کیسے کر پائی؟ خدشات اور اندیشوں  
 کے باوجود اس نے امید اور جوش کا دل نہیں چھوڑا تھا اور  
 زندگی کے اس امکان سے بھی بے پروا نہ تھی۔  
 یہاں تک کہ اس نے دوران پر واز ڈاکٹر کی تجویز کردہ  
 دوا بھی ضرور دقت پر لے کر ایک گھاس جس میں لے لیا  
 تھا۔ وہ آگے کی جدوجہد کے لیے اپنی توانائی بحال رکھنے کی  
 اہمیت سے خوب واقف تھی۔

اسے قستان کے طرف زاد میں ایواناچ کا گھر ہو  
 جانے والے مرن کی اپنی بھینچ بھی نہیں بھائی تھی اور اندر نہیں  
 یہ بھینچ موجود رہتا تھا کہ لڑکی کی منہ کے لیے اسے  
 زندہ رکھنا چاہتا ہے۔ اب بھی زندگی کی ایک راہ گئی آئی  
 تھی۔ اس کی زندگی کو خوشگواروں کی دوش گانے والے  
 چوہری کے بچے مراد شاہ نے اسے اپنے تھانوں کی فکری  
 کی گئی۔ وہ خود اس کے ساتھ نہیں آیا تھا لیکن اسے اپنے  
 اپارٹمنٹ کا پتہ دے کر یہ بھینچ واپس کروادی تھی کہ وہاں  
 اس کی بیوی شاہدہ اس کے انتظار کے لیے موجود ہو گئی اور  
 وہی اس کا یہ کوئی لڑکا بہت نہیں ہوا وہ جب بچے اور

اپنے چہرے سے غری جگ کے ساتھ مراد  
 اپارٹمنٹ پر پہنچی تو شاہدہ نے اسے خوش سے  
 استقبال کیا کہ اسے بھینچ آگیا کہ زندگی کے بھینچ  
 سنا کر سکون سے آگے کے بارے میں سوچ سکتی  
 دینے لگی وہ اپنی خوش نصیبی تو بہر حال بھی کہ بڑی  
 میں بھی تنہائی کا طرب بھیجے سے دکھا ہائی تھی اور  
 خود وہی قدرت کی طرف سے بہت سے سہارے  
 جاتے تھے۔ اب بھی مصطفیٰ خان، بھینچ، بشور، آلا  
 مراد شاہ سمیت بچے ہاتھ تھے جنہوں نے اسے قدامت  
 اور واٹ سے ملو جھن کر رکھی تھی۔

☆ ☆ ☆

”میں بھینچ پر نظر پڑتے ہی کچھ کیا تھا کہ  
 حلقہ وقت شروع ہو گیا ہے۔ کوئی آواز نہ ملنے کے  
 بچے بھینچ تھا کہ وہ ضرور ہمارے قریب میں ہو گا اور  
 خیال نے مجھے اتنا حشت زدہ کیا کہ میں سونے کے لیے  
 پر لیٹ ہی نہیں سکا اور میں نے فیصلہ کیا کہ مجھے خاموشی  
 گھرائی کرنی چاہیے۔ میں نے ستر پر کچھ کاہلوں پر  
 اوڑھ لی اور خود مجھ سے روتے بڑوں کے ہلکے  
 کیا۔ مجھے رات کی گھبراہٹ گھبراہٹ میں وہاں تک  
 تو مجھے غائب کیا کہ اس کا ذہن چڑھ چکا تھا کہ وہاں تک  
 لیے میں وہاں بھی نہیں رہا اور ساتے والے کھٹے  
 تھرا۔ بس مجھے آتی ہی مہلت ملی۔ اس کے بعد میں  
 وہاں دو گاڑیوں کو آکر رکا دیکھا اور کچھ گیا کہ میں  
 خدشات کے مطابق بھینچ وہاں پہنچ گیا ہے۔ وہ لوگ  
 دیر تک کھٹے کی گھرائی کرتے رہے اور میں ساتے  
 کھٹے سے سب دیکھتا رہا۔ وہ تعداد میں زیادہ تھے اور  
 ستر میں پہلے ہونے کی وجہ سے میں ان کا سب سے  
 مقابلہ نہیں کر سکتا تھا اس لیے اپنی جگہ پڑ بھرا۔ مگر  
 لوگ کھٹے میں داخل ہونے تو میرے پاس سوچ تھا کہ  
 سے فرار ہو جاؤں لیکن میں جانتا تھا کہ وہ نہیں گرفت  
 لے لیں گے اور میں نہیں بے یار و مددگار چھوڑ کر چلا  
 غور غریب نہیں دیکھا سنا چتا چھ سوچ دیکھ کر ایک گاڑی کی  
 میں میں گیا۔

”میں نے فیصلہ کر لیا تھا کہ بھینچ کو اس کے  
 پر ہی انجام سے دو چار کروں گا۔ تمہیں جس گاڑی میں  
 جایا گیا، میں اس کی ڈی میں بھر ساتھ چکی گیا لیکن  
 میں چل چل ہونے کی وجہ سے بھینچ کی طور پر ڈی  
 باہر نکلے گا سوچ نہیں ملا۔ کی ٹھکنوں تک میں گھس رہی تھی

میں شراب، پڑا ہوا مگر سوچ دیکھ کر باہر نکلا۔ مجھے رات  
 کا کھانا تھا تو یہاں میری سہولت سے گھرائی کا انتظام بھی  
 کیا گیا تھا۔ بہت احتیاط سے ایک کمرے تک رسائی حاصل  
 کر لی گئی تھی۔ قریب کے انتظار سے کمرے میں گھس گیا۔ وہاں  
 قہقہے دیا۔ اچھے ہاتھ میں چھپ گیا کہ سوچ دیکھ کر باہر  
 نکلا۔ لیکن کسی نے کمرے کا دروازہ باہر سے لاگ کر دیا  
 تھا۔ میں پھنسا رہ گیا۔ کافی غور غرض کے بعد مجھے وہاں  
 نکلنے کی ایک راہ دکھائی دی۔ ہاتھ روم میں ایک کمرہ  
 موجود تھا اور میں اس کا شیشہ ٹال دیتا تو باہر نکل سکتا تھا  
 ہے جس شیشہ تو ڈر نہیں نکال سکتا تھا۔ مجھے احتیاط  
 تھی اور اسے قریب سمیت اس طرح نکالنا تھا کہ کوئی  
 نہ دیکھ سکے۔ اپنے مقصد کے حصول کے لیے میرے  
 ہاتھ بھی نہیں تھے۔ میں نے کمرے پر ہاتھ روم کی  
 دھڑکی سے اپنے مطلب کی بھینچ چڑھ لی تھی۔ ان کی مدد  
 میں نے بڑی جدوجہد سے قریب سمیت ہوا والی کو  
 کمرے کے اندر لے کر دھکیلا اور باہر پڑا تو کمرے میں  
 میں نے اپنا اثر اختلاف ہوا کہ اس طرف بھی ہاتھ روم ہی  
 میں نے جس وقت بھاگا وہاں ایک آدمی تیار تھا۔  
 میں نے اس کو نہیں دیکھا کہ اس کا کوئی ساکی دوسری طرف  
 دھڑکی سے میں ہوا تو میرے لیے مشکل ہو جائے گی۔ را  
 کی لڑائی میں میں اندر ہوا اور دوائی کرنے کی حافیت  
 میں رہتا تھا۔ چنانچہ اس شخص کے قتل سے قاربا ہو کر  
 گئے کے بعد میں بہت دیر میں ہی گھبراہٹ میں بھاگ گیا  
 کوئی نہیں سمجھتا دوسری طرف اتر گیا۔

”ہاتھ روم سے کمرے میں بھاگا تو وہاں کوئی نہیں  
 تھا۔ میں جا کر چلا گیا کہ دروازے سے باہر کا ہاتھ  
 مجھے تھمادی نہیں سکتا وہی اور کچھ گیا کہ حسب  
 مطلوبات انکوائے کے لیے کھڑے کام لے رہے  
 تھے۔ ان کی آواز سے کھٹے سمجھ گیا اٹھا ہوا کہ کمرے  
 میں لیکن اس سے گلی کہ میں باہر نکل کر کچھ کرنے کا  
 تھمادی نہیں بند ہو گیا اور میں نے بھینچ کو ایک  
 کی ساتھ اسی کمرے کی طرف آج دیکھا جہاں میں  
 تھا۔ میں کوئی طور پر ہاتھ روم کے درمیان موجود  
 تھا۔ سے گزر کر کچھ والے ہاتھ روم میں چلا گیا لیکن کان  
 کی طرف دیکھ کر دیکھے۔ بھینچ اور اس کا ساکی کمرے  
 میں تھے اور ان کے درمیان جھگڑت ہوئی۔ اس سے میں  
 تھرا ہوا کہ وہ دم پر ہے چہ تشدد کرنے کے باوجود  
 نہ کچھ اٹھانے میں کامیاب نہیں ہو سکے تھے۔

دوسرے بھینچ میری حاش میں پاگل ہو رہا تھا اور کسی بھی  
 طرح کچھ بکڑا جانتا تھا۔ میں نے خود اپنے کانوں سے  
 اسے کئی جگہ فون کر کے دہاتیں دیتے ہوئے سنا۔ مگر وہ  
 اپنے ساکی ہاتھ کو وہاں سے روانہ ہونے کی اطلاع دے  
 کر چلا گیا۔ اس کی غیر موجودگی سے مجھے خامسا اور محسوس  
 ہوا اور بھینچ کا حساب لگنے سے میں نے کارروائی شروع  
 کر دی۔ آگے کے سارے واقعات سے تو مجھ خود واقف  
 ہو۔ ”ایک بہت عام سے ہوٹل میں کمرہ حاصل کرنے کے  
 بعد وہ سکون سے بیٹھے تو سونے اسے ساری داستان کہ  
 چلائی۔ اس ساری تحصیل کوں کر شہر یا کو اس میں ہوا کہ خوش  
 قسمتی قدم قدم پر سولہ کی ہم کتاب رہی تھی۔ یہ اتفاق ہی تھا  
 کہ سولہ ہاں تمام عرصہ گاڑی کی ڈی اور بھینچوں میں چھپا  
 رہا۔ جہاں گھرائی کرنے والے میرے نصب نہیں تھے۔  
 دوسرے رات والے خود اپنے نکالنے کے کھڑے ہونے کے  
 بھینچ کی وجہ سے گھرائی کے سائلے میں ہے پر والی بہت  
 رہے تھے اور مشکل طور پر یہ کام نہیں ہو رہا تھا اور نہ حالت  
 واقف بھی ہو سکتے تھے۔

”میں بھینچ کو کہے میں کر کے وہاں سے لگتے میں  
 کا حساب ہو گئے تھے۔ اس بات پر وہ سخت محسوس ہو گا اور  
 اس نے شہر میں ہر طرف اپنے آدمیوں کا جال بچھا دیا ہو گا  
 اس لیے ہم اس ہوٹل میں بھی کوئی گاڑی یا دوسرے جگہ محفوظ  
 نہیں کر سکتے۔ ہمیں یہاں سے ہلنا چاہیے کہ محفوظ نکالنے پر  
 بکھڑا ہو گا۔ ”وہ ہوٹل نکلتے سے گلی بکھڑا دیا میں مینہ نیل  
 اسنو سے خریدتے ہوئے لائے تھے جن میں سے زیادہ تر  
 بھینچوں اور اعلیٰ رائج تک نہیں اور ڈھم صاف کرنے کا بکھ  
 سامان بھی تھا۔ راہ چلتے انہوں نے ٹیلی پر پائے پکڑے  
 بیٹے والے سے چند شرت کا ایک ایک جڑا بھی خرید لیا  
 تھا۔ بھینچوں کا مسئلہ کس تھا کہ کس سولہ کے پاس اس کا پس  
 محفوظ تھا لیکن کسی بڑی دکان کا انہوں نے جان بوجھ کر نہ  
 نہیں کیا تھا کہ ایسی جگہوں پر گھرائی کا زیادہ ہوتا ہے۔  
 بھینچ کھٹے کے ادب سے پہلے شہر یا سے گرم پانی سے  
 غسل کیا مگر سولہ اس کے زخموں کی صفائی کر کے ان پر  
 مرہم لگایا۔ اچھی بات یہ تھی کہ شہر یا کے سارے ڈھم ہم  
 کے اپنے حصوں میں تھے جہاں اس میں چھپ گئے تھے وہ وہ  
 دھن بھرتے کی صورت میں خود لوگ ٹور اسی مشکوک کچھ  
 لے جاتے۔ انہوں نے کمرے میں ہی سارا مگر پختہ اہمیت  
 کماؤ سٹو کیا اور نکالنے کے بعد شہر یا سے وہاں بھی کما  
 لیں۔ اس دوران میں وہ اپنے آنکھ کے لالچوں کی



بارے میں بھی سوچے رہے تھے۔

"میں مہاراجان سے رابطہ کرنا ہوگا۔ فی الحال وہی لوگ میں محفوظ رکھنا چاہتا ہوں کہ جسے میں اور بھرا ہے آدمیوں کے لیے تو میں دیکھ رہی ہوں ان کے پاس جانتی ہے۔" اس کا اشارہ اکثر فرغانہ اور کام کی طرف تھا۔

"تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ فی الحال غار سے لیے بھی سب سے زیادہ مناسب ہے۔ میں محسوس کرتی ہوں کہ شہر کی غلاب بھی معمول پر نہیں ہے۔ انوکھ کے لیے اسے اسے اب تک محسوس ہو رہی ہے اور بے شک بازار میں گئے ہیں لیکن ان میں پہلے سے کچھ بھی نہیں ہے۔ لوگ زیادہ بلند آواز سے بات تک نہیں کر رہے ہیں۔" سلو نے اس کی تائید کرتے ہوئے حالات کی بھیجے گا کر کہا۔ یہ ایک خاص طور پر دلف کے ساتھ ہے ان کے گل کے بعد میں یہاں شہر کی فوراً معمول پر نہیں آئے گا اور دلف کا بکھار بھی کئی مہینے

"میں مہاراجان سے بات کرتا ہوں۔ اس کا فیصلہ مجھے یاد ہے۔" اکثر شہر پر قبضہ کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے پاس سو اٹھ بیس تھا اور اس پہلی میں گاؤں کو گھر کے اندر لوگوں کی سماعت نہیں دینی تھی۔ اس نے دھوکا دیا کہ وہی جہن سے روم سرائے سے رابطہ کیا جا سکتا تھا اس لیے اسے کال کرنے کے لیے انتظار کا ذکر تک جانا پڑا۔ اپنا چہرہ چھپانے کے لیے اس نے احتیاطاً چلیے گی سے ٹریفک کی سینکڑوں فی کپ کو اس طرح ہٹا کر لگا دیا تھا کہ چہرے کا کافی حصہ چھپ گیا تھا۔ احتیاط کرکے اس نے اس کی فرمائش پر فوراً ہی بلی فون سیٹ اس کی طرف کھینچ دیا۔ اس نے یادداشت میں محفوظ مہاراجان کا نمبر لکھ لیا۔ دوسری بلی فون پر کال دیکھ کر کہی تھی۔

"میں بات کر رہا ہوں۔" مہاراجان کی آواز میں کدو احتیاط سے بولا۔ اسے امید تھی کہ بغیر نام بتائے بھی مہاراجان اسے صرف آواز سے پہچان جائے گا۔ اس کا اندازہ غلط ثابت نہیں ہوا۔

"وہی روگ میرے آؤں خود نہیں لینے آ رہے ہیں۔" جواب میں اسے مہاراجان کی نہایت سنجیدہ آواز سنائی دی۔ اس نے اس سے یہ تک نہیں پوچھا کہ وہ کہاں سے بات کر رہا ہے اور اپنی بات کہہ کر فوراً ہی فون بند کر دیا۔ شہر پر قابض ہونے کے بعد اس میں دیکھ بھانک اور سلوک ساری بات بتائی۔

"ہو سکتا ہے مہاراجان اس بات کا فون نہیں جانتا ہو اس لیے اسے تم سے کچھ پوچھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہوئی

ہو۔" سلو نے اندازہ لگایا۔

"شاید۔۔۔ لیکن مجھے مہاراجان کا اندازہ معمولی محسوس ہوا تھا۔" وہ ابھی تک تذبذب میں تھی جس کی گونج کا وہ دم بھاری تھی۔

"حالات ابھی ابھی غیر معمولی۔ انوکھ کے اندر پہنچ کر اسے والے بلی فون کی سمیت اس کے کے براہم آؤں کے سوا کچھ تو۔۔۔ آخر آواز ہو رہی ہے ہوں گے اس لیے مہاراجان میں تھا ہوگا۔" بات میں وزن تھا اس لیے اسے کال ہونا چاہیے تھا خیال سے بھر پور ٹیٹ کیا کہ جب تک مہاراجان کے بندے نہیں نکلتے، تو وہی وہ رہتا ہے۔ ابھی اسے ہونے مشکل سے دو منٹ بھی نہیں گزرے تھے کہ آواز سنائی دی اور پھر تو کیا بھول جائی ہی آگیا۔ یہ جتنی اس کا فونک میں ہر طرح کا اصرار استعمال ہوا تھا صاف محسوس ہوا تھا کہ وہ گروہ انہیں میں حصار میں ہوں۔ فونک کی آوازوں میں لوگوں کی کچھ دیکھ بھانک دوز اور دکانوں کے شکر کرنے کی آواز بھی سنائی دیتی تھی۔

"یہ تو لگتا ہے کہ اس بات کے باہر فونک میں ہے۔" سلو بھی اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا اور آوازوں میں اندازہ لگ کر بولا۔

"شاید مہاراجان کے آؤں بھی گئے ہیں۔ کسی سے متاثر ہو رہا ہے۔" شہر یار کی یہ بات آواز حالات کے تناظر میں اچھل دے گی۔ جب سے اسے اسے کال ہوا تھا چلتی ہی اور اس کے گروہ کے اندر میں اس طرح غصے ہوئی تھی اور وہ کچھ جگہ سے دوسرے سے اب بھی ایسا ہی لگتا تھا کہ قرب و جوار میں انوکھ کے ٹھیک کے اندر والے بلی فون کی آواز سنائی دیتی تھی۔

پہچان لیا تھا اور دکانوں گروہوں میں حصار ہو گیا تھا۔

میں مہاراجان کے ساتھ پہلے ہی وہ چکے تھے اس لیے یہ اپنی شناخت کر لیا۔ وہ دکانوں میں انہیں پہچان گئے۔

"ہم تم دکانوں کو گروہ دیں گے۔ تم گیت سے رات میں یہ موجود ایک میجر ونگ کھینچنے کی کوشش کرو۔ بری یہاں بھائی کا فون آیا تھا۔ ان کا کہنا ہے کہ تمہیں یہاں سے نکالیں اور وہاں پر غریبی بھیج جائے گی۔" ان سے ایک نے جلدی بھائی ان پر صورت حال کا ہر کی تو یہی ہی سے حرکت میں آگئے۔ باہر لوگ ان کی طرف سے بھی نہیں اور انہیں ان پر بھی گولیوں سے فک کر گازی تھی۔ رسانی حاصل کر رہی تھی۔ گیت سے باہر بھاگتے ہی

کچھ باہر گروہ میں ان کا اندازہ ہو گیا۔ دکانوں طرف سے ایک اپنی گاڑیوں کے علاوہ مختلف ہتھیاروں پر سوار چاروں تھے۔ وہ گیت پر پہنچے تو سامنے موجود بلی فون کی سیٹ سے ان سے فونک کی۔ اور سامنا گروہ میں دو کچھ گئے۔ "ہم دکانوں پر رہی شدت سے سامنے اور لینت پر ہتھیار نہیں لے گئے۔ باہر والے بھی ہتھیار ہڈ کر رہی گئے۔ تم لوگوں اس کا ذکر ہے کہ چھینک کی سہل سے قائمہ الفا کاڑی تک پہنچ جائے گا۔ گاڑی بلی فون سے ہے۔ تمہیں لے جانی سے نکل جائے گی۔" پہلے والے نے یہی اور اپنے گروہ میں گئے ہوئے پانچ ان کے سامنے رکھا جو تھا تو ان کے گیت میں موجود صورت حال میں اس پر عمل کرنے کے لیے ان کی چارہ بھی نہیں تھا۔ شہر یار نے سر کی جھنجھ سے یہی رضامندی ظاہر کی اور جیسے ہی ان کے گروہوں نے یہی تک پہنچی گئی کہ فونک کا آغاز کیا۔ وہ حرکت میں گئے۔ گیت سے مشکل دوز بھائی گروہ کو بھی گاڑی تک پہنچا۔ اس وقت بلی فون پر سے گزرنے کے حوالہ تھا۔ اسے اطراف میں مختلف اقسام کی گولیوں کے دبانے میں اس بات اگل رہے تھے کہ ان کے شور میں کان پڑی یہاں سنائی نہیں دے رہی تھی۔ البتہ مہاراجان کے گروہ کی محسوس گلی حساب سے کامیاب رہی کہ پہلی آواز سے قاتل پر فونکوں دے جانے کے سبب وہ اپنے گروہ میں دو کچھ جانے پر مجبور ہو گئے اور گولی پر ہتھیار کرکے سر باہر نکال کر نکلتے۔ چنانچہ انہوں نے ان کی دھشت زدہ کر دینے والی آوازوں میں مجبورہ نہ ہوا۔ قاتل بھگتے بھگتے چلتے ہوئے گئے۔ ان کے اندر پہنچنے کی گاڑی حرکت میں آگئی۔ میجر ونگ کی شہر یار آگے انہیں نے اس کی طرف کی گاڑی کے ٹھیک ٹھیک گاڑی کے

بلی فون سے ان کا ہال بھی پہچان ہوا اور وہی تھی۔ وہاں سے نکلے چلے گئے۔

ابھی وہ سوز تک ہی پہنچے تھے کہ سامنے سے ایک پولیس جیپ سوار ہوئی۔ پولیس والوں نے بھانپ لیا کہ گاڑی جانے کا نام سے گرا رہی ہے چنانچہ اسے روکے گا اشارہ دیا لیکن ظاہر ہے قانون کے گروہوں کے اشارے پر ہاتھ دیا وہاں تھا ہی کون آواز دیا رہے گا۔ چنانچہ وہ گولیوں کے آگے بڑھا جاتا گیا۔ پولیس والوں نے مشکل ہو کر کی گاڑی کے ان کا شک و دھشت بھی رہا ہو گا تو میجر ونگ کو روکے گا۔ وہاں سے بڑھتی رہی اور پھر پولیس والے بھی پار کرنے کے لیے تیار نہیں تھے۔ انہوں نے جیپ۔۔۔ ان کے پیچھے لگا دی۔

"انہیں بھی سزا دی جائے گی۔" ڈراما کے ساتھ فریٹ سیٹ پر بیٹھے کسی نے عقب نما آئینے میں قاتل میں آئی جیپ کو دیکھا اور بڑبڑاتے ہوئے اپنی سالن کا شہر لپکے کیا۔ انہوں نے دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں دو ہتھیار ہیں۔ رائفل کی بال کوکھڑی سے باہر نکال کر اس نے اپنا ڈراما ساجھ لیا اور سکون سے نکلتے لپکے گا۔ چھینک ہو رہی انہیں نے گاڑی آواز کے ساتھ گاڑی سے کادھا کاٹا اور پہلی رات سے قاتل میں آئی جیپ پر ہی طرح اٹھ گئی۔ فونک کرنے والے نے رائفل کی بال اندر کی اور وہاں شہر یار کا گروہ بیان سے دھک لیا۔ اسی وقت ڈراما نے میں روڈ چھڑ دی اور میجر ونگ ایک بلی فون پر سوز دیا۔ اس کے بعد وہ اسے اسے سوزوں سے کھار کر ایک چوڑی گلی میں لے گیا کہ کسی سے بندے کے لیے رات کے گھنٹن میں نہیں تھا۔ گلی میں بھی کس نے ایک گیت کے سامنے اپنی رہا۔ فوراً ہی گیت مل گیا اور میجر ونگ گیت سے اندر داخل ہوئی۔ وہاں پر قاتل ایک گاڑی پہلے سے ہی کھڑی تھی جس کی ظاہری حالت اتنی خراب تھی کہ لگتا تھا کہ اس سے سوتلی ہوا اور اسلوا کرتا رہا ہے۔ اسے وہ کچھ کرکے گزرتا تھا کہ وہ سوز پر پہنچے کے قاتل بھی نہیں ہو کر اور اس سے اتنی ہی کی طرح بلی فون ایک طرف پڑی رہتی ہوگی۔ میجر ونگ کے سامنے تو وہاں بھی کچھ محسوس ہو رہی تھی۔

"یہاں سے آگے تم لوگوں کو اس گاڑی میں جانا ہو گا۔" گاڑی کی حالت ڈراما کے فریٹ سیٹ پر بیٹھے کسی سے ہلکا سا انہیں بہت عجیب لگتا تھا۔

"مہل کہاں ہے؟" شہر یار نے اس سے پوچھا۔ وہی سے نکلے کے جواب وہ بھی بار ایک دوسرے سے



بات کر رہے تھے۔  
 "یہ گاڑی تم لوگوں کو جہاں پہنچانے کی مہول بھائی  
 وہاں تم سے خود کشیاں کر کے لے گا۔" اس نے انہیں بتایا۔  
 گھٹو کے اس پھرنے سے سلسلے کے دوسرے بھی رونا دھونا کر  
 ہر کس کچھڑا گاڑی کی طرف بڑھ گیا تھا جھک ان سے  
 گھٹو کر کے انہیں نے اپنی ٹوک سے ٹھک کر ڈرائیج تک سیٹ  
 سنبھال لی تھی۔ وہ لوگ بگڑ گئے کہ یہاں انہیں صرف گاڑی  
 کی تہہ لٹی کے لیے لایا گیا ہے۔ یہ آدمی پھر وہ کوئے کرکشی  
 طرف چل جاتا اور وہ دوسری گاڑی میں بیٹھ کر اور سب اگل  
 جاتے۔ اس بار انہوں نے کوئی سوال نہیں کیا اور خاموشی  
 سے چلے اتر گئے۔ پھر وہ گاڑیوں پر بار بار دھاوا اور ان کے  
 گاڑی میں چھپنے تک وہ کھلے گیت سے باہر نکل گئے۔ وہ جس  
 کچھڑا گاڑی میں سوار ہوئے تھے اس کا انہیں بھی فوراً ایک  
 فراہم کے ساتھ چھڑا دھاوا پھیر دے کیچھے ہی وہ بھی باہر  
 نکلے۔ گاڑی کے گھٹے ہی گیت پھیرنے سے بند ہو گیا۔ گاڑی  
 اپنی ظاہری حالت کے مقابلے میں چلنے میں بہت شاندار تھی  
 اور بہت دوڑنے سے آگے بڑھتی جا رہی تھی۔ وہ لوٹ کر رہے  
 تھے کہ ڈرائیج ہرگز کی شاہراہوں سے گزرنے سے کسی  
 امکان کو بڑھ کر رہا ہے۔ یہ ان کے حق میں بھڑکا۔ بڑی  
 شاہراہوں پر چھٹک گاڑیوں کا دھواں پھرتا ہے۔ گاڑی کے سطر  
 کی سمت سے انہوں نے اندازہ لگایا تھا کہ وہ سامنے ملے  
 کی طرف لے جاتے جا رہے ہیں۔ غصا اس آئے والی تہہ لٹی  
 نے بھی اس انداز سے کی تھمتی کر دی۔ سامنے ہی گاڑیوں کا  
 کس اور غصہ ایسی چمکا رہا تھا کہ وہی ہے کہ آدمی کو آنکھوں پر  
 پتی باندھ کر رکھ لے جایا جائے تو وہ بتا سکتا ہے کہ سمجھو کے  
 قریب ہے۔  
 بھائی کی کار وہ جتنا پہنچا ہوا تھا جس قدر وہاں  
 رکنا تھا۔ اس کا ایک ٹھکانہ سامنے ملے گا جس میں ہر کوئی انوکھی  
 بات نہیں کہی لیکن انہیں حیرت۔۔۔۔۔ بھلی جب ڈرائیج  
 راستی بھلوں کے قریب سے کی کھڑا کر کر دیا اور وہ اس  
 سے بہت آگے ایک ایسی ہستی بھی بھی گئے جہاں فریاد تو  
 کچھ مکان بلکہ جو پینڈیاں موجود تھیں۔ راستے میں جگہ جگہ  
 ٹافٹ کے ڈیمر پڑے ہوئے تھے اور بٹے آدھے  
 دھڑلے لباس میں ابھر ابھر جاتے تھے۔ غصا  
 میں چلی اور بھگوان کی بسانہ بھری ہوئی تھی اور اس گاڑی  
 اور فرحت کا دور دور تک احساس نہیں تھا جسے سمجھ رہی ہوا  
 سے مضروب کیا جاتا ہے۔ ان کی گاڑی ایک کے مکان کے  
 سامنے دی تو مکان کا رنگ آلودہ دھواں میں گھل گیا جسے کوئی

یہاں کہاں پہنچا گیا؟

فرار کروانے کے لیے۔ وہ ہمیں سمجھ رہی رہے  
 نے ان کے کوشش کر رہے ہیں۔" آپ تک خاموش رہے  
 نے اس سوال کا جواب دیا تو وہ سب چمک گئے۔  
 انہیں ہندوں کو ان کا اس جگہ پہنچانے کا بھی حیرت ہو سکتا  
 تو جن عجیب بات یہ تھی کہ ان میں سے کسی کو اس بارے  
 میں "کا" نہیں کیا گیا تھا اور بہت تیزی سے کل شروع ہو گیا  
 فریاد بھائی کی جراثیم کی مصلحت کا ہے ہاں بادشاہ بنے  
 نے ان کو لوگوں کو وہاں سے نکال دینا چاہتا تھا جنہوں نے  
 ان کا کام نکالا تھا۔  
 "جائے صاحب۔" وہ چاروں سوچ بچار میں  
 نہ رہے تھے کہ ہمارا ایک رستہ میں جائے کے چار کپ  
 ہے چار آئے۔ ہمتے نظر آئے والے وہ کپ صاف پھرے  
 تھے ان لیے انہیں اس میں موجود وہ دھواں پتی جانے کو چپے  
 نہ رہے تھیں ہوا۔  
 "مہل بھائی کا توں آیا تھا۔ بے چارے تک میں نہیں  
 نہ ہوا لوگوں کوئی دی رکھا اور ظاہر کر دیا۔" انہیں آپ  
 نے ان کے لیے سر کی لڑائی کر کے کہنا ہے گا۔ آپ کا من مانہ  
 نہ لائے پتے کو کوئی پتہ چلا۔ دھواں سے نہ کر لاتی  
 نہ رہے۔" آخر میں اس کا بھی کچھ ہو گیا تھا۔  
 "تک نہیں چاہیے۔ تم لی دی ہو کہ وہ۔" اس کی  
 پیشہ کا شہر ہر نے چھٹکی سے جواب دیا تو وہ بھی حیرت  
 نہ رہے بلکہ حیرت میں آ گیا اور ایک میز پر کھینچے کے  
 نے سے اٹھ لی دی کی کتاب نکالی کہ اس کا کتب  
 نہ رہا۔ ساتھ ہی بیٹھ پڑے احترام سے ان کے شہر ہر  
 نہ رہے تھیں چھوڑ لی دی تھیں ہی ان پر حیرت کا پیر  
 نہ رہا۔ موت کی گھٹک حیرت ہو جانے والا وہ چہرہ بھائی  
 نہ رہا۔ اسے بھان لینے کے باوجود چھٹکی کرنا مشکل تھا۔  
 نہ رہے اس میں ہر توجہ سے لی دی دیکھتے تھے۔ جو تھمتی  
 نہ رہے ان کے سامنے بھائی کی نے گھٹے سے ہندو کا  
 نہ رہے تھی تھی۔ لاش سب سے پہلے اس کے والی لازم  
 نہ رہے تھی جو یہ معلوم کرنے اس کے کمرے میں کیا تھا کہ  
 نہ رہے کے اوقات نہ ہونے کے باوجود بھائی کی چھٹے وہ  
 نہ رہے کوئی کال کیوں انہیں نہیں کر رہا تھا۔ پھر نے جو  
 نہ رہے تھیں کی تھی اس کے سامنے کر کے کی ہر چیز قریب  
 نہ رہے تھی اور ایسے کوئی آواز نہیں آتے تھے جس سے  
 نہ رہے کہ اس خود تھی میں کسی دوسرے فرد کا ہاتھ  
 نہ رہے ان کا شہر ہر تھا کیا تھا کہ بھائی کی نے خود تھی سے

نہل بڑی حیرت میں شہر ہر کی تھی۔  
 حیرت و حیرت کی تصویر بنا ہوا ہر ماں خیروں میں  
 لڑا ہاں تھا جس نے تم آنکھوں کے ساتھ بتا دیا تھا کہ وہ صرف  
 نہیں گھٹے کل بھائی کی کے ساتھ تھا کہ اسے مکان بھی نہیں  
 گزرا تھا کہ وہ خود ہی کر سکتے ہیں۔ ہر چیز بھائی کی  
 کی موت کی خبر تو اسے شہر کرنے کے ساتھ ساتھ ٹھک  
 طرح کے خبر سے کہے جا رہے تھے۔ انہوں نے وہ  
 بڑے قاضی کی اسے کہتے تھے اسات سے ہر کچھ سال  
 چلا کر دیا تھا۔ سوالات اٹھاتے جا رہے تھے کہ یہ اسات  
 کی سازش کا نتیجہ یا محض اتفاق؟ ان حالات میں جبکہ  
 بھائی کی تھمتی کا بتا دیا تھا بڑے ہار تھا۔ ایسے کیا اسباب  
 ہے کہ وہ خود ہی پر ہر ہو گیا؟ بھائی کی کی خود تھی کے حیرت  
 پر خود خوش کرنے کے ساتھ ساتھ وہی زبان میں یہ قیاس  
 آ رہا تھا کہ بھائی کی کی جارہی تھی کہ یہ خود تھی کے حیرت کے  
 سکتا ہے اور اس کل کے حیرت میں انوکھ کی موت کے  
 پڑنے سے لے کر کہ کو بھائی کی کی موت سے زیادہ فائدہ  
 پہنچا؟ ان ساری باتوں کا وہی زبان سے ہی کہی جا کر دیا  
 جا رہا تھا۔ ان چاروں کے لیے ہی یہ صورت حال نہایت  
 سمجھ بوجھ میں اور وہ بھی مختلف طرح کی باتیں سوچ  
 رہے تھے۔  
 ان کی سوچوں اور فکرات سے بے نیاز ہمارا بھائی کی  
 مہمان داری کے اہتمام میں مصروف تھا۔ آوازوں سے  
 انہیں معلوم ہو گیا تھا کہ ہمارے ساتھ اس کی بی بی بھی اس  
 مکان میں موجود ہے جس نے سر کی لڑائی کرنے کے دوسرے  
 سماں کو بے شمار چٹائیں دی تھیں۔ کمال یہ تھا کہ اس کی آواز  
 بھی ہمارے کمرے کی طرف ہی گھومتی اور بات داری اور چھوٹے  
 سے کمرے میں کھینچ لیا رہی تھی۔ وہ باقاعدہ ان کے سامنے  
 نہیں آئی تھی لیکن اس نے ان سے یہ بھی نہیں کیا تھا۔ وہ  
 چاروں نہ ہاتھ دھوئے اور دوسری ضروریات کے لیے  
 ہمارے ساتھ بھائی میں ہاتھ دھو تک گئے تھے تو اس عورت  
 سے بھی سامنا ہوا تھا۔ وہ ہاتھ کے مقابلے میں خاصی کم عمر  
 لیکن مشہور ہاتھ بھروں کی دیکھ کر حیرت معلوم ہوئی تھی۔  
 سر کی اس نے دیکھی انداز میں کمر حیرت بھائی کی۔ وہ انہی  
 خود پرانے ہوئے نہ ہوتے تو اس سے کچھ طور پر انصاف کر  
 سکتے تھے لیکن اب تو صرف بی بی کی آگ بھانے کے لیے  
 ہی نکلا تھے۔  
 "اور کسی چیز کی ضرورت نہ ہوتی تھی صاحب؟"  
 کہانے کے ہمارے ہاتھ ایک بار ہمارے ان کے لیے جانے کے کر



آیا تو عاجزی سے اور ہلاکت کیا۔ ہوئی سے بچنے ہوئے وہ  
 شہر یار کی دوا بھی ساتھ لے گئے تھے۔ سلو نے مایوس  
 سے ان کے بارے میں معلوم کیا کہ کیا وہ کسی مہنگے ٹیکسٹائل  
 سے ملتی تھی۔  
 "مہنگے ٹیکسٹائل پہننے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔  
 آپ نام لکھ کر دے۔ دوا دھڑکتی میں سے ہی سب مل جائے  
 گا۔ دوا کا ڈاکو بھی سارا حساب کتاب جانتا ہے۔ آپ یونٹو  
 اسے یہاں لے کر آجائے ہیں۔ اپنا ہی آدمی ہے۔" نجاب  
 شہر مایوس نے بالکل ٹیکسٹائل کی دکانوں میں صرف دواؤں کے  
 نام لکھ کر دینے پر ہی اکتفا کیا۔ وہ پچھلے کے گریباور ٹیکسٹائل  
 اور ان کی فروغ کے خلاف صرف اس وقت بددی وادوں کے  
 ساتھ واپس آ گیا۔ شہر یار نے پانی کے ساتھ دوا بھی  
 کھائیں۔ دکانوں کی حرم ہٹی دوا دہا کر کافی امداد ضروری  
 نہیں تھا۔ تھوڑی دیر میں انہوں نے ڈاکو فرما کر ان کو کلام کو  
 زبردستی سونے کے لیے لے لیا۔ اس کا انتظام مایوس کر گیا تھا۔  
 سلاو دوا شہر یار بھی مہتر پریم واد ہو گئے۔ یہاں وقت گزاری  
 کے لیے ان کے پاس کی دوا دیکھنے کے سوا کوئی کام نہیں تھا۔  
 اچانک ہی وہاں ایک بڑے ٹیکسٹائل پہننے لگی۔ اس بڑے کے  
 مطابق پہلی ہی کے دینے سے مایوس مہاراجان نے اس کی  
 غور کی اور وہ حاش کر لی تھی۔ دیر پا اکتان سے آنے والی  
 ایک دلی شہر کی جس کے مطابق پاکستان میں عظیم پہلی ہی کی  
 محبوبہ جاگ رہا تھا۔  
 اسے دیکھ آدمی کی موت کی ایسی وجہ سامنے آنے  
 پر بڑے بڑے ہمسروں کے فہم سے یہ ہوا اگل گئی تھی۔ وہ  
 غور بھی پہلی ہی کی داستان عشق سے واقف تھے اس لیے  
 وجہ سامنے آنے پر ایک گہری سانس لے کر وہ گئے۔ پہلی ہی  
 نے انہیں یہاں سے نکالنے کے جوہر سے دیکھ کچے تھے۔  
 اس کے لیے ہی وہ مہاراجان سے امید کر سکتے تھے کہ وہ  
 ان وعدوں کو اچھ کرے گا۔ آج بھی ایسے ہی محسوس ہوتے  
 تھے۔ آنے والی اس کی خبر پر دیکھ دیر تھوڑے گزرنے کے بعد  
 پانچ گھنٹہ دواؤں بھی سونے کے لیے لیٹ گئے۔ شہر یار اور  
 سلاو کو تو نہ جانے کتنے ٹیکسٹائل ہوسنا نصیب ہوا تھا چنانچہ وہ  
 بہت گہری چاندی سے۔ رات کے آخری پیر آجوں پر ان کی  
 آنکھیں کھلیں۔ وہ مہاراجان تھا جن سے ملنے آیا تھا۔  
 "تم لوگوں کی زندگی برباد کر رہے ہو اس کے لیے سواری۔۔۔  
 پر اپنی سالانہ بھی کیا کرتا۔ مینہ بارا دے ایسے جھک سوائی  
 چند گھنٹے کے کہ جہاں پھر وہ ٹیکسٹائل ہوئی۔ فرست ملے ہی  
 سب سے پہلے اصرار آیا ہوں۔ معلوم ہے تم لوگ بھی اس

کھینچ پر بڑا پریشان ہو گا۔" ان کے قریب ہی سہ  
 سے بچنے ہوئے اس نے ہولنا شروع کر دیا۔  
 "ہاں۔ ہم پریشان تو ہے لیکن تمہاری مصروفیت  
 بھی اندازہ تھا۔ پہلی ہی کی اچانک موت کا بہت  
 ہوا۔ ہمیں معلوم ہے کہ تم اس مائے پر بہت اسطر  
 گئے۔ پہلی ہی کے بعد تو ساری دھڑکتے دارنی تھوڑے  
 ہی آگئی ہو گی۔ اس موقع پر پہلے کو سنبھالنا، ٹیکسٹائل  
 رکھنا اور مینہ پائے منتظر رہنا آسان نہیں ہے۔" شہر یار  
 ہر دو دن کے لیے میں ہونے والے اس کا ہاتھ لیا۔ وہ  
 ضرور تھا لیکن وہ دیر تک نہیں آ رہا تھا کہ پہلی ہی کے  
 زمین ساجھی کی حیثیت سے اسے نظر آتا ہے تھا۔ ٹیکسٹائل  
 یوں محسوس ہوا تھا کہ اس کی بات سننے سے ہوتے پہلی کے  
 ہونٹوں پر ہنس پر اسرار مسکراہٹ بھی ہوتی تھی۔  
 "لیکن اس سارے نظریے سے فائدہ لے گا۔  
 ایک دن تو ایسا ہی تھا۔ تم کی ہو کہ نام پر ہو گیا  
 تھا۔ بڑے بڑے ہمسروں سے بچنے کے راستے اور بھی کھینچ  
 ہاتے۔" مہاراجان کے یہ الفاظ اکتان کا دوجہ دیکھ  
 تھے لیکن بہت دیر بعد وضاحت طلب تھا جس نے ان کے  
 سوالوں پر واضح کیا۔  
 "اپنے کے وعدے کا رد ہونے کے کام کوئی بھی  
 بکڑے بکڑے سامنے والی پادنی سے ہونے نہیں کرتا ہے۔  
 اپنی تم کو تو اس کا احسان مہر تھا کہ ایک موقع پر تم نے ہمارا  
 کیا تھا۔ بعد میں تمہارا پہلی ہی سے بھی ایک ہو گیا تھا۔  
 نے وہ دیکھا کہ اگر تم اسٹاک کا کٹا کٹا دیتا ہے تو ہمارا  
 تھا۔ بڑے سامنے ہمت اور سے نکال دے گا لیکن  
 میں اس کی نیت چل گئی۔ اپنی کوتاہی نے مجھ پر رادوں  
 کا حکم کیا اور اس مائے نے ان کے اسٹاک کر لیا کہ  
 اس کو اسٹاک کے کہیں سے الگ کر دیتی ہے تو وہ  
 دہشت گردوں کو گولہ دار کرنے میں اس کی مدد کرے گا۔  
 نے سارا سب کچھ اپنے ہاتھ کر کے ہو گیا کہ اس  
 میں اس کا ہاتھ ہے۔ بعد میں جب اپنی کو پتا چلا کہ  
 ہو گیا ہے تو اپنی بہت گرم ہوا اور پہلی ہی کو اپنے  
 کے اصول یاد دلانے لگیں وہ سالانہ کی بات کو اپنے  
 دیا جیسے ان کو کوئی ٹوک مچا رہا تھا۔ یہ لے لے لے لے  
 ملازم ہے۔ ملازم وہ مجھے دیکھتی مست دے۔ لیکن  
 لپٹ کر لیا کہ اسے ہمارے گا کہ پہلی کے ہمسروں کے  
 ہے۔ اس کے پاس باس کی کسی ضرورت بھی نہیں اسے اس  
 پر بھانے دیکھنے والا تو پہلی تھا؟ ٹیکسٹائل میں چند

نہ ہو گا جو پہلی کی بات پر پہلی ہی کی بات کو اہمیت  
 دے۔ سب سلاو لوگ جانتا ہے کہ جو پہلی پہلی ہوئے،  
 ہی کر کے گئے۔ پہلی ہی کو یہ بات بھی نہیں آئی۔ ٹیکسٹائل  
 پہلی کے واسطے اپنی نے بہت سر پھوڑا، پر وہ نہ مانا۔ تم  
 پہلی کی کہی کہ یہ سب کچھ میں نہیں سمجھتے تھے،  
 پہلی ہی کے بڑے نے ہمیں دیکھ کر اطلاع دے  
 دی تھی۔ جب تم نے اپنی کو وہاں سے ٹون کیا تو انہیں  
 سے نکالنے کی ترکیب ہی کر رہا تھا، پہلی ہی پہلے ہی  
 کی یاد کر کے ہمیں بکڑے لگ چکا تھا۔ آگے تو تم نے اپنی  
 سے دیکھا ہو گا کہ میرے آدمیوں نے کتنی مشکل  
 سے ہمیں وہاں سے نکالا اور یہاں پہنچا دیا۔ وہ  
 ہمیں بھانے سے یہ ساری داستان سن رہے تھے۔ سچی کے  
 ان کا ٹھہرنا ان کی خاطر اپنے پاس کے مقابل کھڑا ہو  
 تھا۔ یہ عجیب ہی انتہائی ہوئی تھی لیکن جرم کی دنیا کا  
 یہ عجیب دیکھا جاتے تو یہ اپنی ان کی بات بھی نہیں تھی۔  
 یہاں پر ٹھہر کر تو کوشش ہوتی ہے کہ وہ ٹھہر کر ان کی جگہ لے  
 لے۔ اس کے لیے وہ اندرون خانہ کو کوشش بھی کرتا رہتا ہے  
 کہ مہاراجان بھی جیسا کرتا رہا تھا اور پہلی ہی کے  
 ان دونوں کو اپنا وقار بٹا رکھا تھا۔ ٹھہر کر ان کی جگہ لینے کے  
 یہ جرم تھا۔ یہ سچ مہاراجان کو بھان پہلی ہی نے خود  
 انہیں کر دیا۔ اس نے اپنے پاس ہونے کے دم میں  
 مہاراجان کی اس کو ہمیں پہنچا دیا اور چاند ٹیکسٹائل بڑا۔ اگر  
 پہلی ہی اس موقع پر ہی اور مصلحت سے کام لیتا تو ممکن تھا  
 کہ وہی بکڑے برس اور بھی چل جاتی لیکن اب تو وقت اپنی چال  
 سے نکلا تھا۔  
 "ان حالات میں کل ہم کچھ سیکھے ہیں کہ پہلی ہی کی  
 بہت غور کی ہے بھانے کی گئی؟" مہاراجان کی آنکھوں  
 میں اب اس قدر دیکھتے ہوئے شہر یار نے اس سے پوچھا۔  
 "میں نے کہا کہ تم لوگ کی ہو۔ تمہاری لگ لے  
 کا کام آسان کر دیا۔ پہلی ہی کی داستان عشق ہمیں بتا  
 دے۔ وہی کچھ اپنی محبوب پر بہت مہر تھا اور عاشق دیکھو  
 یہ سارا کچھ شروع ہوا تو اس کے مرنے کی خبر آ گئی۔ خبر سن  
 بہت آواز اس ہوا اور تم نکلا کرنے کو شراب پر شراب  
 پڑے پڑے۔ لیکن اس کا دیکھ بڑا دہشت نہیں ہوا اور  
 سچی دوا دے۔ مجھ کے ساتھ ساتھ وہ انکے پر وہ تو خوش  
 کی ہوا اور ۲۴ گھنٹوں کی دھڑکن کا سن رہا تھا کہ اس  
 نے نہ کر کہا اس کے لیے کیا کر سکتا تھا؟" پہلی صورت

کھڑا رہا  
 کے ساتھ یہ سوال کرتا ہوا مہاراجان انہیں اپنا ایک اور  
 روپ دکھا گیا تھا اور نہ اب کچھ تو وہ اسے پہلی ہی کے  
 وقار کے طور پر ہی دیکھتے آئے تھے۔  
 "تم نے مجھ کو کیا سوچ کر ہی کر دیا ہو گا۔ میں  
 تمہارے ان حالات سے بہت گھبراہٹ ہوئی تھی۔ میں تو تم  
 سے نہیں بچا تھا چاہتا ہوں کہ تم ہم سے کیا وعدہ چھڑا کر دے  
 نہیں اپنے طور پر دیکھو بدست لڑا ہو گا؟" مقامی حالات سے

قاریین صحت کی خدمت میں

## پرچا

## نہیں ملتا

بکھڑے سے ہمیں مقامات سے یہ افکات مل رہی تھی  
 کہ رانگی تاخیر کی صورت میں قارئین کو پرچا نہیں ملتا۔  
 انکھوں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لیے ہماری گزارش  
 ہے کہ پرچا نہ ملنے کی صورت میں ہمارے کوئی دواؤں  
 کے ذریعے معذور ذیلی سطوات ضرور درہم کریں۔

☆ **پرچا کی فراہمی کے لیے** ☆  
 ☆ **پرچا کی فراہمی کے لیے** ☆  
 ☆ **پرچا کی فراہمی کے لیے** ☆

راہنما اور مزید معلومات کے لیے  
**نصر عباس**  
 03012454188

جاسوسی، لائسنس، واپس کی ضمانت  
**سکس، جاسوسی، پاکیزہ، سرگشت**  
 35802582-3586783-35804200  
 ای میل: jdpgroup@hotmail.com







دانتوں کے درد، موزھوں سے  
نحوں آنا، ٹھنڈا گرم لگنا اور  
دیگر تکالیف کے لیے

**10 پیرا بلیم**  
**کا 1 حل**



Dr. Atta-un-Rehman  
Dental Surgeon  
ALTANAH INSTITUTE OF DENTAL SCIENCE

میش کا بہرہ دہانہ

ڈاکٹر کا بہرہ دہانہ 26 سال سے

میں ایک رسائی حاصل کی تھی۔  
پشت پر ہند سے قبلوں کے ساتھ کچے جانے والے  
اس پیدل سفر میں انہوں نے تنگ کا سلسلہ بھی جاری رکھا ہوا  
تھا۔ چادری کی پشت پر اس کے قیلے کے علاوہ سر لٹک پورا  
بھی تھکا رہا تھا جو اس نے خود پر اس کے گرنے کے لیے تھکا ہوا  
تھا۔ مسلمان کے علاوہ اس کے دوسرے ساتھی مختلف مخلوقوں  
میں ملت کر اپنا ملے شدہ کردار ادا کرنے مختلف متوں میں  
روانہ ہو گئے تھے۔ وہ برساتی نالے کے قریب پہنچے تو اس کی  
پر غور آواز پوری طرح سنائی دینے لگی۔ پچھلے دنوں بہت  
شدید بادشیں ہوئی تھیں اس لیے نالے میں خاصی طغیانی  
تھی۔ قریب آگئی کہ چادری پلنے سے بڑا ہاتھ سے  
کام شروع کر دیا۔ بجلی کی طرف دو ایک اور خطرناک تجربہ  
کرنے جا رہا تھا۔  
آخر کار چادری پلنے سے اپنا کام مکمل کیا اور نالے میں  
چلا گیا۔ ٹھنڈی۔ آسمان پر موجود چاند کی مدھم روشنی میں  
مسلمان نے اس کا ہونہار دیکھا۔ وہ محتاط نالے کے پانی پر  
اپنے قدم بھانے میں کامیاب ہو گیا تھا اور نالے کے  
چڑے سے پاٹ کو عبور کرنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ وہ  
تقریباً وسط میں پہنچا ہوا کہ گولی پٹنے کی آواز سنائی دی۔  
گولی کی آواز کے ساتھ ہی وہ جس طرح ہلکا ہلکا مسلمان کو کا  
کر وہ گولی کی زد میں آ گیا۔ لیکن اس کی رائے اس نے  
ایک شاندار فکری بازی لگائی اور وہ اپنی ساجھ پڑائیوں سے  
کافی دور چلا گیا۔ اس دوران میں مسلمان اندازہ لگا چکا تھا  
کہ فائر کی طرف سے کیا جا رہا ہے۔ وہ جتنی دیر اس کے  
قریب موجود واقعہ دار تھا جہاں سے کسی فرد نے فائرنگ  
کی تھی اور اب بھی مسلسل کر رہا تھا۔ مشکل ایک ہی تھی  
کے استعمال کی وجہ سے مسلمان بچ گیا کہ وہ کھل گیا ہے۔  
خبر ہے انہیں اس طرف سے کسی کی آہ کی امید کم ہی ہو  
کی اس لیے ایک آدمی بھی کافی سمجھا گیا ہو گا۔ بھر دہ آدمی  
تھا کہی پھر پڑائیوں پر وہ وہاں سے دور دور تک بھڑک کر  
کراتے والوں کو دیکھ سکتا تھا۔ فاصلہ بہت زیادہ ہونے  
کے باوجود مسلمان نے اس کی توجہ نالے کے لیے اپنی  
راہوں سے فائرنگ کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس کی یہ  
ترکیب کسی تنگ کارگر ہی اور اس آدمی نے آوازوں  
سے اس کی موجودگی کی سبب کا اندازہ لگا کر اپنی فائر  
بارہ اس دوران چادری پلنے کو چھوڑ کر آگے بڑھنے کا موقع  
مل گیا۔  
"جتنی دیر کاور پر ایک آدمی موجود ہے اور چادری  
میں ایک رسائی حاصل کی تھی۔







دو تاج مرام ہے۔ ان دونوں میں بی بی نے بھی  
موافقہ اختیار کیا کہ وہ ایک ہاتھ کا چاک صاحب ہو  
جائے پریشان ہے لیکن پوس سے مدد کی توقع رکھنے کے  
سوا کچھ نہیں کر سکتے تھے۔ اسلم کے ہارے میں ان کا بھی  
بھی جان تھا کہ وہاں کو کھل کر آنے کے جوش میں وہ کہاں  
کیا انھیں اس کا کوئی علم نہیں۔

آفتاب صاف طور پر کوئی بہت مضبوط آدمی نہیں تھا  
لیکن ایک موٹائی جس نے اس کے ہاتھ کی آفتاب میں  
بھی اپنی جگہ بنالی تھی۔ ایک موٹائی کو وہ غیر ضروری طور پر  
تھک کر تے تو انھیں بھی عوام کو اس سوال کا جواب دینا پڑا  
کہ جنگ کی آگ اور ہاتھ اور اسلم کے آفتاب کے درمیان  
کیا تعلق ہے؟ اس لیے بی بی بلال ان کی طرف سے کوئی صلہ  
قدم نہیں اٹھایا کیا تھا لیکن کچھ دالے کچھ کچھ تھے کہ یہ  
صرف اپنی خاموشی سے اور وہ لوگ اپنی آسانی سے چپ ہو  
کر بیٹھے اسے نہیں تھے۔ اپنی خاموشی کو کسی جیسے تک پہنچانے  
کے لیے وہ ہر ہر امکان پر کام کرتے جیسا کہ انہوں نے  
اسطور پر ہاتھ اور اسلم کے گٹھڑ کو تولا شروع کر دیا تھا اور  
اب سب باتوں سے ہٹ کر یہ چاہتے تھے کہ اسلم کا سہا  
کے تھے کہ جنگ دالے جانے کے فوراً بعد ہاتھ دالے  
آریٹھ دے لیج پارک تک کا سفر کیا تھا لیکن اس کے بعد وہ  
تاریکی میں تھے اور انھیں اس بات کا پتا نہیں چل رہا تھا کہ  
یہ پارک میں ہاتھ دالے کہاں تھے۔

”وہ بہت اداوت تھا۔ تمہارے کہیں میں چہ  
اچھا کاتھ نے انھیں خاکی تک پہنچنے میں تاخیر کا حکم کر دیا  
ہے لیکن وہ جس انداز سے کام کرتے تھے، جیسے ان سے یہ  
امید کی جا چکے کہ وہ کسی بھی وقت یہاں تک پہنچ سکتے تھے۔  
ابھی انھیں نہیں معلوم لیکن جلد وہ جان لیں گے کہ جن  
تاریکوں میں یہ سب کچھ ہوا، نگہ بنگ انہی تاریکوں میں  
کشتہ کا بجائی مراد شاہ نے پارک سے آریٹھ دیا تھا میرے  
پاس دایاں جانے کا ہر اس وجہ سے کہ وہ میں نے بھی ثابت کر  
سکا ہوں کہ اس امر سے میں، میں اپنی پہلی کی طرف سے موا  
کے گئے ہوئی کے کرے میں بھی نہیں ہوا اور میں نہیں جانتا  
تھک نہیں۔۔۔ بلکہ میرا تو خاندانی بھائی کی وجہ سے اپنے  
بہن بہوئی سے بھی نکل چل نہیں ہے لیکن وہ اپنی آسانی سے  
میرا بچا نہیں چھوڑی گے۔ ان پر اپنی چال کی حاجت کرنے  
کے لیے ضروری ہے کہ میں نہیں جانتاں سے کچھ اور شہت  
کر دوں۔“ اسے حالات سے آگاہ کرنے کے بعد مراد شاہ  
نے اپنی رائے پیش کی تو وہ تھوڑی سی حوصلہ ہوئی۔

”کہاں۔۔۔ اسے چھوٹے بچے کے ساتھ  
کہاں رہوں گی؟“ اس کا اندھوئی اضطراب اس کے  
میں دھرایا۔

”مجھے خود بھی اس بات کا احساس ہے لیکن میں  
بچے کی جان کے لیے یہ ضروری ہے۔ تم گھر میں کرو سکتے  
ہیں کچھ کھانے کروں گا، وہاں تمام کھانے کھانا ہے لیکن  
وہاں کا کچھ نہیں کھیں گی وہی وجہ سے پریشان ہونا شروع  
شہ ہے۔“ مراد شاہ نے اسے تسلی دی۔

”لیکن مجھے وہ یہاں میرے ساتھ دینا تمام کام کرنا  
پڑے گا۔“ اس نے خوشی کا اظہار کیا۔

”اس کے لیے میں نے سچ کہا ہے۔ میں نے  
بچہ کر لیا ہے کہ کدالی گٹ پر نصب کیرے کے تھیلے  
تھیلے کی ہے، وہ دو داغ نہیں ہے اور اس کی چال اور اس کی  
شرعی صورت دیکھ ہی دیکھتی دے سکتی ہے لیکن میں  
تھیلے میں بھر آ رہی ہو۔ تمہارے لیے ایک اچھی جگہ ہے  
کہ شاہ کی ایک پاکستانی دوست بھی حال ہی میں ہاتھ  
پہ اور میرے اسے اس بات کے لیے راضی کر لیا ہے کہ  
کچھ چھوٹے کے جواب میں یہ کہہ دے کہ ان میں  
میں وہ یہاں آتی تھی اور شاہ کی بھانجی رہی تھی۔“  
کا ہوم روک محل تھا۔ وہ اسلم کے کچھ عرصے کے  
نے بھی دیے تھے جن کی روایت میں اس نے یہ سب کچھ  
دے دیا تھا وہ نہایت ہی طور پر تھوڑے سے سہ سے  
پر چلے والے صاف سحرے کر دہا کا آدمی تھا جس کا  
چال بازیوں سے کوئی تعلق نہیں تھا اور وہ اپنے چال بازیوں  
پا سے اور اہل میں کچھ نہیں لے سکا تھا۔

”میں آپ کا کس موٹے شکر یہ ادا کروں میں  
صاحب! مجھے امید نہیں تھی کہ ان حالات میں آپ کچھ نہیں  
مدد کر سکتے گے کہ خود کو مشکل میں ڈالیں گے۔  
ہاتھ دلی کی گواہیوں سے اس کا شکر ہوا کہ  
ہاتھ تھی کہ اس سب کے بدلے مراد شاہ کو پر  
ساتھ کرنا چاہے گا۔

”میں میرا شکر ادا کرنے کی ضرورت نہیں  
ہاتھ تو خود تمہارا سحر میں ہوں اور میں اس طرح  
حد ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں۔“ بی بی نے  
مسکراہٹ کے ساتھ اس نے ہاتھ دالے کے ساتھ  
کیا۔ اس وقت صرف وہ دونوں ہی لاؤنج میں  
کر رہے تھے۔ شاہ وہیں میں مصروف تھی جبکہ  
بہن کے ساتھ گئی تھی۔ چہ وہ ان کے بچے

کی باتیں کر رہی ہوں اس کا سب سے پہلے وہ ملاحظہ  
”آپ شاید سناپ کے لئے دالے دالے کا ذکر  
میں نے بھی سنا ہے وہ بہت معمولی سی مدد کی جرات ہے  
نے کسی بھی شخص کی کرنی ہی چاہی تھی۔“ اپنی اہلی میں  
میں نے ہرگز ہرگز ہرگز کو دیکھتے ہوئے اس نے کہا۔ یہ  
بیش اسے پیشگی بیانی کی ضرورت تھی۔

”اس حد کے حوالے سے بھی میں تمہارا مقروض  
میں اصل قرض تو مجھ پر لیا ہے چاہا ہے۔ کشتہ  
نے بھی ہے کہ تمہاری زندگی کو یہاں تک لانے میں  
نے کتنا بھیا ک کر دانا کیا ہے۔ ان کا پتا ہونے کی  
بیش سے میں خود کو تمہارا مجرم و مقروض تصور کرتا ہوں اور  
بیش کہتا ہوں کہ ان حالات سے نکلنے میں تمہاری مدد  
اس کے لیے اگر مجھے کچھ مشکل اٹھانی پڑتی ہے تو  
تھیں۔ اس میں خاموشی کے مقابلے میں یہ بوجھ  
میں ہوگا۔“ اس کی پورے غصے سے کچھ بات نہ ہوا  
تھیں۔ یہ تو شیطان کے بیٹے میں دلی دلی  
بیش کی وجہ سے شک آدمی کا بیٹا تھا جس کو ہوسکا ہے،  
اسے کہیں بھی نہیں مڑا تھا۔

”آپ کی صورت میں میں یہاں کا مشکل روشن  
میں ہوں۔“ اس نے بہت پریشانی سے اپنی دالے کا  
نی الحال تو میرا ہاں جانے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔  
میں میں خود کو ہاتھ میں منت مسمی کرتا ہوں۔“  
نے اپنے اپنے اپنے کچھ جواب دیا۔

”نہیں، آپ کو اس انداز سے نہیں سوجنا چاہیے۔  
بہن کے لیے وہاں آپ جیسے نہیں کر سکتے ضرورت  
اپنی ممانعت کے مطابق وہاں سے کھانے گی۔  
مشکل میں بھی ایسا سوچ آیا تو میں اپنے بارے  
میں میں انھیں کو یاد کروں گا۔“ مراد شاہ نے کہا اور  
نے ہونے اس کے چہرے پر ایک گہری غمراہی۔  
نے اپنی سختی نے اسے خاموش کر دیا تھا اور ان حالات  
نے مزاحمت و زبرد زبرد نظر آتا تھا کہ وہ جس کی قدرتی  
میں میں کچھ نہیں، وہ اب بھی اس کے ساتھ تھی۔ مراد شاہ  
نے سے حیرت ہوا تھا کہ ایک مرد کی حاجت سے اس کے  
بہن میں میں کچھ نہیں کی تھی لیکن اپنے ہاتھ کی  
بہن کا کام نہایت سے نہ ہونے والا نہیں تھا۔ غامضی  
بیش کے قہقہے کی تھی، اس نے شاہ کے ساتھ زندگی  
بیش کہہ کر کیا اور چہرہ دیا انتہائی دلی سے یہ وعدہ ہوا

کرتے رہتا تھا پتا تھا چہرہ اپنی نظروں کا رخ سوزایا۔  
”آپ نے یاد کیا تو یہ میری عزت افزائی ہوگی۔“  
ہاتھ دلی کی نظروں کا غور پر غمراہ اور ہر پتا مسمی کی گئی تھی،  
پورے حیرت سے بولی۔ حالات نے اسے اپنی صلاحیت تو دکھا  
کر دی تھی کہ وہ کھیلوں کی زبان کچھ تک مراد شاہ کی نگاہوں  
میں اس کے لیے کوئی ناک چاہ نہیں تھا۔

”اوسے ہاں، میں نہیں ایک اہم خبر تو دینا چاہوں ہی  
کیا۔ پاکستان میں تمہارا ایک خاصا مشاہیرم خان ہوا کرتا  
تھا۔ وہ بھی آج کل یہاں امریکا میں ہے۔ مصطفیٰ خان نے  
مجھے تمہارے لیے یہ حکم دیا تھا کہ جلد مشاہیرم خان  
تمہارے پاس ہوگا اور اس کی موجودگی سے تم خود کو کافی  
مستحضر تصور کرو گی۔“ مراد شاہ کو یاد آیا تو اسے حکم دیا۔  
مشاہیرم خان کا نام اس کی یاد میں کچھ غمراہی ہوئی۔

”اکی خان میں میں سوچو ہے؟ وہ تو بہت بھاری اور  
بچہ دل آدمی ہے۔ آپ کی اس سے صلاحیت ہوئی ہے؟“  
”نہیں۔“ اس کے ہتھکنڈے سے پوچھنے کے سوال کا  
اس نے بھی میں جواب دیا۔ ”میں اس سے مل نہیں ہوں، میں  
مصطفیٰ خان نے مجھے اس کے بارے میں نہیں بتائے کہ کہا  
تھا۔“ اس جواب کو سن کر ہاتھ دلی میں پڑی کہ کیا یہاں  
ہوتا ہے کہ وہ کسی شکل میں ہوتی ہے تو شہیار سے  
دراستہ کوئی شکوک نہیں اس کی حد کے لیے ہر گرم ہوا چاہیے۔  
مصطفیٰ خان نے بھی تو اب تک شہیار کے حوالے سے ہی  
اس کی اتنی مدد کی تھی اور اب مشاہیرم خان اس کا کافی عین کر  
آئے والا تھا۔ یعنی وہ جس نے اس سے اہلہ دیکھے کا محمد  
لیو تھا اور اس کے حال سے یہ خبر نہیں دیتا تھا اور کسی نہ کسی  
طور اپنی موجودگی کا احساس دہی جاتا تھا۔

”تم کہاں کو گئی ہو؟“ بھونچے کے روئے کی آواز  
آ رہی ہے۔ اسے کوئی براہم تو نہیں ہے۔ شاہ دیکھی کھانے  
کے لیے آواز دے رہی ہے۔ یہ کہہ کر اڑاٹھ کھیل پر  
آ جاؤ۔ ساتھ دیکھ کر کھانا کھاتے ہیں، ہر میں تمہاری دوسری  
رہائش کا بندہ دست کرنے لگ جاتوں گا۔“ مراد شاہ کی آواز  
اسے اس کی صوف سے باہر نکال کر لائی تو وہ ”تھی“ نکلتی ہوئی  
جڑی سے وہاں سے اٹھ کر باہر لگی۔ شہیار دالوں کو اس  
کی گھر گئی تھیں، اس بات سے نہ ہوا وہ اب اسے اس بات کی  
فکر کرتی تھی کہ وہ اسلم کے بیٹے شاہ کی ماں ہے جس کی اسے  
ہر دم حاجت کرتی ہے۔











فہم مکتبہ کو درکار تھا۔ اس لیے مجھ کو کہہ دیا کہ اس سزا کو ان کے صاحب کی خدمات خاندانی حکومت سے مسترد کرانے کی کوشش کریں۔ خود ہمارے لیے تو اس طرح کے مجرمات شاید دیکھا ہی نہ ہو۔ ہوتے ہیں مگر غلطی میں ہمارا سب سے بڑا ارتکاب بھارتیہ اور تقریباً ایک جیسے ماحول..... کی وجہ سے ہم اس کے خلاف ہی چلنا پڑا۔ اس میں کبھی شک نہ کیجئے۔"

رہنے کی آواز لائی۔ ماچھو نے اپنی جگہوں سے اٹھ کر پھرتی ہوئی  
ہا کر دوڑا دیا۔ کھولا اور پھر باہر آ کر انھیں بتا دیا کہ ان کی  
کلاقت ہو گیا ہے۔ وہ لوگ ایک ایک کر کے گاڑی میں  
سو گئے۔ یہ پکار مگ کی لپٹ کر دوڑ کر جگہ کی جگہ  
حصہ میں کرنا تھا۔ فاسوفی سے اپنی منزل کی طرف  
گئی۔ گاڑی میں انھیں یہ کہہ کرنے کے لیے تھیں  
تھا۔ وہی سون ہوئی کہ شکستہ شاخ جس کے بارے  
عہدہ جہان کے راجت و شہ ہونے کا اشارہ بھی ان  
دو لوگوں میں ہی ہوا تھا۔ اس وقت ان کی بھی سوچ  
کے بجائے چیز اور اپنی شہرت پہنچا رہی تھی۔

تھیں۔ لیکن کے سامنے بھی کر دیا گیا۔  
 "میں اس امکان کو رد نہیں کر سکتے۔" مسکھانے  
 دیا۔ دل کھلے۔ "جی کی حد تک تو ہر ایک سمجھتا ہے کہ یہاں کیا  
 ہو رہی ہے؟ کوشش نہیں کی گئی۔ اعزاء کو کانے کے ہر کہ آپ  
 کی سہولت کے واسطے فرما دیئے کی کوشش کر رہی ہے،  
 لیکن یہاں ضرورت کوئی کارروائی کرے گا۔ اس خدشے کو  
 سامنے رکھتے ہوئے جدول بھائی نے انتظام کر دیا ہے کہ  
 یہاں کی سہولتیں محدود ہیں۔ ان کے آؤی لاگوں میں آپ  
 کی طبیعت کے لیے موجود ہیں۔ گے اس کے بارے  
 میں سہولتیں ضرور اختیار کیا جاسکتا ہے۔" اس نے یہ  
 نہیں بتائی وہ رہا تھا لیکن وہ لوگ ہماری طبیعت نہیں  
 تھے۔ لیکن اگر چاہتا تو کچھ سہولتیں ہماری طبیعت سے  
 کہ ان کو گزار کر دیا جاسکتا تھا۔ جیسا کہ ان کی طبیعت  
 کے حساب سے سمجھتا ہوں کہ اس لیے اس نے آگے کی  
 ضرورت کو قبول نہیں کیا تھا۔ ایک طرف سے یہ اس کی طبیعت  
 کی طبیعت تھی۔ اس نے ان کو ہماری حدود سے نکال  
 دیا۔ وہ کہہ کر اٹھا اور چلی گئی۔ دوسری سے ہمارے  
 ہاتھ۔ ہاتھ کو نہیں اپنی تھوڑے پر اور وہ بازو پر ہی سب  
 لگا رہا تھا۔

کی صحت کے بعد پیدا ہونے والی صورت حال سے مجھے کتنا  
مرعوب تھا۔ پھر چائیس اور انجیلیوں کا دواؤں کا  
شہر ہمارے راستے میں ہی ایٹان کوئی میل کر کے  
رہتی پڑ گئی اور پھر خانہ اولوں کی دواؤں کرنے کے پھلے سے  
آگاہ کیا۔ اس کا اندازہ تھا کہ جنہیں ہمارے حدود کے سہانے  
کیلے سندھ میں گھیرنے کی کوشش کی جائے گی۔ کال کرنے  
سے گریز ہوں کیا تھا کہ دو مہینے کے نظم میں بھی یہ بات جنہیں  
ہمارے چاہتا تھا کہ اس کی حد کے لیے کئی اور سوچا ہوگا۔  
گناہ پر کئی مہینے نے گاڑی روک لی۔ وہاں تک اور  
نوبت ان کے خطرے سے جو پوری طرح سے تھی۔ انہیں بھی  
ان کی پائے کے مطابق چلا اور ہمارے چاروں طرف فراخ  
دلی سے فراہم کر دیا گیا۔ دانشور زندگی میں جتنا یہ پیدا  
موجود تھا کہ وہ اپنی ہماری حد میں اصول کی پوری ہی چٹانچ  
اس کے چہرے کے اشارات میں خوف کی پرچھائیاں  
نمایاں تھیں تاہم اس نے بھی ایک مہلے لے کر اپنے پاس  
رکھ لیا تھا۔



سے آئے ہیں اور اس بار مجھ کو جلدی سقم ہو گئی ہے۔"  
یاد رہے اسے جواب دیا۔

پتھانوں نے حاکم کی جہ اور ان میں کسی ہلاک نہیں کی۔  
مس نہیں ہوئی؟“ پاتھر سے پھرے چٹین سے

”آکر کوئی نسخہ کرنا رہا ہے تو یہ ہمارے لیے ہے۔  
نہ ہے۔ پہلے ہی ہم اس آپریشن میں ملوث ہو گا۔“

**نظریاتی بیوی**

مطابق حکم و کتابت ضروری ہے۔ اور دروازے کے باہر کوئی ایسا شخص ہے، جسہاری اطلاع کے لیے۔"

### کچن کے اصول

(جادو کا گہمی، کراچی)

(جادو کا گئی، کرنا ہے)



مائل نہیں کر سکے۔ "وہ جو اپنے تئیں شاہ و وزیر کو کھنڈر بنانے کے خواب دیکھ رہا تھا، سویرے جاگ بڑھائی سے ہنہرہ کرنے لگا۔ اس کی یہ بڑھائی اتنی لگدگی نہیں کی۔ ڈیوانے اس کے سامنے جو پھلان دکھا تھا، اس کے مطابق تو ان کے کمانڈر کو انٹریز پر ٹھیک خاک تباہی پھیلانے کے بعد وہاں سے زخم و سلاست گل جانا چاہیے تھا۔ اس سلسلے میں اندر موجود بڑوں میں سے ایک تعداد سے معاملات نے ہو گئے تھے لیکن انہیں یہ دیکھ کر حیرت ہوئی تھی کہ اس خدار کی تصویر بھی مرنے والوں میں شامل تھی۔ چنانچہ کیسے وہ خود بھی آگیا تھا لیکن ان کا سارا ایمان الٹ کر دیا گیا اور وہ اپنے کئی کمانڈر سے مل کر دم ہو گئے تھے۔

"نعم... ہم سو ہیرو بھی کام نہیں رہے۔ تم آنے والے دنوں میں خیر کئی دماغی ایلام کے تھمرے مٹا۔ مجھے یقین ہے کہ سب حمد ہو کر ایک ہی بات کہیں گے کہ پاکستان دہشت گردوں کا سر کو ہے، ہمارے اس جیسے ملک کے پاس اہم ہم کی موجودگی کافی امن کے لیے علت خطرناک امر ہے۔" ڈیوانے کے بارے میں جیسے ہی یہ بھلی بار مسکراہٹ دوڑی۔ پانچ سے لے کر اس کے خیال کی تائید کی لیکن اپنی پاکستان دشمنی میں شہد کی وجہ سے وہ اپنے یہ بات نہیں کر سکتا تھا اور اب تو اس پر اپنے کمانڈر کی بدلت کا دل لینے کی دھن بھی مودھی چنانچہ ڈیوانے کو قائل کرنے میں کامیاب رہا کہ انہیں کوئی اور کارروائی بھی کرنی چاہیے۔

"میں ایک کام پہلے سے سوچ کر آیا تھا۔ اپنے خاص ایجنٹس سے مجھے جوہر چورس ملی ہیں، ان میں کرنل تو حیدر نامی ایک شخص کا خصوصیت سے ذکر ہوتا ہے اور ہم یہ ایڈمز لگا سکتے تھے کہ ہمارے سامنے موجود خطی ایجنٹسوں کے علاوہ جو ایک باطلوم خطی ادارہ کام کر رہا ہے، اس کا کرنل تو حیدر سے کوا متعلق ہے۔ ہمیں کسی بھی طرح اس شخص تک رسائی حاصل کرنی ہوگی۔" ڈیوانے بہت سوچا مگر اسے اپنے اگلے قدم سے آگاہ کیا تو وہ چونک اٹھا۔ کرنل تو حیدر کا نام اس کے لیے اپنی نہیں تھا۔

"آپ نے بالکل صحیح لیڈ لیا ہے جناب۔ یہ شخص تو پہلے ہی ہماری سسٹم پر موجود ہے۔ اس کی وجہ سے ہماری ایک ایجنٹ ڈاکٹر ماہی بادی کی گئی۔ ڈاکٹر ماہی کی ماں مسکھا ہماری سسٹم ایجنٹ تھی اور اس نے کرنل سے چلنے لینے کے لیے اسے ہم جلاست میں مروانے کی کوشش کی تھی لیکن کرنل اپنے خطی کارڈ کی کارکردگی کی وجہ سے بچ گیا۔ اور ہمیں ہم ایک رسائی کا موقع نہیں حاصل کر سکے اور

انکس سے ہماری قابل ایجنٹ مسکھا جو اس سلسلے میں سے زیادہ اچھی تھی، ایک شخص کے دو دنوں تک ہمارے کئی مقامی ایجنٹس بھی لاپتہ ہو چکے تھے۔ آپ ہم آج کل یہاں تک محظوظات کا شکار تھے۔ آپ ہم کے ساتھ آتے تھے، اس نے ہمیں بہت امیدیں دی تھیں لیکن جو تھوڑی بہت کامیابی ہمارے سامنے تھی اس نے ہمیں ہماری قیمت ادا کرنی پڑی ہے۔" پانچ سے لے کر انہیں ہوا تھا کہ اس کے منصوبے پر عمل کرنے سے ان کا فائدہ کم اور نقصان زیادہ ہوا تھا۔ اس موقع پر ڈیوانے نے بتانا ضروری نہیں سمجھا کہ ڈاکٹر ماہی اور مسکھا حقیقت میں موسوں کی ایجنٹس تھیں جو طویل عرصے تک راہیں روک رہی تھیں۔ ایکٹ کا کردار نہایت غریبی سے ادا کرتی رہی تھیں اور وہ ان خاص ایجنٹس کی وجہ سے بھی کرنل تو حیدر تک پہنچ رہی تھیں۔

"ٹھیک ہے مگر ہم اپنے اپنے ڈرائیو سے کرنل کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جب دونوں کے پاس قابل ذکر معلومات مل جوں جوں ایک میگز پر چڑھ کر پلان ڈسکس کریں گے اور اس طرح برابری کی بنیاد پر پوری پلاننگ میں حصہ لگے گا کہ کرنل ناگانی کی صورت میں کسی ایک فریق کو ذمہ دار قرار دیا جائے۔" ڈیوانے منوں میں سارا پر وگرام لے کر اپنے پانچ سے لے کر ہوا کہ وہ سارا اعلیٰ خود پلاننگ کی کوشش کر رہے تھے کہ اپنے چار نہیں ہے۔ پانچ سے کے پاس موجود ہیں مگر کہنے کی کوشش نہیں کی چنانچہ جب ڈیوانے نے اس سے دعا کی کہ قصہ کیا تو وہ اس سے مصافحہ کر کے ان کو خارج کر کے ہوا کہ نہیں کر سکا۔ البتہ ڈیوانے کے پاس سوچنے اور کرنے کے لیے بہت بات تھی۔ وہ کرنل کو اغوا کر دینے میں اس سے دیکھی رہتا تھا کہ اپنے ان دشمنوں تک رسائی حاصل کر کے جو یہاں ان کی کامیابی میں مسلسل روزے لگا رہے تھے اور وہ یہاں بہت کچھ کرنے کے پانچ سے جلاست حاصل کر کے اپنے قابو میں کرنے میں کام تھے۔ چنانچہ اس کے کمانڈر کو خاموشی سے گرفتار کر کے جتنا جان سکتے تھے، کرنل کے ہاتھ آ جانے کی صورت میں نہ صرف اس کا فائدہ ہوا چاہیے بلکہ اس کی کمانڈر پانچ سے زیادہ معلومات حاصل ہونے کا امکان بھی ہے۔ کرنل ان کے ہاتھ آ جائے۔ اس کے بعد وہ خود ماہی بادی کی بھی محاسن لائے وہ انہیں تھا۔ را کا ساتھ تو نہیں اس اپنے مفادات کی خاطر قبول کیا تھا کہ اس سلسلے میں پاکستان سے اتنی غریب نہ رکھتے والا دوسرا کوئی کارآمد حلیف تھا۔

شکل تھا۔

☆☆☆

قصص کے تھے جس صورت حال کا وہ واضح ہو گئی تھی۔ انٹریز پر ملنے کی کارروائی میں حال پر وہ میں برسوں سے قائم رہے۔ انہم کردار ادا کیا تھا۔ جس پر عمل کرنے کے لیے کامیاب ہوئے۔ اس مہمان جماعت اور خیراتی عملے کے ہیروپ میں آئے تھے جو مدد سے کوئی بھی منصوبہ کا رازہ لینے کے لیے ہمارے سے وہاں پہنچ گئی۔ ان کا ہزاروں سالانہ بھی خیراتی سالانہ کی آڑ میں وہاں بھی گیا تھا۔ انٹریز کا قریب ترین گاؤں ہونے کی وجہ سے بحال پر وہ راستے میں ایک چکی کا ٹرک کی کئی کئی جگہ چکی پر موجود تھے۔ مدد سے کے حوالے پر کچھ دیر اور شفقت سے کام لیا۔ ایک شہر سالانہ کو کھول کر دیکھتے تھے جو کئی سرسری جائزہ لے کر گزر جانے والا۔ مدد سے کے ختم اور اس کے خاص : تین کی بحال پر وہ سببت اور مدد کے دوسرے دیراتوں میں بھی انہیں خبر تھی اور لوگ اپنی کی حالت کیا کرتے تھے۔ عملے سے مل کر وہ لوگ مرقم ہی کسی جہانے بحال پر وہ سے عمل گئے تھے اور پچھتے ہوئے لوگ بچے تھے ان کی جاننا : ان کو وہ سمجھتے تھے آگئی تھی۔ قصصی ادارے ان سے تفتیش کر رہے تھے لیکن وہ کچھ بھی بتانے سے قاصر رہے تھے۔ اور وہ خود ہی ختم اور اس کے انکس کی خبر ملنے کی میں مہمان جماعت کی میرانی پر مامور تھے، صرف اتنا تھا کہ تھے کہ مدت کے کمانے کے بعد جماعت کے ایک فرد نے امر دیکر کہ خود چاہتے تھے تھی۔ یہ چاہے ان دونوں کو ہی جیسی کی تھی تھے بچے کے بعد وہ ساری حالت بے حد : ہری خیر سوئے رہے اور انہیں خبر نہیں ہو سکی کہ ان کے کردار کیا ہو رہا ہے۔ اس بات کے کوئی غور و غمازی تھی انہوں نے ان دونوں کو گرفتار کیا تھا۔ مگر ہی خیر میں سوئے : انہوں نے ان دونوں افراد کو ساری بہت مشکل سے افلا کر لائے تھے۔ ان کے بھی مساتھے سے بھی یہ بات ثابت ہو گئی تھی کہ ان کوئی کی شہر پتلا اور وہ استعمال کر دانی کی ہے۔

"جنت و دھن نے بہت ڈاک مقام پر اپنی جگہ بنا لی ہے۔ اب تک ہم اپنے سکتے مدد سے وہ یافت کر گئے۔ یہاں کا انتظام ملک اور مذہب دونوں کے ہاتھ میں تھا۔ یہ اتنا ڈاک مقام ہے کہ ہم عمل کر کارروائی کرنے سے بھی قاصر ہیں۔ کچھ کرتے تھے تو ہمارے بچے ہی لوگ : انہی کے لیے اپنے کھڑے ہوئے تھے۔" رپرس کا جائزہ لینے کرنل تو حیدر نے ہنہرہ لیا۔

"احتیاج کرنے والے بھی اپنی جگہ مل گئے ہیں۔ سر... یہ خبر مدد سے اپنے لیے جہاں لوگ پورے طور سے دین کی خدمت کر رہے ہیں لیکن جب اس طرح کے جائزات سامنے آتے ہیں تو یہ بہ تاثر ابھرتا ہے کہ مددوں میں دہشت گرد چار کے بارے میں تو کابھار ہے ان کے طور سے تو ہیں ہوتی ہے۔" ڈیوانے نے اپنا کھٹکھٹا کر لیا۔

"یہی تو میں کہہ رہا ہوں کہ ہماری پوزیشن بڑی ڈاک ہے۔ ایک طرف دنیا غور چالی ہے کہ پاکستانی مددوں میں اتنا پانچ اور دہشت گرد چار کے بارے میں تو دوسری طرف انہوں کا نقصان نہ ہونے کی وجہ سے ہم اپنی منوں میں پیچے دشمنوں سے نہایت حاصل کرنے میں کامیاب ہیں۔" انہوں نے اپنی پہنچا ہٹ کا اظہار کیا۔ "ہم اس سلسلے میں کیا کر سکتے ہیں سارا یہ خبر انوں اور سیاست دانوں کی ذمہ داری ہے کہ انہماں وہ خیم سے اس سیکے کامل بنانے کی کوشش کریں۔ ہم صرف انٹریز ایجنٹس لینے والے لوگ ہیں۔"

"یہ تمام ٹھیک کہہ رہے ہیں، یہ بتاؤ کہ جو بندہ کچا کر گیا ہے اس نے کچھ لگا دیا نہیں؟ اس کے حوالے سے مجھ پر بڑی ذمہ داری ہے۔ میں نے دوسری ایجنٹسوں کو اس بات کی ہوا نہیں گھنے دلی ہے کہ ہم کی شخص کو زندہ گرفتار کر لائے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ مجھ سمیت کئی کے میں چھ افراد ہی اس حقیقت سے باخبر ہیں اور یہ جاننے کے لیے ہے کہ میں تھا کہ ہم اس شخص سے کیا معلومات حاصل کرنے میں کامیاب ہوئے ہوں۔" انہوں نے ذرا سی ناگہنی پھیلاتے ہوئے وہ بات کیا۔ ان کا زیادہ تر وقت ہی ایف بی کے لیے کوادر میں ہی گزار رہا تھا۔ کسی ضروری میٹنگ میں شرکت کرنی ہوتی تو وہیں سے جاتے ورنہ کبھی نہ جاتے۔ اس عرصے میں انہوں نے آرام بھی بہت کم کیا تھا۔ ڈیوانے سمجھ جاتی تھیں کہ کیا حال تھا۔

"انہی ہم نے اس سے ابتدائی قصص ہی کی ہیں لیکن بہر حال یہ انکوائے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ وہ سوار اور کار کا شہر کی خصوصیت تھا اور دونوں طرف کے کامیاب ہونے ہی اس کارروائی میں حصہ لیا تھا۔ کلا سے جانے والے شخص کا حصول سوار سے ہے اور اس نے بتایا ہے کہ ان کے خراسان کے انتظامات مکمل تھے لیکن میں دقت یہ تھی کہ اس شخص سے رابطہ نہیں ہو سکا تھی۔ اس کا معاملہ ہوا تھا۔ اسی وجہ سے وہ اور اس کے ساتھی وہاں نہیں گئے۔" ڈیوانے نے







نہیں ہے۔ مگر اسے سچا دل سے نائب ہو جانے والا اس کے پاس کسی اور دور کے کسی طرف چاک ہو جاتا ہے جو ہمیں کوئی ہوتا ہوا ہمارے ہاں کے حوالے کو یاد کئے اور؟ میں تو بس اس لڑکی کو ہاتھوں میں دیر سے گھر میں ویسے ہی رہتی ہے جسے کسی شریف لڑکی کو ہونا چاہیے۔ جسے میرے گھر کو کھانا ملنا اور اچھا لگنا ہے۔ جو میری ماں سے میری بہن کے کھانے پینے کا سہارا ہے۔ جس نے میری ماں کی تمام باتیں بات کی ہیں اور سب سے بڑی بات یہ کہ جو بھی انہیں عجب کچھ کر کے دیکھ کر جانتے ہیں اور میں جب بھی وہاں گھر آؤں گا، مجھے اپنی بھرتی لگی۔ "بہت بھرتی سے بولتے ہوئے وہ آخر میں دوسرا ہم صاحب کے لیے میں بولا تو مالہ نے اسے گھر کر دیا۔"

"ابھی سے میں انہیں ہمیں نکالنا نظر سے تو مت گھورنا۔ ابھی تو میں نے انہیں صرف پر دے دیا ہے۔" وہ دیر سے کی اور گاری کرتے ہوئے سڑک سے ہٹ کر بولا تو مالہ کے ہاتھوں پر بے ساختہ مسکراہٹ دوڑ گئی جسے اس نے چھڑی سے چھاپا لیا۔ "مسکراہٹ تو چاہیے کہ دل پر کھلی ہوئی مسکراہٹ میں جو کچھ ہر صبح کے لیے اس کی زندگی میں آتی ہے، ایسے ہی تو مسکرائی ہوئی۔ تاکہ انہیں مسن اور رشتہ کا کچھ کم عمری شازمین اور کچھ کچھ جاپانی خوش رکھنے والی ہوتی ہو مالہ میں بھی واحد قدر خوش ہو گئی جو مالہ کی کادول اس کی طرف کھینچ کر۔ مالہ کی مسکراہٹ اسے شازمین کی مسکراہٹ یاد دلاتی تھی۔ شازمین کو وقت کے جبر نے اس سے بچھین لیا تھا لیکن وہ مالہ کو اپنا کر اسے تو ایک ہی زندگی دے سکتا تھا۔ یہ لڑکی جو گناہوں کی دلدل سے اٹھ آئی تھی۔ اگر اس کا ساتھ پا کر ہمیشہ کے لیے محفوظ و مامون ہو جاتی تو یہ سودا گوئی پرانے لوگوں کا اس کے گھر کو مالہ کی عیال دیکھنے والی لڑکی کی ضرورت تھی۔

"تو پھر میں اسی سے بات کروں؟" اس نے مالہ کی نیم دھماکے کی کوسوں کرتے ہوئے اسے بکھارنے کے انداز میں پوچھا۔

"ہو سکتا ہے، انہیں اعتراض ہو۔ وہ ماں ہیں، انہوں نے تمہارے حوالے سے کچھ اور خواب دیکھ رکھے ہوں گے۔" وہ کوئی بھی کی طرح مضطرب اور خوف زدہ نظر آئی۔

"تو پھر لوگوں کو بات بکھیر کر لیجے ہیں۔" وہ اپنی بھرتی سے سڑک سے اتر کر اس کا ہاتھ قلم کے کمرے سے باہر لے گیا کہ مالہ "اے اے اے، وہ کوئی کشتی یا کشتی کی روٹی اور وہ اس کمرے میں جا پہنچا جہاں ہمارے چلنے کی والدہ نکلی تھی

چڑھنے میں مصروف تھی۔ ہمارے چلنے، مالہ کا ہاتھ اسے اٹھاتا اور ان دونوں کی طرف حیرت ہو گئی۔

"میں آپ سے یہ پوچھنے آیا تھا اسی کی کمرے کو مالہ کو اپنی بی بیٹا نے میں کوئی اعتراض ہو سکتا حالہ کے جبر نہ ہونے کی پر دے کیے ہیں اس نے حیرت ہو گئی۔

"ہاں۔" ان کے جواب نے اس کی خوشی کو دہلیز مالہ کا چہرہ بھی زور دیا گیا۔

"مجھے یہ اعتراض ہے کہ میرا لائق چاہیے کہ اسے دونوں بعد اپنی شکل دکھاتا ہے میری بہن کو بھی اسے دیکھنا ہوتا ہے چاندی کی زندگی میں میری طرف سے مالہ کو بولنے سے ہی گزرتا ہے۔ اگر یہ اس صدمہ کی کوئی گول کرنے کے لیے چاہے تو پھر مجھے کوئی اعتراض لیکن بعد میں مجھ سے کوئی عذر نہ کرے کہ مجھے خبر نہیں کیا۔" ان کی نہایت بھرتی سے کئی بات کا اعلان تو یہ سب مسکراہٹ پر ہوا تھا۔ ان دونوں کی یہ بولی یہ حال ہو گیا۔

"تو وہ... میں بھی آپ سے شکایت نہیں کرتی۔" مالہ بے ساختہ جا کر ان سے لپٹ گئی۔

"ہاں... جی نے ہاں کر دی۔" ہمارے چلنے کا مظاہرہ کرنے کے لیے دونوں بازو ہوا میں لہرائی ہوئی کوشش کی لیکن دھم کو کھٹے والے منگنے نے رکھ دیا۔

"میں چار ہوا ہوں۔ میں اپنے مہاں دیکھ رہی ہوں تو پھر تو یہی حالت میں دستاویز ہوا کریں گے۔" ہمارے والدہ نے مالہ کو ہوا دیا۔

"مجھے قبول ہے۔" مالہ کے ہاتھوں میں مسکراہٹ چھٹی ہو جا رہی تھی کہ دل کو بھائی کی مسکراہٹ پر ایمان پڑا تو کیا کہہ سکتا۔ وہ شازمین کی ہاسٹا لیکن اس کی مسکراہٹ ہمیشہ مالہ کی صورت کے پاس رہے گی اور اس کی ہر اسی میں وہ سکون دشمنوں سے ملتا رہے گا جنہوں نے شازمین سے زندگی کھینی تھی۔

☆☆☆

ہمارے کی مصدقہ حدود پار کرتے ہی وہ پہلی گلی میں گئی جس پر مہاراجاں کے آدمی ان کی طرف سے سوار تھے۔ اب تک کوئی غیر معمولی واقعہ نہیں ہوا اس لیے وہ لوگ بھی خاصی حد تک پر سکون ہو گئے

نے ان کے احساس نے ان کی آنکھوں میں خیر کا خمار تار دیا۔ ایک ایک کر کے وہ سب غور سے چلے گئے۔ پھر وہ ایک ایک زبردست کھٹے سے ملے۔ ہر ایک بڑا کر ہوا۔ کچھ لہوار ہونے لگی تھی اور رات کی تاریکی میں سیاہ کھٹے والے صندوق سے بھی بکھر گئی رنگ کی چادر لڑائی تھی۔ دوسرا تو یہ بھرتی سورج کی کرنوں سے چاندی میں نہ پڑے پر عکس صوبہ دلتی کے لیے گلے کھڑے ہوئے۔

"وہ اور... دوسرا ایک لالچ ہے۔ اس پر سے لالچ لے لیا ہے۔ ہمارا لالچ بال بال چھا ہے۔" بڑے دھماکا سے لالچ سے اشارہ کرتے ہوئے ایک لالچ کی طرف اشارہ کیا۔ لالچ خائے قاتل پر بھی لیکن اندازہ کیا جا سکتا تھا کہ ان کے دھن میں سوار ہیں۔ ان سب نے بھرتی سے بھرتی سنبھل لیے۔ دھماکا اپنے خاندان کے سرووں کو بھی بے بس کر دیا۔ شہر پارے میں ابھی اسکپ رائل ہاتھ میں کھینچ کر پڑھ رہی تھی اور اس لالچ کی طرف دیکھنے لگا۔ چار لالچ کی بھرتی کے لیے استعمال ہونے والی ایک عام لالچ تھی۔ اس نے اس پر موجود مسکراہٹ دیکھ کر آ رہے تھے۔ ایک شخص سے کہنا کہ کاش ہمارا قاتل اپنی دوسرے لالچ اور انہیں نہیں لے۔ ان کی لالچ چلانے والے نے لالچ کا رنگ دار ساہولہ کی زندگی کو زبردستی چھوڑ دی تھی، اس وجہ سے قاتل میں حیرت ہو گیا تھا لیکن وہ بھی اپنی آسانی سے بھرتی چھوڑنے سے نہیں ہٹتا تھا۔ انہوں نے بھی جواب میں اپنی لالچ کی بھرتی میں اضافہ کر لیا۔ اب ان کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ انہیں روکنے کے لیے قاتل کریں چنانچہ ان نے ہمارے لالچ کو لالچوں نے پیچھے آئے والی لالچ کا کھانا لیا۔ انہیں لیکن ان کی طرف سے وہ بارہ ایک اور قاتل کا کھانا۔ اس بار لالچ اس لالچ کے قریب آ کر گیا۔ یہ دھماکا کے لیے کی گئی تھی اور سچ بڑی تعداد میں گئے۔ لالچ کرنے کی وجہ سے صندوق میں بیٹا ہوا ہے۔ حاکم نے لالچ کو بری طرح ڈالنے پر مجبور کر دیا۔ اور بچوں کے منہ سے بے ساختہ ہی ہنسی پھٹ ہو گئی۔ ایک انہوں نے ایک بچے کو لالچ سے صندوق میں ڈال دیا۔ اس شخص کو کہہ کر گئی مردوں کے منہ سے بھی شہر نکلیں۔ یہ اعلیٰ تین سال سے زیادہ کا نہیں تھا۔ اس میں بری طرح لڑائی ہوئی تھی۔ لالچ سولے سالہ تھا۔ وہ میں موجود تھی لیکن اسے دھماکا ہوا تھا۔ وہ اچھا لالچ تھا جب ہی اس نے یہ شہر کی گلی لیکن صندوق

بھرا ہوا تھا اور پھر میری وجہ سے اس میں حیرت ہو گئی۔ یہ نہ ہے جسے جو جہاں کو بھی کی طرف بھی کھینچے ہیں۔ "اب ان کو جواب دینا ضروری ہو گیا ہے۔" دھماکا اسے بڑے بڑا دیا اور پھر پھر آواز میں بکھر جاتے ہوئے لگا۔ زبان ان کے لیے اچھی تھی اس لیے وہ بکھر جاتے تھے۔ ویسے بھی اس وقت ان کی توجہ سڑکی طرف زیادہ تھی جو صندوق کی سوجن کا تیلہ کرنا دیتا ہے اس پر بکھر جاتے ہیں تقریباً کامیاب ہو گیا تھا۔ دوسری لالچ پر موجود جان اس کی حوصلہ افزائی کرنے کے ساتھ دھماکے کی بھی تیار نظر آ رہے تھے۔ سولے لالچ سے قریب کچھ کر اس کے لیے ہاتھوں کا بھی ملنے میں بکھر اور اسے لالچ کی طرف کھینچنے کی کوشش کی لیکن اس وقت ایک بھرتی آئی اور اس کا لالچ سے قاتل بڑھ گیا۔ کچھ ہر حال اس نے اپنی گرفت سے انہیں بھرتی دیا تھا۔ اس کی مدد کے لیے کوشاں ہو جڑوں میں سے ایک نے بھی اسی ایک ہی کا ہاتھ ہا کر اس کی طرف پھینکا۔ پہلی کوشش کامیاب ہو گئی اور ہاتھ سے قاتل کو کھینچ کر اس کی بھرتی سے بھرتی نہیں ہادی اور آخر میری کوشش میں وہ کامیاب رہا۔ سولے بھرتی سے یہی کو تمام کر اپنی کر کے گھر پہنچنے کی کوشش کی۔ ایک ہاتھ سے یہ کام آسان نہیں تھا لیکن وہ مجبور تھا۔ اس کے دوسرے ہاتھ نے بچے کو قاتل ہوا تھا۔ آخر کار کئی ہر وہ ہاتھ کے بعد وہ اپنے صندوق میں کامیاب رہا۔ لالچ پر موجود ہوا اس کی مدد کرنے لگے۔ اس دور میں اس بڑے کی ہدایت پر مل شروع ہو گیا تھا اور ان کی طرف سے بھرتی بھرتی لالچ چھوڑنا تھا۔ بڑے قاتل کے گھٹے تھے۔ دھماکا تو لالچ کے کھانا لالچ ہا کر گئے جبکہ قاتل نے لالچ کے کھانے سے کھانا بنا دیا۔ یہ وارنڈا کر رہا تھا اور اور پچھلے آئے والی لالچ اٹھ گئی۔

"میں اب گل چلو۔" دھماکا اپنے اپنے ساتھیوں کو غم دیا۔ لالچیں حیرت سے حرکت میں آئیں۔ صندوق صندوق میں گرنے والے بچے کو اس اشکباز لالچ پر سوار کر دیا ہوا تھا تھا اور ایک لالچ جو ان بچے کے پیٹ سے پانی نکال کر اسے بھی لالچ دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ ان چند منٹوں میں ہی سب کے منہ کھلے ہوئے تھے۔ دوسرے کے منہ سے ہال ہال لالچ نکلتے تھے۔

"تمہارے پاس یہ انتظام بھی ہوگا، مجھے امید نہیں تھی۔" شہر پار لالچ میں بچے کے کھانے کو لالچ کے قریب جا کھڑا ہوا۔ وہاں سے پہلی کا کھانا سامنے دھماکا لالچ کا جائزہ لے رہا تھا۔



"ہمارے پاس بہت کچھ ہے۔ اپنی جان کے لیے رکنا پڑتا ہے اور اس بار تو مہل بھائی کی بھی میری جی۔" انہوں نے پیٹھ پیچھا تھا کہ یہ میرے خاص مہمان ہیں۔ ان کی حفاظت کے لیے جو پڑتا ہے، رات کے لیے لیکن کام چمکا کر۔" بنگلہ والے سادہ سے کپڑوں میں جواب دیا۔  
 "شکر ہے وہ بچہ بھی گیا۔ اگر اسے کچھ ہو جاتا تو مجھے بہت ہراسی ہوتا۔" بنگلہ والی کی طرف دیکھتے ہوئے شہزاد نے تہنک دیا۔

"وہ سندھ کا بیٹا ہے میرا چچا۔۔۔ ہم سب سندھ میں رہنے کے لیے ہی چلا آئے تھے۔ سندھ تھارا دوست ہے۔ یہ ہمیں بھی نقصان نہیں پہنچاتا۔ میرے بعد میرا بیٹا اور بچہ پاتا سرور ہو گا۔ آج وہ سندھ میں ڈوبنے سے بچا ہے، کل اس کی قبروں پر کھینچا کھڑے گا۔ تمہارے مامی کی مدد کا شکر ہے لیکن اگر وہ جلدی نہ کرتا تو ہم دیکھتے کہ ہمارا اپنا کوئی جوان اسے بچانے کے لیے سندھ میں کود جاتا۔ تم اسے احسان فرما سکتی مت سمجھنا۔ میں ایک بار بچہ تھارا شکر ادا کرتا ہوں۔" بچہ نے بہت تجربہ کار اور کچھ اور تھا۔ اسے بات کرنے کا سلیقہ تھا۔ شہزاد کو وہ اچھا لگا تھا۔ عام آدمیوں سے ذرا الگ اور قدر سے بچہ ہر سدا۔

"آؤ چل کر غار کا کرتے ہیں۔" پیچھے سے کسی عورت کی آواز مانی وہی تھو وہ شہزاد کے شانے پر ہاتھ کر بولا۔  
 "مجھے میں انہیں کسی خاص انداز سے کی بجلی، خشک، ڈھل روٹی اور چائے پیش کی تھی۔ یہاں شان کے لیے بہت خشک تھا لیکن یہ انہیں لگا۔

"مجھے بتایا گیا تھا کہ مجھے اس سفر میں فیصلے کرنے کا اختیار حاصل ہو گا۔" بچے کے بعد شہزاد نے بڑے سے ایک بار بچہ گھمکا آواز کیا۔

"ہاں۔" اس نے بچہ جواب دیا۔  
 "میرا دینی نہیں جانا چاہیے اس لیے تمہیں اپنے سفر کی سمت تبدیل کرنی ہوگی۔" شہزاد نے اپنا سلاخ بچہ کی۔  
 "کسی طرف جانا ہے؟" بڑے نے بچہ کی بحث کے اس سے دریافت کیا۔

"یہ میں تمہیں بخود ہی دے میں بتاؤں گا۔ اس سے پہلے تم مجھے نہ ٹھیک لے چلو۔"

"ٹھیک ہے آؤ۔" اس نے اس بار بھی اعتراض نہیں کیا اور اسے اپنے ساتھ روئے پردہ تک لے گیا۔ شہزاد نے دیشان کی بتائی ہوئی فرنگی کسی ملا کر اس پر مابل کیا اور دوسری طرف سے ضروری معاملات طے کر رہا۔ اس کام سے

فارغ ہو کر اس نے بڑے کے کپڑے سفر کی سٹائی۔  
 "ٹھیک ہے لیکن کیا تم ضروری کچھ ہو کر میرے پاس کی دوسری دونوں لاٹھیاں بھی ہمارے ساتھ لے آؤ؟" بڑے نے اس سے دریافت کیا۔

"نہیں۔ وہ اپنے معمول کے ساتھ بڑے پر ہائیکے قند شہزاد نے اسے اجازت دی۔ اسے ویسے بھی اس عجیب سے وحشت بھری جگہ پر مضموم بیٹے اور عورتیں ان کے ساتھ تھانہ بن جائیں گی۔ بچے کے لاٹھی سے گرنے کا خطرہ اس کے ذہن سے نکل نہیں رہا تھا۔

"اس لاٹھی میں سوچو وہ عورتوں اور بچوں کو بھی دوسری لاٹھیوں میں بچتی دو۔" اس نے بڑے سے مطالبہ کیا کہ اس نے حضور کر لیا۔ بنگلہ والی کے اس عمل میں کچھ دیر کے لیے ان کا سر کا اور پھر انہیں مخالف سمتوں میں دو اٹھ ہو گئے۔ کچھ دیر تک وہ ایک دوسرے کو نظر آتے رہے پھر دھندلاہٹ غالب آ گئی۔ اب ان کے پاس خود کچھ کچھ سندھ کو بچنے یا ایک دوسرے سے لاپتہ باقی کر سکتے تھے۔ سوا کوئی کام نہیں تھا۔ وہ اب بھی اندر سے دوسرے ہونے کے لیے بچہ تھوڑے سے جاکر کے پتھر کی اٹال کوئی نظر نہیں آتا تھا۔ بچہ کا موسم میں چھلی ہوئے تھے۔ آسمان میں بے پہلے چند ایک ہی بادلوں کے گلوے نظر آ رہے تھے۔ کچھ سیاہ بادلوں سے خشک کیا اور سورج کی کرنیں ان تک نہیں میں کام ہونے لگیں۔

"شاہی بادش ہوئے وال ہے۔" شہزاد نے غصہ لگایا۔

"نہیں۔" بڑے نے اس کی تردید کی۔  
 "آئے والا ہے۔" اس کے بچہ ہمارا کچھ میں کیے گئے اس اعلان نے سب کے دوشے کھڑے کر دیے۔ ان میں سے کوئی بھی سندھ میں سفر کا تجربہ نہیں رکھتا تھا اور کہاں ایک لاٹھی میں کھٹے طوفان کا سامنا کرنا۔ اسی وقت ایک دوسری افواہ لڑتی جب سکھول روم میں ایوانی دیتے تھے اسے بڑے کو آکر بتایا۔

"ہماری لاٹھی کو کچھ نے کی کوشش کی جا رہی ہے۔" میرے انداز کے مطابق یہ سن بڑی لاٹھیاں تھیں۔  
 اس خبر کو سن کر انہیں اندازہ ہوا کہ ابھی تک ان کا بچہ نہیں بچاؤ لگا ہے۔

یہ یو جی و سنسی خیر داستان جاری تھی۔  
 مزید صفحات آئندہ جلد جلد حلقہ قرار دیں



نیوویکی لائبریری کی اینڈ مرینیٹ  
سائنس سسٹم اور جلد سازی کی سہولت موجود ہے  
تجربہ کارانے اور انجینئرانے اور  
روکاتانے اور انجینئرانے اور



**57: قس**



استاذ

بہارہ سماج میں قانون نگاروں میں  
 لکھا ہوا ہے جب اس کی باگ ڈور بالآخر سماج کے  
 روایتی نظام تک پہنچتی ہے تو اس کے محسوس بدل کے یہ  
 حالت میں مختلف طبقات میں تقسیم اس نظام قانون کے بھی گئی رہ  
 ہیں، بالآخر طبقہ کی خصوصیتوں کی قانون کی اصل تعریف و تشریح  
 نوعیت کی بہت شرح کتابوں میں ہے۔ روایتوں میں تحریر ہوتی ہے... ایسی  
 روایتیں جس میں قانون سمجھ کر ایک جیسے سامنے بلکہ دستور اور حال کا سامہ  
 جان قانون مجھلی جال کو توڑ کر اور کمزور مجھلی کو کر نیک جاتی ہے  
 جساوی ہے جو ہر مانتہ طے سے بہت معتد تھوڑی باتوں کو مانتی ہے۔ مجھلیوں  
 میں تقسیم ہوا ہے۔ کاتجزیہ کر کے محبوب کا انتخاب کرتی ہے، یہ تو ہے جو جاتی  
 دن بظہور کی پروا کرتا ہے اور نہ ہی طاقت اس کا راستہ روک سکتی ہے البتہ  
 اس آزمائشوں سے ضرور گزرنا پڑتا ہے۔ زندگی کی سادہ اور وقت کے  
 رفتار سے قسمت کی باتیں اور مقدار کی باتیں ہیں... کبھی بازی ہلت  
 کر جاتی ہے۔ بیٹا وقت اور تو نہیں سگتا مگر مقدر سنا تو ہے جاتا ہے  
 ... اس وقت تک ملوں کے نچر سے بہت دعا پائی گزر چکا ہوتا  
 ہے۔ جرم (سرسبز) جھانگیر داری اور پیار کے محور  
 کے گرد گھومتے آزمائشوں کا ایک ایسی  
 آزمائشی سلسلہ

تسخیر کی فوج اترئی  
قوت کی چالباز  
مہر کا میل  
پھر جاتے ہو گلاب









سندھ سے تھیں۔ چاروںکے جنکس بھی اس لیے  
پڑی ہیں کہ مشکل وقت میں کھڑے ہوں یا چوں کے کام  
آئیں۔" رکھنا انے سے غازی سے جواب دیا اور  
اپنے کسی آدمی کو انکے جنکس لانے کا حکم دینے کے بعد  
ایک بار گھر سے انکی طرف متوجہ ہوا۔

”خدا سے اس ایک لاکھ برابر ہے۔“ لاکھ دوسری کو  
 بجا رہا ہوا ہے گا۔ کہ تو اسے بھی فخر کر کے ایک اور لاکھ کا  
 کام کام کرنے کی کوشش کرتے ہو۔“ شہر پر اس سائل کا  
 جواب اشدت میں ہی دے سکے تھا۔ اسے جس معلوم تھا کہ وہ  
 اپنے ساتھیوں کے ساتھ خداوند ملامت اس سمیت سے نکل  
 سکے گا انہیں۔۔۔ لیکن بھارتی جتنی بڑی تعداد میں ختم ہو رہا  
 ہے۔ اسے اپنی ہی عقلی ہوئی۔ دیکھتے تھے کہ انگریزوں نے یہ  
 عقلی کے بھارتیوں کی طرف سے کوئی لاکھ لاکھ لاکھ نہیں  
 کیا تھا تو خداوند ان کے لیے یہ زیادہ آسان تھا۔ ان کے  
 ایمان کرنے کا ایک ہی سبب بھرا آیا تھا کہ وہ انہیں تو خدا  
 کو نہ کرنے کے خواہش مند تھے۔

دیکھو! اس کی دشمنی یا پاکر اپنے ایک نوجوان کو  
لاچر کا قزقرنے کے لیے جانتی ہو دے رہا تھا۔ اس دوران  
لاچر کے اسخودیم سے لاکھ بھٹس لاکر ہوتا یا لچوں کے  
حوالے کر دی گئی تھیں جو انہوں نے ہمیں لی تھیں۔ سنا لاکھ  
بیگن پینے کے بعد دیکھا کہ رے برہنہ اس آگزاں اور واہ  
کچا جانے والے لاچر کو قزقرنے کے سلسلے میں اس کی  
دانت کے ساتھ ساتھ اپنی رائے بھی شامل کر رہا تھا۔  
سندھ کا شہزادہ تھا جو اس کی جہاں کو کوٹھ کر بھی بہت جوتا  
سکا تھا جبکہ سلوک قدرت نے بیچ میں حسانت سے نوازا تھا  
اس لیے وہ اس بات کا اہل تھا کہ دیکھا اور خوش ہو رہے تھے۔  
اس مشاہدات کی ضرورت اس لیے چلی آ رہی تھی کہ مختلف  
استعمال سے آنے والے قازر اور چھ جسمیں آوازوں کی  
وجہ سے وہ جانتے تھے کہ ان کی مثال لاچوں مسلسل حرکت  
تھا جس صورت چلی ہل کر ان پر قازر کے ہار رہے تھے۔  
خود بھی ایک جگہ تھیں تھے وہ تھے لیکن اب لاچر میں  
بھرتے پانی کی وجہ سے اسے حرکت میں رکھا شکل بد رہا  
تھا۔ دشمنان دونوں طرف کی لاچوں کی گئی تھیں اس  
لیے سندھ کے بیچے ہوا کا حامل بہا رہی تھا۔

ہر حال میں اور گھبراہٹ کی مشہوریت و انتقام کو کچھ اور  
گھبراہٹ کے آدمی کی جگہ لاپرواہی کے لئے داری خود  
مسلوئے سنبھال لی۔ لاپرواہی کا کرنے سے پہلے اس نے  
میراثہ کو چھوڑ دیا اور قاتل کر دیا۔ یہ کہہ کر ان سب نے

...تم سب دارے کاٹنے کی زد پر ہو اور تمہاری  
...ہو گی اس لیے کہ قاضی سے کہلائی دے دو۔  
...ہو گئے وہاں پہ اعلان خود بخود کر کے  
...دے جانے لگے۔

[illegible][illegible][illegible]

—

”خیر اگر میں نے حسین و حمزہ کی تصویریں بنائی ہیں تو تم یہ چاہنا سلو کہ مثال ان کو دیکھو اور اس کی انکسیر میں جھانکتے ہوئے پڑھو۔ ص ۱۶۔“

”عزیز آدمی اپنی موت کے کواثر میں غریب آباد ہے۔“ سونے کی لڑکی میں درود و دعا۔

"ہمارے بیٹے بھی کوہاؤں۔" اس کے جواب پر  
 وہ گزروں پر قہقہہ کرنا۔  
 "تم بھول رہے ہو مجھے اپنا شیر کا کرتے تھے۔"  
 سونے سے یاد پانی کر رہی۔  
 "پلوں کی کھانسی میں بھی یاد دلاؤ گا کہ شیر کو مارے  
 خر نکالے والی بیوی کو اس کی ناک کا درجہ حاصل ہے۔"  
 پھر کہ جسے اس سے شکوکہ لگے اندر باقی۔  
 "تم کیوں کہ شیر کی عمر والی مسلم ہے اور شہری  
 بادشاہ کا ہے۔" پلوں کی پیچھے جاتا۔

[illegible]

مٹی کا وہ گڑبڑا ہوا جس کی سے میرا ہاتھ لگا رہا ہے۔ سوکھا ہوا  
 ہاتھوں کی گھن گرتی ہے۔ ہاتھ کا تھوڑا سا برتن ہاتھوں کے شور  
 کے باوجود اس کی آواز واضح سنائی دے رہی تھی۔

"خیر! تو بڑی زبردست رہا۔ دھبہ ہوا ہے  
 یہ۔۔۔۔۔ پر کوئی بات نہیں، اب تو میرے پاس آ گیا ہے تاکہ  
 میں سب ٹھیک کر دوں گا۔ جیسا علاج ہے میرے پاس۔"

میں گڑبڑی کمال شہد سے کام لے رہا تھا اور ابھی تک اس  
 کے لیے میں نہیں تھا۔

"تو نے جو طاقت میرے ذہن میں بھری  
 تھی، اس کا وہاں ہو جانا ہی بڑا تھوڑا سا یاد رکھنا کہ اب تو پہلے کی  
 طرح مجھے میرے دو گھنوں کے خلاف نہیں بھڑکانا سکتا۔ کیا ہوا  
 جو انہوں نے میری پیٹھ پر دیا تھا؟ لیکن تو گھنوں کی طرح مجھے  
 اپنا آپنا کاروبار نہیں بنایا۔ جو تم نے جو میرے ہاتھوں  
 میرے اندر کی کھرا دانا چاہتے تھے۔ وہ وہ چپ نہیں لگا کر  
 میں تمہارے کام کا نہیں رہا تو میری زندگی بھی مجھے کی

FORM-15









# ہاشمی عرقِ گلاب

تکلیفیں Sparkling  
چہرہ Glowing

گلاب کی تازہ دھواں سے کوئی نہ دانی عرقِ گلاب  
کا روزانہ استعمال آنکھیں اور چہرہ کو  
شہرہ منگی سلامت کر دے، دھول، دھواں  
نہات دھواں، گرد، زرد پانی اور ماحول کے  
خطرہ ہونے کا احساس دلاتا ہے۔



Mohammed Hashim Tajir Surma



دیتا۔ وہ اپنے جسم کو پوری طرح استعمال کرنے کے قابل نہ  
ہونے کے باعث آخر تک تک مسدود کی سوجن سے لاسکا  
تھا۔ اور یہاں تو یہ حال تھا کہ اسے اپنے ساتھ ساتھ کھان  
کے جسم کا پورے کی اٹھانا تھا۔ پاسروں سے اس صورہ مال کا  
مقابلہ کرتے ہوئے وہ اپنی زندگی کی جنگ لڑ رہا۔ لاکھی پر  
لگا تھا کہ مسدود مال کا وہ میں آگئی ہے اور لکھی غالب  
آچکے ہیں کیونکہ وہ تک کا سلسلہ اب تقریباً یک چکا تھا اور  
لاکھی سے لوگوں کے ہونے اور چلنے بھرنے کی آواز میں  
ساتی دے رہی تھیں۔

"پلیس۔" نیکے کا چہرہ ہونے پر اس نے پندرہ آواز  
میں دھوکے لیے پکارا۔ سوجن کے شور میں اس کی آواز  
کہاں تک پہنچی، اسے یہ اندازہ لگانے کی سہلت نہیں ملی  
کیونکہ پانک ہی اٹھنے والی ایک سوجن نے پھانک کر سمیت  
اس کے وجود کو اور لے جا کر رکھ دیا۔ اس پانک اٹھا پر وہ  
دراسا پوکھا گیا لیکن یہ وہاں کونے کا وقت نہیں تھا اس لیے  
چوڑی سے خود کو سنہال کر سوجن سے لڑنے لگا۔ اس کی  
کوشش تھی کہ لاکھی سے اپنا قسملہ سی طرح کم کر سکے۔ اس  
چہرہ کے دوران اس نے روشنی کی چیز شام میں ہی اپنی  
طرف اٹھنے دیکھیں۔ اس نے غور کیا تو اندازہ ہوا کہ ایک  
لاکھ ہونٹ اس کی طرف بڑھ رہی ہے۔ جن ہونٹ لاکھ  
ہونٹ نوڑ دیک آتی تھی، اس میں سوار اور لکھی واضح ہوتے  
گئے۔ لاکھ ہونٹ پر وہ اظہار سوار تھے جن میں سے ایک کو  
اس نے شہر یار کے طور پر شناخت کر لیا۔ اس کے ہاتھ میں  
طاقتور سوجن لاکھ تھی اور وہ اسے ٹھک ستوں میں گھراتا  
دھتے دھتے سے اسے آواز میں بھی دیتا جا رہا تھا۔ اس کی  
آواز میں ایک تڑپ سی تھی۔

"میں یہاں ہوں۔" سلو نے اپنے ہیکڑوں کی  
پوری طاقت سے اسے اپنے بارے میں آگاہ کیا۔ اس کی  
آواز شہر یار تک پہنچی پانک، بہر حال وہ خود روشنی کے  
دائرے میں آ گیا۔ وہ لوگ لاکھ ہونٹ کو اس کے نوڑ پک  
لے آئے اور پھر اسے ہونٹ میں سوار کروانے کی کوشش کی  
جائے گی۔ عام حالات میں سلو کے لیے مشکل نہ ہوتا کہ وہ  
پھر کسی سہارے کے غور سے لڑے چوہا جانتا لیکن کسی  
خطرے کی طرح اس کی آنکھوں سے پانی پھانک کر کی لاش نے  
اسے مشکل میں ڈال دیا تھا۔ شہر یار اور اس کے ساتھ موجود  
لکھی سہاوی نے اسے ہونٹ پر چڑھا دیا تو اس کی حرکت کٹائی  
پر چرمان دے گئے۔

"یہ کیا ہے؟" شہر یار نے حیرت سے اس سے

یہ وہ مکمل ہے جسے میں تو بھڑانا چاہتا ہوں۔  
مجھے نہیں چھوڑنا۔" سلو نے جواب دیا۔ وہ عجیب سی  
میں لاکھی کی طرف بڑھتی لاکھ ہونٹ پر چڑھ رہا تھا۔  
"یہ خود تو سر پہلا ہے پھر تم اس کی آنکھوں سے  
تجسس آواز کیوں نہیں کر دیا ہے؟"  
شہر یار نے اس کی طرف دیکھا اور پھر مسدود میں چڑھ رہی تھی  
سے بے ہوش ہو گیا تھا اور پھر مسدود میں چڑھ رہی تھی  
کے باعث زندگی کی بازی ہار بیٹھا تھا لیکن بہر حال اس  
صورہ میں بھی اس نے سلو کو گرفت میں لے کر رکھا تھا۔  
"اس نے جس واڈ میں مجھے چھڑایا ہے وہاں اس  
میں تھا تو اسے آواز نہیں کر دیا سکوں گا۔" ہمیں پھر قریب سے  
پڑے گی۔" سلو نے ذرا ہست آواز میں اسے آگاہ کیا  
تھا کہ لاکھی سے مقابلہ کرنے میں اسے دھول کی تھکن  
تھا اور پھر مسدود میں گزارے ہوئے وقت نے جسم کی  
سکی تو اتنی تھی سب کر لی تھی۔ جب تک حالات ٹھیک  
تھے، وہ ہست کا مظاہرہ کرتا رہا لیکن اب مختصر وقت کے  
اٹھانے اسے پوکھا حیلہ کر دیا تھا۔  
"میں دیکھتا ہوں۔" شہر یار اس کی اور پھر  
ایک ہونٹ کی آنکھوں کو پکڑ کر ایک کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔  
تجسس میں سلو کے منہ سے ایک زوردار سکاری آگئی تھی  
وقت لکھی سہاوی نے قحط کر لکھی میں بھی پوکھا تھا جس کا  
یہ تھا کہ شہر یار اس لاکھ کو زدنے کی کوشش نہ کرے۔ اس  
کے ساتھ کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ پھر اس کو کسی حالت میں  
انہیں بے سوار کر دیا گیا۔ اس شخص کے لیے شہر یار اور اس  
دونوں کو اس کی مدد کرنی پڑی۔ ان کے سوار ہونے سے  
حرکت میں آ گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب آسمان پر  
بادلوں نے چھڑا شروع کر دیا تھا اور تار کی کی  
ہوتی جا رہی تھی۔ انہیں سے وہ بکری چار میں  
گئے۔ اس وقت تک روشنی کافی بھر ہو چکی تھی اس لیے  
نے دیکھ لیا کہ کھم زندہ حالت میں جہاز پر  
جا رہا۔

"یہ کلام۔۔۔" اس نے احمدا ساسا سوال کیا۔  
"اب کلام قازم کی زد میں آ گیا۔ اس کی  
میں کوئی تھی جس جو جان لینا چاہت ہوئی۔" شہر یار  
جواب دیا تو اس کے کچے میں تخت کرب تھا۔ برسوں  
خاندان سے کثرت کرمات میں اپنے وطن کے لیے  
وراثہ فراکش وہاں دے کلام کے دل میں بیٹھنے پر











جب تک میں کب کا بندہ راست کرتا ہوں۔ "مشاہیر خان نے کب اور جیڑی سے باز کر لیا۔ دادا نو نے ہندی جلدی بچہ کو تیار کیا اور ایک جگہ میں سرور دے کر چھوڑ دیا۔ کھٹے کے بعد اس کی فارغی ہوئی تھی کہ آخر کب پر مشاہیر خان نے اسے کب آجانی کی اطلاع دی۔ وہ نصف کے در پہ جیڑی سے چلے گئی۔ مشاہیر خان کب میں اور اندر کے ساتھ دانی نشست پر بیٹھا ہوا تھا اور اس کے لیے بیٹھا روزانہ بیٹھا ہوا تھا۔

اس کے پہلے ہی کب حرکت میں آئی۔ وہ لوگ کچھ دور ہی گئے ہوں گے کہ حیدر م خان نے بیک ویر میں ایک پائیس دیا کوئی اپارٹمنٹ ہڈک کے سامنے رکھ دیکھا۔ اس کے چرے پر خوشی کے اثرات چھا گئے۔ عام حالات میں شاید وہ اب بھی نہیں کرتا لیکن اب تو انہیں یونک بھوکہ کہہ کر بھروسہ دلایا تھا۔ اسپتال بھی کر اس نے یہ بات کوئی سب سے اہم فہمی میں سمجھ دیا وہ خود ایک بیک بچہ سے مراد ہے۔ اسے رابطہ کرنے کا۔ رابطہ ہونے کے بعد اس نے حیدر اسے اپنی خوشی سے آگاہ کرنے کے بعد صبح صبحہ حال معلوم کرنے کی کراہی کی۔ مراد ہے کہ اس سے آدھے گئے بعد ان کو کہلے کہ یہ رابطہ قطع کر دیا۔ حیدر م خان وہ وہ وہ وہ بانو کے پاس بھی گیا۔ یہاں ایک لڑکی کو کچھ کا سامان کر رہی تھی۔

”گزادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔ بچے کے جہد میں کسی عذر کی وجہ سے اسے جہد میں عذر دیا ہے۔ ابھی تک جہاد ہے۔“ جگہ سی ڈاکٹر نے غور سے جہد میں عذر دیا ہے اس کے لیے دی۔ اس کے بعد بچے کو زخم دیا جائے گی۔ آج کے بچے عذر و خانم کے موہن پر کال آئے گی۔ اس نے کال دیکھی۔ حسب توقع دوسری طرف مراد شاہ تھا جو اسے غور سے کال کر رہا تھا۔ یہ طریقہ کار انہوں نے پہلے ہی کر رکھا تھا کہ ایک دوسرے سے رابطے کی ضرورت پڑی تو اپنے ذاتی نمبرز استعمال کرنے کے بجائے پبلک نمبرز کا سہارا لیں گے۔

”فہمرا ادا کرو درست تھا۔ چلیں ماہ بانو کی تلاش میں حق وہاں پہنچی تھی۔ انہوں نے کسی طرح اسے لوٹیں کر لیا تھا۔ اس وقت بھی وہ ادا محنت میں موجود تھی۔ تم بتاؤ کہ وہ ہر تم دونوں کی کوئی ایسی چیز تو موجود ہوگئی ہے جس سے جھگڑا ٹھیک ہو جائے؟“ عمار شاہ نے اس کے انہیوں کی تسلی کرتے ہوئے پریشانی سے دریافت کیا۔

”نہیں، مصطفیٰ صاحب کی ہدایت کے بغیر  
اپنے حالات پر ہر وقت اپنے ساتھ رکھتے ہیں۔ اپنا  
میں فکر پر غصہ چھوڑنے کا بھی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا  
ہدایت کے مطابق رہ کر باریکہ دستوں کا استعمال  
مبارک ہے۔“ مراد وہاں کے مقامات میں اس کا کچھ نہیں  
پر سکون تھا کیونکہ اسے خود وہی حالات سے بچنے میں  
مدد دے گا۔

”حقیکہ گا۔ اب یہ بتاؤ کہ تم لوگ کیا کرو گے؟“  
 کہاں جاؤ گے؟“ مرہٹوں کی تشویش کا سلسلہ ابھی ختم  
 نہ تھا۔

”اس کے لیے آپ گھر چھوڑ دیں۔ ہمیں کچھ  
بندوبست کر لینا ہے۔“ مظاہرہ خان نے اسے اس گھر سے  
دھپتے کر کے نکلوا دیا اور ایک بار پھر باہر جانے کے لیے اس کے  
مراوضہ کی نالی کھلنے کے لیے دوکرے سے اس پر حمل کیا۔  
”کیوں بھولے۔ کوئی مسئلہ ہے کیا؟“ یہی جہان نے پوچھا۔  
خیر نہ ہو رہا تھا۔ باہر جانے کے لیے مظاہرہ خان کو دیکھنا کمال  
”ہی تمہاری گلاب ہو گئی ہے۔ اپنا منہ پر  
نے رکھ لیا ہے۔ ہم وہاں وہاں نہیں جا سکتے ہیں۔  
پہنچانی کی بات نہیں ہے۔“ مظاہرہ خان نے بتایا ایک  
گاہ کی چابیاں مجھے دے رکھی تھیں۔ ہم وہاں  
جا بیٹھا۔ ”اس نے جواب دیا۔“

”لیکن ہمارے پاس ضرورت کا سامان نہیں ہے۔  
خاص طور پر بچے کے لیے کچھ ہی چیزیں چاہیے ہیں۔  
بلکہ انہوں نے اسے بتایا۔ اس نے حالانکہ اس کے سرور  
ہے جسے کاتب عادی ہی ہو کہ انھی امور کمرانے کے لیے  
لوزی طور پر مسائل کی طرف رجحان رہی تھی۔

"سامان کا کوئی مسئلہ نہ تھا، ہم گاڑی سے نکلے گاڑی  
 لیا گئے۔ دوپہے بھی ہمیں وہاں کھانے پینے کا سامان  
 لے کر جانا ہوا۔ محفل صاحب نے بتایا تھا کہ وہ کچھ شہر  
 ذرا سہت کہے لیکن کوئی بھی شخص والا آرام سے بیٹھا  
 گا۔" مظاہر خان نے اسے جواب دیا۔ تموزیہ دیکھ جاؤ  
 وہ اسپتال سے روانہ ہو رہے تھے۔ بچے کی حالت کلی  
 تھی اور اسے اسپتال میں داخل رکھنے کی ضرورت محسوس  
 نہ تھی۔ البتہ ڈاکٹر نے ضروری ادویات کے ساتھ  
 وہاں لے کر دے دی تھیں۔ بچے کو چھپنے سے لگاے  
 مظاہر خان کے چچے جی جی، مادھو سوچ رہی تھی کہ اس کے ساتھ  
 اس کے بچے کے نصیب میں بھی بددلی کا ٹھکانہ اب آج  
 اس موصوم کو رہنا پڑے۔ آئے ابھی چھوڑ دو اور نہ

ہی پتہ نہیں میں اس کو کہاں کے ساتھ ساتھ زندگی کی جاکے  
لیا اور سے اُدھر جا کا کھڑا چڑہا تھا۔ گرداب میں گھری  
جائے کے بچے کے نصیب میں گرداب کے سوا اور ابھی کیا سکتا

۳۔ پہلی کے ساتھ اپنی سرزمین پر وہابی سادک  
یہاں سے گرم جوشی کے ساتھ شہر بارنگے لگاؤ اور  
جوشی کے ساتھ اس کے ساتھ پلٹ گیا۔ جس کی  
سبب پر گزرا دے دونوں نے انھیں کی محبت میں حرج  
نہ نہ کیا تھا۔

”خاموشی کے اس سفر میں سیم میرا ساتھی ہے۔“  
 ”جس کی ہر بات کو ہم سنا کرتے ہیں۔“  
 ”جس کی ہر بات کی وجہ سے ہم ہل چکے ہیں۔“  
 ”جس کی ہر بات کے بعد اس نے اپنے ساتھ موجود  
 ساری کھالوں سے غریب بن گیا۔“

”ہرگز نہیں سزا دے گا۔“ یہ سن کر گڑبڑ مچ گئی۔  
 ”تو کون سا گناہ کیا ہے؟“ فریڈ نے سوتے سے پوچھا۔  
 ”میرے پاس ایک گناہ ہے۔“ فریڈ نے سوتے سے پوچھا۔  
 ”تو کون سا گناہ کیا ہے؟“ فریڈ نے سوتے سے پوچھا۔

”سفرِ عادل کی مصروفی ہے کہ انہوں نے مجھے اس  
کمرہ میں رکھا تو یہ کہ یہ ان کی فکرِ کرمی ہے جو آج  
نہ ایک مجرم کے عہدے اور نہ ہی کسی شخصیت سے آپ کے  
بے فکر ہوں۔“ سولو نے عاجزی کا مظاہرہ کیا۔

”نہرا گرو اور صرف اچھے کام کرنے پر ہے۔“  
 ”اچھا اور ناقصہ حالت میں بھی اسے بچان لیا اور  
 جس طرح ہم کاکے میں قمار ہے۔“ ”نہرا نے  
 محبت سے سونکا شہر چھوڑا۔ قہرے دلوں کے ساتھ  
 ان کے دل میں ملنے کے لیے عقل محبت پیدا کر دی تھی اور  
 تو یہ تھا کہ اس فکر سے جسے ملے اور بھی غیر محسوس انداز  
 میں بہت سی چیزیں ملیں۔ ان کی محسوس اس کے اندر اور دلچسپ  
 اور مادیات میں تھیں۔ اب جو کیا تھا جس میں رادادلوں نے  
 اسے حاصل کرنا کوشش کی تھی اس کے لیے کیا تھا۔

پہلے یہاں سے بچتے تھے۔" ڈیپٹن نے زبردستی شہر بار کے آٹھ سے اس کا سڑی ہنگ لے لیا۔ اس چھوٹے سے ہنگ

نہیں بہت قلم تھا۔ اصل میں جو ان کے پاس کوئی سامان تھا اس میں بھی نہیں۔ اس ایک کا اجرام بھی سڑک کے کنارے چھوڑے کرنے کے لیے کیا گیا تھا جس میں ایک چاروے اور استعمال کی معمولی چیزوں کے سوا کچھ نہیں تھا۔ دھڑان کے ساتھ چلے گئے وہ پارکنگ میں آئے اور اس کی گاڑی میں بیٹھ گئے۔ شہر بارے میں اس کے ساتھ دانا اشتہ سنہالی ایک سلو چھپرہ لگا۔

”خدا تو یہ سوچا سوچ کر دل خوش ہو رہا ہے کہ  
ہمارے لیے کوئی کبھی چرٹ گی ہے۔ غیبت سارا وقت  
پاکستان کے خلاف سازشوں میں لگے رہے ہیں۔ اب  
انہیں خود ہی سامنے ضرور ہونا پڑے گا۔ ہمیں پاکستان میں کسی کوئی  
کھاتوں میں چڑھنا نہیں دینا۔“ (پیشترنگ  
سینا، ۱۵ اکتوبر ۱۹۷۱ء)۔

”خیر تو ان کو ضرور گی ہے لیکن یہ بھول جاؤ کہ  
انہوں نے کوئی عمل کیا ہوگا۔ دواچھ اندر بھرے کپے  
اور انہیں سے بچو۔ وہ دیکھیں چرخوں کے گام لیکن ساتھ میں  
کرنے سے بچیں انہیں آگیا کے ”خیر ہمارے حقیقت  
ہاں کی۔“

”کرنے دوا نہیں سادھی۔“ ایسا ہر سادھی کا  
 انہیں سترہ زہاب بھی ملے گا۔ ہمارے پاس بہت دوا  
 دکانے اور قریبی دکانوں کی دکانیں ہیں۔“  
 دلوں پر اسے اپنے سامنے پا کر اچانک بہت ترس گیا  
 تھا۔

”یہ حق ہے جب کہ۔ ہمارے لوگوں میں لاکھ  
برائیاں ہوں لیکن جب وطن کی سلامتی کی بات آتی ہے تو ہم  
سب قربانی دینے کے لیے تیار ہو جاتے ہیں۔ ہمارے ملک  
ہمارے انجمن کھلمے کیسے ہر طرح کے حالات میں ہمارا  
ساتھ دیا۔ اس سے بھی فرحش تک کہ کس کو گاہ۔ میری دلی  
خواہش تھی کہ وہ پاکستان آئے اور انہوں کے ساتھ زندگی  
انجام دے کرے لیکن اس کی زندگی ہی نے وہ نہیں کی۔  
کام کو یاد کرتے ہوئے وہ اس ہو گیا۔ اس کی لاش کی  
الان پاکستان نہیں پہنچی تھی اور کوشش نہ کر سکا کہ  
طرچے سے اسے پاکستان پہنچا جائے کہ کسی کو کٹواں کا  
غیر نہ ہونے پائے کہ وہ اسے محرم سے ہمارے میں تھا اور  
ہمارے سے فرار ہوتے ہوئے صورت کا دکھایا۔ فی الحال  
کہانی زیر غور تھی کہ کام ایک جگہ تک پہنچ گیا تھا  
جہاں وہ ہمارے کا دکھایا ہو گیا اور اس کے مسلمان کی حلقہ  
لپٹے پراس کا پاکستان کا پورے مسلمانوں پر اس کے عزیز اور



Smooth شیوا

Confidence شہزادہ یاسین شہزادہ یاسین

Toufay Umar

My Secret to Win!



شیونگ کریم

سید احمد کر کے اس کی ناقص پاکتوں بھرانے کے احکامات  
لیکے جا رہے ہیں۔ یہ کہانی اس لیے بیان جانی کہ کام ہمارے  
ہاتھ ہونے سے کسی کو آگاہ کر کے نہیں کیا تھا اور اپنے عزیز  
و اقارب کے لیے ایک معاہدہ تھا کہ ہانک میں وہ کہاں  
غائب ہو گیا۔ یہ کہانی سامنے آتی تو مسائل ہو جاتا لیکن  
ہر حال یہ محض منسوب بدی نہیں تھی۔ ہر پہلو کا ایسی طرح  
جاوید لینے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جاسکتا تھا۔

”و تو ہم سے زیادہ خوش نصیب ہے یار! اس کے  
مجھے میں تو بہت ہی زندگی آگئی۔ اس کی ذات کا قابل ہوسوں  
نہیں قابل ہونگے۔“ اڑیشان نے گواہی سے کہی۔  
”ہاں، تم ٹھیک کہتے ہو۔ شادی کی تم تو ہم میں  
سے ہر ایک کے دل میں چل رہی ہے۔“ شہزاد نے اس  
سے اٹھ کر ہر منسوب گفتگو کرتے ہوئے کہا۔

”اور سناؤ یہاں میرے پیچھے کیا ہوتا ہے؟“ اڑیشان نے  
اڑیشان سے توڑی بہت سن کر توئی رہی لیکن فیصلہ نہ کر سکا  
ی تھا کہ۔“

”یہاں بہت کچھ ہوا اور شہزادے کے ہم بڑی بڑی  
مٹکوں سے نکلنے میں کامیاب رہے۔“ اس نے اسے کی  
اسٹیک کی کام کو کش سے لے کر ہمارے کی حد میں  
اس اسٹیک کی چابی اور ایئر ٹیبل پر ملنے تک کی ساری کہانی  
مقرر الفاظ میں کہہ سائی۔ شہزاد کی موت کا قصہ بھی زیر مٹکوں  
آیا۔

”جاوید ملی بہت اچھا چارہ ہے۔ اس کی خصوصی  
تخصیر کرواؤ۔ آگے چل کر وہ کوئی اور میرا ثابت ہو گا۔“  
سادری بات سن کر شہزاد نے شہزاد سے کہہ کر ان میں سے  
برواتے میں جاوید ملی لے لکھ کر دوا کیا تھا۔

”یہ تو ہم میں سے ہر ایک محسوس کر رہا ہے۔ بہت  
اہمیت ہے اس کو اس کے لیے۔ میں اس کے جنون کو دوا  
کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے لیے بھی ہم  
پچھلے ہی کر انکشاف ہے وہ سب کچھ جانتے گا۔“ اڑیشان  
نے مٹکوں سے ہاتھ ہٹایا۔

”جنون تو اس کا کچھ ہے۔ انسان جب اپنے کسی  
جادو سے کوئی دوسرے کے علم کی وجہ سے کھتا ہے تو اس کے  
اعتراف و ذمہ داری جاتا ہے۔“ شہزاد نے قدم سے اڑیشان سے  
کہا۔ اسے علم تھا کہ لو اب لو اڑیشان ملی کی لکھی پر وعدہ خواجہ  
سراڈس کے ٹھیک سے نکلنے والا جاوید ملی کو اب کی نئی  
شازمین کی محبت میں جکڑا ہوا تھا اور یہ محبت ہی اس ہے  
جاوید ملی کی زندگی بچانے کا سبب بن گیا۔ جاوید ملی

نے اس حادثے کا کمرہ ڈھکیا تھا۔ شہزاد اس کی اس کہانی  
کو ایسی طرح سمجھ سکتا تھا کہ اس نے بھی اپنے ہمراہ  
مجھے کوئی جادو اور اس کی جتنی جادو کی موت کا دھمکا  
ہاں کے ہاتھوں کو کھینچ کر داریک۔ شہزاد نے اس کے لیے  
اڑیشان تھا۔ یہ تو اس کی خوش قسمتی رہی کہ ذاتی جنگ سے  
دشمن کی جنگ میں بدل گیا اور زندگی کو ایک بہتر شخص بن گیا۔  
جاوید ملی کے ساتھ بھی یہی بات تھی جو اٹھا کر ایک کہانی تھی  
ان کے ذاتی دشمن ہی توئی دشمن بن گئے تھے۔

”قدرت بڑی متعجب حقائق ہے۔ یار۔ انسان وہ  
سہتا ہے تو کتنے میں بھی اس کا حصہ ہوتا ہے۔ جاوید کو بھی  
کی کھلی میں زندگی کی ایک ایسی ساقی ملی گئی ہے۔ اس نے  
مجھے بتایا ہے کہ جلد وہ اس سے شادی کرنے والا ہے۔“  
اڑیشان نے اسے اطلاع دی۔

”یہ تو بہت اچھی بات ہے۔ زندگی میں جلد  
بڑھانے والے موجود ہیں تو انسان کی کارکردگی حد تک  
جاتی ہے۔“ اس کے لیے جلد ہوا کرتے ہی سڑک میں ہو گیا۔  
اڑیشان انہیں اس کو بھی میں لایا جاتا ہے وہ ایک مرے تک  
مقررہ وقت کے زیرِ قریب رہا تھا۔ کوئی میں مقررہ وقت نے بھی  
اس کا عمل ہاتھوں سے احتیال کیا۔ سڑک میں ان مٹکوں میں  
مجھے دوا تھا۔

”تم جاوید کو تو آزاد کر کے فریض ہو جاؤ۔ جاوید  
گازی اور ڈرائیور دونوں تیار ہیں۔ جب تم چاہو  
شہزادے والدین سے ملاقات کے لیے لے جانا جاسکتا  
ہے۔“ اڑیشان میں لے لینے کے بعد مقررہ وقت نے سڑک  
اطلاع دی۔

”میں فوراً خود پر ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔  
مجھے معلوم ہے کہ میرے لیے بہت اچھا ہوں گے۔“ سڑک  
نے اپنا فیصلہ سنایا جو اس وقت درست تھا۔ اپنے والدین جیتنے  
برسوں بعد اپنا چہرہ تھا ایک بار پھر اس کے غائب پر کتنے  
پریشان ہوں گے۔ یہ کوئی بھی صاحبِ دل ایسی طرح سمجھ سکتا  
تھا۔ سڑک اس کی کھلی میں پر نور اور اندر کر دیا گیا۔

”تم نے میرا سفر سے بلند کر دیا۔ یہ تمہاری حوصلہ  
کا جو ہم چاہتا ہے دوست کو اس کا سن چاہا خود چہ میرا  
کامیاب رہے۔“ اڑیشان فرماں میں باصلاحیت انسان کا  
خداات پا کر چاہتا ہے بہت خوش ہو گا اور وہی کے کہنے  
کو میرا شہزادہ بنے گا۔“ شہزاد نے آرام کرنے سے اٹھ  
کر دیا تھا اس لیے انہوں نے لیڈنگ روم میں مکمل ہو جاتی تھی۔  
میں مقررہ وقت نے اسے محبت پائی مٹکوں سے وہ کچھ



ہوئے پھر میرا تھا۔

”میرے لیے بھی یہ بڑے اہمیت کی بات ہے۔  
بھارت کی ریٹرو وائیو کے لیے نہیں جتن کیسے  
دوست کی بھارت ضرورت دے گی اور ابھی تو انکس پورس میں  
ماٹریکس واپس لوٹنے اور سبھی کی ہے۔ انکس صاحب نے خود  
جتنی کام سے مطالب کیا تھا کہ مائیک کی جگہ میں رہاؤں گا  
بھروسہ کیا جائے اور اس کی جتنی کو بھی جلد از جلد اس تک  
لا دیا جائے۔ ان کا یہ مطالب قبول کر لیا۔ میرے خیال میں  
یہ بہت اچھا ہوا۔ یہاں کے مقابلے میں مائیکس میں زیادہ  
محفوظ رہے گی۔ اس طرح میرے دل سے یہ بوجھ بھی اتر  
جائے گا کہ میری وجہ سے اس بے چاری کی ابھی خاصی  
زندگی خراب ہو گئی۔“ اس نے ان کو کون کوناشہ کے کردار  
کے بارے میں اظہار آگاہ کیا اور بھارت میں جیل آنے  
والے چند چھوٹے واقعات بتا دیے۔ اس دوران میں چائے  
اور کچھ چھلکے مائیکس کا سلسلہ بھی چلتا رہا۔ ڈیٹان اور مگر  
دلچسپی سے سارے واقعات سنتے رہے۔

”بھاری اس کم میں بھائی جی کا کردار بہت  
زیادہ صبر رہا۔ اس کی شخصیت کے سچے پانچواں جگہ لگن اس  
کے ساتھ نے بھروسہ کام کو خالص آسان بنا دیا۔“ کہانی  
میں بھائی جی کے کردار پر پھر کرتے ہوئے عمر فاروق نے  
کہا۔

”ہاں، عجیب اختیادی شخصیت کا ایک قادی۔ ایک  
طرف بڑا متفکر اور محبت کے چھوٹے بڑے کام دینے والا  
اور دوسری طرف لاپرواہی اور سوج پرست۔ اگر اس کے  
راحت دینے والے بھائی نے آخری لمحات میں ہماری مدد کی  
ہوتی تو ہمارے لیے بڑی مشکل کمزور ہو جاتی۔“ اس کی  
تائید کرتے ہوئے عمر فاروق نے جوابی پھر دیا۔

”جو ہمارا ہوا۔ ہمارے لیے تو بے سزا اور خوشی  
کی بات ہے کہ تم اپنے دامن میں کامیابی سمیٹ کر بھی  
ملاصحت ہمارے درمیان دابھل آگئے۔“ ڈیٹان نے محبت  
سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

”تم لوگوں کی دماغ میں ساتھ جس یاد دہن میری کیا  
حالات ہے۔“ اس نے عاجزی کا مظاہرہ کیا اور حرج نہ لایا۔  
”میرے پیچھے تم لوگوں نے بھی کم کرنا سے انجام  
نہیں دیا۔ خاص طور پر مائیکس کے انجام اور انہیں سے  
ایک حصار آوری کی وجہ مگر ڈیٹان نے میرا دل بہت خوش کیا  
ہے۔ یہ بتاؤ کہ اس گرفتار ہونے والے بندے نے کچھ انکا  
پاکس؟“

”خاصا صحت جان بندہ تھا لیکن ملاصحت  
طرزوں کے آگے ٹھہر نہیں سکا۔ اس نے ابھی دیا ہے  
مجم کے پیچھے موباد اور ماکا مائیکس صاحب قادی  
پاکستان کو کشمیر پہنچانے کے ساتھ ساتھ عالمی برادری  
تلاش بھی محبت کرنا چاہتے تھے۔ ہم نے اس کے خلاف  
یہاں ان کے قتلوانوں کے بارے میں بھی معلوم کر کے  
کوشش کی لیکن اس کی فراہم کردہ معلومات اس اختیار سے  
بیکار رہت ہو گئی کہ وہ سب کچھ سے پہلے ہی کچھ کو  
سے اتر چکے تھے۔ ہمارے وہ بندہ بھی خود ہی کہنے لگا  
کا صاحب ہو گیا۔ اس نے ہاتھ دھو کر کابلہ اندر کر کے  
سے تار کھینچ کر خود کو انکس پر شک کیا تھا۔ کچھ لڑائی  
جسم کی وجہ سے کچھ دنوں میں ہی اس کا قہر تمام ہو گیا  
ہم ارادہ کر رہے تھے کہ اسے عدالت اور سب سے کچھ  
چل کر کے دیا کہ بھارت اور سرائی دونوں کے کچھ  
آگاہ کیا جائے۔“ ڈیٹان نے بتایا۔

”دماغ ان کے کردار سے پہلے ہی آگاہ ہے۔  
ہر قسم سے ہم کچھ کے باعث عالمی برادری میں بھارت  
دوست رکھتے ہیں۔ اس کی سزا کچھ ہوا کہ مائیکس  
مقابلہ کر کے ہی لگن ہیں اس سے بھی زیادہ بڑی بد  
کر ہمیں ایک بڑے قدم پر فتح ہونے کی فرصت مل گئی  
ہے۔ اپنے اسلامی شخص کو بھول کر کچھ مائیکس امر  
دیکھ بڑی طاقتوں کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگے ہوئے  
ہیں۔ ہمیں کے محسوس اقتدار سے آگے کیلئے کی محاسن  
نہیں دیکھتے اور کچھ اندرونی حالات اسے خراب ہیں۔  
سے ملنے میں ہی ساری توانائیاں صرف ہو جاتی ہیں۔  
کے حقیقت پر بھی اس پھر کرنے سے سب کے دلوں کی  
امرو کی میں جتا کر دیا۔ یہ وہ لوگ تھے جو مسلمانوں کی  
میں سر بلند دیکھنے کی قہار دیکھتے تھے لیکن اپنے  
اقتدار کے باعث بگڑنے سے قاصر تھے اور اس  
ی کر سکتے تھے کہ اپنے دائرہ کار میں ہی اپنی  
ملا جیوں کا استعمال کرتے رہیں۔

”اسے اس صحت ہو اور خوردار، اندھ کی زندگی  
قوم کو بھی فروغ دے گا۔ ہم تم پیچھے جتانوں کا حوصلہ  
رہنا چاہیے۔“ آخر عمر فاروق نے ہی انکس اس پاس  
لایا۔  
”اٹھا مائیکس“ دونوں نے ایک وقت مسکرا کر کہا  
اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔  
”لو کہ تم دونوں کب شب گاؤ۔ کچھ کچھ کام ہے۔“

”اس نے کہا کہ اسے ہی ملاقات ہوگی۔“ انہوں نے ان  
کو اس سے رخصت کر دیا۔  
”چوہری کی کیا خبر ہے؟“ شہزادہ کو اپنے سب  
سے اس کی خبر کی یاد تھی۔  
”ابھی تک مصروف پاکستان نہیں آئے ہیں۔  
بھارت سے سب سے دینی کچھ گئے ہیں۔“ ڈیٹان نے اسے  
آگاہ کیا۔ ساتھ ہی ملاوٹ کے گلے والے کس سے لے کر  
اپنے کچھ بھائیوں کی گرفتاری کے بارے میں بھی بتا دیا۔  
”مستقل گرفتاری کے بارے میں کچھ ہے کہ ہم  
چوہری کی طرف سے آئے والی غلطی کا ذکر کرنا  
تیرا سبب نہیں ہو پارہے ہیں جس کی وجہ سے بہت سے  
خوشی ہمارے علم میں نہیں آ رہے۔“ ساری گفتگو  
ڈیٹان نے ڈیٹان نے اس سے اپنی انکس کا ذکر کیا۔

”چوہری جتنی لوگوں کے ساتھ دہشت ہے، وہ  
چوہری کے میدان میں ہم سے بہت آگے ہیں اس لیے  
بھارت کا بہت زیادہ امکان ہے کہ انہوں نے چوہری کو  
بھارت کو کئی بہت محسوس اور یہ فراہم کر دیا ہو جس کے  
بانتا۔“ مائیکس کا ساتھ کرنا چاہا۔“ اس نے فوراً  
بانتا ہی پڑ گیا۔

”میرا بھی جتنی اندازہ ہے۔“ ڈیٹان نے اس کی  
تائید کی۔

”بیک ہے۔ اب میں دابھ آ گیا ہوں تو چوہری  
سے بھی اور ہاتھ کر لی لیتے ہیں۔ انکس فرمان والا  
ہو تو یہ کہ طالب دہشتاؤں میں پہلے ہی اس سے ملنے کی  
کوشش کرتا۔“ اس نے اپنے حرم کا انکس کیا۔

”اس وقت بھی میں ایک اور توجہ طلب مسئلہ  
۔“ ڈیٹان نے دیکھی آواز میں اسے آگاہ کیا۔

”کیا مسئلہ؟“ وہ چٹکا اور ڈیٹان کی طرف سوال  
کر اس سے دیکھنے لگا۔ ڈیٹان فوری طور پر کوئی جواب نہیں  
دیا۔

”کیا آرٹھو میں کوئی گویا ہوئی ہے؟“ شہزادہ  
پرہیز میں اوراک ہوا کہ مسئلہ کا مکمل مابادوں سے ہے لیکن ہوا  
اس کا کام لینے کے جانے ڈرا تھا کہ موبائل کیا۔

”اس دوران خاصی گویا ہو گئی ہے اور مابادوں خاصی  
مل رہا ہے۔“ وہ اسے دھیرے دھیرے حالات سے  
آگاہ کر رہا تھا۔ ”اس کی موت اور مابادوں کے پاس مسئلہ  
بانتا ہی پڑ گیا کہ اس کو وہ خراب تھا۔ اس سے بھی بڑھ کر  
بانتا کی بات ہے جتنی کہ اس کا سب کچھ لینے کے بارے میں

”کچھ طالب  
اور کچھ طالب جی ہوا ہے۔ ان کے ہاتھ میں ہے۔“ اس کی بات سن کر  
کی ایک اور کوئی چیز رہی۔

”میں اس کا ہاتھ چاہتا ہوں۔ میں مابادوں کو  
حالات سے لڑنے کے لیے تیار نہیں ہو سکتا۔“ آخر کار اس  
نے اپنا فیصلہ بتا دیا۔ ڈیٹان کو بھی اس سے اسی فیصلے کا امید  
تھی۔

”بھروسہ جانے کے امکانات ہو جائیں گے لیکن  
قریب ہوا نہیں مت ہو۔ مابادوں خان مابادوں کے ساتھ ہے۔  
مستقلی خان بھی ان لوگوں کی ہر کوشش دیکھ کر گے گا۔ جو ہمیں  
مزید ہوش میں اس کی پروا نہ کریں۔“ یہ کچھ نہیں ہے۔“ ڈیٹان  
نے اس کے شانے پر ہاتھ کر دیا اور مابادوں کی اس کے سچے  
میں دھوکا دل اس وقت تک قرار نہیں پاسکتا تھا جب تک  
اسے مابادوں کے کھوکھو ہونے کا مکمل یقین نہ ہو جاتا۔ ابھی تو  
وہ بے سوچ سوچ کر ہی بے یقین ہوا ہوا تھا کہ مابادوں نے  
اسم کچھ نہیں اور محبت کرنے والے سامنے کی جہائی کا کم  
کچھ سہا ہوا گا۔ وہ جانتا تھا کہ اسم مابادوں کی محبت نہیں  
ہے لیکن اسے یہ بھی معلوم تھا کہ اسم کی محبت میں اتنی گہرائی  
تھی کہ اس نے مابادوں کے دل میں اپنی جگہ ضرور بنائی ہو  
گی۔ ایک بھائی اور چوہری کی ایک کچھ محبت کی تھوڑی کر  
ہی نہیں تھی۔ خود اسے اگر اسم کی محبت پر پھر دیا ہوتا تو  
وہ مابادوں کو اس کے حوالے کیسے کرتا۔ اس نے تو یہی سوچا تھا

کہ وہ دونوں یہاں سے دہشتہ گرد کی ایک انگ دیا تھا  
کے اور سارے مسئلے سامنے سے چلا کر ایک دوسرے کے  
ساتھ خوش رہیں گے لیکن قسمت اتنی اور جا کر بھی اپنا وار  
کرنے سے نہیں بچتی تھی اور اس کی مابادوں ایک بار پھر  
گرداب میں پھنسی ہو گئی۔ اسے ہر حال میں مابادوں کو اس  
گرداب سے نکالنا تھا، یہ سچے بھیر کہ اس بار اس کے  
ساتھ چوہری نہیں امر کا کچھ بڑی طاقت تھا کہ کوئی  
ہے۔

☆☆☆

بہت جگہ کا وقت تھا کہ سورج غروب ہونے میں ابھی  
کچھ وقت باقی تھا جب میرا درختوں نے اپنے سر کا آواز کیا۔  
”ہو، میری دہشت پر مگر دلوں سے لی کر اس کے پاس  
دابھ آ گیا تھا چنانچہ ان کی اتنی جگہ روائی میں کوئی شکل نہیں  
نہیں آتی تھی۔ انکس جتنی استحقاق پر مگر تھا، اس کے لیے  
بہت ہی سب سے بڑی انتحاب کی چتا چلی اس وقت میر  
نے جپ کا ہی انتخاب نہ سنبھال سکا تھا۔  
”میں جگہ میں داخل ہونے کے معاملے پر ایک



فر سے سے غور کر رہا ہوں اس لیے بہت سے متاکی افق  
 کرتے ہیں کامیاب رہا ہوں۔ جنگ کے ساتھ جو گاؤں  
 دیات گئے ہیں ان میں سے ایک اور ایسا گاؤں ہے جہاں  
 سے جنگ تک پہنچنے کا راستہ سب سے آسان ہے۔ ایک  
 راستہ آٹھ آدھ سے بھی آٹھ سے بھی خود اٹھ آدھ پہنچنے کا راستہ  
 بہت غراب ہے اس لیے لوگ اس طرف کا رخ نہیں  
 کرتے۔ دوسری طرف علی والاں اور دوسرے چند گاؤں  
 ہیں لیکن وہ جنگ کے سر پر سے کے جانے خشک پھاڑی  
 سے لے جاتے ہیں اس لیے وہاں سے بھی آمد و رفت  
 شاندار رہی ہوتی ہے لیکن بہر حال راستہ سب سے آسان  
 ہے۔ اس لیے میرا کوئی خوف نہیں۔

"اب ہم سارے کو اس زادے سے دیکھیں کہ کچھ  
 لوگ جنگ میں کوئی غیر قانونی کام چاہی دے گئے ہوں  
 اور وہیں چاہتے کہ لوگ ان کے کام میں مداخلت کریں تو  
 خود کرنا پڑے گا کہ انہوں نے مداخلت کا وہاں سے بچے اور  
 آگاہ بنے کے لیے کیا طریقہ کار اختیار کیا ہو گا؟

"سب سے پہلے تو انہوں نے موجودہ راستوں پر  
 گمرانی کا انتظام کیا ہو گا تاکہ جیسے ہی کوئی جنگ میں داخل  
 ہو انہیں معلوم ہو جائے۔ چنانچہ نقشے کی مدد سے میں نے  
 بہت سوچا ہے کہ یہ ہمارا ایک ایسا راستہ کا انتخاب کیا ہے جو  
 دشوار تو ضرور ہے مگر وہاں گمرانی کا امکان نہیں ہے۔ اس  
 وقت ہم اسی راستے کی طرف جا رہے ہیں۔ اب سارے کا  
 دوسرا ایک سوالات دیکھتے ہیں۔ جنگ میں تلف و جہالت کی بنا  
 پر مختلف اطراف کا آنا جانا روکتا ہے اور وہ سارے اطراف  
 وہاں مارنے کا خطرہ نہیں ہو جاتے۔ خاصی اوقات کے  
 باوجود جنگ میں جانے اور مصلحت دیکھیں آجائے والوں کی  
 تعداد نسبتاً بہت زیادہ ہے اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ موت  
 صرف انہی کے لیے ہے جو اپنی ہوئی کسی خاص راز سے  
 واقف ہو جاتے ہوں گے۔ یہاں ہمیں یہ بات غور و فکر کرنی  
 ہوگی کہ یہی خبر راز بر گری کے لیے جنگ کو کھانا پڑانے والے  
 جنگ کے کسی خاص حصے پر ہی قابض ہوں گے لیکن ظاہر ہے  
 اسے بڑے جنگ میں ہم کی خاص مقام کا ہمیں آسانی سے  
 نہیں کر سکتے۔ البتہ میں نے کچھ اندازے سے غور و فکر کیا ہے۔

"پھر اور اس کے ساتھ میں کی لائیں ہمیں جیسے  
 سے نہیں اور وہاں بھی طرح پر چیک کیا گیا تھا اور یہ بات یقینی  
 ہے کہ وہ خبر باطل صاف ہے۔ یقینی ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں  
 کہ انہیں شکوک ہو گئے اور انہیں کوئی کیا تھا۔ بہر صورت  
 کی وجہ جنگ جانوروں کا ملنے کی یقین پست بلکہ کی وجہ سے

نے یہ بھی ثابت کر دیا ہے کہ جنگ جانوروں کے مسئلے سے  
 دوسب کے سب ہے ہوتی ہے۔  
 "مجھے پھر کے سامان سے ایک خشک علاقہ میں  
 اس نے ایک خاص مقام کو ہر گز کر رکھا تھا جس سے  
 ہوتا ہے کہ وہ جنگ کے اس حصے میں جانا چاہتا تھا جس میں  
 کچھ خطرہ نہیں تھا۔ وہاں اس کے ہاتھ میں ایک خشک علاقہ  
 تھا جس کو دیکھنا چاہتا تھا۔ یہ وہ علاقہ ہے کہ اسے کیا کیا  
 گا۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ ہم جنگ میں داخل ہونے کے  
 بعد سب سے پہلے اسی حصے کو چیک کریں گے جس میں  
 احتیاط سے اور ذرا قیاسی ہے وہ گز۔ کام پورا ہونے میں  
 چاہے وہ کچھ جاتے ہیں۔ یہاں سے احتیاطی سے ہمیں کوئی  
 فائدہ نہیں ہوتا ہے۔" چپ کوٹے شدہ راستے پر چلا گیا  
 ہوئے تھیں۔

"چپ کے سر پر اس کی گل چٹکی طرح کچھ  
 آپ جیسا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کی آواز کی  
 تقریب کے جواب میں چپ نے صرف ایک ہلکا سا  
 بہت پتلا آواز کیا۔ وہ گز سے بھی چلتا تھا۔ اسی لیے  
 احتیاطی سارے کو بہت زیادہ کاوشیں کرتی تھی۔

"گز اب تم ایسا کرو کہ پیچھے دیکھو جس سے  
 دیکھو اور اپنی پتلا کا اظہار کر پیلے ہی منتہاں ہلکا  
 چپ تھا اور ہر اسی طرح ہے۔ یہ چپ میں اپنی پتلا پر ہر گز  
 لے جاتے ہوں گے۔ چپ میں جنگ سے باہر ہی ایک  
 چپ پر چپ ہواؤں کا کچھ اس کو لے جانے کی صورت میں ہم  
 فوراً ہی پھر میں آجائے گا۔ دیکھیں میں نے جس راستے  
 کا انتخاب کیا ہے وہاں سے چپ کا گز رہا نہیں ہوگا۔  
 پھر نے اس سے کہا تو اس نے جنگ کو کچھ لٹکتے ہوئے  
 تلا جگہ اٹھا لیا اور اس میں سے سب جہالت اٹھا ڈالنے  
 لگا۔ اس کے بعد اس طرح کے یاد دہانی میں تھا، غامضی سے  
 گز رہا۔

پھر نے حوصلہ پر چپ کر چپ روک لی اور پھر اس  
 دونوں نے نلی کرنا سے ایک ایسی جگہ چپا دیا جہاں چپ بڑے  
 اور بڑے اور سخت کی شاخیں زمین کو چھو رہی تھیں۔ غور و  
 بہت کی شاخیں اور چپ تو گز چپ پر چپانے کے بعد  
 پوری ہو گئی۔ چپ سے اترنے سے کل انہوں نے ایک  
 ایک دانگ ایک جنگ میں تمام کی تھی۔ ان کے سروں پر ایک  
 نہیں تھیں جن کے سامنے کے حصے پر چپ میں تھی  
 تھیں۔ یہ بالکل ایسی لہجوں تھیں جو کان کنوں کے  
 ذریعہ منتہاں ہوتی ہیں لیکن فی الحال انہوں نے ان چاروں

نور میں نہیں کر رکھا تھا۔  
 "اس حصے میں زمین بہت نرم اور قدرے دلیلی  
 ہے۔ میں نے سنا ہے کہ کئی زمانے میں یہاں غری ہوئی تھی  
 لیکن پھر کئی بار زمین میں ایک جنگ دلدلی ہے۔ لوگ زمین  
 کی ساخت سے واقف ہونے کی وجہ سے اس حصے کا رخ  
 کرنے کی بجائے نہیں کرتے لیکن مجھے میرے خلاف میں  
 میں ایک گز کے پتلا تھا کہ ایک چپا سے وہ گز روک  
 میں نے یہاں کر جنگ کے اندر تک پہنچا سکا ہے۔ میں  
 سے وہ راستہ ابھی طرح کچھ چپا ہوں مگر بھی احتیاط  
 میں نے لی تھا کہ راستہ چپ کرتے ہوئے آگے  
 چپیں۔ راستے پر میں آگے ہوں گا تم مجھے فائدہ کرنا۔" قدم  
 ڈالنے سے کل میرے تھک کر چپ پر جنگ دلی۔  
 "چپ کے سر پر... لیکن آگے مجھے پیچھے دلی اور  
 چپ کے کان میں بڑی ہوں اور سارے خطروں کا آپ  
 کی بات کر رہے ہیں۔" ٹھوکر سے بڑا اور ساتھ ہی ایک  
 چپ بھی کر دی۔

"نہیں یاد ہے بڑی اور بہادری کا چکر نہیں ہے۔  
 تمہاری بہادری بہت شدہ ہے۔ میں آگے صرف اس لیے  
 چپا ہوں کہ مجھے تمہارے سارے سارے میں راستہ زیادہ  
 انہیں طرح معلوم ہے۔" پھر نے اور سامان کر کے بکھارا  
 اور انہیں بکھارا۔

طرح ہوتے ہوئے چپ کی بہت بھی روشنی میں سفر کا  
 چپ طرح شروع ہوا۔ یہ راستہ واقعی دشوار تھا۔ دانگ  
 میں لے اس راستے پر چپے میں ان کی بہت دلدلی۔ جہاں  
 میں زمین ایک حصے سے زیادہ نرم تھی، دانگ کے حصہ ہونے  
 میں زیادہ آگاہ کرنا نہیں ہو سکتی ایک چپ پھر چپ گیا۔  
 روشنی تھی۔ یہ وہ صرف کچھ تھی جس نے دلدلی کی شکل اختیار  
 نہیں کی تھی۔ چپ کے سہارے وہاں ہر گز چپنے کے قابل  
 نہ تھا۔

آخر کار انہوں نے نہایت سست دلی سے جنگ کے  
 اندر رسائی کا یہ مشکل راستہ طے کر لیا۔ اب صورت پوری  
 طرح طرح ہو چکا تھا لیکن کچھ دھنوں کی وجہ سے اس کی  
 نمایاں جنگ کے اندر پھر رسائی حاصل کرنے میں  
 کام نہیں۔  
 پھر نے ایک درخت کے نیچے کوٹ کر ٹھکانہ بنا  
 دیا۔ یہ روشنی میں اس کا چکر لپٹنے کے ساتھ ساتھ کپاس  
 کی مدد سے اپنی سمت کا نہیں کیا۔ چپ چپا ہوا نہیں تھا  
 اس لیے اس قسم کے مداخلت میں مدد کرنے سے قاصر

میں چپا ہوا تھا۔ اسے اس کا ایک کتبہ بھی نہیں تھا۔  
 کا بھی کرنے کے بعد آگے بڑھنے کی وجہ سے کتبہ کو توڑ دیا  
 چپ۔ ان کی چپا ہوا ایک سارے میں کچھ دلدلی۔ وہ ان کی روشنی  
 کے باعث کسی کی غصوں میں آئے کا غصہ سول لینے کے  
 لیے چپ نہیں تھے۔ آگے بڑھنے کے لیے وہ غصوں کے بتوں  
 سے گھبرا کر آنے والی معلوم روشنی بھی نکالی تھی۔

دن کا آغاز ہوتے ہی جنگ میں زمی کی جنگ ابھی  
 تھی۔ وہ مختلف چپ پر نہ کی آوازوں کے ساتھ میں کی پہل  
 پہل کو بھی ابھی طرح غصوں کر سکتے تھے۔ جنگ ہوتے ہی  
 روزی کے حصول کے لیے ہماگ دوڑ شروع ہو گئی تھی۔  
 مداخلت کی جنگ کے باوجود انہیں غصہ کے اس حصے نے  
 حذر کیا۔ یک دم ہی پھر میں ہر گز کا ایک جڑواں ہوا۔  
 چپ اور شاخیں جنگوں والے وہ ہر گز بہت خوب صورت  
 تھے اور انہیں میں انہیں اس کرنے بہت چارے تھے۔  
 ان دونوں کی توجہ غور و فکر ہی ان پر مرکوز ہو گئی اور وہ ایک  
 درخت کے سارے کے ساتھ چپا گئے انہیں دیکھتے رہے۔ چپ  
 چپا چپا گئے میں ہی تھا چپا ہوا آگے کی طرف بڑھ  
 گیا اور انہوں نے بھی قدم آگے بڑھانے۔ قیاسی کے باوجود  
 انہیں ہر گز کے حرکت جسم ابھی طرح غصہ آ رہے تھے۔  
 اتفاق سے ہر گز بھی اسی سمت ہماگ رہے تھے جس سمت  
 انہیں چپا تھا چپا تو وہ غریباً ہر گز کے پیچھے ہی تھے۔  
 چپ ایک ان کی غصوں نے ایک حیرت انگیز سفر دیکھا۔  
 جڑے میں سے آگے بھاگتا ہوا ہر گز یک دم ہی زور سے  
 پیچھے کی طرف اچھلا اور زمین پر گز کر سکت ہو گیا۔ یہ پھر  
 بالکل ایسا تھا جیسے بال دیوار سے گزرا کہ ڈانٹ ہو لیکن ہر گز  
 کی مدد میں کوئی دیر اور نہیں گئی۔ نہ جانے وہ کس ناچہ نے  
 سے گزرا کہ اس کی طرح اچھا تھا کہ اس کا سامی ہر گز بھی دم  
 ٹھوکتا۔

"درخت پر چپ چپا۔" پھر نے سرگرمی میں ہماگ  
 دیات کی اور خود بھی ایک نرمی درخت کے سارے پر چپے  
 لگا۔ وہ درخت پر چپ رہے تھے انہوں نے نہیں کتوں  
 کے ہونے کی آواز نہیں سنی۔ ان آوازوں پر دم غور کھڑا  
 ہر گز چپا ہوا اور مختلف سمت میں ہماگ کھڑا ہوا۔ وہ  
 دونوں جب تک درختوں کی شاخوں تک پہنچ کر لپٹے  
 پراحتی ہوئے، کتوں کے ہونے کی آواز نہیں تھی۔ ابھی  
 نہیں۔ انہوں نے آواز کی سمت دیکھا۔ وہ چپا چپا کتوں کا  
 ایک ٹول تھا وہ ہر گز کی دیش کے کرپ چپا تھا۔ پھر کہ  
 زیادہ وضاحت سے دیکھنے کے لیے انہوں نے اپنی



اور انھوں سے لگائیں۔ ان کے دیکھتے ہی دیکھتے  
 انھیں کوئی نہ لگا کر ہوں گی لال کو کچھ چادر رکھ دیا۔  
 چھل کی زندگی میں یہ مہر جو انہیں قاتلوں انہیں ہر ذات  
 کا ہی غور محسوس ہوئی۔ یہ بھی کہ انہیں ان کوں کے گئے میں  
 سنا پڑے ہوئے تھے اور وہ کسی طور جنگی کتے بھی لگ  
 رہے تھے۔ جنگی کوں کے گئے میں بھوں کی موجودگی کا  
 سوال ہی نہیں تھا۔ انھیں ہر لحاظ سے تھیں بہت ہو گئے تھے۔ ان  
 کے دیکھتے ہی دیکھتے انھوں نے اپنے تھے سے صحت مند ہون کو  
 چند کروڑ لاکھ اور ہزار لاکھ چڑائے۔

اسی وقت جنگ کی فضا میں ایک نئی روشنی کی آواز کوئی  
 اور کوں کے جسم ایسے ساکت ہو گئے جیسے ان کے جسموں کو  
 کوئی تار چھو چا پک پڑی ہو۔ انھوں نے اپنے من میں وہی  
 ڈیرے کو ٹھونڈا ٹھونڈا اور بالکل میا کی انداز میں پلٹ کر  
 دیکھا اس سمت بھاگے جہاں سے نمودار ہوئے تھے۔ اب  
 قلب و دھج کی کوئی گھٹیا بات نہیں رہی تھی اور یہ بے ہو گیا  
 تھا کہ وہ تربیت یافتہ سردھانے ہوئے کتے ہیں۔ انھوں اور  
 اس کے ساتھیوں کی موت بھی یقیناً انہی کوں کی وجہ سے  
 ہوئی تھی۔ اس مہر نے ان پر یہ بھی واضح کر دیا کہ وہ جنگ  
 کے اس حساس حصے میں کچھ نہیں کیا تھا۔ اب وہ کتے ہیں جو  
 یہ امر سرگرمیوں کا مرکز ہے۔

”اب ہمیں بہت احتیاط کرنی ہوگی چو۔ ہم دیگر  
 ذہن کے قریب بھی چکے ہیں اور راز داری بھی فطری ہمارے  
 لیے موت کا پیغام بھی ملتی ہے۔“ اس نے اپنے آپ پر شہرہ  
 چڑھا کر غلب کیا۔

”جی سراسیمہ ہو گیا ہوں۔“ جگر نے اسے جواب  
 دیا۔ اس کے ہر ہمارے تھانے کا کردہ آگے کے لیے کیا  
 اور وہ رکھا ہے۔

”مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ ہمیں کتنے کاٹلے پر رو کر  
 اپنا کام کرنا ہوگا۔ میں آگے بڑھوں گا اور خاک کی جانے کی  
 کوشش کروں گا۔ تم اپنی جگہ پر رو کر مجھے کوہ دیتے رہو  
 گے۔ بدوجہم میں سے کوئی بھی اپنی زندگی کو خطرے میں  
 نہیں ڈالے گا۔۔۔“ ٹھیک ہے؟“ اپنی بات کے اختتام پر  
 اس نے جگر سے سوال کیا۔

”ٹھیک ہے سر! جیسا آپ کا حکم۔“ وہ اس کی کھل  
 فرماہواری کی گردہ تھا۔ اس کی طرف سے مطمئن ہو کر مجبور  
 و رخصت سے اتر اور پھونک پھونک کر قدم اٹھاتا اس سمت  
 بڑھا جہاں اس نے ہرگز کوئی تار نہ ہو چار سے بگڑا کر لکھتے  
 دیکھا تھا۔ وہ کچھ چکا تھا کہ یہ سانس کا کوئی کرشمہ تھا اور جنگ

کے ایک محسوس حصے کو کسی جلدی مخالفت سے محفوظ  
 رکھنے کا یہ اندازہ تھا کیا تھا کہ جیسے ہی کوئی لڑی اور  
 حصے میں داخل ہونے کی کوشش کرے۔ اسے انھیں کوں  
 بھی کسی چیز کا سامنا کرنا پڑے۔ شاگ کتے کے جسموں  
 ... مردہ یا نیم مردہ ہو چکا تھا اسے آخری انجام تک پہنچانے  
 کے لیے اس پر کوں کو ہلکا دیا جاتا۔ اس پر ہر قسم کا  
 مجبور نے اپنی نگہوں سے اس مقام کا کھن کر لیا تھا۔  
 ہرگز کو ہلکا تھا چنانچہ یہ تھا کہ اسے اس جگہ تک پہنچ  
 بھی نہیں جاتا ہے۔ وہ نہیں اس کے آس پاس کی دھج  
 و رخصت کی تلاش میں تھا جو بہت جلد ہوا اور اس پر چڑھ کر  
 وہ جنگ ہاکو لے سکے۔ آخر کار اسے ایک ایسا اندازہ  
 آ گیا۔ اس نے احتیاط سے و رخصت پر چڑھا شروع کیا۔  
 و رخصت بندھ ہونے کے ساتھ اس کا تھکا تھکا جسم اسے  
 لیے اس پر چڑھنے میں مشکل پیش آ رہی تھی۔ کئی بار وہ  
 پھٹنے پھا پھٹنے یا آخری کوشش میں کامیاب ہو گیا۔  
 ایک بلو شہر پر پہنچ کر اس نے پہلے اپنی ہاتھ

سانسوں پر قابو پا لیا اور ایک لمحہ میں سے پانی کی برس ٹال کر  
 کھونٹ بھرے ہرگز کوں سے لگی دوڑیں کوں کا جسموں سے  
 کر طریقہ کا جائزہ لینے لگا۔ جلدی اس کی تھری اس میں  
 کو پا نہیں جس نے اس پر جنگ کا راز کھول دیا۔ وہ جلد  
 ہٹ کر مگر جتنے جتن کے ساتھ ہی کتے بھی نظر آ رہے  
 تھے۔ جنگ میں کتے بڑی جگہ کی بات تھی۔ اس نے  
 پیش قدمی کرنا تھا کہ اندازہ ہوئے کہ کسی چیز کے کھنٹ  
 لیکن و رخصت احتیاط لگائے سے قاصر رہا۔ دھج توں میں  
 اسے جی فطرتوں کو دیکھنے کا اشتیاق ہوا تھا۔ نظر آئے جلدی

پاؤں سے ان میں سے کسی سے بھی مخالفت نہیں دیکھتے تھے۔  
 بلو بھی کئی کئی کئی مشرور ہوتے پڑی تھی کہ چالوں و کھدوں کا کھنٹ  
 جس کی فطرت کو جنگ کے ساتھ تھی راز داری سے  
 کرنا۔ فطرت کے جانور کے دور ان اس سستے پر گور کر  
 ہوئے اسے خطرے کے ساتھ مرنے والے بددھری کے  
 بہرام کے آخری الفاظ یاد آئے۔ اس نے مرنے والے  
 چھٹا تھا وہ ایک تھے۔ ان میں سے ایک لفظ شاید ”جنگ“  
 تھا۔

”ہو مانی گا؟“ یہ لوگ یہاں المین کا شہر کرنا  
 تھا۔ ”زیر لب بڑبڑاتے ہوئے دوشہرہ جہرے میں  
 کیونکر تمام لوگوں کی طرف وہ بھی بھی جاتا تھا کیونکہ  
 پورے خطے سے بھول میں پہاڑی علاقوں میں لگا  
 جاتے ہیں۔ کتے کا شبلی صبر اور مخالفت کی کام اس میں

میں توڑ رہے تھے جس آقا تھیں یہاں تو کچھ انوکھی سی  
 صورت حال تھی۔ وہ پہلے سے بھی زیادہ کھنٹ کر رہے تھا اور  
 ہر ایک کتے میں کچھ کا جائزہ لینے لگا۔ دور کتے سے جہاں  
 تھے۔ مہر سے دکھائی دے رہا تھا۔ اس میں اسے چھری  
 لائی دھج نظر آئے تھے۔ یہ کھنٹوں میں کام کرنے والے  
 تھیں۔

”یہ بہت خطرناک کھنٹ کھلا ہوا ہے۔ وہاں جا کر  
 ہرگز کوں سے رابطہ کرنا ہوں۔ اس سمیت آپ کو تار کرنے  
 کے لیے تو بہت بڑے خطرے سے دوچار ہونے کی ضرورت  
 پڑے گی۔“ دل میں سوچا کہ ہوا وہاں کس کے ارادے سے  
 و رخصت سے اترنے کی تھا کہ اسے چھریا نظر آئے  
 جنہوں نے اپنے سروں پر گوری کی مٹھریاں اٹھائی ہوئی تھیں  
 وہ کتوں ایک خالی جگہ پر ایک سے اور ایک قریب سے  
 کھنٹ رہے تھے۔ ان مٹھریوں کی موجودگی کا مطلب تھا کہ  
 یہاں سے مٹھریاں مال لے جایا جائے والا ہے۔ اسے جو  
 جگہ تار و رخصت تھا۔ کھنٹ چکا تھا چنانچہ کسی قسم کی مداخلت کا  
 مشورہ نہ کیا۔ دل میں کھنٹ لایا۔ اسے معلوم تھا کہ اس قسم کے  
 جگہ آپ سے ملنے کے لیے بڑے خطرے سے دوچار ہونے کی  
 ضرورت ہے۔ کوئی تھا کھنٹ یا چھڑا سوتا کہ وہ جن لوگوں کا  
 جوتھیں بچاؤ سکا۔ بہت سختی سطوحات آسانی سے حاصل ہو  
 جانے کی تھی اور جوتھ دل میں لے کر و رخصت سے چھڑا  
 تھیں۔ میں یہ قیوم رکھنے کے لیے ایک قدم بھی آگے نہ بڑھ  
 نا تھا کیونکہ آخر کی نال اس کی گردن سے آگے۔

”جیسا کہ چھڑا کر دوں گا تار اور یہ الفاظ۔“ ہم  
 اپنے اپنے اپنے کھنٹوں کی نال سے بھی زیادہ مہر تھا۔ مجبور کو  
 جسے ہم کی کھنٹ کر رہی تھی۔

”کون ہو تم؟ کیا ڈاکو ہو؟ اگر ڈاکو ہو تو یاد رکھو کہ  
 میں نے پاس کوئی مال و رخصت نہیں ہے۔ میں ایک فطری  
 اور میرے پاس میں فطرت کا ہی سامان ہے۔“ اپنے  
 ان کو کہہ کر وہ کھنٹے ہوئے اس نے جان بوجھ کر اس میں  
 ۱۰۰ گراؤ اور دیا جاکہ وہ کچھ چکا تھا کہ یہ کھنٹ کون ہو سکتا  
 ہے اگر کوئی کے لیے چھڑا لاکھ استعمال کرنے والوں نے  
 اس میں اپنے آلات پر بھی سیدھے ہر دو مٹھریاں کیا تھا اور  
 ان کے پورے دور و گردن کو اس طریقہ کا چکر لگاتے رہتے  
 تھے۔ و رخصت سے اترتے ہوئے وہ ایسے ہی ایک پھر سے  
 اپنی نظر میں آ گیا تھا۔

”کچھ اس پھر کر۔ فطری قہاری طرح کے نہیں  
 ہے۔ وہ بے گئی نہیں ابھی طرح معلوم ہوتا ہے کہ اس

جنگ میں کب اور کون سا فطری کس حصے میں آئے گا۔ تم  
 چھڑا کر آئے ہو۔ اس کا مطلب ہے کہ کسی اور جگہ میں ہو۔“  
 اس شخص نے فرار کر جواب دیا جس سے اندازہ ہو گیا کہ  
 انہوں نے اپنی طاقت کا کتنا محسوس انتقام کر رکھا ہے۔  
 اگر وہ لوگ موجود ہوتوں سے جنگ میں آئے ہوتے تو یقیناً  
 میں دھج رہے جاتے۔ لیکن تو وہ اب بھی کہا تھا لیکن امید تھی  
 کہ جگر کے خطر میں نہ آنے کی وجہ سے جگہ کی کوئی صورت  
 نقل آئے گی۔ اس کی یہ امید رانگش نہیں تھی۔ جگر نے واقعی  
 دیکھ لیا تھا کہ اس کے ساتھ کوئی لائی آیا ہے۔ وہ بہت خاموشی  
 سے اس و رخصت سے چھڑا تھا جس پر چھڑا ہوا تھا اور احتیاط  
 سے کھنٹ ہوا اور مجبور کو کھنٹ دینے فطرت کے غلب میں بھی گیا۔  
 اس آدمی کو بہت تاخیر سے اندازہ ہوا کہ کوئی اس کے پیچھے  
 ہے۔ وہ جب تک بھڑک کر پلٹا پلٹ کر چکا تھا۔ اس کے  
 پتھل کا دست پوری قوت سے اس شخص کے سر پر چڑا اور وہ  
 کھنٹ دیتا ہوا بے گئی کر گیا۔ اس کی یہ کھنٹ ان لوگوں کے لیے  
 خطرناک ثابت ہوئی۔ فرار ہی بھاگتے ہوئے قوموں کی  
 آواز سنائی دی۔ آوازوں سے اندازہ ہوا کہ وہ کم سے کم بھی  
 دو تھیں۔

”بھاکو... فطریاں سے۔“ مجبور نے جگر سے کہا  
 اور خود بھی اپنی بے پڑی داخل تھا کہ کھنٹ بھاگا۔ بھاگتے  
 ہوئے بھی اس نے دھج مان رکھا تھا کہ وہ و رخصت سمت میں  
 سفر کر رہا تھا کہ وہاں کے کھنٹ دیتے تک پہنچے تھیں لیکن ان  
 کا قاتل کرنے والے ان سے بھی تیز و زور رہے تھے اور  
 صاف محسوس ہوا تھا کہ جلد وہ انہیں آئیں گے۔ بھرا چا پک  
 ہی ان لوگوں نے قاتل کے شروع کر دی۔ گیلیاں ان کے  
 آس پاس سے سنسنائی ہوئی گزرنے لگیں۔ مجبور انہیں بھی  
 رک کر چھائی کا کرنے پڑے۔ ان فطرتوں نے خاطر خواہ  
 اڑا کر۔ پیچھے آئے والے قاتل ہو گئے کہ اس طرح اندھا  
 دھج قاتل کرنا ان کے لیے بھی نقصان دہ ہو سکتا ہے۔  
 احتیاط نے ان کی رفتار سست کر دی جس نے مجبور اور جگر کو  
 تیزی سے بھاگنے کا موقع فراہم کیا۔ سر پہ بھاگتے ہوئے  
 ایک وقت ایسا آیا کہ انہیں کان کے پیچھے کوئی نہیں ہے اور  
 وہ چھڑا آئے والوں سے ہاتھ پھرانے میں کامیاب ہو گئے

انہوں نے ڈاکر کر اپنا سانس بحال کیا۔ اب  
 وہاں کا وہ خطرناک راستہ ملانے تھا جس پر سے کھنٹ کر  
 گزرا ضروری تھا۔  
 دونوں نے اپنے جگر سے کب کی مدد سے فطرت کی



























اس لیے حضرت کے خصوصی احکامات کیے گئے تھے۔ ان کے سامعین کا ذاتی کاروبار و زانیہ موجود تھا۔ وہ اپنی گاڑی میں بیٹھے تو گاڑی حرکت میں آگئی۔ انہیں دایم ہاتھ پر تھپا چوڑی کی طرف جانے والے راستے پر سڑک نہ تھا۔ پھر دہلی روڈ پر آئے جہاں ہوتے ایک شارت کٹ سے کینٹ کے علاقے میں جانا تھا جہاں ان کی رہائش کا انتظام کیا گیا تھا۔ ان کے تین دن جاری رہتی تھیں لیکن ہنگامی حالات کی وجہ سے انہوں نے اپنی شرکت کو صرف ایک دن تک محدود کر دیا تھا۔ یہاں سے وہ کینٹ جاتے اور پھر دو گھنٹے کے آرام کے بعد انہیں انٹرپسٹ کے لیے روانہ ہونا تھا جہاں ان کے لیے لاہور کی ایک ٹھکانہ میں سیٹ بک تھی۔

یہ تھے اعداد میں وقت کے ایک ایک لمحے کا حساب رکھ کر زندگی گزارنے والے کرگل کی امانت دہن تھا کہ آج کی تاریخ اس کے سادے حساب کتاب کو گزر چکا ہے۔ والی ہے۔ بچا چوڑی تک جانے والا راستہ بالکل صاف تھا۔ اس پر وہ سوار ہو کر بچا ہے کہ حسن اسکو ایک ٹریک کی روانی اور دی آئی بچ کی آمد وقت کے لیے خصوصی احکامات کیے گئے تھے۔ ٹریک پولیس کے علاوہ دیگر کے بھی کی اپنا روڈ کے دونوں طرف چوکس کھڑے نظر آ رہے تھے۔ ان ٹھکانے والے اہلکاروں کے علاوہ ہمارے سادہ پوش غیبی ایجنسی کے اہلکار بھی تھے جنہوں نے ایک ایک شے پر اپنی نظر رکھی ہوئی تھی۔

کرگل تو حدیث کی گاڑی بچا چوڑی کا پلہ کس کرتی ہوئی پھر دہلی کی طرف جانے والے راستے پر گامزن ہو گئی۔ پلہ سے بچے بچا چوڑی پر ہی راسخ تھا اس روڈ سے آنے والے ٹریک کے لیے ہاتھ پر پھر دہلی روڈ پر مڑنے کے لیے راستہ تھا۔ جیسے ہی کرگل کی گاڑی نے پلہ کس کیا، راسخ تھا اس روڈ سے ایک گاڑی پھر دہلی روڈ کی طرف مڑی اور کرگل کی گاڑی کے پیچھے چلنے لگی۔

کرگل بچا چوڑی جہاز کو پہنچ کر نے وہاں آگئی نہیں تھا اس لیے اپنی سکیورٹی کے لیے ایک گارڈ کے ساتھ ساتھ رکنا پھر دہلی میں رہا۔ وہ یہاں تو عام پولیس اسٹیشن سے لے کر سیاست دان اور بڑے سماجیوں تک کے پیچھے سکیورٹی اسکواڈ کے نام پر آگے پیچھے گاڑیوں کا پورا اسکواڈ لے کر بیٹے کا روانہ تھا۔ کرگل کی گاڑی سب رانڈری سے چلتی ہوئی ایسی گھنٹن گلی کے قریب پہنچی جہاں کرگل کی جانب سے ایک بچا چوڑی سائیکل پر سوار ایک ہی موٹر پر آگیا۔ بچے کو بچانے کے لیے کرگل کے زانیہ نے زوردار بریک

لگائے۔ گاڑی ایک جگہ سے رکی۔ فوراً ہی بچے کی گاڑی بھی رکی اور اس سے دو افراد اتر کر کرگل کی گاڑی کی طرف چلے۔ ایسے ہی دایم اور بائیں جانب سے بچے کو لوگ اس جانب چلے۔ یہی مختلف گاڑیوں سے آئے تھے اور سب کے سب چلے گئے۔ کرگل کی گاڑی سب کی طرف سے فائٹنگ کر کے اس کے دائروں کو کاہنہ کر گیا تھا۔ گاڑی کے پیچھے البتہ ہلٹ پروف تھے اس لیے اس پر گولیاں بے اثر تھیں۔

آنے والے ہلاک کرنے کی نیت سے آئے تھے۔ انہیں کرگل کو زندہ لے کر یہاں سے جانا تھا۔ سارا زور زانیہ اور گاڑی کی جانب تھا۔ گاڑی کے باکارہ ہو جانے کے باعث زانیہ اور گاڑی آگے نہیں بڑھ سکا تھا اور سب افراد اپنا کھیراٹھ کرتے ہمارے ساتھ ایسے حالات میں گاڑی نے جرات مندی کا مظاہرہ کیا اور دروازہ کھول کر گھنٹن باہر نکلتے ہوئے ان کی سبے گاڑی فائٹنگ کا جواب دینے لگا۔ ہر علاقہ فائٹنگ کی اطلاع کو گھنٹن اٹھا۔ اور گھر سے گزرتی گاڑیوں میں سوار لوگوں نے ملحق سے چلنے لگے۔ انہی کیوں نے بچے کو گھر کیوں کو گھنٹن لٹا نہ پالنا لیکن ملتا آدوں کو پھر دہلی کی سڑکیں تیزی سے اپنے فائٹنگ کی طرف بڑھ رہے تھے۔ سب سے پہلے گاڑی ان کا ٹھکانہ بنا اور پھر کھلے دروازے سے گزر کر ایک گولی زانیہ کو گھنٹن چاٹ گئی۔ ملتا آدوں کا خیال تھا کہ اس بے خفا شہ فائٹنگ میں کرگل اپنی ہلٹ پروف گاڑی سے ٹھٹھکی کی حالت میں کر کے گاڑی کو اسے گھر کر کے ہلٹ کرے گا۔ سب ہوا میں گھنٹن ان کی توقع کے بالکل برعکس کرگل نے اپنی جانب کا شیل اٹھا اور فائٹنگ شروع کر دی۔ اس نے بہت تازہ کرگل لیا تھا اور دایم کی طرف موجودان دو سب افراد کو ٹھٹھکا جانے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ گاڑی اور زانیہ کی موت کے باوجود بھی مسلسل فائٹنگ کرتے ہوئے ہر ایک کو ہاں سے دور رکھنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وہ دونوں افراد گولیاں کھا کر گھر سے گھنٹن کے تھمرے سماجی نے ہوا میں یہ سب کچھ گھر کر کے نہ دلا کرگل ہے۔ اس کی جانب اپنی کھینچ کر آگیا کر دیا۔ برست چلا اور ایک ساتھ کی انڈی گولیاں گھنٹن کرگل کی جانب بڑھتی چلی گئیں۔

یہ پورے سنسنی خیز داستان جاری ہے۔ مزید واقعات آہند Macmillan حلقہ فرمائیں





1537

[illegible]

تقصد ہرگز نہیں کرتی۔  
 قسمت کی چابکداز کی  
 شہر کا کھیل  
 بھڑکتے ہوئے دلوں

ساتھ لے کر میں اسے تحصیل سے آگاہ کرنا۔ وہ کوئی کی شہادت کی خبر نہ لی وہی پرستے اور دیکھنے کے بعد ہی اہل فی کے ہیل کو اورد وڑا ہوا آیا تھا اور اب ویشان سے نکال جانے کا خواہش مند تھا۔ ویشان کی حالت اس سے بھی زیادہ اور خراب تھی اور وہ کوئی اس اہتا پر پہنکا ہوا تھا جہاں اس کو بھی ساتھ چھوڑ جانے چاہیے۔

”نوجوان تم تک پہنچ سکتی ہے“۔ ”شہر یا نہ اس سے

”نریج قمر کی پہلی تھی ہے؟“ شہر یار نے اس سے

ہاں، ہم بھی دیکھو۔ "تو جاننے والے اپنا لپٹا ہوا ہس کی طرف کھسک گیا۔ کسی اچے کے مرنے کی خبر سنا کر تو ایسا ہوا کرتا ہے۔ اسی کے مرنے کا سطور دیکھنا تو بھرہم ہے۔ لیکن وہ کیا کرے؟ ان کا قصہ بھی ایسا تھا کہ...

مجلسہ کربلا کو چاک کر کے کھینچا۔ جس انتقامی سے خارجہ میں انہوں نے کربلا کو تباہ بنا دیا۔ "توحید کو چاک کر کے کھینچا۔"

اس کا یہ تجویز کئی اعتبار سے درست تھا۔ اس کا یہ  
مقصد تھا کہ اس کا تب سے آسان طریقہ بتائی جائے  
وہ موت کشور لڑ سائیکل کے ذریعے کرکٹ کا راستہ دیکھا  
اس میں بارودی مواد نصب کر دیا جاتا ہے اور یہ موت کش

یہ کیا ہو گیا اور کونکر ہو گیا تھا، کسی کی سمجھ میں نہ آتا تھا۔ صدمہ بہت بڑا تھا اور ایسے وقت میں ان پر فوجا تھا جبکہ وہ ایک وقت بہت سے تلامذہ پر شکل میں گھرے ہوئے تھے۔

”مگر تو توحید شیعہ کو روکے رکھے۔“ یہ خبر اس کی سنانے لگی۔  
 کہ آسمانی سے سن لی جاتی، بٹھے والوں کے اس جملہ پر  
 کھڑے۔ اچانک اسے اصرار تھا کہ توحید و امام سب نے اس کا کافر  
 اپنے دلوں پر رکھ دیا تھا۔ یہی بات توحید شیعہ پر جم ہو گئی۔  
 ”مگر کفر۔“ مگر توحید شیعہ ہے۔ اس بات کو سن کر  
 قہر کرنا کوئی آسان تو نہیں تھا۔

”میں نے سب کو قتل کر دیا۔“

”جو فوج کی ہے، اس کے مطابق کرنل صاحب  
ایک چھینتر سے ٹکٹ جاتے کے لیے نکلے تھے کہ کون کا  
کے قریب ان کی گاڑی کو روک لیا گیا۔ جرحوں نے ایک  
ریاست سکول وار سپرٹس سائنکلی باغی چھڑا دیے تھے کہ لاگو  
کو بخیر کر میں کرنل کی گاڑی کے گزرنے کے وقت اسے  
سڑک پر روک دیا۔ فطری طور پر ایک بچے کو گاڑی کی زبردستی  
آنے سے بچانے کے لیے ادا جرنے پر یک نگاہ دیا۔  
بیس مقررہ لوگ ٹوٹ پڑے۔ کرنل کے ادا تیار اور گاڑی  
ملا دی گئی تھی ہے تمام اور میر ڈمش آئے تھے۔“ (پیشانی)

کے۔ یہ ہی اسے اڑا دیا جانتی ہی نہیں کیا گیا تھا کہ  
 قتل نہ ہو کر کھیرنے کے کڑی کڑی سختی اور پہلے  
 کھانے کا اور مارا میر کر کشتہ بنا گیا تھا۔

کڑی والی سائز پر تو اس وقت کوئی بڑا راست کار  
 بھی نہیں کیا گیا تھا جب تک کہ کڑی نے کوئی کامیاب  
 کے خود لاؤنگ شروع نہیں کی۔

جاسوسی فی الحال ۲۰۱۴ء











[illegible]

☆ ☆ ☆  
ایچان نے اپنے مرنے والی پر موصول ہونے والی اطلاع کو لے کر ہر کوئی سوچے ہوئے غم و اندوہ کو الگ کر کے کہا "ہاں رفیقان! کہہ لو کہات ہے؟" کرلی کو جو شہادت کے بعد وہ سب بہت غم سے ہوئے تھے ان پر بارگاہِ حق کا تے اب کہا کئے کوئی جانے چاہیے کہ بھی شراب نے قورے اضطراب کے عالم میں اس کی رہی ہو گی۔  
"ہسپتال میں ایشیائی دوسرہ ہوئی ہے۔" انہوں نے اسے اطلاع دی۔ یہ ایشیائی قہر چلے آیا اور دوسرے میں انعام کا ہر وہ بھر کر رو رہا تھا، ماحولی کا بھی یہ دکھ تھا۔ مادہ کا کوئی اور مضمون پہلی ہی کا کٹا نہیں کر رہی تھی۔ یہ کیا تھا کہ اس میں سب پر بارگاہِ حق کے سامنے آگیا۔ وہی آباد سے فرار ہوا اور دوسرے گاؤں میں جا کر وہی سب بھوکے مارنے لگا۔  
میں کرتا تھا۔ اب یہ ایشیائی قہر چھوڑی کے چلے گئے۔ لیکن پھر پھر پہلے آداب اور کٹر بھی اس میں داخل نہ ہو گئے۔ وہاں آداب نے ایشیائی

فہم کی موت نے فیصلے کی گھڑی اس کے سر پر  
 ڈاکو کی کتاب پڑے اسے شکل غصہ کرنا تھا کہ وہ اپنے لیے  
 کوپا رہا ہے۔ اس فیصلے پر ہی اس کی آنکھوں پر زندگی کا  
 ابرو تھا اور قسمت نے عجب چال چلی تھی کہ فیصلے کا یہ مرحلہ  
 اس وقت اس کے سامنے آکر آیا تھا جبکہ کرل توجہ کی  
 فہمات سے ان میں سے ہر ایک اپنے دماغ کو واقف تھا  
 محسوس کیا جا رہا تھا۔ کرل ان لوگوں کے لیے کیا تھے، اسے  
 حضور میں بیان کرنا مشکل تھا لیکن فی الحالہ تو ان سب کا کیا  
 کیا تھا کہ کسی نئی اور حیرت انگیز بات کا ان کو خبر ہے۔  
 جان۔ اس حیرت انگیز کارنامہ مسلم ہے اور ہی وہ  
 وہاں رہا ہے جہاں کہ جس کی سوجھ بوجھ اسے لکھی کہ کرل کا  
 آگاہی تھی۔

کرل کو کب ان کے آگاہی گاؤں روانہ کیا جا رہا  
 ہے۔ بہت دیر بعد وہ پٹان کی دی اطلاع پر حیرت کرنے  
 کے لیے حیرت رہے تو ایک ماہل غصہ سوال کیا۔ وہ پٹان  
 کرل کی شہادت کی اطلاع سننے کے بعد فوراً دستیار  
 فہمات سے گریہ چاہا تھا کہ اور اس ہسپتال میں سوجھ بوجھ  
 جان کس کا دستِ ادا کیا جا رہا تھا۔ پیش کے سرنے کی  
 اطلاع نہ رہا ہے پہلے اس تک اس لیے پہنچی تھی کہ ہسپتال

”گناہت بادلم ہو گیا ہے۔ چارے کو خصوصاً  
خوارے سے پہلے پھڑکی بھگایا جانے کا اور بھر دہاں سے  
ان کے آبائی گاؤں پہنچانے کا بندوبست ہو گا۔ میں اس  
خصوصی خوارے میں جگہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا  
ہوں جس میں کرل کو پھڑکی لے جایا جا رہا ہے۔ وہاں سے  
بھر کر میں ان کے گاؤں چلاؤں گا۔“ زمین نے اسے  
پر دکر ام سے آگاہ کیا۔ اس وقت وہ انسان سے زیادہ ایک  
روز و شب کی طرح کام کر رہا تھا۔ سوڑے لے آئے اس حد  
تک جتنا کرل کا تھا کہ اسے گھنٹا کا اس کے سارے حواس  
مکمل طور پر اپنا کام انجام نہیں دے رہے تھے۔ اس وقت  
وہ جس زیادہ سے زیادہ وقت کرل کے قریب گزارنے کا  
قواعد بنی تھا۔ وہ ایک بے درد غم میں مبتلا ہو گئے  
تھے مگر بھی وہ چاہتا تھا کہ اس وقت تک ان کے قریب رہے  
جب تک ان کا درد زمین پر موجود ہے۔ قریب میں تو انسان  
کے اعمال کے سوا اس کے ساتھ کسی کو جانے کا اختیار نہیں  
ہوتا۔ وہ جانتا تھا کہ اس وقت وہ نہایت کامیاب ہو کر رہا  
ہے۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو اس کی یہاں موجودگی کا کوئی جواز ہی  
نہیں تھا۔ اسے ایک بے لگاتاری کا درد تھا جس کا ہر سب  
سے بڑھ کر فوج کے سپہ سالار کے سوا حالات کو دیکھنے  
کے لیے موجود تھے لیکن ان میں بھی خود کو نہیں روک سکا  
تھا۔ وہ کچھ خود کو روک سکا تھا۔ کرل کو جو وہ انسان تھے  
جنہوں نے اس وقت اس کی لپٹی نظروں میں سمجھ لی ہوئی  
حزت کو محال کرنے میں مدد ملی تھی۔ وہ اپنی پادکر جیسی  
حیدر کے حال میں مجس کی اپنی ہی فوج سے خدا کی  
مرغب ہو گیا تھا۔ یہ فساد ہی شہر ہی نہیں تھی۔ بلکہ لے آچے  
حسن اور شراب کے شے میں ڈبو کر اس سے چند قیمتی راز  
مائل کر لیے تھے اور ہرگز ان پر چھو کر ہی گئی۔ زمین کو کوئی  
آواز تو نہ سمجھت تھا کہ کچھ ہو چکا تھی۔ اس کے پاس اس کے  
سوا کوئی راستہ نہیں تھا کہ اپنی کوتاہی کا احزاب کے کرے مزا  
پالے اور ہر گناہ کا حساب جرم سے ملے آئے۔ اس نے یہ  
احزاب کرل کے سامنے ہی کیا تھا لیکن کرل نے اسے مزا  
نہیں دی اور انسانی جبلت کی کمزوری کو تسلیم کرتے ہوئے



















واپس نہیں کر سکتی گا۔ آپ مجھے چھوٹے لڑکوں میں ادا بھی کر دیں۔" چار کا کوٹ دیکھ کر زمرہ خان نے اس سے کہا اور خود بھی ہنس نکلیا۔

"بھیرے پاس بھی چھپا نہیں ہے۔ وہ۔۔۔ ایسا کہ وہ ہم سارے سے بڑھ کر کھو۔" سونے نے صورت کا مظاہرہ کیا۔

"میں کس رات تو بہت زیادہ دھڑکیا۔ مجھ سے میں نے آپ کو بخایا تھا وہاں سے تو اسٹیشن تک کاؤل کر پائی تھی اس سے تم ہی جانتے ہو۔" ایسا کر رہی آپ نہیں سمجھیں۔ میں نہیں سے ٹھیک کر رہا ہوں۔" سونے کے جواب کا انکار کیے بغیر وہ ایک طرف دوڑ گیا۔ سونے کے خود ایک انکار کرنا قبول تھا۔ اسے زمرہ خان نے اچھا کیا تھا اور وہ اس سے پیچھے واپس لینے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتا تھا چنانچہ نے بھگ کر کے جڑ گیا۔

سب سے پہلے اس نے گری کی تک کاؤل کر چاہا پھر ایک اسٹال سے اشیا خرچ کر کٹھے۔ جا پہنچا۔ سگریٹ کا پیکٹ اس کی جیب میں موجود تھا۔ ایک سگریٹ نکال کر اس کے منہ لپٹے ہوئے دوغ ٹپی سرخوں پر ٹکرائے گا۔ اس کی مٹھوپ گاڑی آئے میں ابھی خاصا دھت تھا اس لیے وہ اچھٹان سے بیٹھ گیا تھا۔

"آپ یہاں بیٹھے ہیں سراسر۔ وہاں آپ کو کوئی ضرر ہوا تھا۔" ابھی اس نے وہ چادر نہیں ہی دیکھی تھی کہ زمرہ خان وہاں چلا آیا۔ اس کے پیچھے میں بھی اس کی گئی۔

"تم نے غلط ارادہ کیا دوست کی بار میں نے تم سے کہا تو تھا کہ چادر نکالو۔" سونے اس کی ٹھیک کاٹ کر جواب دیا۔

"نہیں سراسر! مجھے بخش لینا اچھا نہیں تھا۔ میں نے بھی کسی بخت سے شے شہہ کر اسے سے ایک رو چاہی زیادہ نہیں لیا۔ اپنی صحت کی کمانی میں جو برکت دہی سے انہ نے وہ کسی اور چیز میں نہیں ہوتی۔" اس نے جڑے غصے لپے میں جواب دیتے ہوئے چلا سلوی طرف بڑھا تو اس بار سونے نے خاصا غصے سے روپہ قائم لیے۔

زمرہ خان کی شخصیت نے اسے حاشا کیا تھا۔ اسے چھین تھا کہ اگر شہر باد کی اس لڑکے سے ملاقات ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتا کیونکہ اس طرح کے بدانت و دلدور شخص کو وہ تو اس کے خود ایک اس ملک کا سر ہوتے تھے۔ اس کا دل چاہا کہ اس لڑکے سے شہر باد کی ملاقات کر دے چنانچہ واپس جاتے ہوئے زمرہ خان کو آواز دے کر واپس بلا دیا۔

"اچھا کوئی اتنا چادر دیتے چاہا۔" سونے نے اسے اسے کہہ کر اس کی طرف بڑھتے ہوئے وہ وہاں سے لپٹے ہوئے اور زمرہ کی آنکھوں میں جڑت چھائی اور اس اور زمرہ دیکھنے لگے کہ

عجب کوئی اور ہو۔ اور زمرہ دیکھنے میں ایک دم ہی نظر ایک چادر پرش آویں پر پڑی جو کسی سال والا تھا۔ قاتلے ہوئے تھا اور اس کا کٹا ہوا ٹکڑا چادر پر سونے تھا۔

"بیچے سر۔" وہ زمرہ سے چلا اور زمرہ سے دو قدم لپٹے پر سونے کو سلوک سمجھت کر زمرہ سے دھکا دیا۔ اس کے دھکا دینے سے سونے کو کھڑا اور اس کی طرف آئی کوئی ایک خان کے سر میں مٹ گئی۔ وہ ہے چادر کوئی آواز نہ دیا زمین پر اوڑھ گیا۔ اس دوران میں سونے چادر پرش دیکھ چکا تھا جس نے سائیکسٹر گئے داخل سے اس پر فکری تھا۔ اسے یہی معلوم تھا کہ سر میں کوئی گتے کے ہوتے تھے خان ہر طرح کی مدد سے بے نیاز ہو چکا ہے چنانچہ حشر سے قاتل ہونے کی کوشش میں بھاگتے ہوئے چادر پرش کی طرف بھاگا۔ اسٹیشن پر اس وقت بہت زیادہ لوگ موجود تھے۔ قاتل بھی سائیکسٹر گئے داخل سے نکلا گیا تھا اس نے لوری طور پر کوئی حرج نہیں ہوا لیکن سونے اور چادر پرش کی ہماک وہ زمرہ نے باطن لوگوں کو چھٹا دیا۔ کیونکہ لوگ نے زمرہ خان کی بچے گری لاش بھی دیکھی تھی۔ سچ کے پانی دن کی نسبت اور خاصا غصے داخل میں لپٹا لی جا گئی۔ اور سونے باطنی سے بے نیاز چادر پرش کے پیچھے بھاگ رہا تھا۔

اس شخص کا لباس بے حد سہل اور بے زور تھا اور چادر پرش کا قاتل کوئی ہنگامہ نہ کیا۔ بھاگتے ہوئے وہ دوسرے پلٹے قاتل تک پہنچا اور آواز دے کر سلوی طرف لگا دوڑا۔ قاتل کے لیے لیکن اس بار سونے قاتل نہیں تھا سراسر آسانی سے خود کو کٹاؤ بننے سے بچا لیا۔ ساتھ ہی اپنا چھوٹا سا داخل نکال کر خود بھی دوڑ کر گئے۔ چادر پرش چھپا ہوا تھا اس لیے اس کا کٹاؤ بننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا چاہے سونے پر زور کر دے۔ اس کا سبب ہو گیا کہ اس کا کٹاؤ بھی نہیں رہا تھا۔ اس کے داخل پر چنگ سائیکسٹر نہیں لگا تھا اس لیے قاتل کی آواز دور تک گئی تھی اور وہ داخل میں لوگ چلتے چلتے گئے تھے۔

چادر پرش اور سونے دونوں ہی فی الحال اس قاتل چادر سے بے نیاز تھے اور انھیں اپنی اپنی جڑی ہوئی تھی۔

سونے شخص کو ہلاک نہیں کرنا چاہتا تھا کیونکہ وہ زمرہ باجھہ آجاتا تو بہت ہی معلومات حاصل ہو سکتی تھیں البتہ چادر پرش کا سب سے بڑا مشہور ہی تھا ہے چادر پرش کی طرف اسے ہلاک کر دے۔ اس لیے اپنی چادر گاہ سے نکل کر بھاگتے ہوئے بھی اس نے سلوی طرف ہار دیکھی وہ حرجہ قاتل کر لے۔ اب وہ پلٹے قاتل شہر قری پر کھڑی ایک ریل گاڑی کی آواز دے کر بھاگ رہا تھا۔

سہ مستحق اس کے پیچھے تھا۔ اب اسے اپنے پیچھے بھی چھوڑنے کے قدموں کی آواز میں سنا لی دے رہی تھی۔

لیکن وہ۔۔۔ اسٹیشن پر موجود پولیس اور سیکورٹی ہلاک حرکت میں آئے تھے۔ اسے ان لوگوں کی برداشتیں بھی بدیہ کی طرح خود پر کوئی چھانے والے کو چھانے چاہتا تھا لیکن وہ بھی نہ بھاگتا تھا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے اچانک ہی پشترہ پڑا۔ پلٹ کر سلوی پر قاتل کرنے کے بعد خود بھی سے دریں کے ایک۔ اسے میں میں گیا۔ سونے کے پاس اس کا پیچھا کرنے کے باوجود اس چادر پرش تھا چادر پرش کے لیے ہوئے قاتل کی خود اس کے ذہن میں گئی تھی اس لیے اس کے انداز سے نہ بھاگتا۔ وہ قاتل کو لپٹا کر قاتل کر چکا تھا اور اسے اپنے داخل کو زور دے کر قاتل کرنے کے لیے کھڑی ہی صحت ور کا رہی۔

اسی ہی صحت کو حاصل کرنے کے لیے وہ دیکھی میں کھسا کر سونے نے بھی بھر پور پھر کر کا مظاہرہ کیا اور خود بھی اس میں میں نہیں گیا۔ چادر پرش کی جگہ داخل کو زور دیا تھا۔

"داخل چھینک کر دونوں ہاتھ اوپر اٹھا اور دہی اپنی جڑ سے باز گئے۔" بھانے ہاتھ چھانے کے سونے نے سب سے پہلے اپنے ہاتھ میں موجود داخل کی مدد سے اور باہر توڑ لی اس کی قوت کے باطن پر خلاف قاتل چادر پرش نے اس کے غم کی شکل میں اپنا داخل لیے پیچھے کے جانے پر لڑی قوت سے اس کی طرف اچھا دل دیا۔ کٹاؤ شاہ سونے کا چادر پرش صحت بھگتی دینے سے وہ خود کو چھانے میں کا سبب ہو گیا لیکن اس دوران میں چادر پرش کو سونے کی یہ قاتل اس پر ہلاک کر گئے۔ اس نے ایک دھتیاں قاتل کے ہاتھ سونے پر چھلاک لائی اور دیکھ اپنے انداز میں اس سے قاتل کیا کہ اس کے ہاتھ میں موجود داخل چھوٹ کر پٹی کے پلے دروازے سے باہر جا کر۔ اسے داخل کی برداشتیں بھی یہ دیکھ اپنے داخل پر اس کی ہمارا راست استعمال کرنے کا۔ وہ نہیں دھت قاتل۔ وہ اس شخص کو زندہ گرفتار کرنے کا تو داخل سے قاتل اس نے پہلے کے بعد سراسر داخل ہی قاتل سے کیا تھا کہ قاتل اسے سلوی جان کے سوا کچھ نہ دیکھتا ہے لیکن اب سونے کو ہلاک ہو چکا تھا چنانچہ اس کے انہ لپٹے کا ہر پلے چاہ دیا اور اس زور سے اس کے ہاتھ میں لات دیا کہ وہ غصا اڑا ہوا لیکن کی دھار سے جا کر نکلا۔ لیکن بالکل خالی تھی۔

باقی پانی کے دوران اس شخص کی چادر پرش کی قری اور اندر سے ایک پیچھے پھولی نا دیکھی وہ سرور برآمد ہوا تھا۔ ناہری لیے کی شکل کے ہاتھ سونے اندازہ لگایا تھا کہ وہ

مشہور ہاتھ پاؤں کا آویں ہے اور ہنگاموں میں یہ طبع اس کا ہر پلے ہے۔

زور اور ضرب کھانے کے بعد بھی وہ قاتلے سے پیچھے نہیں ہٹا اور ایک بار ہر طور پر عمل آور ہوا جس سے یہ بھی صحت ہو گیا کہ وہ گرتے گرتے کھانے کے کٹن میں جا رہا ہے۔ اس بار اس نے سلوی رنگ کو اپنے ہمارا ہر پلے سے لٹاؤ بنانے کی کوشش کی تھی۔ سونے جڑے کارٹ بھیر کر ہلاک کو چھپا گیا لیکن کان زور میں آ گیا۔ یہ بہت زوردار ضرب تھی۔ سونے کا دماغ کل کر رہ گیا اور پیش میں آ کر اس نے اپنے قاتل کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اپنی زور سے پیچھے چلا کر وہ قوری طور پر اندر سے سکا اور سونے کے پلے پر سوار ہو گیا۔ اسی وقت کھلے دروازے سے یہ نہیں ہاتھوں نے انگری دی۔

"بھڑا زاپ۔۔۔" کسی نے حرکت کی تو اپنی جان سے جانے گا۔" اسے انھیں آئی کے چھوٹے کے ایک ہڈے نے اپنا رخ اور لہراتے ہوئے ہلاک دیا۔ اس کی ہلاک سے کم از کم سونے کو کھنکھارنا تھا البتہ اس کے خیال کے مطابق اب پکڑ کرنے کی ضرورت نہیں رہی تھی اس لیے اچھٹان سے ہاتھ بھاڑتا ہوا اپنے قاتل کے چھوٹے ہاتھ کھڑا ہوا۔

"ہاں ایک بے گناہ کا قاتل ہے اچھٹا صاحب۔ اسے گرفتار کر لیں۔" اس نے اسے انھیں آئی قاتل طلب کیا۔

"بھیرے چاہا مانی باپ۔" ایسا ہی بھول کر چلا ہوا۔ اس نے ہی اس شخص والے منہ سے کوئی (کاتر) کر کے کٹ گیا ہے۔" ہنگامہ لاش میں لپٹی بھڑا دینے والی دی۔

"لوٹے گرم دھار دونوں کو چھوٹی لگا کر قاتلے بھڑاؤ۔ دہی مان سے وہ وہ ہاتھوں گے۔" اسے انھیں آئی نے گرج کر اپنے ساتھ آئے والے سپاہیوں کو حکم دیا تو وہ فوراً حرکت میں آ گئے۔

"قاتل میں نہیں، یہ ہے۔" سونے خود کو چھوٹی لگاتے چھانے پر حراست کی۔

"یہ قاتل تو قاتلے چل کر ہم کریں گے بچے۔" اس کے احتجاج کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اسے چھوٹی لگا دی گئی۔

سونے کو بہت آگاہی تھی۔ اسے اندازہ تھا کہ اس بکھر میں چکر رہ کر اپنی روانہ ہونے سے ہر دم ہو جائے گا لیکن اب وہ بھی کیا سکا تھا۔ اسے اس معاملے سے مستثنیٰ تھا۔ ایک سو اٹھ میں بھاگ کر انھیں قاتلے نے چاہا کیا اور پھر کسی بات سمجھ کے ہلاک اب میں پکڑ کر دیا گیا۔ یہ نہیں والوں کے اس طرح میں سلوک تھا کہ وہ کیا۔

"یہ کون سا طرح ہے۔ تم لوگ ہر ایک کو ایک ہی







جائے گا۔" سرحد مال اپنے قابض ہونے کے باوجود اس نے انہیں لگاؤ سے تھک چکے تھے اور اسے میں بات کی۔

"میں کیسے تمہاری بات کا اعتبار کروں؟ یہ کیسی بات ہے کہ تم اپنے ساتھیوں سے رابطہ کر کے انہیں یہاں ملے کے لیے بلالو اور وہ تمہیں ہم سے بچاؤ کر لے جائیں۔" انہیں لگاؤ ہے چاہے نہ بڑب میں تھا۔

"جائے سے تو آپ مجھے اب بھی نہیں روک سکتے لیکن آپ کے اہلکاروں کے لیے میں آپ کو ہتھیار کر سکتا ہوں کہ پہلے آپ اپنا مدد کے لیے دوسرے قصبہ کے قتلے کی طاقت کا بندوبست کر لیں پھر میری بات کروا دیجیے گا۔" اس نے ہتھیار کی جڑ پڑا دی اس لگاؤ کے دل کو لگی۔

اس نے ایک ٹھکانے کی گرفت میں جکڑے ہتھیار پر ڈالی اور پھر ٹھکانے لگا۔ وہیں آواز میں بکھوڑے کی سے بات کرنے کے بعد وہ ملو کی طرف حوجہ ہوا۔

"آپ تم وہ خبر بتاؤ جس پر بات کرنا چاہتے ہو؟"

ملو نے بے ہنگام روائی سے خبر بتا دیا۔ اسے یہ خبر ایک لڑکھنڈے کے ساتھ دیا گیا تھا کہ جب بھی ضرورت ہو وہ بچہ کر لے۔ خبر اسے زبانی یاد تھا۔ اس کے کہنے پر ہتھیار نے خبر ملا اور لوگوں کا ہتھیار آن کر دیا کیونکہ ملو نے اسے اپنے قریب آنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ دوسری طرف سے کال دیکھ کر بچے جالے پر ملو نے اپنا کوراڑا بتایا تو فوراً ہی اس کا بھلہ کسی داسے اور سے کروا دیا گیا۔

"تم کہیں ہوا چاہو کہ انے کال کی کیم کاغذ ہو اور تمہارے والدین کو بھی تمہارے داسے میں بکھوڑے ہیں؟"

دوسری طرف موجود شخص نے فوراً ہی اس سے سوال کیا۔ جواب میں ملو نے تصدیقات میں جانے کے بجائے حضور اپنی پچیس اسٹیشن میں موجود کی کا بتایا تو دوسری طرف سے بھی دوا گیا کہ کال دیا اس معاملے کو منسپل لیا جائے گا۔ انہیں لگاؤ جانتا پتا تھا کہ دوسری طرف سے بات کرنے والا وہ بھلا کون ہے اور کس ادارے سے تعلق رکھتا ہے لہذا دوسری طرف سے فوراً ہی رابطہ قطع کر دیا گیا۔

اس ساری گفتگو کے دوران ملو کے گلے میں پشما غصے بہت بہت تھیں لگ رہا تھا لیکن یہ اس کا کہہ کر نہیں سکتا تھا۔ ملو نے اس کے ذریعے سے اس حد تک دباؤ ڈال رکھا تھا کہ وہ بات بھٹ بھی کرنے سے حاضر تھا اور ہتھیار ساتھیوں کی آمد و رفت جاری تھی۔ انہیں لگاؤ اس صورت حال پر غصا پریشان لگ رہا تھا۔ ملے کے پیشتر انہوں کو اس نے دیکھ کر سے ابھر چکا تھا۔ حرج پانچ صند

میں بھی وجہ سے کسی تمہارے ہاتھوں بندہ تو مارا گیا ہے اس لیے حاضر ہونے تک نہیں رہتا ہو گا۔" سب ہتھیار نے اب دیکھا جس پر ایک بار پھر انہیں فی سے اسیں لگاؤ کو دانت چڑی ہو پھر ملو کی حوالی کی گئی۔ اس کے چلنے کی رفتار میں جیب سے موبائل نکال آیا لیکن وہ کوئی ٹھکانہ یا کال پتہ نہ حاصل کر سکا۔

غیر سے کہ ایک تھک چکا تھا لیکن اس قسم کا کاروبار سب ان کی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ وہ کاروبار انہیں پھر بھی نہیں تھی۔ وہ وہاں جتنی سے بھی حاصل کیا جاسکتا تھا۔ بھینٹ نے یہ نہیں سے خود کو اپنی کشتی میں لیا اور پھر ان سب کی دباؤ سے روائی مل میں آئی۔ انہیں اور اپنی اپنی اپنی الگ گاہوں میں آئے تھے جبکہ سارے پاشی جیسی ایجنسی کے کاروبار تھے۔ ایک گاڑی میں آئے تھے۔ ملو اور گروہا شدہ نے اسے کوئی گاڑی میں بٹھایا کیا اور گاڑی اس اپنی منزل طرف روانہ ہو گئی۔ سی ایجنسی نے والی گاڑی آگے چلی آگے کے پیچھے ہی پچیس اسٹیشن سے بکھوڑے پر موجود ایک ایسی سڑک سائیکل حرکت میں آئی جس کے سارے کاچرہ دانت میں چھپا ہوا تھا۔



"گڑ... وہی گڑ... کوئی ایک اس کے مطلب کی خبر پائی تو وہ مکمل اٹھا۔ اس کا منہ بایکے کسی بندے کے کورسے پہنچا۔ اس نے ملو کو روک کر اس کے آگے بڑھ کر اس کے چہرے میں دانت کر کے داسے چہرہ اور اس کے پیچھے ہی جی جی اس کے دانت کی تھیں اور اسے سے سخت ہو گئے تھے۔ وہ پھر زراہ کے ایک خوار خان کا خاص بندہ تھا جو بھاری سداوتے پر چلے گا جس کے لیے خدمات انجام دے جاتا تھا چنانچہ اس بار بھی اس نے اپنے ایک ساتھی کی مدد سے کام کر دیا۔

رہبر کا وہ ساتھی ایک گھٹنیں قلم رہبر اپنے اپنے اور مشاہدے کی بنیاد پر ان افراد کی فہرست تیار کرتا تھا جو اس کے مطابق کسی خطہ ادارے سے تعلق ہو سکتے تھے اور گھٹنیں نے ان افراد کی گاڑیوں میں غریب دیکھا جس سب کر دیا۔ اس واقعہ اس کی مدد سے گاڑی میں ہونے والی گھٹنیں جاسوسی تھی۔ رہبر اور گھٹنیں صاحب جس قسم کی تیش کرتے تھے، انہیں انجام دے کے لیے انہوں نے فی جیسے ملے ضروری تھی۔" گھٹنیں بکھوڑے تھے جن میں سے ایک ان بندہ تھیں کو صرف ایک تاریک دے کھانا تھا۔ گھٹنیں کی دین میں بچہ کر سکتا تھا سب سے ملنے کے

گھوڑا بھانے چالاک گھٹنیں مشکل اس جیسے میں موجود رہا جہاں چارے کے شرکاء کی گاڑیاں پارک تھیں۔ اپنی دین سے گل کر ملو کی گاڑی کا لاک کھولنے اور اس میں دیکھا جس نصب کرنے میں اسے چھوٹا ہی لگتے تھے۔ انہوں نے کل چار گاڑیوں میں اپنی نصب کی تھیں جن میں سے ایک گاڑی ایجنٹ کی تھی۔ اتفاق سے وہ ان سڑک ایجنٹ کے ساتھ ہی بچہ مر قاتل کی کال آئی اور یہ اہم اطلاع جاسوسی تک پہنچ گئی کہ آج کرل گھٹنیں ان دو افراد سے ملاقات کرنے والے ہیں۔ رہبر وہ بھاری آدمی تھا۔ اس نے اپنے خود کے ہتھیار تمام افراد سے پہلے ہی تھوڑی بہت بات بھٹ کر کے انہیں بھول لیا تھا۔ ایجنٹ اور رہبر سے بھی اس کی گفتگو ہوئی تھی اور اس گفتگو سے حاصل شدہ معلومات کے مطابق ایجنٹ فوج کا سابق ملازم تھا جو صرف کرل سے اپنی جڑواں دانت کی وجہ سے اس کے چہرے میں شرم کے لیے آیا تھا لیکن اسے کرل گھٹنیں کی طرف سے تھے داسے پیغام نہایت کر دیا تھا کہ معاملہ بکھوڑے سے چھپا جس نے خان بکھوڑے پشیمان اور خان نے لایا کے ساتھ سے تک۔ لایا کو یہ خبر ملی تو وہ مکمل اٹھا۔ اسے ایسے ہی کسی کی تھی حلال تھی۔

"کرل گھٹنیں سب سے پہلے ان دونوں بندوں کے بارے میں معلومات حاصل کر کے مجھے بتاؤ۔" اس نے اپنے ماتحت کو گھم دیا۔

"پیغام میں پہلے ہی کرچکا ہوں سر۔ کرل گھٹنیں آن سروں اسے بکھوڑے بکھوڑے چنانچہ نے ہاتھ اپنا ایک فوج سے استغاثہ کے ایک سیکورٹی ایجنسی جی جی اس کی ایک بی نامی یہ سیکورٹی ایجنسی ملک کے تقریباً ہر جے شہر میں کام کر رہی ہے اور بھاری سداوتے پر کاروبار اور افراد کو سیکورٹی گاڑی فراہم کرتی ہے۔ گھٹنیں کا ریکارڈ بہت اچھا ہے اس لیے لوگ غوثی سے بھاری سداوتوں پر ان کے گاڑی باز کرتے ہیں۔ سی ایجنسی کی کاہل کو کاروبار میں ہے اور بکھوڑے ایجنٹ وہاں موجود ہوتے ہیں۔ اس دوسرے بندے کے والد غٹنیں کو بھی اس کے ساتھ ہی بکھوڑے لکھا جاتا رہا ہے لیکن اس کے بارے میں کوئی حقیقی معلومات حاصل نہیں ہو سکی ہیں۔ بکھوڑے معلوم کس اس کی رہائش گاہ کہاں ہے اور ذریعہ معاش کیا ہے۔" ماتحت نے مستعدی سے رہبر کو بی بی تو فوج اس وقت میں چڑھایا اور تھوڑی دیر بعد ہی اس کا بچہ اور بھاری غوثی سے جھٹکا تھا۔

"میں بکھوڑے کہیں کہ یہ سارا بکھوڑا ہے۔ چینی سی ایجنٹ



لیڈی اس کلیجہ کی آؤ میں ہی وہ چھپا ہوا روکام کر رہا ہے جس نے اسے محسوس نہیں کیا۔ وہ کہتا ہے کہ وہ اس کے شاعر کی طرح ہے، اب میں اس سے شوق ہوں گا۔ اس کے شاعر ہونے سے تو راضی اور مستعد ہوں۔ یہ کام کر لے۔

"یہاں اور عادل خان پر کڑی نظر رکھو۔ انکو کوئی کام میں کرنا نہیں ہے۔ ملاقات نہ کر کے وہ کہاں جاتے ہیں اور کیا کرتے ہیں۔ ہر نیکو خواہش کی تکمیل بھی حاصل کرو۔ یہ بہت اہم نیکو کار ہے دھم آ رہا ہے، اسے شائع نہیں ہونا چاہیے۔ اس کی یہ کہ وہ ہم بڑی کامیابیوں حاصل کر سکتے ہیں۔ اس پر چار گلاب اور مہمان سے ملنا اور اپنے تہذیب و ثقافت اور ہوشیار بندوں کو بھیجے گا تو۔ اب یہ عقلی کام چاہیے نہیں ہے۔" حاصل شدہ معلومات سے اس کی آواز گونجنے کے بعد اس نے ایک ہی سانس میں احکامات جاری کیے۔

"میں سر۔" مانتھ اسے عقین دہلی کر رہا کہ عقلی کے لیے روانہ ہو گیا لیکن اس کے ہاتھوں پر مسکرات کھینک گئی۔

یہ دہلی کا مہاجرین کی سہولت ہے اس کے ہوا پر اچھا بڑا شوق تھا۔

☆☆☆

[illegible]

اور ان کی طرف سے اور اپنے میں وہی حربہ تہذیبیائی بھی  
 تھا۔ عموماً یہ بیان دینے والی سوچ پر نہ جاتے کیسے  
 وہ اس طرف سے گناہگار خود کو دیکھتی تھیں۔ گولی کی آواز  
 نے ہاتھ ساتھ گاڑیوں کے پریشانی چڑھائے اور کھانٹ  
 دینے سے کھاتے ہوئے ان میں سے کئی افراد ہر آہ  
 سے ان افراد میں سے ہر ایک کے ہاتھ میں چوہ اور  
 بونٹا ہتھیار موجود تھے۔ سلطان اور چاہوہ علی کی کچھ میں  
 سلطان ہلکا سا ہلکا سار کے اس قدر اطمینان کا کامیاب  
 تھا کہ ان کا حلقہ کرتے ہوئے بیٹھا وہ اپنے ساتھیوں سے  
 ان کے بارے میں تھا اور انہیں اپنی لکھنؤ سے آگاہ کر دیا  
 تھا۔ ان لوگوں نے اسے گھبرائے کا یہ کلام یا کہ اس سوچ  
 سے کیا تو بیٹھا وہ ان کا یہ کلام سمجھ گیا اور انہیں ہی  
 نے اسے کیسے پھینک کر دی۔  
 "اب تم لوگ اپنے ہتھیار چیک کر شرافت سے ہاتھ  
 ڈالو اور نہ جان سے باز آؤ۔" سلطان ہلکا سار نے  
 ان کو دیکھ کر کہنے کے ساتھ ان کی چارہ نہیں تھا۔ وہ  
 یہ بات نہ ہی اس طرف سے کہتے تھے۔  
 "خیر اور مجاہدوں میں کھسا ہے۔ اسے حاش  
 " سلطان اور چاہوہ علی تیار اس کے حکم پر عمل کرنے  
 سے پہلے کہ اس نے اپنے ساتھیوں کو دوسرا حکم دیا۔ اس  
 نے مئی کی گولی کے لیے تین چار افراد مجاہدوں کی طرف  
 اشارہ کیا۔ پہلے آئی تھیں مجاہدوں میں قدم رکھا تھا کہ  
 ان میں سلطان ہلکا سار کے سے پہلے کہ گولی نے  
 ان کی گردن پر تین ہولٹ کے سے پہلے چھپ گیا تھا۔ اسے پہلے  
 تھیں اس میں سلطان اور چاہوہ علی اور سلطان نے سوچ کا  
 یہ فائدہ اٹھا لیا اور فراموشی پر گر کر گاڑی کے پہلے  
 تھیں۔ وہ طرف سوچ و سوچ کی سوچ کی میں ان  
 پاس بھی ہاتھ پائی تھیں کہ انہیں یہاں وہ بکھرے ہوئے گولیوں  
 اور مجاہدوں سے چھٹتے تھے۔  
 سلطان ہلکا سار کی ہانک کے بعد وہاں بے تحاشا  
 ایک شروع ہوئی تھی۔ وہ لوگ اندھا دھن کا فائدہ  
 لے رہے تھے اور ہاتھ کی مسد کا تھیں نہیں کیا تھا۔ کچھ  
 ہتھیاروں کا رخ ان کی گاڑی کی طرف تھا تو کچھ  
 ان کے ہاتھوں پر گولیوں پر سارے تھے۔ چاہوہ علی نے بھی اپنے  
 سے چھوڑ کر لپٹن کاہر ہے۔ گاڑی بے اثر تھی۔  
 سلطان کو حاش کی کیا تھا کہ وہ گاڑی کی تھیں موجود تھیں  
 ان کی گولیوں میں سے ہتھیار نکال سکے۔ ہتھیار نکالنے

[illegible]



مہاجرین میں مگر کوئی سلیطہ ہی انہوں نے وہ ہمارے  
 چھپاؤں کا استعمال شروع کر دیا۔ سلو کے خلاف میں  
 انہوں نے اپنی طرف کی مہاجرین میں چھانگ لگائی تھی  
 اور ایک دوسرے سے خوف میں مہاجرین کے اندر  
 ہی اندر حرکت کرتے ہوئے اس طرح آگے بڑھ رہے تھے  
 کہ سوک پر آگے پیچھے موجود دشمنوں کے نشانہ زد یکے  
 جا رہے۔ انہیں اندازہ تھا کہ پولیس سائٹیں بن کر اب وہ  
 لوگ فرار کی کوشش کریں گے اس لیے ان کی پہلی ترجیح ان کی  
 گاڑیوں کو تار مار دینا تھا۔ اپنی اس کوشش میں وہ کامیاب  
 رہے۔ فرار کی راہیں مسدود کر دیں تاکہ بارگھڑا نہ پڑے  
 اور نہ ہی گاڑیوں کے اس شور میں پولیس والوں کی طرف  
 سے کی جانے والی دھاواؤں کا فائدہ اٹھانے کی ہمت  
 پیدا ہو سکے۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ جب کہ اس اطلاع کا  
 اثر نہیں ہوا تو پولیس والے بھی میدان میں کود پڑے۔ ہر  
 طرف سے گھر جانے والے دشمن کو آخر کار چھپاؤ ڈالنے  
 پڑے۔ چھپاؤ چھپک کر جب وہ سامنے آئے تو صرف دو  
 بچے تھے۔ باقی پانچ شہرہ زد تھے۔ یہ ایک بڑے بچے تھے۔  
 گرفتاری دینے والے دونوں افراد میں سے بھی ایک کے  
 بازو سے ٹھون بہا تھا جبکہ دوسرے کے چہرے پر غراشیں  
 تھیں۔ شاید اس کا چہرہ سوک سے رگڑا گیا تھا۔ پولیس  
 والے انہیں ہتھکڑیاں پہنانے لگے تو وہ تین بھی مہاجرین  
 سے نکل کر باہر آ گئے۔ انہیں پولیس والوں کے ساتھ ساتھ ہی  
 ایف بی کے چار ہلاک بھی نظر آ رہے تھے۔ انہی ہلاکوں  
 میں سے ایک نے بتایا۔  
 "میں پولیس اور ہم ساتھ ساتھ ہی یہاں پہنچے تھے۔  
 انہیں نے ہم سے اتفاق کیا اور ہم نے ان کو کارروائی کی۔"  
 "چھپک ہے۔ ان دونوں بندوں کو ہم ساتھ لے  
 جا رہے تھے۔ فاش اور غریبہ دہی پولیس اپنے ساتھ لے جا  
 سکتی ہے لیکن مرنے والے کے لیے پولیس کا بیان یہ ہونا چاہیے کہ  
 لوگ ڈاکو تھے جنہیں ڈاکو کی واردات کرتے ہوئے ہلاک کر دیں  
 نے لگا مارا اور عذاب میں ڈاکوؤں کی طرف سے کاڑھک پر  
 خود بھی اسلحے کے استعمال پر مجبور ہو گئی۔" اس موقع پر سلطان  
 نے آگے بڑھ کر معلومات نمٹانے شروع کر دیے۔ گرفتاری  
 دینے والے دونوں افراد کے علاوہ وہ باقی تینوں کی حالت  
 کا جاننے کے لیے پتا چگا۔ انہی تعداد میں جانے پر بھی ان کی جان  
 چنانچہ مشکل تھی۔ اگر کوئی قسمت سے بچ گیا تھا تو بہر حال  
 اسے حوصلہ شکنی ہو رہی تھی۔ چنانچہ وہ اپنی طرف سے کام  
 آنے والے بندوں کے علاوہ انہوں نے سب کا نظر انداز کر

دیا تھا۔ ہمیشہ اپنے والے سے ڈرتے رہے۔  
 "لوگ سر اپنی کھ کھ... آپ کو کوئی شک ہے؟"  
 کی۔ "پولیس پانی کے انبار ڈالنے سے اسے جواب  
 لوگ قہر میں سمیت اس گاڑی میں سوار ہونے لگے۔  
 ایف بی والے اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ان کی پہلی  
 تیار ہو گئی تھی۔ انہی بات پر بھی کر آنے والے باقی  
 میں آئے تھے اس لیے کار کے مقابلے میں زیادہ  
 گئے تھے۔ قہر میں کو انہوں نے پولیس کی کھائی  
 ہتھکڑیوں کے علاوہ سر پر ہارو چہرے پر سیاہی لگا کر  
 ہاتھ باندھ دیے تھے۔ قہر میں کو قہر میں سے ہٹ کر اور پچھلے  
 انہوں نے قہر میں سے بچ کر چھپک کر سلسلہ شروع کر دیا  
 پھر میں کسی نے سلو سے بھی باز نہیں کی کہ وہ اپنے  
 کے کیوں غائب ہو گیا تھا۔ وہ بچے بھی یہاں کی پھر  
 تھا کہ وہ پھر لے جانے کے باوجود کھلے نہیں ہوئے  
 تھے تھے۔ وہ اب وہاں قہر میں کے ساتھ اپنے ہتھکڑیوں  
 میں سوار تھے۔  
 پھر یہ ملی نے پھر وہ وقت ضائع کیے پہلے ہی سر پہلے  
 باہر انداز میں پیش کا سلسلہ شروع کیا۔ انداز میں  
 نے پھر ہلاک دکانے کی کوشش کی لیکن جب وہ پہلی نے  
 میں وہاں ایک بچہ ملا۔ ہارو کوئی کانٹے والے کے  
 کہ وہ شروع کیا تو اس کی مت جہاں سے گئی۔ اس نے  
 دیا کہ وہ سب کے کاٹھک دھک سے نکل گئے تھے۔  
 تھائی انبار کی پانچ سے کی طرف سے ہدایات موصول  
 تھیں۔ آخری ہی حریف کوشش کے بعد اس نے پانچ کے  
 اگلے فرار کی ایک ہم شکل دے کر ہلاک کر دی اور سلطان  
 کے لیے چہرہ ہو گئے۔ سلو خود بھی پراسے بھی ساتھ  
 گیا۔ پانچ سے جس کوئی میں قہر میں قہر میں کے پانی  
 میں گئی۔ ہی ایف بی کے ہلاکوں نے ان کی کھ کھ  
 ڈاکو کاٹھک انہیں شروع کر دیا۔ تھائی قہر میں کے لیے ہی  
 دیا گیا تھا کہ اس ایک غریبہ لگا روائی کرنے جا رہا ہے  
 لیے پھر ہلاک نہ کرے۔  
 کوئی میں گھرانی کرنے والے کمرے نصب  
 کے اور سب گاڑیوں میں موجود تھے لیکن ان کی تعداد ان کی  
 تھی کہ وہی ایف بی کے ہارو دھک سے سامنے خیر  
 کی ایف بی کے ہلاک ہارو کا روائی کرتے ہوئے  
 کے اندر گئے میں کامیاب ہو گئے۔ پانچ کے انہوں  
 ایک کمرے میں سونے کے لیے چھپا دیا۔ وہ ہلاکوں  
 سمیت کر کے دہر گاڑیوں کی سمیت سے کاہر تھا

ہی کی حالت تھی ہے۔ ایک ہلاک نے اس کی گدی پر چڑھ  
 کرتے ہوئے اسے کمرے سے باہر کی طرف دھکیلتی  
 تھی۔ لیکن جہت انہیں غریب پانچ سے حواست کی  
 ہارو ہارو چھپنے والے کو ہلاک کر رہا تھا۔ وہ ہارو  
 سے اس سونے کی طرف چھانگ لگائی جہاں سے اسے  
 لگا تھا۔ ہلاک نے ہارو کی حریف کو گولی چلا دی۔ گولی  
 پانچ کے کمرے میں گئی اور وہ ایک دل دوز تھا۔  
 پانچ کے قہر میں ہی کر گیا۔ ایک کھ حریف جہت انہوں  
 نے بے پناہ تکلیف میں ہونے کے باوجود سونے کے  
 پانچ ہارو ڈال کر ہارو لال لال۔ چھپنے پانچ کا ہارو  
 فرار میں نے وہاں چھپا دیا تھا اور ہی ایف بی والے اس کی  
 طرف سے انہیں دے گئے تھے۔  
 "ہارو چھپک دو دھرت گولی ماروں گا۔" اسے سب  
 کی ایف بی نے ایک ہلاک ہارو پانچ سے کاہر کو  
 نے وہی کوئی کی تکلیف کی وہ سب سے ہارو تھا۔ اس کے  
 ہارو میں سے سکرانے کی کوشش کی اور اس کوشش میں حریف  
 میں سے گئے۔  
 "میں کہتا ہوں یہ ہارو چھپک دو۔" ہی ایف بی  
 نے ہارو میں کی لیکن پانچ سے ہارو میں ہارو  
 ہارو میں ہارو میں جا کر کھو سب سے کھ رہے کہ میں ہان  
 سے۔ "میں نے سمجھے کہ ساتھ ہی اس نے کسی کے ہاتھ  
 کی ہارو اپنی تھیں سے لگا کر قہر میں فرار ہی اس کا  
 ایک ہاتھ کا کمرے میں ہو گیا۔ ساتھ ساتھ دوسرے لوگ  
 کی دے گئے تھے۔ پانچ سے ہی اس حرکت نے ان کی گ  
 ہارو میں ہارو دیا تھا۔ دوسری سمتوں میں مصروف سلطان  
 ہی ایف بی اور سلو جب قہر میں ہارو اس طرف پہنچے تو پانچ سے  
 ہارو میں دیکھ کر قہر میں دھکیلتے ہوئے گئے۔  
 "سلا بہت چھانگ لگا۔ اپنے لیے آسان موت کو  
 مانا ہو۔" سلو نے ہارو میں ہارو دیا۔  
 "میرے ہارو آجاتا قہر میں کام آتا۔" اس سے ان  
 نے یہاں پہنچے تھوڑے روک کے ہارے میں معلومات حاصل  
 کرتے تھے۔ "ہارو میں نے کھ پولیس سے ہارو  
 ایف بی کے ہارو ہارو کی موجودگی میں یہ واقعہ ہوا  
 ہارو ایک طرف قہر میں شرمسار ہوئے تھے۔  
 "چھوڑو مٹی ہارو زمین ایک خیمہ کے ہارے سے  
 آواز تو ہوئی۔ ہارو میں بھی ہارو ہارو دھک سے پانچ کر  
 میں گئے۔" لائن سے ہارو میں کہتے ہوئے سلطان نے  
 ہارو پر چھپا پھر پانچ ہارو دھک کرنے کی کوشش کی اور کالی

کھ حریف  
 کامیاب بھی رہا۔ سب لوگ پانچ سے کے ہارو ہارو آنے  
 کی ہارو کی سے نکل کر اپنے کاموں میں مصروف ہو  
 گئے۔ پانچ سے ہارو ہارو میں آیا تھا لیکن اس کے اس ہارو  
 لگانے سے بہت ہی انہی قہر میں ہارو آئے کی ہارو ہی  
 جن سے راکا کھ چھانگ لگا تھا۔  
 ☆☆☆  
 ہارو میں چھوڑے آرام کرنے اور فریش ہونے کے  
 لیے وہ چھپک چھپک آری کے ایک سیف ہاؤس میں کر  
 سیکھنے سے عادات کر رہے تھے۔ انہیں آری ہی کی ایک  
 ہارو ہارو والی گاڑی میں یہاں لال لال تھا جبکہ ان کے  
 زیر استعمال گاڑی ہارو کی پارک میں کھڑی ہوئی تھی۔  
 "آپ لوگوں سے طاقت کی غواہی تو کی لیکن یہ  
 اسے جس کی طاقت ایسے حالات میں ہوئی۔ کرل کی حریف  
 تھیں حریف دھکیلتی کی شہادت ہارے سب کا بہت بڑا  
 تھیں ہے۔" ان دونوں سے مصافحہ کرتے ہوئے کرل  
 تھیں اپنی سمجھ آواز میں ہارے تو ان کے دلوں کی  
 ہارو کی بھی حریف ہارو۔  
 "دوست فرمایا آپ نے۔ کرل کی شہادت واقعی  
 ایک ناقابل حریف تھا۔ ان سے ہے۔ ان سے ہے۔ ہارو  
 ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو  
 ہارو کیا ہارے کم ہے۔" قہر میں نے کرل سیکھنے کی تانہ  
 کرتے ہوئے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ دھیمان تو کرل  
 قہر میں کے ہارے میں ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو  
 کرنے سے بھی کرل کر ہارو۔  
 "میرے ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو  
 دے دار ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو  
 میں سب سے پہلے موت کا چھوڑی سامنے آتا ہے لیکن ہم  
 ان خوش قسمتوں میں سے ہیں کہ جن کی موت اصل میں  
 حریف ہارو ہوئی ہے۔ شہادت کا ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو ہارو  
 نہیں ہوئی۔ ہارو ہارو اس کی آواز کرتا ہے۔ اٹھنے کرل  
 صاحب کی اس آواز کو ہارو ہارو۔ اب ہارو ہارو ہے کہ ان  
 کے کام کو جاری رہیں۔ آپ لوگوں کا اب تک انہی سے  
 واسطہ پڑا ہے اس لیے آپ ان سے آگے ہارو نہیں جانتے  
 حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ ہی ایف بی کے پیچھے بھی ہارو ایک  
 لیکن کام کر رہی ہے۔ کرل کے ہارو ان کے کام کو جاری  
 رکھنے کے لیے میں ہوں اور میرے ہارو کوئی اور چھپ کر  
 کے ہارے پر میں نے لاخود آپ سے ہارو کر لیا ہے۔ اسی  
 طرح میں نہ ہارو میرے ہارو کوئی اور ہارو ہی ایف بی کو



وہ اس بات پر یقین کر لیں کہ ان کے پاس ہر شے ہے۔

کرنی تو حید کی شہادت پر افسردہ کی مناسبت سے  
 والے دستان اور شہر اب ان سے انسانی  
 کر رہے تھے تو ان کے دل جڑیں اور ہڈی  
 ہوئے تھے وہ بیٹنگ روم سے باہر نکلے تو انکس  
 میں بھاڑ دیا گیا۔ وہ چونک اپنی گاڑی میں پہلی نشست  
 تھے اس لیے خیال تھا کہ گاڑی کے انحصار میں پہلو  
 گیا ہے لیکن تقریباً پچھو میں منہ بند انکس دو پہلو  
 کے سامنے ماسٹر ہونے کا تصور آیا تو وہ چونک گئے  
 بارہ بیٹنگ روم سے ہٹ کر کسی دوسرے کمرے میں  
 جانے لگے تھے۔ وہاں کا ماسٹر دیکھ کر وہ چونک گئے  
 کر سچا ہے وہ افراد انکس کی دوسرے بندے ہوئے  
 اور ان کے پیسے سے ظاہر تھا کہ ان پر فکرو کیا گیا  
 دوسرے میں سے ایک تو ان کے لیے اپنی فائین ایک  
 فائیت کر سکے تھے۔ یہی وہ طریقہ جو کرل کے چلو  
 کے وقت بھی انکس ہوتا۔

”میں نے پاس تمام لوگوں کے لیے چوڑا کھانا رکھا ہے۔  
 جس میں اس لیے جس کو ہر ایک کو کھانا۔“ کرنل نے ان کی طرف  
 دیکھتے ہوئے کہا اور پھر ہر ایک کی طرف اشارہ کرتے ہوئے  
 بولے۔ ”اس کھانے کو شادی کے دن کھا جائے گا۔“

”میں سراسر ایسی کمرل تو مجھ کے جنازے پر ملے گا۔  
ایک جھلک کا لاکھ روپے۔“ عجب خبر دینے والے۔  
”یہ تو بھی کچھ ہے، میری خلاف کے لیے جس نے  
لوگوں کو بلایا ہے۔“ کمرل نے عجب دیا اور تانے لگے۔  
”جب ہوگی ہے تم لوگوں کو یہاں لایا جا رہا تھا  
ایک گاڑی نے تعاقب کی کوشش کی۔ تعاقب کرنے والے  
انکار دیکھ کر چلے گئے کہ جس گاڑی میں تم لوگوں کو  
جا رہا ہے، اس کے علاوہ بھی ایک گاڑی چپکے سے  
اس گاڑی میں سوار چڑھوں نے تعاقب کرنے والوں کو  
لایا۔ تانے میں ایک شخص مارا گیا چند دوسرے کو گرفتار کر  
لیا۔ گرفتار شخص نے پوچھا کہ کئی تو معلوم ہوا کہ  
یہ روٹ کی مدد سے قہاری گاڑی کو بچھڑا کیا تھا۔  
چرواہوں نے اسے بھی اس کے گھر سے اٹھایا۔ اب آگے  
دوڑیں تانیں گے کہ کبھی کس نے پڑا کیا تھا۔“ کمرل نے  
انہیں مختصر حالات سے آگاہ کیا تو ہر شخص سے جو  
دشمن ان کی مدد پر لگ چکا تھا اور انہیں علمی نہیں ہو سکا  
اگر کمرل کے جہان چاند نہ دیتے تو کبھی یہاں تک رسوا  
مائل نہ ہوتے۔

”وہی آدمی جو میری ساری اسخود افشاہات لکھی گئیں  
 ہیں۔ یہی آدمی ہے۔“ پہلے چٹان نے دینی زبان بولی۔  
 ”میں نے لکھا ہے۔ وہ جو جہاد سوسائٹی اب تم لوگوں کو  
 دینا چاہتی ہوگی۔ یہاں سے واپس لوٹی کے بھلے تھیں  
 یہ غلط لکھنے پر پہنچا دیا جائے گا۔ وہاں سے تم اپنے  
 دشمنوں سے رابطہ کرنا اور انکی ساری ترسوں، میری طرف سے کریں  
 میں نے یہ تم لوگوں کو انکشن کے لیے تیار ہونا چاہیے۔ ان  
 کے لیے یہ ”فرم“ ہے جس میں ہوتے ہوئے آخر میں انہوں نے  
 وہاں کے سے ختم کر دیا ہے۔“

☆☆☆

**جاءه من الحبس**

[illegible]

”کھانا آج کھینے بعد میرے کمرے میں ہی پہنچا۔ دین کھانے کے بعد میں صرف چائے پیا ہند کروں گا۔ اور انا۔۔۔ باہر میری جیب کھڑی ہے۔ اس کے لیے تھیل پانی کا بھی بندہ دست کرے۔“ مسافر نے اپنے مطالبات کے ساتھ کچھ جی ڈی ہارلے کے کلمات کا ذکر کر رکھا ہے۔

”فی الحال دعا ہی کافی ہے۔ مجھے میرا کمرا دکھا دو۔“  
سافرنے سہاٹ مجھے میری کمر کی طرف اشارہ کیا تو وہیں کا گانگ کسی گلاب  
خان کو ادا کر رہے تھے۔ گلاب خاں کی کونوں کی جڑوں پر کھائے ہوئے تھے کہ  
سلمان بھٹو کی ایک عمر گزرتا تھا کہ وہاں گلاب خاں کی جڑوں پر کھائے ہوئے تھے۔

2014-2015



انجام دینا چاہا۔ اپنا چھوٹا سا سڑی ہنگ سائفر نے اپنے  
ٹائٹل پر ہی لٹا دیا تھا۔ کمرے کی طرف بڑھتے ہوئے اس  
نے ہل میں کرسی پر بیٹھے کمانڈر پتے کو گولی پر بخار ایک  
سرسری ہی نظر ڈالی لیکن اس ایک نظر نے ہی وہاں موجود  
جملہ افراد کو ماتمہ لے لیا تھا۔ وہ سب بھی خیر تھا ایسی جیسے علیہ  
والے لوگ تھے اور ان میں سے کوئی بھی اس کی طرف متوجہ  
نہیں تھا۔

”اگر کل خانہ لاہور سے اٹکا دوں تو موجودہ سڑک  
آپ کا گناہ کا کاروبار ہو کر چھٹا ہو۔ میں بندہ راستہ کو بول  
گا۔“ اسے کہتے ہیں کہ پتھر کا کھانا خانہ سے براہ راست کے  
آخری سرے پر ٹھہر جانے والے دور درازوں کی طرف  
اشارہ کرتے ہوئے دیکھ کر۔

”بھئی، میں صرف سنا ہوا دھماکا پہنچ کر ہوں گا۔ تم  
 پہنچو۔ مجھے قہاری کسی خدمت کی ضرورت ہوئی تو یاد لوں  
 گا۔“ اس نے لڑکے کو چٹا کیا اور کچھ سوچ کر کمرے میں  
 داخل ہونے کے بجائے باغیچہ کی طرف بڑھ گیا۔ دو کئی  
 گھنٹوں سے سڑ میں تھا اور اب اسے باغیچہ میں جانے کی  
 ضرورت محسوس ہو رہی تھی۔ باغیچہ میں جاتے ہوئے بھی اس  
 نے اپنا سڑی رنگ اپنے ساتھ ہی رکھنا پسند کیا تھا۔

جب وہ فریقین کو اسے اپنے کمرے میں پہنچا تو خود کو پہنے کی نسبت کافی بیزگوش کر رہا تھا۔ کمرے میں اپنا کی چار پائی پر ایک سیلا سا ستر بچھا ہوا تھا۔ وہ ایک طرف اس ستر پر لیٹ گیا اور اسے سوچا کہ نکال کر کوئی ٹھہرانے کا۔ جلی مکن پڑی اس کی کال رہی یہ کمرے کی تھی۔

”کہاں ہو صاحب... ہم یہاں آپ کا انتظار کرتے ہیں۔“ وہ دوسری طرف سے کال ریسیو کرنے والے نے اس سے دریافت کیا۔

”راستی میں ہوں۔ جب کا انجی لکھا کر کے لیے ایک ہوش میں تھا۔ چار ماہ تک تھرا رہا۔ اس نے سب کا لکھنے میں جواب دیا۔ نیکی اعمال سے اسے ضرور رستہ قیام کے لیے اس کی حیثیت رکھتا ہے۔“

”دوسری میں نے سارے انتظامات کر دیے تھے۔  
یہاں بھی کر آپ جب چاہو گے، آپ کو سرحد پار بھجوا دیا  
جائے گا۔“ اسے بڑے خوش انداز میں اطلاع فرما دی۔  
”اگر اتم نے نجات کر دیا ہے کہ تم اپنے اسپی کی جگہ  
لیجے کے محل الہی ہو۔“ اس نے دوسری طرف سمجھوتہ کر  
سرا ہوا چورسائی رابطہ قطع کر دیا۔ اسب وہ ایک اور چورسائی

اپنے بندوں کا کام کر کے فلو بھیجیں اس بارے میں ہم  
 ہے۔ کام کرنے والے ہر مہینے میں اس کی جانچ کی جائے گی۔  
 پرائیویٹ تھیں ہونا چاہیے۔ "اور ان کو ہر ایسا سہولت  
 "اور ان کے مہینے پر کرتی ہوں۔" ان کے بارے میں چھاتی  
 سے چھاتی۔

”میں تمہاری کامیابی کی دعا کروں گا۔“ ڈیوڈ نے  
 اس نئے سے اس کا حوصلہ بڑھانے کی کوشش کی۔ اسے  
 خدا کا بلا دی مشکل میں پھنس گئی ہے۔ اگر اسے  
 خود میں سے فرار نہ ہو چکا تو وہ اسے ساتھ لے کر ہی نکلا  
 گا۔ یہاں ان کا کام کرو چکا کہ اس تک بدعت اور عوام کو  
 دھوکا دے رہا ہے۔ انہیں کرسا تھا۔ بلا اسے بے حد بدعت  
 ہے۔ وہ جو اس نے مسیحیت کے وقت سب سے پہلے اپنی  
 قوم پر ضروری سمجھا تھا کہ عیسائی کے خیال میں ان کے  
 میں سے بدعت کا کوئی عمل نہیں ہوتا۔ جو کچھ یہی  
 تھا ان کا بدعت پر مشہور چارہ تھی تھی۔ اس عبادت کی  
 سے اسے نہ تو وہ بدعت ہو چکا تھا اور نہ ہی عیسائی  
 یہ کہہ سکتا تھا کہ وہ اس حالت میں حالات سے ہادی  
 کا نفع لیتی ہے۔

[illegible]

”خدا کا ارادہ اور ارادہ نکلا ہے۔“ اس نے ہماری  
 بی بی وارا کو دیکھی کہ ان کو شفا خان کمانے کی فریادیں  
 سن رہی تھیں۔ اس نے دیکھا کہ وہاں ایک کمرہ تھا جس کا  
 نام پارٹی ہوا تھا۔ وہاں ہی میز پر شفا کو کئی دفعہ میز پر  
 رکھا تھا۔ یہاں تک کہ ایک کمری تک بھی رکھنے کی رخصت  
 نہیں کی گئی تھی۔ شفا خان نے کمانے کی فریادیں میز پر رکھی  
 تھیں۔ کمرے کے پارٹی کے مقابلے آئے۔ اس کام سے  
 فائدہ ہونے کے بعد وہاں ہی کمرے سے باہر نہیں گیا اور کچھ  
 عرصہ تک وہاں ہی رہا۔ وہاں ہی رہا۔ جہاں وہ رہا ہوا  
 ہے۔ اس کے بعد وہاں کو کمانا اور آج سے ہوا۔ ”کیا بات ہے  
 کے... کچھ کہنا ہے۔“







کوئی اچھٹن چال کر دی۔ اس نے اپنی خواہش بیان کی۔  
 "ٹھیک ہے۔ میں انکی ڈاکٹر کو فون کرتا ہوں۔ میری  
 چاہتا تھا کہ وہ مشکل نہیں دے لیکن تم نے ہی اسے دیکھ  
 سمجھا دیا۔" چودھری نے ہلکتے ہوئے جواب سے اپنا  
 سواہل نکالا۔

"مجھے اس کے سارا وقت اپنے سر پر سوار رہنے سے  
 ابھی بھر ہی تھی اس لیے میں نے اسے چلنا کر دیا تھا۔ آپ  
 جانتے ہیں کہ میرے پاس دیکھنی میں کوئی بھی ایسی کال  
 آسکتی ہے جو میں ڈاکٹر کے سامنے دیکھ کر اسے شک کا  
 سوچ نہیں دے سکتی۔ آپ کے حال ملازمین کے مقابلے  
 میں ایک چارے کے ڈاکٹر کو بے وقوف بنانا اور اسکا ہات  
 ہے۔" انھوں نے سامنا کر چڑھا کر اس کی بات کا جواب دیا۔  
 کوئی اور بھرتو اس کا کچھ چودھری کے لیے تا قیام برداشت  
 ہوتا لیکن انڈیا کا تو براہ راست نہیں کی ایک اور تھی جس پر ناراض  
 ہونے کے بجائے وہ ریڈ کی ہو جاتا تھا۔ اب بھی اس نے  
 انڈیا کو جاس ٹائٹلز سے دیکھتے ہوئے ڈاکٹر کا ٹھکانا ملا دیا اور  
 اسے فوراً حلیٰ نکالنے کا حکم دے کر سلسلہ منقطع کر دیا۔

"ڈاکٹر آ رہا ہے۔ اگر تم اس ڈاکٹر کے علاج سے  
 مطمئن نہیں ہو تو میں شہر سے کوئی دوسرا ڈاکٹر ڈاکٹر بھی بلا سکتا  
 ہوں۔" انڈیا کو بھی ٹھکانوں سے دیکھتے ہوئے اس نے اسے  
 دیکھ لیا۔

"نہیں، یہ ڈاکٹر ٹھیک ہے۔ میری جو حالت ہو گئی  
 ہے، اس کو کوئی بھی ڈاکٹر جادو کے ذریعہ چاک تو ٹھیک نہیں  
 کر سکتا۔" انڈیا نے منہ بنا کر جواب دیا۔  
 "سو رہی ہے فی الحال مجھے انھوں نے کہ تم میری جرحی  
 میں آکر اس طرح چارہ ہو گئیں۔ میں نے تمہارے لیے کئی  
 بنائے والی خانا کو کچھ میں ڈالوا دیا ہے۔ تم صحت یاب ہو  
 جاؤ۔ میں تمہاری آنکھوں کے سامنے اس خشک حرام کی کھال  
 اوچھڑاؤ گا۔" چودھری نے اپنے نرم کاٹھیا دکھائی۔

انڈیا کو اس وقت ملازمہ کو کمرہ ملا دیا جس میں کوئی دیکھی  
 نہیں تھی۔ اس کا ذہن مسلسل ڈیوڑھی کی باتوں میں الجھا ہوا  
 تھا اور وہ اپنی کھسک مٹاتی گئی کہ اسے کھش کر دی گئی۔  
 اسے معلوم تھا کہ اس سارے مکمل میں وقت کی بہت اہمیت  
 ہے لیکن اپنی جوتالی کے سبب فوری طور پر چمک کر اسے  
 قاصر کی ڈاکٹر دانا نے دوبارہ حلیٰ آکر اس کی خواہش  
 کے مطابق ڈسپ میں طاقت کی دوبارہ ایکٹ کر دی تو اسے  
 دانا اطمینان ہوا کیونکہ کھسک بھر ہی اس نے اپنی جسمانی  
 حالت میں کافی بہتری محسوس کی تھی۔ اس دوران چودھری

وہاں سے چاہتا تھا۔ عرصے بعد یہاں آنے کی وجہ سے  
 لاہور میں معاملات کھلنے پڑ رہے تھے اس لیے خواہش  
 باوجود مشکل لڑا کے اس میں جیلے پار ہوا۔

"چودھری صاحب کہاں ہیں؟" انھوں نے اپنے  
 میں معلوم کر کے بتایا۔ "اوپر آگے ہو گئی تو اس نے  
 کے لیے سوچا ملازمہ کو حکم دیا۔ ملازمہ حکم کی تعمیل میں  
 کمرے سے باہر نکل گئی۔ اس کے باہر نکلنے میں انڈیا نے  
 کر اپنے ہاتھ سے کیولا نکالا اور یہ جوتی جاکو کی جاکو  
 خون نہ ہے۔ اس کام سے قادریا ہو کر وہ بستر سے کھڑی  
 ہوئی۔ کمرے سے ہونے پر اسے بہت زور کا جھکاؤ لگ گیا  
 لوگوں میں ہی اس نے خود کو تنہا لیا اور اس الماری کی  
 طرف بڑھی جس میں اس کی ضرورت کا سامان رکھا تھا۔  
 کپڑے وغیرہ وہی چھوڑ کر اس نے اس چند اہم چیزیں  
 اپنے شالوار جیک میں ڈالیں اور الماری دوبارہ بند کر دی۔  
 اسی اثنا میں ملازمہ واپس آ گئی۔

"سرا کھینچی گئی کے ساتھ چپے کھاتے دیکھ رہے  
 ہیں۔ پڑا رہی آیا بیٹھا ہے پر اگر آپ کو کوئی ضرورت ہو  
 کرنی ہے تو جھڑ میں مروانے میں آپ کا کچھ سمجھا دوں  
 گی۔" اس نے انڈیا کو چودھری کی مصروفیت سے آگاہ  
 کرتے ہوئے دیکھ لیا۔

"نہیں۔ انھیں پریشان کرنے کی کوئی ضرورت نہیں  
 ہے۔ اس جگہ تک سب سہل۔ میں اپنی پینڈ کے مطابق  
 پریشانی کھاتے تیار کر دیا جاتی ہوں۔" اس نے اپنے سوچے  
 ہوئے منصوبے کے مطابق فرمائش کی۔

"آپ کو بار بار پینڈ مانگنے میں جانے کی کیا نواز ہے فی  
 فی امینو سو... میں آپ کی پینڈ کا پریشانی کھاتے تیار کر دیا  
 دوں گی۔" ملازمہ نے اپنے فرض کو سمجھتے ہوئے سادہ دلی  
 عرض کیا۔

"نہیں، میں اپنی عمرانی میں اپنی پینڈ کا کھانا بنانا  
 چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے جواب دیا تو ملازمہ  
 پریشانی بھرا ہو گئی۔ انڈیا کو کچھ سمجھا دیا گیا۔ لیکن یہاں  
 اسے وہاں پر چڑھا ہو گئی اور اس کی خواہش کا علم ہونے  
 پر کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے صبر  
 کے آگے گھبر ہونے پر اس کے لیے مکان میں ہی ایک آرام  
 گیری رکھوا دی۔

"یہ کچھ بھلا ہوا ہوا یہاں ہے۔ میں اسے سارے  
 لوگوں کو اپنے آس پاس برداشت نہیں کر سکتی۔" اس نے  
 بارش کی مدد اور فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حکم

## کمرہ

کمرے سے... دلی میں بعد میں تیار کر دیا گیا۔  
 "ٹھیک ہے، یہ لی لی ایسا آپ کا حکم۔" ملازمہ نے  
 اسی طرح سادہ دلی جواب دیا تو انڈیا کو کچھ سمجھا دیا۔  
 آگئی۔ اب پھر وہ اسی کمرے میں تھی جو اس کے  
 زیر استعمال تھا۔ اسے اطمینان تھا کہ وہ اپنا آرام کام بھی  
 ہے۔ پانے کے سامنے میں اس نے جس طرح انڈیا کو بلایا تھا۔  
 اس کو کھانے کے بعد چودھری اور اس کے خاص صاحب  
 کے کچھ کام سامنے ہی نہیں تھا۔ وہ اپنی کئی اہم بات  
 کہ اسے اس بات کی بھی پروا نہیں تھی کہ یہ سامان وہ لوگ بھی  
 کھا سکتے ہیں جو اس کا کارڈ نہیں ہیں۔ اپنی قوم کے حراف  
 کے مطابق اسے صرف اپنا جوف حاصل کرنے سے غرض  
 تھی۔ ساتھ میں کچھ ہی لوگ درمیان آجاتے، اس سے  
 اسے کوئی فرق نہیں پڑنے والا تھا۔ کرنے کو وہ اسٹیل کا  
 استعمال بھی کر سکتی تھی لیکن اس نے اپنے لیے آسان راحہ  
 چن لیا تھا۔ چنانچہ کچھ لوگوں کو کھانے کے لیے کمرہ لایا وہ  
 وقت تو آئی اور وہ پینڈ کی ضرورت تھی اور یہ ٹھکانہ بھی تھا  
 کہ کہیں وہ خود دوسری آجائے لیکن اب سارا کام کھانا  
 منگانی سے ہو گیا تھا۔ اب اسے کھانے کے وقت سے پہلے  
 پہلے خود یہاں سے لگنا تھا اور پینڈ میں کام کرنے والے  
 خاص آدمیوں کو کچھ فوری طور پر نکل جانے کا حکم بھیجتا تھا۔  
 وہ لوگ اس سے زیادہ آسانی سے نکل سکتے تھے کیونکہ وہ اس  
 کے علاوہ کسی اور کو جواب دہ نہیں تھے اور عملی طور پر خود  
 تھے۔ اپنا خاص سواہل فون نکال کر اس نے پینڈ فوری  
 اپنا راج کا ٹھکانہ لکھا۔

"میںوں اتم اپنے خاص آدمیوں کے ساتھ فوری  
 طور پر یہاں سے روانہ ہو جاؤ۔ میری طرف سے کوئی دوسرا  
 حکم ملے گا تم سب کو انڈیا کو کھانا دینا ہوگا۔" اس نے  
 اپنے ساتھی کو حکم دیا جو خبر پر اپنی زبان میں ہونے کی  
 وجہ سے کمرے میں موجود ملازمین کچھ کھینچی گئی۔  
 "ٹھیک ہے میں یہ... ہم انکی نکل جاتے ہیں۔"  
 مہموں نے اسے صوبہ بھٹا جواب دیا۔ ان کے کام کی  
 نویت ہی انکی تھی کہ اپنے کسی موقع پر سال جواب میں  
 وقت ضائع کرنے کے بجائے حکم کی فوری تعمیل پر زور دیا  
 جاتا تھا۔ اس طرف سے بھی مطمئن ہو جانے کے بعد اب  
 اسے اپنے نکلنے کا بندوبست کرنا تھا۔ اس نے ملازمہ کو  
 چودھری کو جاننے کا حکم دیا۔ ملازمہ نے باہر نکلنے کے لیے  
 کمرے کا دروازہ کھولا تو سامنے ہی چودھری کھڑا تھا۔

"اے چودھری صاحب انش آپ کو ہی یاد کر رہی  
 ہوں۔" چودھری نے اپنی بات کو جاری رکھا۔  
 "نہیں، میں اپنی عمرانی میں اپنی پینڈ کا کھانا بنانا  
 چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے جواب دیا تو ملازمہ  
 پریشانی بھرا ہو گئی۔ انڈیا کو کچھ سمجھا دیا گیا۔ لیکن یہاں  
 اسے وہاں پر چڑھا ہو گئی اور اس کی خواہش کا علم ہونے  
 پر کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے صبر  
 کے آگے گھبر ہونے پر اس کے لیے مکان میں ہی ایک آرام  
 گیری رکھوا دی۔

"نہیں، میں اپنی عمرانی میں اپنی پینڈ کا کھانا بنانا  
 چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے جواب دیا تو ملازمہ  
 پریشانی بھرا ہو گئی۔ انڈیا کو کچھ سمجھا دیا گیا۔ لیکن یہاں  
 اسے وہاں پر چڑھا ہو گئی اور اس کی خواہش کا علم ہونے  
 پر کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے صبر  
 کے آگے گھبر ہونے پر اس کے لیے مکان میں ہی ایک آرام  
 گیری رکھوا دی۔

"نہیں، میں اپنی عمرانی میں اپنی پینڈ کا کھانا بنانا  
 چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے جواب دیا تو ملازمہ  
 پریشانی بھرا ہو گئی۔ انڈیا کو کچھ سمجھا دیا گیا۔ لیکن یہاں  
 اسے وہاں پر چڑھا ہو گئی اور اس کی خواہش کا علم ہونے  
 پر کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے صبر  
 کے آگے گھبر ہونے پر اس کے لیے مکان میں ہی ایک آرام  
 گیری رکھوا دی۔

"نہیں، میں اپنی عمرانی میں اپنی پینڈ کا کھانا بنانا  
 چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے جواب دیا تو ملازمہ  
 پریشانی بھرا ہو گئی۔ انڈیا کو کچھ سمجھا دیا گیا۔ لیکن یہاں  
 اسے وہاں پر چڑھا ہو گئی اور اس کی خواہش کا علم ہونے  
 پر کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے صبر  
 کے آگے گھبر ہونے پر اس کے لیے مکان میں ہی ایک آرام  
 گیری رکھوا دی۔

"نہیں، میں اپنی عمرانی میں اپنی پینڈ کا کھانا بنانا  
 چاہتی ہوں۔" اس نے سختی سے جواب دیا تو ملازمہ  
 پریشانی بھرا ہو گئی۔ انڈیا کو کچھ سمجھا دیا گیا۔ لیکن یہاں  
 اسے وہاں پر چڑھا ہو گئی اور اس کی خواہش کا علم ہونے  
 پر کمرے میں آرام کرنے کا حکم دیا لیکن اس کے صبر  
 کے آگے گھبر ہونے پر اس کے لیے مکان میں ہی ایک آرام  
 گیری رکھوا دی۔



جی۔ "بڑا ہے لک کر اس سے کیا۔"

"اب بھی بیعت ہے قہاری؟" چوہری نے سنجیدہ چہرے کے ساتھ سوال کیا۔ اس کے اصرار نے بڑا کو چٹایا۔ جام اس نے اس کا اعہدہ نہیں کیا اور کھابہت زدہ آواز میں بولی۔

"طبیعت کچھ ٹھیک معلوم نہیں ہوتی اس لیے میں نے لیٹ لیا ہے کہ شہر جا کر کسی بڑے اسپتال میں چیک اپ کروا لیٹی ہوں۔ آپ میرے لیے گاڑی کا بندوبست کر دیں۔"

اس نے اپنے منہ سے کچھ طعنے فرما کر لگی۔

"ٹھیک ہے، گاڑی تیار ہو جانے کی ایک گھنٹہ ہے کہ میں بھی تمہارے ساتھ چتا ہوں۔"

"میرے نکس۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ دیکھو اب آپ کا یہاں وہ کہیں ان کے معاملات کو سنبھال ضروری ہے۔"

"جواب دیتے ہوئے اس نے چوہری کے چہرے کے اعتراضات چاچے کی کوشش کی۔ اس کے اندازے کے مطابق چوہری کچھ بھڑا رہا تھا۔

"لکھنا ہے چوہری صاحب! آپ کچھ پریشان گدے رہیں؟" اس نے چوہری کو ٹٹولنے کی کوشش کی۔

"ہاں۔ بات عیا پریشانی کی ہے۔" غلابہ توجع چوہری نے فوراً قبول کر لیا۔

"مجھے بتائیے کیا مسئلہ ہے؟ شاید میں کوئی حل پیش کر سکوں۔"

"اس نے بڑی نگاہت سے کہا تو چوہری نے اس پر ایک تہی تھرائی اور بڑا آواز میں اپنے ایک خادم کو پکارا۔ غلامی خادم ہاتھ میں ایک بڑی سی ٹرسے اٹھانے لگا اور ہوا اور چوہری کے اشارے پر ٹرسے بڑا کے سامنے رکھ دی۔ ٹرسے میں ایک مردہ کی کاسم جو تھامے دیکھ کر لڑا کی رینج کی ہڈی میں مشابہت دہن لگی۔

"یہ... یہ کیا ہے؟" اس نے قدرے گھبراہٹ کے ساتھ پوچھا۔

"اس کی کوپا نے کاو شہر لایا گیا تھا جو علامہ میرے لیے تیار کر دی گئی۔ شہر دیکھتے ہی یہ لوگوں میں خوب گرمی مچتی اگر میں وہاں کھاتا تو میرا اہتمام بھی اس کی جیسا ہوتا۔"

"پتہ آپ کے کسی دشمن کی سازش تھی ہے؟ آپ فوراً پولیس کو بلا لیں۔ وہی لوگ خاموشی سے کھینک کر کے اصل حقیقت معلوم کریں گے۔"

"یہ ضرور دیتے ہوئے اس نے اپنے مخصوص طور پر اپنا شہنشاہی بیگ کھول کر اس میں سے پائل نکالنے کی کوشش کی لیکن آٹا آٹا وہاں بہت سے سا افرار

دعا دے ہوئے ٹرسے آئے ہوا سے اپنے ٹٹولنے پر ہلکا ہوا۔

"یہ... یہ سب کیا ہے چوہری صاحب؟"

اس سوال کا جواب تو جیسوں دینا ہوا گاڑا رنگ ان کے چہرے پر لپک کر رہ گیا۔

"میں نے مجھے ہلاک کرنے کی سازش کی ہے؟" اس نے چوہری کے سامنے ان چوہری فرماتے ہوئے دریافت کرنے لگا۔

"آپ کو کوئی تلخ بھی ہوئی ہے۔" اس نے اپنے منہ کی کوشش کی۔

"کوئی تلخ بھی نہیں ہوئی۔ ہمارا ہی خانے کی کھانے کے خود جیسوں سالن میں بیٹھتے ہوئے دیکھا تھا اور اس کی اطلاع پر عیا میرے آدمیوں نے باقی کارروائی کی۔"

چوہری نے ٹرسے میں چڑی کی لاش کی طرف اشارہ کر کے اور حیرت بھرا۔

"تمہارے منہ پر میرے آدمی چڑھ کر بیٹھ گئے ہیں۔"

اشارہ ہونے کی اور بھی دینا اس سے اس کا بیگ کھینچ کر بڑا پرالٹ دیا گیا۔

"اب کیا ہے؟" چوہری نے اس سے دریافت کیا۔

"میں اب بھی یہی کہوں گی کہ آپ کو کوئی تلخ بھی ہوئی ہے۔"

"وہ اپنا بھر سنبھالے دیکھنے کی پوری کوشش کر رہی تھی۔"

اس نے اپنی کوشش کی کہ وہ اپنی تہی طرح پھنس گئی تھی۔ اس وقت وہ اس کے پاس کوئی ہتھیار تھا اور نہ ہی جسم میں تو اسی کے اپنے دھار میں بیکہ کر پائی۔

"ٹھیک ہے۔" اس کی تو میں ذرا سہولت ہوئی۔ تم جی کر رہے ہیں۔ یہ بھروسہ میں آرام سے میری تلخ بھی اور کرنے کی کوشش کرنا۔"

"خارج کے مطابق فوری احتیاط کا سہارا دینے کے سامنے چوہری نے سر ہلکے میں کہا ہوا کہ وہ اس کے کارندوں نے فوراً ہی بڑا کو بک کر لیا اور اس کے پیچھے چلنے کی پند اپنے گھر ہاتھ پر ہاتھ کر بستر پر مل دیا۔ یہ بڑا بھرتہ تاک مقرر تھا۔ چوہری کی موجود تہی مہمان اب ایک حسب لہذا کی حیثیت سے سب سے دست پا بندی ہوئی تھی۔

☆☆☆

یہ افسوس کی اور آدمی کے جان اپنے مشرک مشن کی اہتمام دہی کے لیے پوری توجہ اور خصوصیت کے ساتھ حرکت میں آگئے تھے۔ کارروائی کرنے والے گروہوں کو دو حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا۔ ایک گروپ کو جنگل میں کارروائی کرنی تھی جبکہ دوسرے کو چوہری کی چوہری پر۔

ایشان کو اس کے چند جانوروں کے ساتھ جنگل کی طرف

جانے والے گروپ میں شامل کیا گیا تھا۔ ان لوگوں کے پاس ہتھیار اور زخمی دونوں طرح کی کارروائی کے لیے مکمل تیاریات تھے جبکہ چوہری کی چوہری کے لیے مکمل دستی کارروائی کا کیا گیا تھا۔ شہر بار چوہری کو کھینچنے والی میں شامل تھا۔ چوہری کے گروہ کو ہار کرتے ہوئے ان کے اس بات کا تصور خاص خیال رکھا تھا کہ چوہری کا اپنی قبرستان اور ہی صاحب کا حوالہ بھی ان کی نظروں میں رہے۔ گاؤں دیہاتوں کے عمومی ماحول کے مطابق وہاں بڑی رات نے اپنے پیچھے چھوڑ دی تھے اور دن بھر کی رات سے چلے پارے تھیں اپنے گھروں میں گہری نیند لے رہے تھے کہ ایک دم ہی کونچے والے دھماکوں اور توپوں کی دھڑکن سے انہیں بڑبڑا کر اٹھ جانے پر مجبور ہوئے۔

کارروائی کا آغاز جنگل سے کیا گیا تھا۔ چوہری کو اپنے والی فورس کو اس کے بعد حرکت میں آنا تھا۔ جنگل کی طرف سے آواز میں آواز شروع ہوئی تو چوہری کو کھینچنے والی فورس اور وہاں کے سونے ہوئے ٹھیلوں کے ہموں

نے ایک ساتھ حرکت کی۔ بستر پر سے بڑا کر اٹھنے والے خوف زدہ تھے کہ کپکپا رہا ہے۔ وہ کسی سرحدی گاؤں میں آ رہے ہیں تھے کہ کوئی تک کے سنے کا امکان اور لیکن

آوازوں سے بھی ظاہر تھا کہ کوئی بہت بڑا اہل ہوا ہے۔ وہ فوراً کر اپنے گھروں سے نکلے ہی گئے تھے کہ سب سے

پہلے ان کا جانے لگا اور وہاں کے ہمسایوں کا کھینک لگی کہ وہ اپنے گھروں تک محدود رہیں۔ امکان کرنے والے نے یہ

میں بتا دیا کہ بیکہ خطرناک غریبوں کی سرگرمی کے لیے پاکستان آدمی ان کے علاقے میں کارروائی کر رہی ہے اور

بڑا بڑا کے ہمسایوں سے انہیں صرف احتیاطیون دیکھا ہے کہ وہ گھروں سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کریں۔

غریب و بے بس آدمیوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اپنے اپنے گھروں میں دیکھتے ہوئے دلوں اور جاگ جانے والے بچوں کو سنبھالتے رہے۔ اور چوہری کی طاقت پر

بامعنا خاکوں کو گرجی اپنے کھیرے جانے کا احساس ہوا۔ انہوں نے اتحاد اور فکرت شروع کر دی۔ باہر موجود

افریقا کو ان پر ہمارے گاؤں کے میں کیا ہوا تھا۔ وہاں کا مکمل

پڑے کر کے آئے تھے اس لیے تھے کہ ان سے دودھ ہاتھ کر

نکس۔ دونوں طرف سے کوئیوں کی برسات شروع ہوئی تو یہ حال ہو گیا کہ کان چڑی آواز سنائی دیتی تھی۔ شہر بار

اس دینے کے ساتھ شامل تھا جس نے قبرستان کا سامرو کر

دیکھا تھا۔ عمومی حالات میں قبرستان میں مسخ خاکوں کی موجودگی کی کوئی شک نہیں تھی لیکن انہیں زبردست حیرت کا سامنا کرنا پڑا اور اس ملک کی تہذیب کو کھینچنے والی قبرستان کی حرمت اور توجہ کے جانے چھینا کہ اور ہوتا رہا ہے جب ہی تو مسخ کا فائدہ نہیں تھا۔

قبرستان میں گہری تار کی پھانسی ہوئی تھی۔ چوہری کے اندر کی بھی سادی روٹھیاں بھجادی تھیں اس لیے ہاتھ کو

ہاتھ نہ بھجائی دیتے والا اور میرا ہر طرف بھجایا ہوا تھا لیکن آگہوں پر نکتہ وین کا گھٹو لگائے قبروں کی آواز نے کر

آگے بڑھتے ہوئے شہر بار کو زیادہ پریشانی کا سامنا نہیں

تھا۔ وہ اپنی چڑھتی بدل بدل کر مختلف قبروں کی لوث سے بہت سوچ سمجھ کر گاڑ کر رہا تھا۔ چوہری کے اس خاموشی

قبرستان میں کوئی قبر معمولی نہیں تھی۔ کسی موت مرنے والوں سے لے کر دشمن اور گھرنے سازوں کا کھار ہونے والوں

تک ہر ایک کی قبر پر بی شان و شوکت سے بنائی گئی تھی۔ کسی قبر پر گھونٹا تھا تو کسی گھرنے کے لیے سب سے بڑی چوہری

کے سامنے فراہم کرنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مختلف نوع کی یہ

قبرستان ان کے لیے بڑی آوازیت ہو رہی تھیں۔ شہر بار بھی اس وقت ایک گھنٹہ کے پیچھے چھا بیٹھا تھا۔ قبرستان کا خاصا

دیکھا تھا اور ہر قبر کے اوپر سو سو گھنٹہ کی وجہ سے جو گھرنے کی

فامی جبکہ گہری تھی۔ شہر بار اپنی تکہ بیٹھا اس بات کا جائزہ

لے رہا تھا کہ قبرستان سے چوہری تک جانے کا راستہ کس

طرف ہو سکتا ہے۔ اسے چھین تھا کہ یہاں ایسا عجیب رات

ضرور موجود ہوگا لیکن فی الحال وہ کوئی بھی راستے قائم کرنے

میں نہ کام تھا۔

چنگاریوں کی طرح ہر گھر اڑتی کوئیوں کے شور میں زیادہ سوچنے کی بھی گنجائش نہیں تھی۔ اس نے اپنی پانچلو

سے نکل کر حوڑے آگے بڑھنے کا فیصلہ کیا اور اپنی آواز سے نکل ہی رہا تھا کہ ایک مایہ آواز کے ساتھ گئے اور نکل

میں سے ایک اور سخت کی آواز سے نکل کر دوسرے کی طرف بڑھتا ہوا نظر آیا۔ اس کے اچیلے احوالے غلو اور کھیں کی وجہ سے وہ یہ آسانی کیڑ کر سکا تھا کہ یہ اس کے ساتھ ہیں میں سے نکلتے ہیں۔ اس نے اس سامنے کی طرف توجہ کرنے کے لیے کچھ سیدھی کی لیکن بیکہ سوچ کر رک گیا۔ اس دوران میں وہ کھیں دوسرے درخت کے سونے سے گئے پیچھے چھپ چکا تھا۔ شہر بار نے اپنے دل میں ایک فیصلہ کیا اور دیکھا ہوا

اس اور سخت کی جانب بڑھنے لگا۔ ہر طرف پرستی کوئیوں میں یہ ایک خطرناک فیصلہ تھا۔ کوئی ان کی کوئی اسے نشانہ بنا



کئی چیکنی دہائیوں سے ڈرنے والا تھا یہی کہاں۔  
 جان بھری پر دیکھ کر بھرنے والے سر پر سے اٹھ پڑے پانی  
 نہیں کرتے۔

اس کے بعد ایک کڑا کھینکے سے جسم سے آنے والے  
 سوکے بچے چھ مہرہ پڑے تھے لیکن بچے کا بدن کے  
 چھ مہرے کی آواز اس بچے سے نہیں کی اور کوئی نہیں دے  
 سکی۔ کوئیوں کے غور سے کھادہ رات کی تاریکی نے بھی  
 اسے پتا فراہم کر کے بھی چھ مہرہ آہستہ آہستہ آگے بڑھتا چلا  
 گیا۔ درخت کے نیچے چھپا کھینکے سے ہل چلا کر کاڑ کر با  
 قیادہ بچہ اس کے سامنے کوئی تاریک تو تھا نہیں اس لیے  
 وہ اٹھ کر ہی اپنے کانٹن کو کھنکے سے یادوں سے دور  
 رکھنے کی کوشش کر رہا تھا۔

شہر یاد کی اپنے نزدیک موجودگی کا اسے اپنی وقت  
 احساس ہوا جب وہ اس کے بالکل سر پر پہنچا تھا۔ اس نے  
 توپ کر پیچھے مڑنے کی کوشش کی لیکن اس کی کوشش کام  
 رہی اور شہر یاد نے اسے چھاپ لیا۔ شہر یاد کا زور دار دھکا  
 تھنے سے اس کی راسٹل دور جا کر گئی۔ وہ بے طرح ہاتھ پر  
 چلائے ہوئے خود کو شہر یاد کی گرفت سے آزاد کرانے کی  
 کوشش کرتا رہا۔ یک دم ہی شہر یاد نے اس کے زور سے پر  
 ہاتھ اٹھ لیا۔ دوا بڑھنے سے اس کا دم کھٹنے کا تپا ہ  
 جوروں کی حراست میں بھی پڑ گئی اور گئے سے غرض امت کی  
 آواز نہیں کھینکے گئی۔

”اب کوئی حرکت کی تو اپنی جان سے ہاتھ دے۔“  
 شہر یاد نے پھنکاتے ہوئے اسے دھکی دیا۔ اب وہ اس  
 شخص کے پیچھے بڑھ چکا تھا۔ اس کی دھمکی سن کر آدمی  
 نے اپنی حراست بالکل ہی ترک کر دی۔

”اندر جانے کا راستہ بتاؤ۔“ اسے اپنی دھمکی کے  
 زیر اثر آتے دیکھ کر شہر یاد نے مطالبہ کیا، جواب میں اس  
 نے دائیں بائیں سرخ کرانے لگا دیا۔ اس کا شہر یاد کے  
 جسم میں آگ بھڑک گیا۔ دائیں ہاتھ تو اس کے زور سے بڑھا  
 ہوا تھا۔ بائیں سے اس نے بے پردہ پکے کچے اس آدمی کے  
 جڑے بڑے جڑے۔ کوئی کی خدمت اپنی زیادہ کی کہ اس کے  
 کئی دانت بچے کے کھادہ جڑے سے گئی انکھ گئے اور منہ سے  
 ٹوٹ پڑے۔

”تم نے میرے سوال کا جواب نہیں دیا تو موت سے  
 بڑھ صورت حال سے دوچار ہو گے۔“ شہر یاد نے اس کے  
 دانت کوڑنے پر ہی نہیں کھانک لیا اور فریاد ہوئے اس کے  
 بائیں ہاتھ کے نیچے کو اپنے ہاتھ کی گرفت میں لے لیا۔

انکھیں۔ انکھیں میں بے حد سستی تھی اور ہر طرف ہر کسی کی  
 حتیٰ کہ اس شخص کی انکھوں کے جڑو کھینکے پلے گئے۔ اس نے  
 قہار نے کے لیے سو کھلا۔ اس کا زور و اثر ہر کسی کی گرفت  
 میں نہیں تھا تو پیچھے اس کے منہ سے بہت کچھ نہیں بھاگ  
 ہو گیا لیکن اس وقت تو وہ اندر ہی نہیں کھنکے کر رہا تھا۔

”ملا دیتے ہیں تمہارے جسم کا ہر جڑو ایک کھنکے  
 گا۔“ شہر یاد نے ایک بار پھر دھت بھری فریاد کے  
 ساتھ اسے دم دیا۔ اس وقت کھینکے سے گئی وہ بڑھا کھلا اور  
 نرم خور آدمی نہیں تھا جو دھروں کی زور کی تکلیف پر تڑپا تھا  
 تھا کہ وہ ہاتھ کا اس کے مقابل ایک ایسا شخص ہے جو  
 قالم کا ساتھ دے رہا ہے۔ چھ مہرے جیسے غدار وطن اور اس  
 کے سامنے ہی کے لیے اس کے پاس کی قسم کی کوئی رعایت  
 موجود نہیں تھی۔ وہ ان غداروں سے نہایت کھلا کھلا اپنی  
 ہاتھ تک پہنچنے کے لیے بے رحم تھا۔ اس کے چپے میں اس  
 قور سے آگ بھڑک اٹھی تھی کہ ”وہ“ جس کے لیے اس  
 نے بھید نرم سامنے کی خواہش کی تھی، وہاں بھیر میں تھی  
 دھبہ میں نہیں رہی تھی۔ وہ اسے اپنی ہاتھوں کی پٹا میں  
 لینے کے لیے ہاتھ بڑھا تھا لیکن وطن کے کان دشمن سے ملے  
 بھیر کیسے اپنی ذات کا امتیاز حاصل کرنے چاہتا تھا۔

”نہیں، وہ نہایت بہت چاہتا ہے۔“ اس نے اپنے کھنکوں  
 سے اس کے چپے پر دوا ڈالا۔ اس کا کھنکا ہوا دم پھینکا  
 کھنکے گا جب ہی وہ بچہ کھنکے سے ہاتھ پھینکے گا۔ شہر یاد  
 کو اس کی راسٹل کا احساس ہوا تو اس کے زور سے پر اپنے  
 ہاتھ کا دباؤ کم کیا اور ایک بار بھرا ہوا مطالبہ دیا۔ اس بار  
 اسے حراست کا ساتھ نہیں کرنا پڑا اور اس کے کھنکے میں  
 بکڑے آدمی نے ایک بہت بڑے گندہ کی طرف اشارہ کیا۔  
 شہر یاد اس کے اشارے کا مطلب سمجھ گیا۔ پیچھے غائب گندہ سے  
 کوئی غنیمت راستہ اندک کی طرف چاہتا تھا۔ اس نے اپنے کچے  
 دھبہ کھنکے کھنکے پر ایک زوردار ہونٹا مار کر اسے بہت کھنکے  
 اور اپنے پاس موجود آدمی میں پر اپنے سامنے سے راسٹل کر  
 کے پلے گا کہ کھینکے سے اس کی موجودگی کا کھنکے مکان ہے۔  
 ”آپ کا اندازہ ٹھیک لگا ہے کہ کبھی سب سے زیادہ  
 اثر لگاؤ زور دانی گندہ کے ارد گرد ہے۔“ دوسری طرف سے  
 اسے قیاد کیا اور بھرا دوا اپنی ہی کھنکے میں لے کر گئے۔  
 اس بار انہوں نے پوری خدمت سے گندہ تک پہنچنے کے لیے  
 زور لگا دیا۔ چھ مہرے کے گارے سے کھنکے ہی ہمارے کسی ایک  
 محرم قور سے مقابلے کی تو بھر حال ایسا نہیں رہے  
 تھے۔ چنانچہ قور کی کوشش سے وہ گندہ تک پہنچنے میں

کھنکے اور ایک جہان نے اپنی دہانت سے یہ  
 دھبہ کی کھنکے پر پورا کا پورا گندہ دیا۔ جانب کھنکے  
 تھا۔ قورستان کے کھنکوں کو زور کر لینے کے بعد انہوں  
 نے اپنے پاس موجود قور چھ مہرے دھنکے کی کھنکے الٹا  
 کے باقی پوری طرف پکڑ گئے کہ اگر کھنکے سے کوئی  
 کھنکے والی ہوتی ہے تو اس کا زور ہی جواب دے سکیں۔ حویلی  
 کی طرف سے بھی اب انکھیں بائیں آگاہی کا راستہ لے دے  
 تھے۔ یہاں سے اطلاع مل گئی تھی کہ کوری اور الٹا  
 کے جہان میں کھنکے کو قور ہی م سے اڑانے کے بعد اندر  
 میں ہو گئے تھے اور انہوں نے صورت حال کو کھنکے کر لیا ہے  
 کھنکے حویلی میں انکھیں غواہیں اور بچن کے کھادہ صرف  
 کھنکے میں ہی پلے تھے، چھ مہرے قیاد تھا۔ وہ کسی قیاد  
 رانے کی موجودگی کے امکان کو سامنے رکھتے ہوئے اسے  
 پتہ لگا رہے تھے۔

دواں کو وہیں آگئی تھیں بھیر کھنکے ہوئے اپنی اپنی  
 دواں لے کر گئے۔ شہر یاد والے گندہ نے گندہ  
 دواں کو انکھیں لے جانے کا راستہ نظر آ گیا۔ دواں کا کھادہ  
 بڑھو میں نہیں جو کچھ کی طرف ہادی نہیں۔ بڑھو میں  
 کھنکے کوئی کھنکے یا کھنکے شہر یاد نے دواں جہان کے ساتھ ان  
 بڑھو میں سے لے کر اپنے کا کھنکے لیا۔ سب سے آگے خود  
 ہی تھا۔ بڑھو میں یہ ان کا کسی سے سامنا نہیں ہوا۔ بڑھو میں  
 سے آگے ایک کھادہ شہر یاد راستہ آگے جا رہا تھا جس کی  
 سے ہی اطلاع ہوا تھا کہ یہ راستہ حویلی کے کسی د  
 رانے کی طرف جا رہا ہے۔ انہوں نے پتہ دیا کہ کھنکے  
 لے کر گیا۔ اور موجود ان کے سامنے بھی کھنکے ہار دھرت لیتے  
 ان کے پیچھے ہی تھے۔

شہر یاد کے اختتام پر لگاڑی کا ایک مشہور دھرم عام سا  
 دواں تھا۔ شہر یاد نے دواں سے گندہ کھنکے کر دیا تو وہ اندر  
 سے بند تھا اور صاف پتہ چل رہا تھا کہ آٹھ لاک کے  
 دھنکے کھنکے لاک کر بند کیا گیا ہے۔ شہر یاد میں موجود ہونے  
 ان دھبہ سے وہ اس دواں سے گندہ کی ہم وغیرہ چھپ کر  
 تڑانے کا دمک نہیں لے سکتے تھے۔ نتیجے میں شہر یاد  
 رہتی تو وہ سب کے سب زور دواں ہو جاتے۔ اب ان کے  
 پتہ کی کمی ہو رہی تھی کہ دواں سے گندہ کوڑنے کے لیے  
 دواں کی طرف متوجہ رہیں۔ شہر یاد اور ایک دواں جہان نے  
 ان کو اس پر عمل کرنا شروع کر دیا اور پوری قور سے  
 دواں سے کو اپنے کھنکوں سے شہر یاد لگائے۔ شہر یاد  
 بڑھو میں مشہور تھا اس لیے کھنکے دھنکے میں کھنکے

کھنکے اور ایک جہان نے اپنی دہانت سے یہ  
 دھبہ کی کھنکے پر پورا کا پورا گندہ دیا۔ جانب کھنکے  
 تھا۔ قورستان کے کھنکوں کو زور کر لینے کے بعد انہوں  
 نے اپنے پاس موجود قور چھ مہرے دھنکے کی کھنکے الٹا  
 کے باقی پوری طرف پکڑ گئے کہ اگر کھنکے سے کوئی  
 کھنکے والی ہوتی ہے تو اس کا زور ہی جواب دے سکیں۔ حویلی  
 کی طرف سے بھی اب انکھیں بائیں آگاہی کا راستہ لے دے  
 تھے۔ یہاں سے اطلاع مل گئی تھی کہ کوری اور الٹا  
 کے جہان میں کھنکے کو قور ہی م سے اڑانے کے بعد اندر  
 میں ہو گئے تھے اور انہوں نے صورت حال کو کھنکے کر لیا ہے  
 کھنکے حویلی میں انکھیں غواہیں اور بچن کے کھادہ صرف  
 کھنکے میں ہی پلے تھے، چھ مہرے قیاد تھا۔ وہ کسی قیاد  
 رانے کی موجودگی کے امکان کو سامنے رکھتے ہوئے اسے  
 پتہ لگا رہے تھے۔

دواں کو وہیں آگئی تھیں بھیر کھنکے ہوئے اپنی اپنی  
 دواں لے کر گئے۔ شہر یاد والے گندہ نے گندہ  
 دواں کو انکھیں لے جانے کا راستہ نظر آ گیا۔ دواں کا کھادہ  
 بڑھو میں نہیں جو کچھ کی طرف ہادی نہیں۔ بڑھو میں  
 کھنکے کوئی کھنکے یا کھنکے شہر یاد نے دواں جہان کے ساتھ ان  
 بڑھو میں سے لے کر اپنے کا کھنکے لیا۔ سب سے آگے خود  
 ہی تھا۔ بڑھو میں یہ ان کا کسی سے سامنا نہیں ہوا۔ بڑھو میں  
 سے آگے ایک کھادہ شہر یاد راستہ آگے جا رہا تھا جس کی  
 سے ہی اطلاع ہوا تھا کہ یہ راستہ حویلی کے کسی د  
 رانے کی طرف جا رہا ہے۔ انہوں نے پتہ دیا کہ کھنکے  
 لے کر گیا۔ اور موجود ان کے سامنے بھی کھنکے ہار دھرت لیتے  
 ان کے پیچھے ہی تھے۔

شہر یاد کے اختتام پر لگاڑی کا ایک مشہور دھرم عام سا  
 دواں تھا۔ شہر یاد نے دواں سے گندہ کھنکے کر دیا تو وہ اندر  
 سے بند تھا اور صاف پتہ چل رہا تھا کہ آٹھ لاک کے  
 دھنکے کھنکے لاک کر بند کیا گیا ہے۔ شہر یاد میں موجود ہونے  
 ان دھبہ سے وہ اس دواں سے گندہ کی ہم وغیرہ چھپ کر  
 تڑانے کا دمک نہیں لے سکتے تھے۔ نتیجے میں شہر یاد  
 رہتی تو وہ سب کے سب زور دواں ہو جاتے۔ اب ان کے  
 پتہ کی کمی ہو رہی تھی کہ دواں سے گندہ کوڑنے کے لیے  
 دواں کی طرف متوجہ رہیں۔ شہر یاد اور ایک دواں جہان نے  
 ان کو اس پر عمل کرنا شروع کر دیا اور پوری قور سے  
 دواں سے کو اپنے کھنکوں سے شہر یاد لگائے۔ شہر یاد  
 بڑھو میں مشہور تھا اس لیے کھنکے دھنکے میں کھنکے



طرف کا رخ نہیں کرے گا۔۔۔ لیکن جب کارروائی ہوئی تو ساری فلاحیوں اور امداد سے دھرے دھرے وہ گئے اور یہ بہت کمزور کیا گیا کہ پاکستان میں صرف وہی لوگ جس خفیہ جہاز ہر دم اسے لوٹے مٹوئے میں گھر رہے ہیں بلکہ یہاں ایک فلاحی ایجنسی ہے جو دارم دین کے لیے سب کچھ کر رہی ہے۔

بچے کے معاملات کھانسنے کے سلسلے میں چند ضروری باتیں دیتے ہیں کہ ضروری اور لوگ کا ایک انصراف حوالی میں ملے گا۔ یہاں مرد و خواتین ملازمین کو ایک ایک فرد میں بنا کر دیتے ہیں کہ وہ چودھری کے اہل خانہ کو بھی ایک کرے میں رکھا گیا تھا۔ ان افراد میں کوئی چودھری چودھری کا ذاتی مسئلہ یا بنیادناں، اس کی جگہ فریاد اور فریاد کا پتہ مل گیا تھا۔ ضروریانے فریاد کو فلاحی کمرل۔ وہ اسے پہلے لوہ پر میں اس کے پہلی چودھری اختیار کے گھر میں بھی دیکھ چکا تھا۔ وہ چوڑی انصراف اور بے پردہ لڑکی ہوئی تھی لیکن محکم میں کھائے دھرے کے اسے اپنے بھائی کے گھر کی غلطی چھاؤں سے ہی تادیب اس بڑی اس حوالی کے جنم میں لایا جیسا تھا اور اتنی ہی عمر میں دھما کے پڑے پڑے بھانجے گھروں سے گزر رہی تھی۔ یہ فریاد ہی تھی جس نے حوالی کے بہت سے چوروں کے بارہو ان کے لیے بھری کا فریاد اٹھایا تھا۔ اس کے دل میں چودھری کے لیے جہ جہ تھا کہ طرف تھی۔ اس کے بعد اسے ایسا ہی دیکھ کرنا چاہیے تھا۔ ہر طرف کا جائزہ لینا ضروری تھا کہ اس کے سامنے جا کر آتا۔

”بہت بہت گھری۔“ اس نے بہت آہستہ آواز میں فریاد سے کہا تو بھاب میں اس کا چہرہ خستہ اور بے بسی لڑنے لگیں۔ وہ ضروری کو بچان نہیں سکتی تھی لیکن یہ بات خوب اچھی طرح جانتی تھی کہ اس کا ٹکریہ کس حد صحت کے عرض اور کیا جا رہا ہے۔

”چودھری بہت شدید زخمی ہے اور کچھ نہیں کہا جاسکتا کہ اس کا کیا انجام ہو۔“ اس کی دلی افکار نے فریاد کے عرصے سے بچنے والی پرانی کے بچنے والے ایک ہی سرسٹ کے ساتھ اس نے جس شخص سے حرکت کی تھی اور ہر طرح کا خطرہ مول لے کر بھری کا کام اٹھایا تھا، اس کے بارے میں یہ اطلاع اس کے کونوں میں کہ غلطی ہی بات تھی۔

”اللہ نے چاہا تو وہ چارینہ انجام سے ہی دو چار ہو گا۔“ یہ جملہ اس نے کہتے ہوئے فریاد کی آنکھوں سے دھڑکتے ہوئے لپک دے گئے۔ ضروری غاسوٹی سے اس کے سامنے

سے بہت گیا۔ چودھری نے ساری زندگی اپنے لیے یہی فریاد کہاں کی۔ ایک ایسا فریاد یہ کیا سرف۔ اس کے سلسلے تو نہ جانے کہاں تک چلا گیا تھا۔ حوالی کے ہی کرے میں اس کی لڑا اس کے ہی حالات ہوئی۔ ہر حال میں کی مانگ وہ صورت ان کے جوانوں کو بھری کی حالت میں ہی تھی۔

اس نے اپنے طور پر کوشش کی کہ خود کو مظلوم چاہتے کرتے ہوئے انہیں یہ باور کرواتے کہ وہ ایک عامی صورت ہے جسے چودھری نے اپنی ہوس پوری کر کے لیے قید میں ڈال رکھا ہے لیکن ظاہر ہے وہ لوگ ان کی کہانی سے متاثر نہیں ہو سکتے تھے۔ ضروریانے اسے کھلی خاصی اہل۔ لی کے ایک خفیہ مکان سے نکل کر آیا۔ حوالی کے معاملات سے بچنے چھٹے انہیں کچھ ہو گیا۔ کچھ سے پہلے ہی انہیں بھگ کی طرف جانے والوں کی طرف سے بھی کامیابی کی خبر مل گئی۔ بھگ میں کارروائی کرنے والی لوگوں کا ایک حصہ یہ دیکھ کر معاملات کھانا ہر حصہ فوراً طور پر واپس کے لیے روانہ ہو گیا بلکہ تیسرا حصہ حوالی میں اپنے ساتھیوں سے ملا۔ حوالی پہنچے والوں میں ضروری بھی شامل تھا۔ ان سب کے چروں سے بھگ کا شمار ہوتا تھا لیکن اس شخص پر کامیابی کی خوشی مادی ہوئی تھی۔

”نانی کا۔۔۔ وہ لوگ تو بہت قسم طرح سے دھڑا زان سے ڈالے ہوئے تھے۔ اگر ہمارے پاس سب کچھ ہو کر فراہم کر دے بہت نہیں ہوتی اور ہم اپنی تباہی سے نہیں بچتے ہوتے تو یہ لوگ بھی مارے گا۔“ ضروری میں نہیں آتے تھے۔ بہت اچھا ہوا کہ ہم نے فقارے میں ان تک رسائی کا انتظام رکھا اور ذہن پر تو انہوں نے ایسا حال بچا رکھا تھا کہ کوئی ان کی حد میں داخل ہی نہیں ہو سکتا جب انہیں غلطی حوالی ہو تو یہ کھارو ہی اپنے حصار سے باہر نکلے لیکن بھاگ کر کہاں جاتے۔ ہمارے جہان اطراف میں ہر طرف پہلے ہوتے تھے۔ جنہوں نے زخمی کر دیا تھا، وہی، انہیں جان سے ہانا پڑا۔ ہر حال یہ سب کچھ بہت خوف ناک تھا۔ جس قصور بھی جس کو سرکھا تھا کہ دشمن ان کی جگہ پر بھی اپنے بچے کاڑھ سکتا ہے۔ اب تک تو ہماری قوتی ملاؤں کے بارے میں کچھ یہ معلوم تھا جس کہ وہاں دھرے سے اہل ان کاشت کی جاتی ہے اور ہر دن ساری کی کھجوریاں لگی ہوئی ہیں اور وہ لوگ اس حد تک خوفناک ہیں کہ قانون نافذ کرنے والے کسی ادارے کی وہاں تک رسائی ممکن نہیں۔ لیکن یہاں اس جگہ انہوں نے اپنا کارخانہ کھول لیا ہو گا۔ اس بات کی تو امید ہی

نہیں تھی۔ بچے تو جن میں ہی نہیں آج کہ اس جگہ بھی بہت سی بات کی جا سکتی ہے لیکن اپنے دشمن کی سائنس و ٹیکنالوجی میں بہت کچھ نہیں دیکھیں تو جنہیں کراہی پڑتا ہے۔ اسے بڑی باتیں بتا دیتا ان کی سب سے زیادہ کاشت کرتا تھا۔

”ان لوگوں کے پاس انکا چھوٹا سلاخاں نہیں ہے۔“ اس نے ہمارے ایک نیلی کا پڑ کو تر یا بہت کر لیا تھا۔ بہت ہوشیار نہ ہوتا تو نیلی کا ہر سمت خود بھی جان سے بچتا۔ وہاں کا سلاخاں دیکھ کر اگلے ایسا تک، ہاتھ پیچھے ہٹا کر ان کی فوری سے متاثر کر رہے ہوں۔“

ضروریانے دھڑے دھڑے سے یہاں زور لگے میں اسے ان کی صورت حال سے آگاہ کرتا تھا۔ یہ ساری خبریں سن کر ضروری کا دل کسی نئے کی طرح جل بکھا تھا۔ یہاں ملے ہوئے اساتذہ کا سوچنا تھا تو دل میں ہر طرف روشنی کی محسوس ہوتی تھی لیکن پھر اس کے لیے یہ دیا تو ہر میں ہمارے کونے پہنچنے کے لیے محال سے ہر کی میں ادب جاتا۔ اور باہر کا نکتہ کیفیت اور حالات سے بچنے آگاہ اسے ہی آگاہ سے بچنے کا سوچ لیں ہی گیا۔ حوالی میں اب بھی فریاد کے جوانوں کے دھڑوں سے کوئی بڑی تھی۔ ہی اہل۔ لی کے بھی چند جان میں رکے ہوئے تھے لیکن ضروری ان میں سے بہت دور تھا۔ وہاں وہاں۔۔۔ وہاں ہی بہت زیادہ گئے ہوئے تھے لیکن وہاں بھی انہوں نے سب سے پہلے لڑا سے شکایت کرنا ضروری کیا۔ چودھری کی حوالی میں ضروری اس لیے تھی کہ یہاں کرے سے انہیں بہت سے شکایت کی اس لیے تھی کہ ان میں بہت سے لوگوں لڑا اس کے سامنے پہنچے تو ضروری ان سے بچا دیا۔

”بھلی پار کر۔“ لڑا کو دیکھ کر اس کے ہونٹوں سے کڑی برآمد ہوئی۔

”تم اسے جانتے ہو؟“ ضروریانے کہا۔

”یہ تو ہے جس نے مجھ سے فریاد کی دہائی پہنچا کر تنہا نہیں لیا تھا۔“ ضروریانے انکھوں سے چنگاریاں بکھرتی تھیں۔ ضروریانے فریاد ہی دیکھ کر اس کا ذکر کر رہا ہے۔

ضروری اور اس کی دوتی اتنی گہری تھی کہ ضروریانے اپنی زندگی میں کھائے جانے والے اس سب سے بڑے دھوکے سے بھی آگاہ کر دیا تھا۔۔۔ جہاں سے انہی سے نکالی گئی اہل۔ ہی میں لے آیا تھا اور یہ بھی کر لیں تو حید کی میرا ہی تھی کہ انہوں نے اس کے اندر کے عہد و دن سچ کو بچان کر ہمیشہ کے لیے حجب قرار دے دینے کے سامنے ایک بار بھڑکے ہوئے تھے۔ کامیاب دیا تھا اور ضروریانے اسے بہت کر دیا تھا کہ وہ اسی سلاخ کا قح و در۔ لیکن ہر حال میں پار کر نام کی چھان

اس کے سینے میں ہی تھی اور اس چھان کو کھانے کا اس سے بھری ہوئی تھی اور اس کے ہونٹوں کا۔

”کمرل بچاؤ۔“ کمرل بچاؤ نے اپنے سامنے اپنے ضروری اور ضروریانے کی طرف دیکھتے ہوئے دیکھی سی مسکراہٹ کے ساتھ کہا لیکن وہاں ہی مسکراہٹ کے وقت ہر سے تک میں بھگنا سا تھا۔ بھگ اور چودھری کی حوالی میں رات کے اندر سے میں بیک وقت کی جانے والی وہ کارروائیاں ایسی تو تھیں کہ میں یا تو ان کے چروں سے پھیلے ہوئے تھیں۔ بہت کچھ خبر نہ کرنے کے باوجود میں نے بہت کچھ جان لیا تھا اور تک ہر کے لوگ انکھت ہونے سے انکھت ہونے سے ہے تھے کہ یہ آواز اور بھگنا۔ چودھری جہاں ملے میں ایک دھماکا دینا کی ہی بھی بھیت رکھتا تھا۔ اسی فیر تھی بھگوں کے لیے کام کر رہا تھا جو وہی حوز میں ہر دن اور اگلے کی منت پھیلانے میں خوش تھی۔ چودھری کی حوالی کے ہونے میں کام کر رہا تھا وہی ساری کی لیا دھڑی سے لے کر بھگ میں بہت کی کاشت تک بہت کچھ عام پر آتا تھا۔

فریاد کی اتنی بڑی کامیابی پر ایک طرف اسے سراہا جا رہا تھا تو دوسری طرف یہ تنہا ہی کی پوری تھی کہ بہت سے غصے اور اس کی موجودگی میں اس کی صورت حال میں ہی کیونکر آئی۔ لوگوں کی طرف سے چودھری افکار عالم بنا اور دیکھ کر دھڑکنا۔ شہان کے لیے چھان کا مطالبہ کیا جا رہا تھا لیکن چودھری تو بھی ہزار آئی ہی میں تھا اور انکھڑاں کے بارے میں کوئی حوالہ نہیں دے رہا ہے۔ البتہ یہ نے تھا کہ وہ زخمی بھی کیا تو بھگ کی سلاخ اس کا صیغہ ہی جائے گی۔ فریاد کے ترجمان نے میں نے اس سلسلے میں بھگ دیتے ہوئے بھی انکھی تھا کہ اس سب کے پیچھے ان کی دشمن طاقتیں موجود ہیں۔ واضح طور پر کسی تک یا ہمارے کا دشمن یا کیا تھا۔ لڑا اور حوالی کے ہونے سے گرفتار ہونے والے ہر دن ساری کے بہر کی گرفتاری کو بھی میں راز میں رکھا گیا تھا۔ انہوں نے لڑا اور چودھری کے خصوصی سواک فون بھی حاصل کر لیے تھے۔ اس کے علاوہ بھی بہت کچھ تھا کہ ساری قرار دیا جاسکتا تھا لیکن اس وقت کمرل بچاؤ کے سامنے اپنے ضروری اور ضروریانے کے چروں پر کامیابی کی خوشی کے سامنے کھڑا تھا۔

”میں تم لوگوں کے جذبات کو ابھی طرح سمجھتا ہوں لیکن کئی معاملات میں جذبات کو پیچھے رکھ کر بھی بہت سے



کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ "انہیں غاصبوں کو بچھڑا کر انہیں  
کڑی سزا دی جائے۔ وہ مفسدین ہیں جو انہیں  
کڑی سزا دی جائے۔"

"خانی امریکی ڈسے وہاں سے جات ہوئی ہے۔  
خانی سے وہ بھی اس بات پر متفق رہا کہ وہ وہاں سے  
ان کی تمام تر سرکاریاں کے باوجود اس کے خلاف ایسی  
سادہ چوری کی کہ پاکستان میں چوری تیار کر کے اسے امریکا  
میں بھیج دینا۔ لیکن ہم سب جانتے ہیں کہ  
امریکی امریکا کا وہ چور اور لالچ ہے جس کی وہ ہر وقت  
صاف کرنے کے لیے تیار رہتا ہے۔ ہماری طرف سے وہی  
ہوئی رہی ہو تو ان پر انہیں نے صرف اتنا کہا ہے کہ وہ اپنے طور  
پر خود موصاف سے شہسبکی لے لیں انہیں ہم سے بڑا اور کار  
ہے۔ خانی سے ان کا یہ مطالبہ امریکی کی طرف سے ہی ہے  
لیکن ہم انہیں انکار کرنے سے پہلے اس لیے سوچتے رہے ہیں  
ہیں کہ انہیں نے بڑا کے بدلے اس کوئی اور بات کی تھی  
سلامتہ انہیں کی ضمانت دی ہے جسے انہیں لانے کے لیے  
تم لوگ خود بھی ہے لیکن ہم۔ امریکی سپر نے صاف کہہ دیا  
ہے کہ اگر آپ بڑے کے جھگڑا میں غلبہ کرے گا تو وہ  
انہیں قید پر بھی دے گا اور وہی اپنے ان کے لیے غاصبیت  
نہیں رہتی اور وہ اپنی آسانی سے ایک انٹیلیجنس قرار دے  
سکتے ہیں اس لیے اگر ہم اس کوئی کوئی بات چاہتے ہیں تو ہمیں  
بڑا کو انہیں دیکھ کر دے گا۔ اب تم بڑا کو دے دے اس  
اس سوار سے کہ وہ اپنی اپنی رو گیا ہے؟ ہاں یہ ضرور ہو سکتا  
ہے کہ ہم ساتھ ہی اپنے لیے یہ حکم احکام کا مطالبہ کر کے  
موجود ہے تاکہ وہ انہیں۔ "کڑی سزا دی جائے ان پر ایک بار  
پھر صحت حال دیکھ کر۔"

"لیکن یہ سوار بھی طور پر بھی مناسب نہیں ہے۔ بڑا  
اور ماہ بانو میں بہت فرق ہے۔ ماہ بانو نے ان کی ستائی ہوئی  
ایک بے قصور ہے مگر وہ اس قسم سے ہونے لگا ہے جیسے ایک  
انہی صورت ہے جس کی وجہ سے سیکڑوں میں، جڑواں  
زندگیاں تیار ہوئی ہوں گی۔ وہ ہماری قومی مجرم ہے جو  
کشاکش اور جھگڑاؤں کے پھیلاؤ سے لے کر اہم قومی  
بادوں کو چھاننے تک ہر طرح کے ممکن جرائم میں ملوث ہوئی  
گئی ہے۔ ہم اسے اتنی آسانی سے کہ ملے لگے دے سکتے  
ہیں؟" خانی نے اعتراض کیا۔

"تم جو کہہ رہے ہو، میں اس کی کھائی سے انکار  
نہیں ہے لیکن کھائی کو بچھڑا دینا میری تھی۔ تم نے مجھے بڑا  
کے جو جرائم کھائے ہیں، وہی سوار سے تمام وہاں ماہ بانو

کے سر پر بھی خوب چاہتے ہیں۔ جسے اور شاید چار  
ان لوگوں کے لیے باطل معمولیات ہوگی۔ وہ اگر وہاں  
سے کام لے رہے ہیں تو ہمیں اس کا فائدہ اٹھانا چاہیے  
اور تم ان کا مزاح بھی جانتے ہو۔ طاقت کے لئے  
پرمست ہونے کو یہ انہیں بھی معلوم کہ اس کے قدموں سے  
کون سے انسانی حقوق پامال ہو رہے ہیں۔ ہم کس حد تک  
آزاد اور خود مختار رہا کرتے ہیں؟ یہ حقیقت بھی ہم پر بھی  
طرح روشنی ہے اس لیے پھر ہے کہ جتنا ہے تو ہم انہیں  
شراب پر تو نہیں روکتے اور اس کے بعد وہ حال کو کیا کر رہے  
کہ ہمارے ہاتھ کچھ بھی نہیں آئے گا۔ "کڑی سزا دی جائے  
وہی آواز میں وہ طاقتور گوش گزار کیے جو شرعاً اور  
تعملاً انہیں مانے پھر یہ بھی نہیں تھا۔

اس بار خانی نے بڑا اور ڈیٹان میں سے کوئی بھی اور بات  
نہیں کر سکا۔ انہیں معلوم تھا کہ صرف ماہ بانو کا مطالبہ  
تھا، مراد شاہ اور مصطفیٰ خان کے تشکیک کا بھی سوال تھا۔ ماہ  
بانو والے معاملے سے ان دونوں کو بھی شکوک اثر ہوئی  
تھی۔ مراد شاہ کو تو ان کا اور بھی موقع تھا کہ ان کی بھی  
وہاں سے بھلائی دیکھ کر اس کا سامن کر لیا جائے ورنہ آگے  
چل کر شکاک میں مزید اضافہ ہو جاتا۔ ان کے درمیان  
اس حوالے سے کوئی تبادلہ خیال نہ ہوا۔

"مادل خان کا تو امریکا کے لیے ویزا لگ ہی چکا  
ہے اس لیے یہ پہلے وہاں کے لیے روانہ ہو جائے گا۔ بڑا کو  
ہم اس کے بعد روانہ کریں گے اور اس کے ساتھ بھی ہمارا  
ایک مافیہ فنی طور پر سفر کرے گا۔ "کڑی سزا دی جائے  
مضمون بندی کرنے لگے۔

"بڑا کے ساتھ میں چل جاؤں گا۔" ڈیٹان نے فرما  
خواہش ظاہر کی۔  
"نہیں، تمہارا جانا مناسب نہیں ہوگا۔ بڑا انہیں  
چھوڑا ہے اور میں نے تمہاری جگہ دے دی ہے۔ یہی شکوک بنادے  
کی اس لیے پھر ہے کہ تم اپنے لوگوں میں سے کسی کا  
اجازت نامہ کا احاطہ نہ کرو۔ "کڑی سزا دی جائے اس کی خواہش کو رد  
کرتے ہوئے پھر پھر ڈیٹان نے ان کی طرف اشارہ کر دیا  
لیکن حرج امریکا کی بھی کھائی نہیں تھی۔ کڑی نے انکار کی  
دراختیار دیکھ کر بھی۔

ہوتے۔ آج کل ان کا کام ہی یہ تھا۔ وہ کھانوں کے  
صاف سے مشورے، کھانوں اور چاک اور میں وقت گزار  
تے تھے اور بہت کم وقت کے لیے آرام کر پاتے تھے۔  
میں کو سنبھالنا، تمام کے سوالوں کا جواب دینا، گرفتار  
شدگان سے گفتگو، بے گناہوں کی چھائی، اسپتالوں میں  
دور دور سے ساجھیں اور کمرہوں کی خبر گیری، حاصل شدہ  
معلومات کی روشنی میں مارے جانے والے چھاپے خورد  
ہوتے کون کون سے کام تھے جو انہیں ان دنوں کرنے پڑ  
تے تھے۔ پھر آرام کے لیے کھاتے بھی تھے تو ان  
فنی مسئلوں میں الجھا رہا تھا۔

"تم لوگ اس کام کو کھانا تو ہمیں ہی ایف بی کے  
مشقی کے لیے بھی کچھ لینے کرنے ہوں گے۔ ہم نے  
تیار کر لی ہے اس کی آڑ میں بہت عرصے تک اس اور اس کے  
دوہلی سے چھپاتے رکھا لیکن مجھے اندازہ ہے کہ ہمارا یہ  
بہت اب دشمن کی نظر میں آچکا ہوگا۔ ضرور ماہ بانو ہی جس  
کے کے کردار کی خبر لی ہے، وہ بہت اہم ہے۔ بڑا بہت  
نہیں ہو رہا ہے جس کی حکومت اور امریکا کی ہونے  
کے بارہم کوئی اس کے سامنے بھی نہیں بھیج سکتا۔  
تم نے مجھ کو انوں کے باہر اس شخص کے مسئلوں سے  
تیار۔ وہ کرکٹ کی طرح رنگ بدلی کر خود کو اس ماحول سے  
بہت آگے کر لیتا ہے جہاں وہ خود اپنی اپنی خصوصیات کی  
وجہ سے وہ جہاں سے بھی لاپتہ مقامی سے نکلے  
کامیاب ہو گیا اور میں اپنے دو مافیہ فنی آدمی کے ساتھ  
مجھے نہیں ہے کہ کاشی کے بارہم بڑا جہاں سے داخل  
نہیں ہاتھ نہیں کیا ہوگا۔ کڑی تو میرے کے چارے سے قہار  
اور ڈیٹان کا دیکھنا ہونے کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہی  
ایف بی کی حیثیت بھی کھو بی ہوگی۔ اس لیے اب ہمیں  
اپنی ادارے کے لیے کوئی دیا کر تلاش کرنا پڑے گا۔ "کڑی  
نہیں نے ایک اور مسئلہ سامنے رکھا۔

"فک ہے سر۔۔۔ میں تو کام ہی کرتا ہے۔ کسی بھی  
سرور میں کریں، کیا فرق پڑتا ہے۔" ڈیٹان نے شانے  
ایکاتے۔  
"تم یہاں رہ کر اس مسئلے میں میرے ساتھ کام کر  
گے۔ مادل خان اور چارہ بی اس دوران میں وہاں کے  
معاہدہ کرتے رہیں گے۔ "کڑی نے شانے اس پر دو گام  
کا ذکر اس وقت بلور خاص ڈیٹان کی دل چاہی کے لیے  
پھر اٹھا کر کہیں وہ خود کو امریکا دیکھ جائے پر دل میں کوئی  
فنی حسرت نہ کرے۔

"میں ہر وقت، ہر طرح کی خدمت کے لیے حاضر  
ہوں سر۔" ڈیٹان نے خوش دلی سے جواب دے کر اس کے  
دیکھو وہ ان کے ہر گم پر راضی ہے کہ اپنی کا تو کام ہی گم  
ہو جاتا ہے۔

☆☆☆

انہی وقت سے کل کرکشی میں سوار ہوئی کی طرف  
جاتے شہزاد کے پیر سے بڑا ہوشیار اور کس کے کچھ نہیں  
تھا اور اپنے لیے سے وہ ایک ایسا کھلاڑی جوان دکھائی دیتا  
تھا جو کل کے بارہم کا آنے پر بے حد مسرور ہو۔ اس نے اپنے  
رنگ کی چوٹی شرت جینز کے ساتھ بکری کی اس پر داغ  
طور پر اپنی نوے ایک کے الفاظ بھیجے ہوئے تھے اور اس کا  
بارہم سامنے اس کی بھی کچھ خبر نہ تھا کہ وہ ان ایٹمی  
جہازوں میں سے ایک ہے جس کے خواہش کی سرزمین انکو  
امریکا کا کرتی ہے۔ وہ انہوں کو کھینچے جانے کے انداز میں  
نیکو سے ایک شہر کی زمین میں لگتا تھا اور بے حد شوق سے  
ان کے کھانوں کو دیکھ رہا تھا۔

انہی وقت سے ہوئی تک کارات اس نے اسی انداز  
سے لے لیا کہ یہ تو ہی بات تھا کہ اس کے دل کے اندر کیا  
ہے۔ اور وہی لہر سے اپنی فزولہ کو لے جانے آیا تھا اور  
خانی سے کوئی معمولی کام نہیں تھا۔  
وہ اس کے کمرے میں بھی کرکشی اس نے وہ وہاں  
بہر کیا، اس کے پیر سے بڑا حاشی کا کلاب بھی اتر گیا۔  
سب سے پہلے اس نے اپنے پاس موجود خصوصی سواروں کو  
تیار کرکشی چوری کی حکمت اور انکار تھا۔ ایسا ایک سیٹ  
انہیں بڑا کے پاس سے بھی تھا اور اسے وہ چارہ بی کے  
لیے چھوڑا تھا۔ سواروں پر اس نے مصطفیٰ خان کے اس فہر  
پر ایک لکھا جس نے حال ہی میں کسی ذریعے سے حاصل کیا  
تھا اور یہ سواروں اس کے کام پر سفر لگے تھے۔

"میں بھی گیا ہوں۔" خانی کی حوالے کے اس نے  
مصطفیٰ خان کا حوالہ دیا۔  
"یہاں لی اٹال سب کچھ فیک تھا کہ ہے جس  
پارٹی سے سوار ہوا ہے اس کی طرف سے دھوکے کا بھی  
اور نہیں لیکن ضرور پارٹی ضرور کوئی نہ کوئی گواہ کرے گی۔  
ہمیں اس کی طرف سے ہوشیار رہنا ہوگا۔ میں اور میرے  
ساتھی تم سے ہر طرح کا تعاون کرنے کے لیے پوری طرح  
تیار ہیں۔" مصطفیٰ خان نے بھی اسی کے سے انداز میں  
سوار حال سے گاؤں۔  
"ضرور پارٹی کو دیکھنے کے لیے ہی میں یہاں آیا



ہوں۔ اپنی ٹوکوں کے بارے میں بتاؤ۔  
 "گدا صاحب کے بیٹے اور بیٹی کی چلی آج دیکھیں  
 روانہ ہو رہی ہے۔ کسی نے ان سے کوئی تحریک نہیں کیا ہے۔  
 امید ہے کہ آگے بھی کوئی رکاوٹ نہیں ڈالی جائے گی۔" وہ  
 کشمور اور مراد شاہ کی بات کر رہا تھا۔ جو بیٹے پر ہونے والے  
 رہنے اور چھوڑی کے شدید دشمنی ہونے کی خبر سن کر ان دونوں  
 بھین بھائی نے پاکستان دیکھ کر لوت جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔  
 "ابھی بات ہے۔ تم اپنے ٹوکوں کو دیکھ کر دیکھو۔  
 اصل کہانی تو کل کی ہے۔ کل کوئی نہ کوئی قحط ضرور ہوگا۔"  
 ان الفاظ کو یاد کرتے ہوئے اس کے لیے میں پھٹک رہی تھی  
 اور صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس پر وہ کسی کو بچنے کے لیے باطل  
 چاہو گئیں۔ اسے اس بات کی بھی کوئی غلطی پر اندازہ نہیں تھی کہ وہ  
 امریکی مرز میں رہے اور امریکا اس طاقت کا نام ہے جو  
 چلتے چلتے اس کے ملک جیسے ملک پر اپنا غم جاتا ہے۔ اس  
 وقت اس کے بیٹے میں جراثیم دیکھ رہی تھی کہ وہ صرف اتنا  
 دکھا سکتی تھی کہ اگر وہ اپنی ماہی بالوں کو یہاں سے بچا سکتا نہ  
 ملے گا تو پھر یہاں بھی بہت سی تباہی پھیلے گی اور دنیا کے  
 نیچے دار جان میں گئے کہ جب کسی دل بچے حلق کو پھیلنا  
 جائے تو اس کا انجام کیا ہوتا ہے۔

☆ ☆ ☆  
 اسپتال کے بچہ پر چار اور چار بچے والوں کے لیے  
 کتابیں بھرت تھا۔ وہ شخص جو بھی خود کو مطلق انسان حاکم بنا  
 لوگوں کی زندگی اور موت کے فیصلے کیا کرتا تھا۔ آج اس کوئی  
 بھی نہیں تھا کہ اپنے ہاتھوں کو چھوئے۔ اسے کہنا ہے ہم پر چلتے  
 والی مٹی کو لڑائیں۔ اس صاحب اختیار اور اقتدار کا آج اپنے  
 جسم پر سے ہی اختیار غم ہو گیا تھا اور وہ اپنے من سے اپنے  
 والی رائی کو بھی بیٹے سے روکنے کا عمل کر رہا تھا۔ پورے  
 جسم میں صرف اس کی آنکھیں تھیں جو حرکت کر سکتی تھیں  
 اور یہ آنکھیں اسے ان چہروں کو دکھا رہی تھیں جو کسی نہ کسی  
 طور اس کے غم کو جھکا سکتے تھے۔  
 سب سے آگے اس کا چہرہ اور لڑا چہرہ ہوتا ہوا نکلا  
 تھا۔ اس بیٹے کو اس نے دفعتاً ہی ہراساں کر دی تھی لیکن وہ  
 باپ نہیں اسے سنا تھا جس کے گرد وہ اطلاق پر وہ فکر کر  
 سکتے۔ چنانچہ اس نے خود ساتھ ملا وطنی اختیار کر کے خود کو اس  
 دولت و جاگیر سے دور کر لیا تھا جس کی بنیادوں میں مظلوموں  
 کا خون آہیں اور سسکیاں دلی ہوئی تھیں۔  
 مراد شاہ کے بچے اس کی وہ جتنی سوجھ بوجھ تھے اس  
 نے غریبی کی دوا بات کے خلاف بچہ سمجھ کر دی تھی اور ان

سہلوں نے اسے غریب آگاہ کیا تھا۔ یہ بانی صرف  
 لیے تھی کہ وہ غریبی زندگی گزارنے کا حق تک کسے  
 احتجاج نہ کرے اور باپ کے احسانوں سے دلی رہے۔  
 کشمور ان بھلاہوں سے نہ بھیل سکی اور انہوں نے اپنے  
 آداب کا انتخاب کر کے جو بیٹی کی ہوئی وہی اپنی اور دونوں  
 فرار حاصل کر لیا تھا۔ اس جرأت و کوشش کی سزا دینے کے  
 لیے آج بے گناہ بچے سے وجود نے کٹا اور دم چایا تھا اگر کسی  
 کی قسمت پر بار ساتھ نہ دیتی تو وہ آقا اب اور اپنی بیٹی سمیت  
 کب کی اس دنیا سے جا چکی ہوتی۔ لیکن وہ کیسے چلی چلی  
 اسے تو اپنے باپ کو آئندہ دکھانے کے لیے آج اس بچہ  
 رو بہ روبرو تھا۔ اس باپ کے رو بہ رو تھی اس سے باقی  
 شہ پر غرت کرتا تھا کہ اس کا وجود مطلقاً جتنی سے جتنا چاہتا  
 تھا اور آج ایسا ہی تھا کہ اس سے سو بھی نہیں سزا سکتا  
 تھا۔ نہ ہاں سے غرت کا ایک لفظ بھی ادا نہیں کر سکتا تھا کہ  
 اس جبرانی کا بھی انکار نہیں کر سکتا تھا جو شرابی آنکھوں میں  
 آنسو دیکھ کر سے ہو رہی تھی۔ اسے تو لوگوں میں دھماکا دہی جو  
 اپنے قاتل باپ کے اس انہم پر دیکھی تھی اور ہونے والے  
 اس کے لیے مسک رہی تھی۔ ہو سکتا ہے اس کی بچی دونوں  
 بیٹیوں کا وجود و صورت کو بھی اس کے لیے حدود ہو سکتی وہ اس  
 سے بچے اسپتال میں آئی تھیں۔ انہیں اپنے سرہانہ کی  
 طرف سے ایک بے نام شخص سے ملاقات کرنے کی اجازت  
 نہیں تھی۔ کشمور کے ساتھ ہی اس کی ماں، چھوٹی چھوٹی  
 ماہی کوئی تھی۔ وہ ان دونوں میں سے ایک تھی جسے  
 چھوٹی کی شکوت بچنے کا سزا حاصل رہا تھا اور وہ پہلے  
 سے ہی بچے ہونے لگی تھی کہ اپنے حقوق، بازاریابی، عورتوں پر  
 لاپرواہی کر بھی خاموش رہ کر اس مال و دولت سے بچنے پر  
 مجبور تھی جو چھوٹی کی چلی ہونے کی وجہ سے اس کے  
 تصرف میں تھا۔  
 وہی چھوٹی کو تو اس نے خود اپنے ہاتھوں سے  
 فٹانے لگا یا تھا اور چھوٹی چھوٹی نے اس پر یہ احسان کیا  
 تھا کہ بے بسی و بھوک پر سے چھوٹی کے اس قتل کو اس کی  
 دوا پر ظاہر کر کے اس کے لیے غرت کے حوالہ دے دیں  
 کھولے تھے۔  
 چھوٹی چھوٹی کے بچے، بنو مراد شاہ اور نرے مراد  
 تھے۔ اپنی مشورہ بنو مراد شاہ جو اس سے اس بات کا بھی  
 صاحب نہیں لے سکتا تھا کہ اپنی شکوت بنا کر کوئی میں لائی  
 جانے والی لڑکی پر نہایت خراب کرنے کے جرم میں اس کا  
 گریباں بک سکتا لیکن جو وہ نہیں کر سکتا تھا وہی طرح کی غرت

پر بھی لگا کر رہی تھیں۔ وہ جب بھی اس کی طرف دیکھتی  
 تھی۔ اپنی نظروں کی وسعت سے اس کے دل کو کٹ کر رکھ  
 رہی تھی۔ بچوں کی چشمن سے کلا سے لگتی تھی اور چہرے کی  
 ریشہ کو چروٹ کی طرح اس کے دھم دھم دھم پر چڑھ کر دیتی  
 تھی۔ وہ اس لڑکی کو اس کے بھائی کو بھائی دکھانے کے لیے اپنی  
 بیٹی میں لایا تھا اور اس کی وجہ سے اس کی حویلی کی  
 بیٹیوں میں لڑکر رہی تھیں۔ غریب ہونے سے بھاری تھا کہ چھوٹی  
 بھی خیر اور بے وقعت نہیں ہوتی۔ سوچنے سے یہ وہ ہانگی کی  
 دہ میں جس کر اسے بھی بے بسی کر سکتی ہے اور بچھا کر سکتی  
 ہے۔ اس نے سب بچھو کر دکھایا تھا۔  
 "بھیری ڈاکٹر سے بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے  
 بچے والی کو لیوں نے ان کے زخم کی کوئی نئی طرح تیار  
 کر دیا ہے کہ اب یہ مادی زندگی بستر سے نہیں اٹھ سکتے۔  
 ڈاکٹر کے مطابق بچہ کی بچی میں کوئی گناہ تھے کہ باوجود  
 بے گناہی جاتا ایک تجویز ہے کہ بچہ کی بھائی کی زندگی  
 کوئی اور شکل میں ہے کہ بچہ کی اپنی زبان کو بھی حرکت دے  
 سکیں۔" مراد شاہ دیکھ کر آواز میں ان سب کو بتا رہا تھا۔ بچے  
 دے جاتے تھے کہ چھوٹی کی زندگی کا کچھ ہانا ہو نہیں  
 سکتا۔ مراد شاہ نے جو قدرت کی طرف سے اس کے لیے جینوں کی  
 تھی ہے۔ ملک بھر میں مراد شاہ کے اس دھم کو کھاتون مراد  
 کی دیتا تو کیا دیتا نہ مراد سے مراد مراد سے مراد کا ہی  
 انتخاب ہو سکتا تھا۔ لیکن موت و نیست کے درمیان بستر پر  
 بچہ سے بچنے کا سزا سب سے کوئی تھی۔ عمرانی کرنے والا  
 اپنی مرضی سے حرکت کرنے تک سے عزم ہو گیا تھا۔ وہ  
 ہو کہ۔ پاس دور ہوئی سب بھوس کرنے کے باوجود ان  
 کے انکار کی مصلحت سے عزم ہو گیا تھا۔ یہ سزا دینا کی ہر  
 سزا سے کوئی تھی۔ اس سزا کو کاتے ہوئے وہ ابھی طرح  
 بیان لینا کہ اس طرح کیا کریں گے۔ اور خطبات کی کشت سے  
 مٹن لگ جانے والے بیٹوں کے ساتھ زندگی گزارنا کیا  
 شمار ہوتا ہے۔ زندگی بچا کر زندگی کے حوالے نہیں لینے  
 والے نے اسے ہمارا سوچ دیا تھا کہ وہ اپنے بچے کے ہاتھ  
 ہمارے چہروں کو ایک ایک کر کے ہانک رہے تھے اس کے غم  
 ختم کا کار ہوئے تھے۔ اس نے عمرانی کے حوالے سے بہت  
 دے تھے۔ اب اسے یہ چاہتا تھا کہ بے بسی کا خراب کیا  
 دے۔ یہ مراد بیٹی ہی پر سنا کیسے ہو جیسی جانی ہے۔  
 زبان کی زبانی چشمن سے زندگی بچنے کے لیے وہ آج  
 اتنا بے بسی ہو گیا تھا کہ خود اپنے آپ کو زندگی کے خراب  
 سے نہیں نکال سکتا تھا۔ اس کے پاس اٹھ سے موت کی دوا

**سیرکاری کام**

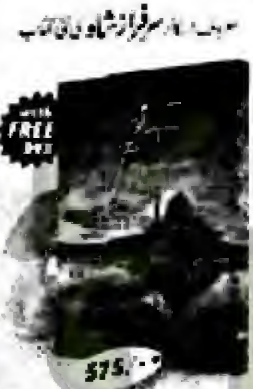
میں کار پر بھائی کے دونوں حلقے خازنوں کو دے  
 دے دیکر رہا تھا۔ ایک کدال سے لٹ پاتھ پر گھر سے  
 گزرتے ہوئے کے ساتھ ہی کدال کو گھر گزرتا تھا۔ مراد  
 اس کے پیچھے ہی اپنی ان کو حوس میں مہرنا آ رہا تھا۔  
 کوئی دھبہ میں دونوں بیٹے میں نہاتے ہوئے  
 تھے۔ میرے لیے وہ ایک سہارا تھے۔ میرے قریب ہا کر  
 پر چھا۔ "تم دونوں بہت محنت کر رہے ہو لیکن اس کا مقصد  
 کیا ہے... کو کا کھوئے ہوا اور میرے ہوا۔"  
 ایک نے اپنی وضاحت سے کچھ صاف کرتے  
 ہوئے تھا۔ "یہاں جتنے آدمیوں کی لڑائی ہے... آج  
 ہم دونوں کے پیچھے دھلا جا رہا ہے۔"  
 "وہ بھی کیا کرنے کے لیے کیا تھا۔"  
 "پادے لگائے... کو کا کھوئے... پادے لگا کر مٹی  
 ہر دو دو ہر دو ہے کہ ہم اپنا کام کر رہے ہیں۔"  
 کدال سے حال صحتی کی برہنگی

بچے کے سوا کوئی چارہ نہیں رہ گیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی  
 جینیں موجود تھا کہ اس جیسے کٹا کدال کی دوا میں اتنی آسانی  
 سے قبول نہیں ہو سکتی۔ ایسا کہ اسے بھی کے احساس نے  
 آخر کار اسے اپنی آنکھیں بند کر لینے پر مجبور کر دیا۔ آخر کوئی  
 رحم، نیچے اور غرت سے بھری انہوں کی نگاہوں کو کب تک  
 سہ سکتا ہے۔ وہ بھی نہیں سہ سکتا۔  
 "شاہد انہیں بخدا کرے ہے۔ آجے ہم سب باہر چلے  
 ہیں۔" مراد شاہ نے سب سے کہا تو ایک ایک کر کے سب  
 کرے سے باہر نکل گئے۔  
 "بھیری ڈاکٹر سے بات ہو گئی ہے۔ غریبی  
 ہمارے حوالے کر دی جائے گی اور ان ملازمین کو بھی ہا کر  
 دیا جائے گا جو کسی جرم میں ملوث نہیں ہیں۔ آپ لوگ چاہیں  
 تو ابھی غریبی کے لیے روانہ ہو سکتے ہیں۔ باہر گاڑی اور  
 ڈرائیور موجود ہیں۔" ڈاکٹر روم میں تھی کہ مراد شاہ نے  
 ان سب سے کہا۔ وہ خود بہت تھا اور مراد کی نظر آ رہا تھا۔  
 لیے سڑک کے بعد اسپتال آنے تک بھی اسے مسلسل مصروف  
 رہتا تھا۔ پتہ ڈیٹان کی صورت میں اس نے بہت سے  
 مصلحتات خود ہی لٹا دیے تھے اور صرف ٹون پر ہی سارے  
 سکتے ہو گئے تھے۔  
 مراد شاہ چھوٹی چھوٹی، بنو مراد اور نرے مراد





**اردولفت**  
(جامع تصوف)  
مروج وفتوح القادح مغربہ  
تھاوت طبعہ المجلد اور  
فلمی صلاحت کا شہدہ عربی لغت



499/-  
499/-



499/-  
499/-

- |                   |               |               |               |
|-------------------|---------------|---------------|---------------|
| 350/-             | 400/-         | 350/-         | 400/-         |
| اسان اور دین      | نور کو انوریت | خزنی معرکہ    | نور کو انوریت |
| 100/-             | 450/-         | 350/-         | 400/-         |
| پاکستان میں اسلام | خانک اور قرون | نور کو انوریت | نور کو انوریت |
| 350/-             | 350/-         | 350/-         | 400/-         |
| خزنی چنگ          | کلیسا اور آگ  | نور کو انوریت | نور کو انوریت |
| 150/-             | 425/-         | 350/-         | 400/-         |
| سولہ ہند          | قائد چار      | نور کو انوریت | نور کو انوریت |
| 200/-             | 350/-         | 350/-         | 400/-         |
| طیغ و تیرہ        | فدائے قاسم    | نور کو انوریت | نور کو انوریت |
| 300/-             | 150/-         | 350/-         | 400/-         |
| شاہین             | ہند کے آتی    | نور کو انوریت | نور کو انوریت |

Buy online: [www.jaspress.com](http://www.jaspress.com)  
042-3727087h 051-5534609 061-4781781  
041-2627568 021-32765086 027-2780178

اور سے لے کر ہوا اسپتال پہنچا تھا جس میں جی سی سیل کرنے کے بعد رکھا گیا تھا۔ آڈیو کو اپنے بکھرے ہوئے کام لٹانے کے لیے وہ انچ ریسٹ پر ہی ان سے چاہا اور کیا تھا۔ اس نے مشورہ سے کہا تھا کہ وہ بکھرے ہوئے اسپتال چلی جائے گا۔

”آپ باقی لوگوں کو لے کر چلے جائیں۔ میں آڈیو کا انکار کروں گی۔“ بچی کو گود میں اٹھائے مشورہ ایک سوئے پرنگ لگی۔

”میں بھی ابھی نہیں جاؤں گا۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ ہمارے علاقے کے اسی غیر آڈیو بھی اس اسپتال میں داخل تھا۔ میں ان کی حراست پر ہی کے لیے یہاں لوگوں کا۔“ مراد شاہ نے اسے جواب دیا اور بھر باقی لوگوں کی طرف متوجہ ہوا۔ ان افراد میں اس کی بیوی، بیٹی، دوستی ماں، بھائی، بھوڑا فریڈ اور اس کا چچا شامل تھے۔ بھائی انھوں سے ایک ایک کا چہرہ دیکھتے اس کی شہر فریڈ کے چہرے پر دک لگیا۔ یہ لڑکی بھی تو اس کے باپ کے علم کا نشان بن کر ان کے خاندان میں موجود تھی۔ غصہ ہونے لگے کوڑ کر کے فریڈ سے غصہ ہونے کی جرأت کرنا۔

”اگر آپ چاہیں تو اپنے لیے کوئی حساب فیصلہ کر سکتی ہیں۔ ہماری کئی ذاتی فیصلے آپ کو ایک ذاتی مشورہ شخص سے بات کرنا چاہیے ہیں اب میں آپ کی زندگی کے سارے اختیارات آپ کے ہاتھ میں دینا چاہتا ہوں۔“ فریڈ سے کب جی سی سیل کے مشورے اپنی حراست سے بات کی تھی، اس کی آنکھیں چمک چمک رہیں اور گارنہ نہ کیا۔ وہ جڑی شکل سے بکھرنے کے قابل ہو گئی۔

”آپ کا گھر پر ہوائی صاحب کر آپ نے میرا خیال کیا لیکن میں جی سی سیل چھوڑ کر نہیں جانا چاہتی۔ میرے پاس اپنی زندگی کے لیے کوئی خواب ہو رہا تھا جس میں ہے لیکن میں چاہتی ہوں کہ میرا بیٹا اپنے خاندان میں ہی پروٹی پائے۔ میں نے یہ فیصلہ لیا ہے کہ میں کیا ہے کہ میری معنونات کے مطابق اب اس خاندان کی ہر برائی جس شخص کو لگنے والی ہے وہ ایک اور وہ تعلیم یافتہ اور منصف حراست شخص ہے۔“ فریڈ جوں جوں بولی تھی، اس کی زندگی بھئی آواز صاف ہوتی چلی گئی۔

”میں چھوڑ کر کوشش کروں گا کہ آپ کی ان توقعات پر پورا اتر سکوں۔“ مراد شاہ نے اسے جواب دیا اور بھڑی سے اٹھ کر گیا۔

”بہت بہت شکریہ۔“ مشورہ نے فریڈ کے ہاتھ اپنے



”وہ میرے لیے بہت ظالم ثابت ہوئے کیونکہ ان کے مطابق میں انسانیت کی دشمن تھی۔ مجھ سے بڑی نگہانے کے لیے انہوں نے میرے ہونے، بازوؤں اور چہرے کو تیار کیا کہ میرے گرد کے جھلا لانا۔ انہوں نے کہا کہ وہ مجھ سے کوئی انسانی سلوک نہیں کر سکتے کیونکہ میں، میرا وجود انسانیت کے نام پر ایک جانور تھا۔“

وہ لڑاؤ کے چنے سے گئی اسے بڑیانی لہجے میں بتاتی رہی۔ لڑاؤ جو غور و جزی مطالعہ سے بچ گیا کہ وہیں نے بارگ پھلایا تھا اسے اس حال میں دیکھ کر کٹا گڑھ کیا۔ یہ وہ لڑاؤ نہیں تھی جس پر وہ مرتا تھا اور جو اس کے ایک اشارے پر بڑے بڑے سوراخوں کو اپنے جسم کے ہتھیار سے تھار کر کے اس کے قدموں میں ڈال دیتی تھی۔ وہ ڈھنچکی لگتی ہے اور انت حسن کے خلاف سے ہی اپنا کام دکھاتی تھی۔ حسن کو دینے کے بعد تو وہ دس فیصد بھی ان کے کام کی تھیں وہی تھی اور ان کا بڑا نقصان وہ چھپ چھپاتے ہوا اشارے نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے بے جان ہاتھوں سے روٹی ہوئی لڑائی کی پتہ لگایا اور غریب تک لپکے میں لایا۔

”تم گرفت کر دو لڑاؤ احمد سے ساتھ کیے گئے اس سلوک کا پورا چارہ لیا جائے گا۔ یہاں سے وہ لوگ کی سلامت نہیں جائیں گے جس کے بدلے میں تمہاری رہائی کا وعدہ کیا گیا ہے۔ میں پہلے بھی اس کی اس طرح دیکھی کا حال نہیں تھا لیکن سرکیوں نے فرمائش کر کے مجھ کو دیا تھا۔ اب یہ فرمائش پوری کرنا میرے بس میں نہیں ہے۔ دشمنوں کو اپنے کیے کی سزا پہنچانی ہوگی۔“ وہ جو بگڑاؤ کی تسلی کے لیے کہہ رہا تھا وہ پہلے ہی سے اس کے دل میں تھا۔

اس کی اتنا پہلے ہی اسے اس بات کی اہانت نہیں دے رہی تھی کہ وہ انہوں سے بے خوفیت گل جائے لیکن اپنے اور اس کی تحریروں کے درمیان لے جانے گئے معاملات کی وجہ سے وہ دوا پھر بھی اس سلسلے میں بکھ کرنا چاہتا تھا۔ اس کے پاس اب بھی بارم کے طائے کے اور گرو منڈا رہے تھے جن کے ذہن پورے ہوا ہوا کی شکل و حرکت کی اطلاع گوری طور پر مل جاتی۔ لیکن اسے نہیں معلوم تھا کہ اسے بھی اس کی قوم کی نفرت سے ابھی طرح واقف تھی اور انہوں نے اس کے دواؤں پر ہی اہانت دینے کا پورا بندوبست کر رکھا ہے۔ یہی افسوس کی بات تھی لیکن سبیل میں بندوبست کرنا صرف خاموشی میں گزارنے والی لڑائی کو ختم نہیں کرتی اس کی پختہ ہی میں ایک ایسا چھپ چھپ کر دی گئی ہے جو اس کی لکھن اس کے ساتھ ہی آنے والے

جاوہر ملی کو ابھی طرح بتا رہی ہے۔ چپ نسب کرنے کے لیے لگایا جانے والا لڑاؤ دوسرے دشمنوں میں مل کر کھسکا گیا تھا اس لیے ایک بھی ہوئی انکنت ہونے کے باوجود وہ کہیں نہیں ہٹتی تھی۔ اس بار بازی دوسری طرف موجود لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو سب کے دل سے نکلنے سے مل ہی اس کا سرکل دینے کا حق کے لیے تھے۔

☆ ☆ ☆  
شیر باد کا پورا پورا اہا تھا اور وہ لڑتی ہوئی نظروں سے اٹھ جا رہا تھا کہ کچھ ہاتھ نہیں مصطفیٰ خان نے اس کی معاونت کے لیے بھیجا تھا۔ مصطفیٰ خان کا احتیاط کے ساتھ ہانے کے لیے اس شخص سے دور رکھا گیا تھا لیکن اس کے مطابق اس نے اس کی معاونت کے لیے بہت خوب اثر کو بھیجا ہے اور شیر باد کو لگا تھا کہ اس کا یہ کوئی درست ہی ہوگا کیونکہ اس کے سامنے کھڑے افراد میں سے کسی نے بھی اس کی تحریروں سے گھبرا کر اپنی لگائی جانے کی کوئی تسلی نہیں کی تھی اور یہی اس اعتبار سے ٹکڑے سے ہے۔

”ہاں جاوہر! کیا خبر ہے؟“ اپنے ہم نگوں کی طرف سے انہیں کان ہونے پر اس نے جاوہر کی سے رابطہ کیا۔ وہ لڑاؤ کے ساتھ اس لڑائی میں یوں بارگ آتا تھا جس سے وہ آتی تھی اور اس کے جسم میں جوت چپ کے تھے سے رہنے کی دوا سے مسلسل اس کے خاتاب میں رہا تھا۔ اس بھی تھا کہ وہ سستی اتحاد کے استقبال سے بے فکر تھا کہ لڑاؤ کو آخر دست سے رہنے کرنے آنے والوں کے لیے ایسے کسی شخص کو کھینچا لیکن نہیں رہا تھا جو لڑاؤ کے خاتاب میں ہو کہ وہ جاوہر ملی کو اس کو بالکل نظروں میں رکھ کر خاتاب کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی تھی۔ وہ دور دورہ کر گیا اس کے فکری قدم پر چلتا رہا تھا اور اس اپارٹمنٹ بلڈنگ تک پہنچنے میں کامیاب ہو گیا تھا جہاں وہ دوا لڑاؤ رہتے تھے۔ شیر باد اس بار سے اس لڑائی کے گرد و خیز میں لگائی تھی۔ عمرانی کر رہا تھا۔ اس عمرانی کے نتیجے میں وہ ڈیڑھ گھنٹہ تک اس کا سہا ب ہو گیا تھا۔ لڑاؤ اس کے سامنے ہی لڑاؤ کو اپنا حال پہنچا کر غور و انکس اپارٹمنٹ آ گیا تھا۔ اس کے اندر سے لگا تھا کہ وہ شدید اضطراب کا شکار ہے۔ اس کے جسمانی تھکاؤ اور لڑاؤ کے ساتھ کسوں ہوئی واضح دیکھی و قربت نے ہی جاوہر ملی کو یہ اندہ کر دیا تھا کہ اس شخص کو لایا ہے کیونکہ خیرات سے کھینچنے والے اس شخص کے حقوق صرف ایک استغنیائی تھی کہ وہ لڑاؤ سے محبت کرتا ہے اور لڑاؤ تھا کہ لڑاؤ لڑت کر رہی کے پاس جاتے کی۔

بلڈنگ کے اندر گھسنا تے اس نے لڑاؤ کے اپارٹمنٹ تک رسائی کی ایک دلچسپ ترکیب بھی استعمال کر لی تھی۔ بلڈنگ کے کونوں پر ایک ایسا لوگ تھا جس میں اپارٹمنٹ نمبر کے ساتھ یہ پھیل دینے تھی کہ اس اپارٹمنٹ میں کسی قسم کے مقرر جانور یا مقررہ افراد نہیں گئے تھے بلکہ ان کی موجودگی کا فک ہے۔ یہ لوگ چھٹی عہد پر بلڈنگ کے کونوں کی طرف سے ان کے پاس کے لگے لگے ایک ایک مکان ان کا نام آسان کر گیا۔ شیر باد نے اس کی حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں وہی جاننے والی تجربہ کو پختہ کیا تھا اور اب اس تجربہ پر عمل کرنے کے لیے وہ اپنی ہم کے ساتھ وہاں جانے والا تھا۔

”وہ ابھی تک اپنے اپارٹمنٹ میں ہی موجود ہے۔ جو لوگ لڑاؤ کو آخر دست سے لائے تھے، ان میں سے صرف ایک ہے جس کو میں نے دیکھا ہے جاتے ہوئے نہیں دیکھا اور چھٹی طور پر وہ اس کے ساتھ امدادی ہے۔“ ان دو کے علاوہ کوئی تیسرا شخص پہلے سے اندر موجود نہ تھیں چھٹی طور پر بھوکے تھے کہ سکتا۔“ جاوہر ملی نے مستعدی سے اپنی ہر بات غور کی۔

”فیک ہے۔ ہم چارہ دست میں وہاں بھی رہے ہیں۔“ شیر باد نے اس سے کہا اور سلسلہ متعلق کر کے اپنے ساتھ موجود افراد کی طرف حوجہ ہو گیا۔ ان چاروں نے اس بہت ایک ایسی گنتی کے ہر نظام بیان رکھتے تھے جو پختہ نگین کا کام کرتی تھی۔ یہ نظام، خلاقی تھا اور گنتی کے ہر گروہ والی گاڑی کا فکری دست میں ہر دست مصطفیٰ خان کی یہاں پھر بھی کارروائی کا تحت تھا۔

”تم میں سے وہ افراد میرے ساتھ رہیں گے جبکہ وہ بچے والے طور کے حقیقت میں رسول کے انداز میں اپنا کام کریں گے۔ یاد رکھنا کہ بچے طور پر موجود لوگ صرف ایک آپ کے لیے ہوں گے تھے ہمارے کال کے پیچھے کئی مداخلت نہیں کریں گے۔ اوقات کھیرا“ انہیں سمجھاتے ہوئے ان لوگوں ان نے کسی آدمی آخر کے سے سخت لہجے میں دریافت کیا۔ ”نیم سر۔“ ان چاروں نے مستعدی سے جیک وقت جواب دیا۔ اس کے بعد وہ خود وہاں سے روانہ ہو گئے۔ موٹر گام والی گاڑی، جو نظام اور بھوکے موجودگی کی وجہ سے انہیں بلڈنگ میں داخل ہونے میں کوئی دشواری نہیں محسوس آتی۔ یہاں تک کہ ان کے انتہائی فخر آتے چہرے بھی کسی قسم کے فک کا باعث نہیں بنے کہ یوں بارگ میں اس قسم کے لپکے رہے کہ لڑاؤ میں ہر گروہ اپنی اپنی مامک سے

آئے ہوئے لوگ ہی فاکر ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے سامان کی آڑ میں ان کے لیے ہتھیار چھپا کر لے جانا بھی آسان ہو گیا تھا۔ ان بھی انہیں نے ہتھیار ک ہتھیاروں کے علاوہ بھوکے چھڑوں کا کھاتاب بھی تھا جو ہر ہتھیار محسوس ہی نہیں ہوتی تھیں۔ خواتین کا اپنے دفاع کے لیے استعمال کیا جانے والا کرکٹ گانے والا آلہ، بے ہوش کرنے والی میس سے ہمارا سپرے، پھولی ہی اول میں تھیں ہر ای طرح کی چار دوسری معمولی سی اشیاء کسی کی نظر میں اسکل تھیں۔ وہ تو آرام سے لیٹے تھیں کے سامان کے ساتھ دل مل گئی تھیں۔ باہر عمرانی کرتے جاوہر ملی کو بھی اس طرح کا اشارہ دیکھنے والے بلڈنگ کے اندر گھسے چلے گئے۔

لٹ میں داخل ہونے سے گلی البتہ خیر یاد بکھر دیر نہیں پورا کے سامنے اس انداز میں کھڑا رہے وہاں گے لوگوں کی تحلیلات اپنی ہی ٹوٹ بک میں دیکھ کر ہوا لیکن حقیقت اس نے لوگوں میں لڑاؤ کے قلیل نمبر کا لہجہ ہی بکھری دتی سے اضافہ کر دیا تھا۔ یہیں صرف ایک احتیاط کی ضرورت تھی تھا کہ کسی قسم کی خود پختہ کی فوج کی ضرورت ہی آتی۔ حسب پر گروہ اس کے ساتھ آئے آدمیوں میں سے وہ لڑاؤ کے اپارٹمنٹ سے ایک عہد بچے والے اپارٹمنٹ میں رک گئے اور خود وہ وہ آدمیوں کے ساتھ اوپر چڑھ گیا۔ لڑاؤ کے اپارٹمنٹ کی کھلی جاتے ہوئے اس کا دل اس کی کھینچوں میں دھوکہ رہا تھا لیکن ظاہری طور پر اس نے خود کو بالکل بے سوسن رکھا تھا۔

”کونسا ہے؟“ کھلی کے جواب میں وہ لڑاؤ کھولے پھر اندر سے پتہ پتہ کیا گیا۔ ”لیٹے لیٹے میں ہمارا آپ کے اپارٹمنٹ کے بکن میں ایک کارروائی کی موجودگی کی اطلاع دی گئی ہے۔“ شیر باد نے سوا ہاتھ لپکے میں جواب دیا۔ اس نے کوشش کی تھی کہ اپارٹمنٹ کے انداز سے یہ اس انداز سے کھولا ہو کہ وہ آتی سے حد پختہ لگے اس کا ہر نظام واضح طور پر دکھائی دے۔ ”میں نے ایسی کوئی لیٹیں نہیں کی۔ تم جیتنا لگاؤ کہ آگے ہو۔“ اندر سے سخت لہجے میں جواب دیا گیا۔

”میں لوگوں پر اسے ایڈریس ٹوٹ کر کے یہاں آئے ہیں مگر اگر آپ اس وقت ہماری خدمات نہیں چاہتے تو پھر اس بھی بددھت کر کے دے دیں تاکہ ہم فخر و انکس ہا کر دہرٹ کر سکیں۔“ اندر موجود لوگ اس کے لیے سخت قابل فخر تھے لیکن اس نے اپنے لہجے میں اس فخر کی جھلک نہیں آنے دی اور ایک معمولی طرز ہی کی طرح







خود بخود ہوش میں آگیا اور اپنی جگہ سے ہلنے لگا۔ یہی طرح  
 چلتا رہا تھا کہ اس طرح اپنے سامنے کی دیواروں کو دیکھ لے لیکن  
 وہ شخص اس سے ٹکر چا گیا۔ وہ دھڑکیا اور دھوکے میں  
 سویرا کے ملاوٹ کے لیے کام کرتا رہا تھا۔ جیسا کہ وہ بھی  
 سمجھتا ہوگا کہ جب ایک ایسی طرح کے حالات میں کسی  
 خلاف کی گرفت میں آتا ہے تو پہلی صورت سے وہ چار ہوتا  
 ہے۔ اس نے اس وقت اپنی اس پہلی صورت کو اذیت تاکہ  
 صورت میں تبدیل ہونے سے بچایا تھا۔ اس کی اس کھردری  
 کے بدلے میں ضرر ہونے کی بجائے اسے آسان صورت کی حالت کی  
 ہزاروں کے بدلے سے ایک گولی اس کے پیچھے جس میں اس طرح  
 اجاری کہ وہ غیر آواز نہ لگے۔ بالکل خاموشی سے ختم ہو گیا۔  
 اب بھل کر اس کی طرف تھا۔  
 ”تم جیسے خردمند شخص کو گولی کی آسان صورت دینے کو  
 دل تو نہیں چاہتا لیکن اس کی جگہ سے اس وقت نہ دو گھنٹوں  
 ہے اور میں تم جیسے سواری کو زندہ چھوڑنے کی ہمتی نہیں کر  
 سکتا۔“ اس نے گناہدار کو گولیاں اس کی دونوں آنکھوں میں  
 دے دیں۔ دونوں شخصوں کو کارروائی نے پہلے ہی اس کا  
 چہرہ بچا تک کر دیا تھا۔ آنکھوں کی جگہ دونوں آنکھوں کے  
 بے تو غورگی میں حیرت انگیز ہو گیا۔ گولیاں آنکھوں سے  
 داخل ہونے کے بعد اس کا سر سر قزنی ہوئی باہر نکلی تھی  
 اس لیے اس کے ذہن کو جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا  
 تھا۔ اس کے بھلے کو اس کی دانش کے قریب پہنچ کر باہر  
 نکلتے شہر بار کو کم از کم انسانی صورت ہو گیا تھا کہ وہ بڑی  
 لاش کو دیکھنے والے جیسے معاملہ کریم کے کچھ شخصوں کی دانش  
 والی نشان بھر رہی تھی مگر ان کو کون تک رسائی اتنی آسان  
 نہیں تھی کیونکہ وہ چارے انتظام سے آئے تھے۔ ان کے  
 ہاتھ دستاویز میں پیچھے تھے اور چہرہ پر ہیک اپ کی گھسی  
 تھیں۔ وہ اس بلا تک سے نکلنے کے بعد اپنے دوجہ پر موجود  
 ایک ایک نئے ٹھکانہ کر رہے تھے اور امید ہے اس شخصیت  
 سے روانہ ہو جاتے جس میں پہلے ہی ان کے لیے نہیں ہیک  
 تھیں۔ بعد میں کسی طور پاکستان کی طرف اشارہ کیا بھی جاتا  
 تو وہیں کون تھا جو ان تک رسائی دیتا۔ وہ ان چھوٹے وطن  
 لوگوں کی پناہ میں بھی جاتے جو پاکستان کی سالمیت کے لیے  
 ان کی امداد میں تھیں کیونکہ ان کی اہمیت کو ان کی طرح سمجھتے تھے۔  
 ویسے بھی امریکا سے جس طور ان کے ملاوٹ نے پائے  
 تھے وہ اس سے بڑا فتح کا کہنے سے بہت ہی لڑا لے سرائیل  
 کی سلاخوں اور چھوٹے ملکوں سے صرف نظر کرنے کی پالیسی  
 کے باوجود یہ دیکھ کر پاکستان کا بھی خیال کرنے کے بغیر کہ

ابھی اسے ملے تھا پاکستان کی ضرورت بہر حال تھی۔  
 ”اسلام ٹیکم“ جہاز اپنی منزل کی طرف  
 وہ اس قمار کا ہاتھ پونے کی گولہ پڑے رہا جس میں جیسے گھسی  
 لگیں توجہ نہیں ہوتی کہ کسی خیال کو زور تھا کہ وہ اس صورت  
 لیے جانے والا مظاہرہ خان والی کوسٹ آیا ہے۔ کسی  
 خصوصیات پر دلچسپی کے لیے گئے سلام نے اسے چھٹا ہوا  
 وہ ایک شخص سے سلام کرنے والے کی طرف توجہ دے کر  
 ہی اسے باہر سے سامنا ہوا۔ لب و لہجہ بے شک وہی تھا  
 اس کے دل پر چھٹا لیکن سامنے موجود صورت اچھی تھی۔  
 ”کیا آپ کے پاس سلام کا خطاب دینے کا کوئی  
 نہیں ہے؟“ اس کی حیرت کو دیکھ کر اچھی نے دھکیں اچھا  
 میں سکتا ہوں۔ وہ بے چارہ لیکن اس وقت لب و لہجہ بالکل  
 فطرت تھا۔ ہاتھ اور منہ میں چٹنی اور اسے لگا کر پہلے ہی  
 نے جو نہاد، جیسے اس کا دماغ تھا۔ جلاوا آواز اسے وہاں  
 کیسے سنائی دے سکتی تھی کہ اس نے اپنے دل کی تمام تر بے چینی کے  
 باوجود وہ اس حقیقت کو نہیں سمجھ سکتی تھی کہ شہر بار عادل لب  
 اس دنیا کے ہنگاموں میں شامل نہیں رہا ہے۔  
 ”مجھے عادل خان جیسے ہیں۔ پاکستانی ہوں اور اس  
 حوالے سے آپ سے بہت بڑی توقع ضرور ہوتی ہے۔“ اس کی  
 خاموشی کی پرکھ لے کر وہ اپنی ہی روشنی پر ہلکا ہوا تھا۔  
 ”مخالف سمجھے گا، میں انجینئر سے اس طرح سے  
 ٹھک ہوا ہوں نہیں کرتی۔“ آخر وہ اپنا کوسٹ لگا کر چلا۔  
 ”انجینیئر کون؟“ میں نے آپ سے اپنا تعارف کرنا  
 دیا۔ آپ بھی اپنا تعارف کروا دیں تو ساری انجینئریت ختم  
 جائے گی۔“ اس نے ہاتھ لڑکھڑکھانے میں مزہ آرہا تھا۔  
 ”شاید آپ میری بات سمجھ نہیں رہے ہیں۔ اس سے  
 پہلے کہ میرے بھائی والی آجائیں، میرا ہواگا کہ آپ بھی  
 سے اٹھ کر اپنی سیٹ پر واپس چلے جائیں۔“ اس بار اس  
 نے پہلی کی نسبت لڑا لہجہ نہایت جیسے جواب دیا۔  
 ”آپ یہ عاری پاکستانی عوامین۔“ میں بھی ہلکا  
 ہوائیوں کی توجہ دینا نہیں چاہتا تھا۔ ”فیک ہے خاتون، میں  
 واپس چلا جاتا ہوں۔“ مجھے تو میں آپ کی یہ چارہ لگتی  
 تھی۔ بہت خوب صورت ہے۔۔۔ آپ نے کہاں سے  
 خریدی تھی؟“ اس نے ہاتھ کے جسم پر موجود لیے چھوٹے  
 والی کالی چادر کی طرف اشارہ کیا تو وہ ہانک ہو گئی۔ یہ چادر  
 تو شہر بار نے بیچم ہائی میں اسے خرید کر دی تھی اور جس  
 سے آپ تک کسی کی طرح وہ اس کے پاس محفوظ ہی رہی

بھی مصطفیٰ خان نے اپنے گھر میں موجود اس کی ضرورت  
 سامان ہاتھ لگا کر اس میں سے یہ چادر نکل آئی تھی  
 اس نے بے ساختہ ہی واپس کا سفر کرتے ہوئے اس  
 پر اسے گروہ لپیٹ لیا تھا اور اب یہ اچھی جس کے پاس  
 سے بڑی کشاماسی خوشبو آ رہی تھی، اس سے اس چادر کے  
 بے شمار بچہ ہوا تھا۔  
 ”جس نے خریدی تھی جس کی بلکہ ایک بہت ہی مزاح  
 جتنی نے گھنٹہ شایستگی کی تھی۔“ وہ جی اچھی بہت جتنی سے  
 تے کر رہی تھی، چادر کے پھولوں پر غری سے ہاتھ پھیرتی  
 نے دل کو تازہ کیسے میں ہاتھ لگے۔ دیکھنے والی ٹھہریں  
 زلف کھینچ کر نکلتی تھیں کہ اس نے پھولوں کو اتنی ہی تیزی  
 سے ہموار تھا جتنی تیزی سے وہ اپنی گود میں موجود پھول سے  
 بچہ نکالتا ہے ہو گئی۔  
 ”آپ کو مزاج ہے اس کے خوش قسمت ہونے میں  
 جیسا کوئی کام نہیں ہے۔“ وہ آہستہ سے ہل کر اس کے  
 زور سے اٹھ گیا۔ کھلی کھلی ہی ہاتھ پونے کی تو مظاہرہ خان  
 اس کی آگاہی نہ سنبھال رہا تھا۔  
 ”کیا کہہ رہا تھا میرا؟“ اس نے ہاتھوں سے پیچھا  
 ”مجھے نہیں پتا کہ آپ کو چاہا کر رہا تھا۔“ نہ جانے کیوں  
 مظاہرہ خان سے کھلی چھوٹتی۔ اس پر وہ بھائی کے پیچھے  
 ہر شے سامنا احساس ہی تھا جیسے کسی کی یاد دلانا تھا۔ اس کی  
 زہنی میں شاید یہ یہ سوچ تھا کہ وہ شہر بار عادل کی دود کے  
 بڑے شکل سے گل آئی تھی۔ اسے ان پر ہتھ تک چلانے کی  
 زبرداری سنبھالنے والے جان اور کاروں سے لپٹا ہیک ہی  
 ہزار گرام میں تبدیل کر دی تھی۔ اسے اور مظاہرہ خان کو لے  
 تہذیب وادب سے بہت پہلے ان پر ہتھ کے لیے روانہ کر دیا گیا  
 تھا اور جرحہ انگریزوں پر انہوں نے یہ بات پہلے میں اور ہر  
 کسی میں لے لیا تھا۔ اگر اس مرحلے میں کوئی شخصیت کے  
 لیے ان کے اس پاس رہا تھا تو انہیں خبر نہیں ہو سکتی تھی۔ لیکن  
 ان کا کارڈ لینے کے بعد احمد لڑائی میں چھ کر چھریں  
 پہنچے ہوئے پر دم کی آمد کی کی وہ ضرور معلوم ہو گئی تھی۔  
 اس گاڑی میں انہیں ان پر ہتھ جانا تھا، اس گاڑی پر مارتے  
 تھے تھوڑا سا خبروں میں تو ظاہر ہے اس معاملے سے کوئی  
 سنبھال نہیں سکتی تھی اس لیے اور مظاہرہ خان نے کاروں کی  
 گاڑی کے علاوہ گاڑی کے ارد گرد بھر آتے اس کے  
 انہیں کو شایستگی کر لیا تھا اور اس کے بعد جہاز میں سوار  
 ہونے تک بھی وہ بے غیہ رہے تھے کہ جانے کب ایک اور  
 قاتل ہمارے گرد آ جاتا ہے۔۔۔ لیکن خبر گزری اور سامنا چھوٹے

ہوا کی گھٹنے کا سفر کرنے کے بعد آہستہ آہستہ اس سے  
 اور پہلے بھی سننے لگے لیکن بھر جانے کیوں یہ عادل خان سوچ  
 دیکھ کر اس سے بات کرنے چلا آیا۔ وہ جو نہ سکون ہو چکی  
 تھی، اس کے اپنے پاس آکر جانے کے بعد ایک پہلی بھی  
 لیکن سے نہ بچے گی۔ بلکہ قاتل کو کو بچھڑا تھا۔ کوئی ایسا  
 احساس ضرورت میں چھٹیاں لیتا تھا اور جسم وہاں کو ہلا دیتا  
 تھا۔۔۔ اور وہ جس نے اس کے اندر یہ ظالم پیدا کیا تھا خود  
 اپنی سیٹ پر آنکھیں موندے سکون سے سو رہا تھا۔ اپنی  
 راست خود سے لڑے جھگڑتے، اندر ہی اندر سنبھالنے کیسے  
 لے ہوا، وہ خود ہی جانتی تھی۔ مظاہرہ خان سے چارہ تو اس  
 بار بار یہ چہرہ کی رو کیا کہ اسے کیا ہوا ہے اور وہ دیکھ بھلی  
 نہیں نہیں ہے؟ وہ کھلا کھلا کہتا تھا اب دینی کو آج حرم سے  
 پھر اسے کسی کے لیے پر شہر بار کے لیے کمان ہوا ہے اور  
 کسی کی خوشبو میں شہر بار کی سبک محسوس ہوئی ہے۔ انکی  
 باگ پونے کی بات کی سے کیا تو وہ خود سے بھی چھوٹا  
 جانتی کی لیکن اس کو شش شش نام بہتر نہ حال ہوئی تھادی  
 تھی۔ یہ بہر طویل تھا کہ اس نے ان سڑکیں میں ہوا تو وہ جہاز میں  
 سوار ہر شخص کے ساتھ اس کی گنا یاد بھی ہوئی تھی۔ اس  
 کے جسم کا ایک ایک دور سے بھر گیا تھا۔  
 مظاہرہ خان کے پیچھے جاتی وہ نہ جانے کیسے خود کو سنبھالتی  
 رہی اور انگریزوں کی کارروائی سے شہر بار پر لگا۔ مظاہرہ  
 خان اسے ایک گاڑی میں بٹھا کر خود جانے کہاں چلا گیا۔  
 وہ ڈراما تک سیٹ پر بیٹھے شخص کو نہ بھائی تو یہ شہر بار کی۔  
 آسم سے اپنے کھانے والے روز اس نے اس شخص کو دیکھا  
 تھا۔ اسے اس شخص کا نام یاد نہیں آ رہا تھا لیکن بہر حال ان کا  
 ضرور یاد تھا کہ اس شخص سے شہر بار نے اپنے دوست کی  
 حیثیت سے تعارف کر لیا تھا۔ اس کے گاڑی میں بیٹھنے پر  
 اس شخص نے اس سے سلام دعا کی اور شہر بار نے یہ چوکر  
 چپ ہو گیا۔ ہاتھ بھی زیادہ دیکھ کے پھر نئے ٹھکانہ کی طرف  
 توجہ ہو گئی۔ ذاتی دیکھ کلیتہً ہی دیکھ لیا ہو رہی تھی کہ کسی  
 سے زیادہ بڑے عادل ہی نہیں چادر ہوا تھا۔ اس نے تو بھی  
 کے سامنے کسی کوئی دوسری طرف کا دروازہ کھول کر گاڑی میں  
 بیٹھا اور اسی گاڑی حرکت میں آگئی۔ اس نے اپنے برابر  
 میں بیٹھنے والے شخص کو دیکھا تو کہ آپ اچھی۔ تو وہی عادل  
 خان تھا جسے جہاز میں بھی ملا تھا۔  
 ”کیسی بھلاہ؟ کیا سمجھے بھائی انہیں؟“ اس کی طرف  
 دیکھ کر وہ مسکرا ہوا تھا تو اسے کچھ نہ کیا۔ فطرت دیکھنے کی کوئی  
 کھانسی ہی باقی نہیں رہی تھی۔ عادل خان، اصل میں شہر بار،



عادل تھا۔ وہ پورے اطمینان سے بے ہوش ہو گئی کہ سنبھالنے والا پاس ہی موجود تھا۔

☆☆☆

”مجاہد بہت ذہین بچہ ہے میڈم! یہ فوراً ہر بات سمجھ لیتا ہے۔ یہاں ہمارے پاس اس جیسے جتنے بھی بچے ہیں۔ ان میں مجاہد سب سے زیادہ ذہین ہے۔“ وہ تم ہوتی آنکھوں سے مجاہد کی لمبھری باتیں سن رہی تھی اور اس کی نظریں مسلسل ڈھائی سالہ مجاہد پر لگی ہوئی تھیں جو بڑے اٹھاک سے اپنے سامنے رکھے رنگ برنگے بلاکس سے کچھ بنانے کی کوشش کر رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ کام نہیں کرتا تھا اس لیے اس کے لیے یہ کام قدرے دشوار تھا لیکن پھر بھی وہ اچھی کوشش کر رہا تھا۔ وہ ایک حوصلہ مند بچہ تھا جس کا دماغ بھی عام بچوں سے کچھ پیچھے تھا لیکن ورگے میں ملی حوصلہ مندی اسے بھی کسی کام سے پیچھے نہیں ہٹے دیتی تھی۔ شاید اس لیے کہ وہ دنیا میں آنے سے بھی پہلے ماں کی کوکھ سے یہ سبق سیکھتا چلا آ رہا تھا۔

اس کی حوصلہ مندی نے اپنے اس بچے کی معذوری کو اپنی جان کا رنگ نہیں بنایا تھا بلکہ اپنے بہت ہی چاہنے والے شوہر سے فرمائش کر کے اس کی بچوں کے لیے جدید خطوط پر کام کرنے والے اس اسکول کی بنیاد رکھ کر مجاہد جیسے بہت سے بچوں کے لیے آسائیاں پیدا کر دی تھیں۔ ان دونوں میاں بیوی کی روحوں کے تال میل آپس میں اتنے ملنے جتنے کہ ایک کے لیے دوسرے کی بات حکم کا درجہ اختیار کر لیتی تھی۔ لیکن یہ حکم ایسا ہوتا تھا جس کی تعمیل بوجہ محسوس ہونے کے بجائے روح کو ہر شاری عطا کر دیتی تھیں۔ انہوں نے بڑی لمبی بھرکی مسافت طے کرنے کے بعد ایک دوسرے کو پایا تھا سو ایک دوسرے کے قدردان بھی اسی حساب سے تھے۔

ایک دوسرے کی سگت میں رہ کر وہ بنا کہے بھی ایک دوسرے کی خوشی کا سامان کرنے کا ہنر جانتے تھے۔ ایک کی خواہش دوسرے کی خوشی ہوتی تھی۔ شہر یار نے صرف اسے ہی نہیں، اس کے بچے کو بھی پوری طرح اپنا ہاتھ لگے بھی تو اسے یوں محسوس ہوتا تھا کہ شہر یار اس سے بھی بڑھ کر مجاہد کو چاہتا ہے۔ شہر یار کا ہاتھ تمام کر وہ اسلم کی روح سے بھی شرمندہ نہیں ہوتی تھی بلکہ اسے یقین تھا کہ اسلم بھی اسے شہر یار کے ساتھ دیکھ کر اوپر کہیں خوش ہوتا ہوگا کہ وہ ایک ایسی خوش قسمت عورت تھی جس کے دونوں چاہنے والوں نے اسے پانے سے زیادہ اس کی خوشی کو مقدم جانا تھا۔ اسلم نے اسے خوش رکھنے کی پوری کوشش کی تھی اور شہر یار کے ساتھ وہ

خوش تھی کہ پہلی محبت کو پالینا شاید دنیا کا سب سے خوش گذر تجربہ ہوتا ہے۔ شہر یار نے اس کو اتنے مان کے ساتھ اپنا ہاتھ لگایا تھا کہ اپنی ذات کا ہر راز اس کے ساتھ شیئر کر ڈالا تھا۔ (مکمل سالمیت کے رازوں کی بات الیہ تلفظ تھی)۔

”واہ جناب! کیا پیش ہیں۔ محترمہ یہاں بچے کو دیکھ کر مسکرا رہی ہیں اور اس آفت کی پرکالہ کو میرے ذمے لگا دیا ہے۔ مجال ہے جو یہ شہزادی ایک منٹ کے لیے بھی تک کر بیٹھی ہو۔“ وہ ابھی وہاں سے پلٹنے کا سوچ ہی رہی تھی کہ شہر یار سوا سالہ عاتکہ کو گود میں اٹھائے وہاں چلا آیا اور اس سے شکایت کی۔

”میں کیا کر سکتی ہوں۔ آپ کی بیٹی آپ پر ہی مکی ہے۔ آپ بھی تو مشکل ہی سے کہیں تک کر بیٹھتے ہیں۔“ عاتکہ کو شہر یار کی گود سے لپٹے ہوئے اس نے شوق لہجے میں جواب دیا تو شہر یار بس مسکرا کر رہ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ ماہ بانو نے اسے کس حوالے سے بھیڑا ہے۔

ماہ بانو سے شادی کے بعد اس نے اپنی زندگی کا بہت اچھا سیٹ اپ بنالیا تھا۔ وہ لاہور جیسے بڑے شہر کو چھوڑ کر ایک چھوٹے شہر میں منتقل ہو گیا تھا اور یہاں اپنے ذاتی وسائل سے اسکول اور چھوٹے سے جدید اسپتال کے قیام کے علاوہ بھی زندگی کی دیگر سہولیات فراہم کرنے کے لیے کوشاں رہتا تھا۔ دوسرے الفاظ میں اس نے اپنے لیے یہاں ایک جنت بسائی تھی لیکن اس جنت میں بھی وہ تک کر نہیں بیٹھتا تھا۔ سی ایف پی سے اس کی وابستگی اتنی گہری تھی کہ جب بھی اس طرف سے پکارا جاتا، وہ فوراً لپک کھتا ہوا دوڑ پڑتا۔ ماہ بانو نے اسے بھی جانے سے نہیں روکا تھا کہ جانتی تھی کہ وہ رک گیا تو محض بے روح جسم بن کر رہ جائے گا۔ مذاق میں کچھ کہہ دینا الگ بات لیکن وہ بھی شہر یار کو اس کے مقصد حیات سے دور کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔

”ناموں جان اور ممانی جان آرہے ہیں۔“ وہ اس کے ساتھ چلتی باہر کی طرف بڑھی تو اس نے بتایا۔

”کب تک پہنچیں گے؟“ اس نے خوش دلی سے پوچھا۔ خود اس کے سارے رشتے تو تقریباً ختم ہو گئے تھے جو بچے تھے انہیں بھی اس نے شہر یار کی پرائیویسی کے خیال سے اپنے قریب لانے کی کوشش نہیں کی تھی۔ الیہ اٹا اطمینان ضرور کر لیا تھا کہ جی آباد کا موجودہ حاکم مراد شاہ ان کی خبر گیری کرتا رہتا ہے۔ اب وہ شہر یار کے خاندان کو بھی اپنا سب کچھ تصور کرتی تھی۔

”دوپہر کے کھانے تک پہنچ جائیں گے۔“ شہر یار

کے مزے سے دیے گئے جواب پر اس کی چٹکل گئی۔ ”کیا۔۔۔ دوپہر کے کھانے پر اور آپ مجھے اب ہونے ایک سچے اطلاع دے رہے ہیں۔۔۔ مگر سے کال نہیں کر سکتے تھے کیا؟“ عاتکہ کا اظہار کرتی وہ شہر یار کو ہمیشہ سے زیادہ پیاری لگی۔

”کیوں خود کو ہلان کرتی ہو یار! میں نے سارے انتظامات کر دیا دیے ہیں۔ بھلا میں اپنی اتنی پیاری بیوی کو اس کے سسرالیوں کے سامنے شرمندہ کر داسکتا ہوں کیا؟“ اس کے شانے پر اپنا ہاتھ پھیلاتے شہر یار نے اسے خود سے قریب کیا۔

”شرمندگی کی بات نہیں۔ مجھے وہ لوگ آپ کے حوالے سے مزید ہیں اس لیے مجھے خود ان کی خدمت کر کے خوش ہوتی ہے۔“ اس نے نہایت سچائی سے اپنے جذبات کا اظہار کیا۔

”میں جانتا ہوں اس لیے میں نے بہت سارے دنوں کے لیے انہیں یہاں بلوالیا ہے۔ تم دل بھر کر ان کی خدمتیں کرنا۔“ بے پردا سے اعزاز میں کہہ کر وہ گاڑی اُن لاک کرنے لگا۔ پھر پہلے دروازہ کھول کر اسے بٹھایا، اس کے بعد خود گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر جا بیٹھا۔

”شہر یار!“ اس کے گاڑی اسٹارٹ کرنے سے قبل ماہ بانو نے اپنا نازک سا ہاتھ اس کے مضبوط ہاتھ پر رکھا۔

”ہوں۔“ وہ اس کی طرف دیکھے بغیر بولا۔

”آپ کتنے جا رہے ہیں نا؟“ بہت دھیمے سے بولتی وہ اس بات سے بے خبر تھی کہ اس کی شریعتی اپنی اس کے گلے پر لگے رنگ برنگے موتی نوج نوج کر پیچک رہی ہے۔

”تمہیں معلوم تو ہے یار پھر کیوں پوچھتی ہو؟“ اس نے گویا ماہ بانو سے نظریں چرائیں۔

”ادھر میری طرف دیکھیں۔“ اس نے شہر یار کی فوری کے نیچے اپنا ہاتھ رکھ کر اپنی طرف رخ کیا۔ اس نے دیکھا تو دیکھتا رہ گیا۔ گہری رنگت پر گہور سیاہ آنکھیں کسی کو بھی ڈبو دینے کی صلاحیت رکھتی تھیں۔ وہ بھی ڈولنے لگا۔

”اس بار شاید مجھے کچھ زیادہ دن لگ جائیں۔“ ناموں جان کو کاروباری معاملات دیکھنے کے لیے واپس لاہور جانا پڑے گا الیہ ممانی جان اور سلو مستقل یہیں رہیں گے۔ تم گھبرانا مت۔“ وہ اسے تسلیاں دینے لگا۔

”میں بالکل نہیں گھبراؤں گی۔ آپ بھی مگر مندمت ہوں۔ میں آپ کے واپس آنے تک یہاں سب سنبھال

گوداب

لوں گی۔“ آنسوؤں کو پیچھے دھکیلتی وہ اس کا حوصلہ بڑھاتی رہی اور جب مزید ضبط کا پارا نہ رہا تو اس کے سینے میں منہ چھپالیا۔ یہ سیداس کی پناہ گاہ تھا اور اس سینے میں دھڑکتا دل اس کے نام کی مالا چیتا تھا لیکن کسی بھی انسان کا بس کسی ایک فرد سے ہی تو رشتہ نہیں ہوتا۔ اسے اور بھی بہت سے رشتے نبھانے ہوتے ہیں۔ شہر یار کو بھی بار بار اپنی مٹی سے رشتہ نبھانے کے لیے اسے چھوڑ کر جانا پڑتا تھا کہ وہ جو جنگ لڑ رہا تھا، اس کا شاید کوئی انجام نہیں تھا۔ ڈیوڈ، پاٹھ، ورما، گپتا اور ان جیسے لوگوں کو ختم کر دینے کے باوجود مزید کئی تھے جو ہر روز سر اٹھاتے رہتے تھے۔ لٹل عرف ایللی پارکر کو تو وہ خود نیو یارک میں زندہ چھوڑ کر آیا تھا۔ اب تک ہیروئن کے تاجروں کا اور اس کے ساتھیوں سے بھی نا کرانہ ہو سکتا تھا۔ اتنے بہت سے دشمنوں کے ہوتے بھلا وہ کیسے چھپا کر ہاتھ سے رکھ سکتا تھا۔ ہاں زندگی نے بس اتنی مہربانی کر دی تھی کہ جب وہ تپتی دھوپ میں اپنا وجود جھلسا کر واپس لوٹا تھا تو محبت کے شہر سایہ دار میں بیٹھنے کا موقع مل جاتا تھا۔

”آپ بے فکری سے اپنے مشن پر جائیں۔ میں یہاں آپ کی کامیابی کے لیے خوب دعا کروں گی۔“ وہ اپنے سینے میں چھپا ہونے کی وجہ سے اس کا چہرہ نہیں دیکھ سکتا تھا لیکن آنسوؤں کی اس نمی کو محسوس کر سکتا تھا جو اس کے گریبان کو بھگور رہی تھی۔ بے ساختہ ہی اس نے پوری قوت سے اسے اپنے ساتھ کھینچ لیا اور اس کے ماتھے اور بالوں پر یوسوں کی بو چھڑا کرنے لگا۔ بے تاب دلوں کی یہ شدت اوپر والا بھی جانتا تھا، سو وہ بھی انہیں دائمی جدائی کا طذاب دینے والا نہیں تھا۔ ہاں، اتنا ضرور تھا کہ ان کا شمار ان منتخب لوگوں میں ہوتا تھا جنہیں بطور خاص آزمائشوں کے لیے چنا جاتا ہے کیونکہ کم کم ہی لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ذات سے بڑھ کر ملک و قوم اور انسانیت کے لیے سوچتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی زندگی کی کہانی ”اور پھر وہ ہمیشہ سکھ سے خوشی سے ایک ساتھ رہنے لگے“ کے درمیان جملے پر ختم نہیں ہوتی۔ ایسی کہانیاں دکھ سکھ کی آمیزش کے ساتھ چلتی رہتی ہیں۔ ماہ بانو اور شہر یار عادل کی کہانی کو بھی ایسے ہی چلنے رہنا تھا۔

... گوداب سے ساحل اور ساحل سے گوداب تک کا سفر طے کرتے ہوئے لیکن اہم بات یہ تھی کہ انہیں یہ سفر طے کرنے کی صحت و جماعت نہایت کی گئی تھی اور یہی نہایت ہی توجہ سے بڑی نعمت ہے۔

